محمد یوسف اصلاحی

انتساب

ان

فرزندانِ اسلام کے نام

جو

رضائے الٰہی کی خاطر

بندگانِ خدا کے دلوں میں

اسلام کے لیے

جذبۂ شوق و عقیدت پیدا کرنے کی آرزو میں ان اسلامی آداب

سے اپنی زندگیوں کو بنانے اور سنوارنے کا

عزم و حوصلہ رکھتے ہیں۔

تعارف

زندگی سے بھرپور فائدہ اٹھانا، خاطر خواہ لطف اندوز ہونا اور فی الواقع کامیاب زندگی گزارنا یقیناً آپ کا حق ہے لیکن اسی وقت جب آپ زندگی کا سلیقہ جانتے ہوں، کامیاب زندگی کے اصول وآداب سے واقف ہوں اور نہ صرف واقف ہوں بلکہ عملاً آپ ان اصول وآداب سے اپنی زندگی کو آراستہ وشائستہ بنانے کی کوشش میں پیہم سر گرم بھی ہوں۔

ادب وسلیقہ، وقار وشائستگی، ادب وپاکیزگی، تمیز وحسن انتخاب، ترتیب وتنظیم، لطافتِ احساس وحسن ذوق، عالی ظرفی اور شرافت طبع، ہمدردی اور خیر خواہی، نرم خوئی اور شریں کلامی، تواضع، اور انکساری، ایثار وقربانی، بے غرضی اور خلوص، استقلال وپامردی، فرض شناسی اور مستعدی، خداترسی اور پرہیزگاری، توکل وجرأت، یہ اسلامی زندگی کے وہ دلکش خدوخال ہیں جن کی بدولت مومن کی بنی سنوری زندگی میں وہ غیر معمولی کشش اور وہ اتھاہ جاذبیت پیدا ہو جاتی ہے کہ نہ صرف اہل اسلام بلکہ اسلام سے ناآشنا بندگانِ الٰہ بھی بے اختیار اس کی طرف کھنچنے لگتے اور عام ذہن یہ سوچنے پر مجبور ہوتے ہیں کہ جو انسانیت نواز تہذیب زندگی کو نکھارنے، سنوارنے اور غیر معمولی جاذبیت سے آراستہ کرنے کے لیے انسانیت کو یہ بیش بہا اصول وآداب عطا کرتی ہے، وہ یقیناً ہوا اور روشنی کی طرح سارے انسانوں کی میراث ہے اور بلاشبہ اس قابل ہے کہ پوری انسانیت اس کو قبول کرکے اس کی بنیادوں پر اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی کی کامیاب تعمیر کرے تاکہ دنیا کی زندگی بھی راحت وسکون، عیش ونشاط، اور امن اور عافیت کا گہوارہ بنے اور دنیا کے بعد کی زندگی میں بھی وہ سب کچھ حاصل ہو جو ایک کامیاب اور فلاح یافتہ زندگی کے لیے ضروری ہے۔

پیش نظر کتاب "آداب زندگی" میں اسلامی تہذیب کے انہی اصول وآداب کو معروف تصنیفی ترتیب کے ساتھ پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ کتاب اللہ، اسوۂ رسول ﷺ اور اسلاف کے زندہ جاوید آثار کی رہنمائی اور اسلامی ذوق ومزاج کی روشنی میں زندگی کا سلیقہ سکھانے والا یہ مجموعہ مرتب کی گیا ہے، جو پانچ اہم ابواب پر مشتمل ہے۔

باب اول: سلیقہ وتہذیب

باب دوم: حسن بندگی

باب سوم: تزئین معاشرت

باب چہارم: دعوت دین

باب پنجم: احساس عبدیت

ان پانچ ابواب کے تحت زندگی کے تقریباً سارے ہی پہلوؤں سے متعلق اسلامی آداب کو

موثر ترتیب۔ سہل اور سادہ زبان۔ عام فہم اور دل نشین تشریحات۔ اور بصیرت افروز دلائل۔ کے خطابی انداز میں نمبروار پیش کیا گیا ہے۔

توقع ہے کہ "آداب زندگی" کا یہ مجموعہ ہر طبقے اور ہر عمر کے شائقین کے لیے اللہ کے فضل وکرم سے خاطر خواہ مفید ثابت ہوگا۔ اسلام سے محبت رکھنے والے بھائی اور بہنیں ان گراں قدر آداب اور پر سوز دعاؤں سے اپنی زندگیاں بھی سنواریں اور اپنے چھوٹوں کے اخلاق وعادات اور طور

طریقوں کو بھی سدھارنے اور بنانے کی کوشش کریں اور جہاں تک ممکن ہو چھوٹوں کو یہ آداب اور دعائیں یاد کرائیں۔ ان آداب سے زینت پائی ہوئی زندگی دنیا میں بھی قدر واحترام اور محبت وعقیدت کی نگاہ سے دیکھی جائے گی اور آخرت میں بھی اجر وانعام کی مستحق قرار پائے گی۔

کتاب کی ترتیب میں جن اہم کتابوں سے استفادہ کیا گیا ہے ان کے حوالے موقع ہی پر دے دیے گئے ہیں۔

خدائے بزرگ و برتر سے دعا ہے کہ وہ اس خدمت کو شرفِ قبول بخشے اور مسلمانوں کو توفیق دے کہ وہ ان اصول وآداب سے اپنی زندگیوں کو بنا سنوار کر اسلام کے لیے دلوں میں گنجائش اور شوق وعقیدت کے جذبات پیدا کریں اور یہ مجموعہ بندگانِ اللہ کی سچے دین کی طرف کھینچ لانے میں ایک مؤثر ذریعہ اور مرتب کے لیے بہانۂ مغفرت ثابت ہو اور ان خادمانِ دین کو بھی جزائے خیر میں شریک فرمائے جن کی گرانقدر کتابوں سے استفادہ کیا گیا ہے۔ آمین

محمد یوسف اصلاحی، رامپور
۳۰ اگست ۱۹۶۷

باب اول

سلیقہ و تہذیب

طہارت و نظافت کے آداب

خدانے ان لوگوں کو اپنا محبوب قرار دیا ہے جو طہارت اور پاکیزگی کا پورا پورا اہتمام کرتے ہیں نبی ﷺ کا ارشاد ہے :۔"طہارت اور پاکیزگی آدھا ایمان ہے۔"یعنی آدھا ایمان تو یہ ہے کہ آدمی روح کو پاک و صاف رکھے اور آدھا ایمان یہ ہے کہ آدمی جسم کی صفائی اور پاکی خیال رکھے۔روح کی طہارت و نظافت یہ ہے کہ اس کو کفر و شرک اور معصیت و ضلالت کی نجاستوں سے پاک کر کے صالح عقائد اور پاکیزہ اخلاق سے آراستہ کیا جائے اور جسم کی طہارت و نظافت یہ ہے کہ اس کو ظاہری ناپاکیوں سے پاک و صاف رکھ کر نظافت اور سلیقے کے آداب سے آراستہ کیا جائے۔

1. سو کر اٹھنے کے بعد ہاتھ دھوئے بغیر پانی کے برتن میں ہاتھ نہ ڈالئے، کیا معلوم سوتے میں آپ کا ہاتھ کہاں کہاں پڑا ہو۔
2. غسل خانے کی زمین پر پیشاب کرنے سے پرہیز کریں، بالخصوص جب غسل خانے کی زمین کچی ہو۔
3. ضروریات سے فراغت کے لیے نہ قبلہ رخ بیٹھیے اور نہ قبلے کی طرف پیٹھ کیجیے، فراغت کے بعد ڈھیلے اور پانی سے استنجا کیجیے، یا صرف پانی سے طہارت حاصل کیجیے۔لید، ہڈی اور کوئلے وغیرہ سے استنجانہ کیجیے، اور استنجا کے بعد صابن یا مٹی سے خوب اچھی طرح ہاتھ دھو لیجیے۔
4. جب پیشاب یا پاخانے کی ضرورت ہو تو کھانا کھانے نہ بیٹھیے، فراغت کے بعد کھانا کھایئے۔
5. کھانا وغیرہ کھانے کے لیے دایاں ہاتھ استعمال کیجیے، وضو میں بھی دائیں ہاتھ سے کام لیجیے، اور استنجا کرنے اور ناک صاف کرنے کے لیے بایاں ہاتھ استعمال کیجیے۔
6. نرم جگہ پر پیشاب کیجیے تاکہ چھینٹے نہ اڑیں اور ہمیشہ بیٹھ کر پیشاب کیجیے۔ہاں اگر زمین بیٹھنے کے لائق نہ ہو یا کوئی اور مجبوری ہو تو کھڑے ہو کر پیشاب کر سکتے ہیں لیکن عام حالات میں یہ بڑی گندی عادت ہے جس سے سختی کے ساتھ پرہیز کرنا چاہیے۔
7. ندی، نہر کے گھاٹ پر، عام راستوں پر اور سایہ دار مقامات پر قضائے حاجت کے لیے نہ بیٹھیے، اس سے دوسرے لوگوں کو تکلیف بھی ہوتی ہے اور ادب و تہذیب کے بھی خلاف ہے۔
8. جب پاخانے جانا ہو تو جوتا پہن کر اور سر کو ٹوپی سے ڈھانپ کر جایئے، اور جاتے وقت یہ دعا پڑھیے:

"اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ "(بخاری ، مسلم)

"الٰہی! تیری پناہ چاہتا ہوں شیطان سے، ان شیطانوں سے بھی جو مذکر ہیں اور ان سے بھی جو مونث ہیں۔"

اور جب پاخانے سے باہر آئیں تو یہ دعا پڑھیے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَذْھَبَ عَنِّیَ الْاَذٰی وَ عَافَانِیْ (نسائی، ابن ماجہ)

"اللہ کا شکر ہے جس نے مجھ سے تکلیف دور فرمائی اور مجھے عافیت بخشی۔"

9. ناک صاف کرنے یا بلغم تھوکنے کے لیے احتیاط کے ساتھ اگالدان استعمال کیجیے یا لوگوں کی نگاہ سے بچ کر اپنی ضرورت پوری کیجیے۔

10. بار بار ناک میں انگلی ڈالنے اور گندگی نکالنے سے پرہیز کیجیے۔ اگر ناک صاف کرنے کی ضرورت ہو تو لوگوں کی نگاہ سے بچ کر اچھی طرح اطمینان سے صفائی کر لیجیے۔
11. رومال میں بلغم تھوک کر ملنے سے سختی کے ساتھ پرہیز کیجیے۔ یہ بڑی گھناؤنی عادت ہے، الّایہ کہ کوئی مجبوری ہو۔
12. منہ میں پانی بھر کر اس طرح باتیں نہ کیجیے کہ مخاطب پر چھینٹیں اڑیں اور اسے تکلیف ہو، اسی طرح اگر تمبا کو اور پان کثرت سے کھاتے ہوں تو منہ صاف رکھنے کا بھی انتہائی اہتمام کیجیے اور اس کا بھی لحاظ رکھیے کہ بات کرتے وقت اپنا منہ مخاطب کے قریب نہ لے جائیں۔
13. وضو کافی اہتمام کے ساتھ کیجیے، اور اگر ہر وقت ممکن نہ ہو تو اکثر باوضو رہنے کی کوشش کیجیے۔ جہاں پانی میسر نہ ہو تیمم کر لیا کیجیے۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم کہہ کر وضو شروع کیجیے، اور وضو کے دوران یہ دعا پڑھیے:

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْکَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ"(ترمذی)

"میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ یکتا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ الٰہی! مجھے ان لوگوں میں شامل فرما جو بہت زیادہ توبہ کرنے والے اور بہت زیادہ پاک و صاف رہنے والے ہیں۔" اور وضو سے فارغ ہو کر یہ دعا پڑھیے:۔

"سُبْحَانَکَ اللّٰهُمَّ وَ بِحَمْدِکَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَ اَتُوْبُ اِلَيْکَ ۔"(نسائی)

"الٰہی! تو پاک و برتر ہے اپنی حمد و ثنا کے ساتھ، میں گواہی دیتا ہوں کہ کوئی معبود نہیں مگر تو ہی ہے، میں تجھ سے مغفرت کا طالب ہوں اور تیری طرف رجوع کرتا ہوں۔"

نبی ﷺ کا ارشاد ہے:۔ "قیامت کے روز میری امت کی نشانی یہ ہو گی کہ ان کی پیشانیاں اور وضو کے اعضاء نور سے جگمگا رہے ہوں گے، پس جو شخص اپنے نور کو بڑھانا چاہے بڑھالے۔" (بخاری، مسلم)

14. پابندی کے ساتھ مسواک کیجیے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے کہ "اگر مجھے امت کی تکلیف کا خیال نہ ہوتا تو میں ہر وضو میں مسواک کرنے کا حکم دیتا۔ ایک مرتبہ آپ ﷺ کے پاس کچھ لوگ آئے جن کے دانت پیلے ہو رہے تھے۔ آپ ﷺ نے دیکھ کر تاکید فرمائی کہ مسواک کیا کرو۔"
15. ہفتہ میں ایک بار تو ضروری غسل کیجیے۔ جمعہ کے دن غسل کا اہتمام کیجیے اور صاف ستھرے کپڑے پہن کر جمعہ کی نماز میں شرکت کیجیے، نبی ﷺ نے فرمایا: "امانت کی ادائیگی آدمی کو جنت میں لے جاتی ہے۔" صحابہؓ نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ امانت سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: "ناپاکی سے پاک ہونے کے لیے غسل کرنا اور اس سے بڑھ کر اللہ نے کوئی امانت مقرر نہیں کی ہے، پس آدمی کو نہانے کی حاجت ہو جائے تو غسل کرے۔"
16. ناپاکی کی حالت میں نہ مسجد میں جائیے اور نہ مسجد میں سے گزریئے اور اگر کوئی صورت ممکن ہی نہ ہو تو بھی تیمم کر کے مسجد میں جائیے یا گزریئے۔
17. بالوں میں تیل ڈالنے اور کنگھی کرنے کا بھی اہتمام کیجیے، ڈاڑھی کے بڑھے ہوئے بے ڈھنگے بالوں کو قینچی سے درست کر لیجیے، آنکھوں میں سرمہ بھی لگایئے، ناخن ترشوانے اور صاف رکھنے کا بھی اہتمام کیجیے اور سادگی اور اعتدال کے ساتھ مناسب زیب و زینت کا اہتمام کیجیے۔

18. چھینکتے وقت منہ پر رومال رکھ لیجیے تاکہ کسی پر چھینٹ نہ پڑے، چھینکنے کے بعد "یَرْحَمُکَ اللّٰہ۔ اللہ کا شکر ہے۔" کہیے، سننے والا "یرحمک اللہ۔ اللہ آپ پر رحم فرمائے" کہے اور اس کے جواب میں "یَھْدِیْکُمُ اللّٰہُ وَ یُصْلِحُ بَالَکُمْ۔ اللہ آپ کو ہدایت بخشے" کہیے۔ (بخاری: ۶۲۲۴)
19. خوشبو کا کثرت سے استعمال کیجیے، نبی ﷺ خوشبو کو بہت پسند فرماتے تھے، آپ ﷺ سو کر اٹھنے کے بعد جب ضروریات سے فارغ ہوتے تو خوشبو ضرور لگاتے۔

صحت کے آداب

1. صحت اللہ کی عظیم نعمت بھی ہے اور عظیم امانت بھی۔ صحت کی قدر کیجیے، اور اس کی حفاظت میں کبھی لاپرواہی نہ برتیے۔ ایک بار صحت بگڑ جاتی ہے تو پھر بڑی مشکل سے بنتی ہے، جس طرح حقیر دیمک بڑے بڑے کتب خانوں کو چاٹ کر تباہ کر ڈالتی ہے۔ اسی طرح صحت کے معاملے میں معمولی سی غفلت بھی حقیر سی بیماری کا پیش خیمہ بن سکتی ہے، جو زندگی کو تباہ کر ڈالتی ہے۔ صحت کے تقاضوں سے غفلت برتنا اور اس کی حفاظت میں کوتاہی کرنا بے حسی بھی ہے اور اللہ کی ناشکری بھی۔

انسانی زندگی کا اصل جوہر عقل و اخلاق اور ایمان و شعور ہے اور عقل و اخلاق اور ایمان و شعور کی صحت کا دار و مدار بھی بڑی حد تک جسمانی صحت پر ہے۔ عقل و دماغ کی نشو و نما، فضائل اخلاق کے تقاضے اور دینی فرائض کو ادا کرنے کے لیے جسمانی صحت بنیاد کی حیثیت رکھتی ہے۔ کمزور اور مریض جسم میں عقل و دماغ بھی کمزور ہوتے ہیں اور ان کی کارگزاری بھی نہایت ہی حوصلہ شکن اور جب زندگی امنگوں، ولولوں اور حوصلوں سے محروم ہو اور ارادے کمزور ہوں، جذبات سرد اور مضمحل ہوں تو ایسی بے رونق زندگی کو جسم ناتواں کے لیے وبال بن جاتی ہے۔

زندگی میں مومن کی جو اعلیٰ کارنامے انجام دینا ہیں اور خلافت کی جس عظیم ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونا ہے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ جسم میں جان ہو، عقل و دماغ میں قوت ہو، ارادوں میں مضبوطی ہو، حوصلوں میں بلندی ہو، اور زندگی ولولوں، امنگوں اور اعلیٰ جذبات سے بھرپور ہو۔ صحت مند اور زندہ دل افراد سے ہی زندہ قومیں بنتی ہیں اور ایسی ہی قومیں کارگاہِ حیات میں اعلیٰ قربانیاں پیش کر کے اپنا مقام پیدا کرتی ہیں اور زندگی کی قدر و عظمت سمجھاتی ہیں۔

2. ہمیشہ خوش و خرم، ہشاش بشاش اور چاق و چوبند رہیے۔ خوش اخلاقی، مسکراہٹ اور زندہ دلی سے زندگی کو آراستہ، پرکشش اور صحت مند رکھیے۔ غم و غصہ، رنج و فکر، جلن و بدخواہی، تنگ نظری، مردہ دلی اور دماغی الجھنوں سے دور رہیے۔ یہ اخلاقی بیماریاں اور ذہنی الجھنیں معدے کو بری طرح متاثر کرتی ہیں اور معدے کا فساد صحت کا بدترین دشمن ہے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے:۔ "سیدھے سادھے رہو، میانہ روی اختیار کرو، اور ہشاش بشاش رہو۔" (مشکوٰۃ)

ایک بار نبی ﷺ نے ایک بوڑھے شخص کو دیکھا کہ وہ اپنے دو بیٹوں کا سہارا لیے ہوئے ان کے بیچ میں گھسٹتے ہوئے جا رہا ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا اس بوڑھے کو کیا ہو گیا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ اس نے بیت اللہ تک پیدل جانے کی نذر مانی تھی۔ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:۔ "اللہ اس سے بے نیاز ہے کہ یہ بوڑھا خود کو عذاب میں مبتلا کرے" اور اس بوڑھے کو حکم دیا کہ سوار ہو کر اپنا سفر پورا کرو۔

حضرت عمرؓ نے ایک بار ایک جوان آدمی کو دیکھا کہ مریل چال چل رہا ہے۔آپؓ نے اس کو روکا اور پوچھا: "تمھیں کیا بیماری ہے؟" اس نے کہا کہ کوئی بیماری نہیں ہے۔آپؓ نے اپنا درہ اٹھایا اور اس کو دھمکاتے ہوئے کہا: "راستہ پر پوری قوت کے ساتھ چلو۔"

نبی ﷺ جب راستے پر چلتے تو نہایت جمے ہوئے قدم رکھتے اور اس طرح قوت کے ساتھ چلتے کہ جیسے کسی نشیب میں اتر رہے ہوں۔حضرت عبداللہ بن حارثؓ کہتے ہیں: "میں نے نبی ﷺ سے زیادہ مسکرانے والا کوئی شخص نہیں دیکھا۔" (ترمذی) اور نبی ﷺ نے اپنی امت کو جو دعا سکھائی ہے اس کا بھی اہتمام کیجیے۔

"اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْھَمِّ وَالْحُزْنِ وَالْعَجْزِ وَالْکَسَلِ وَ ضَلَعَ الدَّیْنِ وَ غَلَبَۃِ الرِّجَالِ" (بخاری، مسلم)

"الٰہی میں اپنے آپ کو تیری پناہ میں دیتا ہوں، پریشانی سے، غم سے، بے چارگی سے، سستی اور کاہلی سے، قرض کے بوجھ سے، اور اس بات سے کہ لوگ مجھ کو دبا کر رکھیں۔"

3. اپنے جسم پر برداشت سے زیادہ بوجھ نہ ڈالیے۔جسمانی قوتوں کو ضائع نہ کیجیے۔جسمانی قوتوں کا یہ حق ہے کہ ان کی حفاظت کی جائے اور ان سے ان کی برداشت کے مطابق اعتدال کے ساتھ کام لیا جائے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ کا ارشاد ہے:۔ "اتنا ہی عمل کرو جتنا کر سکنے کی تمہارے اندر طاقت ہو۔اس لیے کہ اللہ نہیں اکتاتا یہاں تک کہ تم خود اکتا جاؤ۔" (بخاری)

حضرت ابو قیسؓ فرماتے ہیں کہ وہ نبی ﷺ کی خدمت میں ایسے وقت حاضر ہوئے جب کہ نبی ﷺ خطبہ دے رہے تھے۔حضرت قیسؓ دھوپ میں کھڑے ہو گئے نبی ﷺ نے حکم دیا تو وہ سائے کی طرف ہٹ گئے۔ (الادب المفرد)

اور آپ ﷺ نے اس سے بھی منع فرمایا ہے کہ آدمی کے جسم کا کچھ حصہ دھوپ میں رہے اور کچھ سائے میں۔

قبیلۂ باہلہ کی ایک خاتون حضرت مجیبہؓ بیان کرتی ہیں کہ ایک بار میرے ابا نبی ﷺ کے یہاں دین کا علم حاصل کرنے کے لیے گئے۔اور (دین کی کچھ اہم باتیں معلوم کر کے) گھر واپس آ گئے پھر ایک سال کے بعد دوبارہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔(تو نبی ﷺ انہیں بالکل نہ پہچان سکے) تو انہوں نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ ﷺ نے مجھے پہچانا نہیں؟ نبی ﷺ نے فرمایا: "نہیں، میں نے تو تمہیں نہیں پہچانا۔اپنا تعارف کراؤ۔" انہوں نے کہا کہ "میں قبیلہ باہلہ کا ایک فرد ہوں، پچھلے سال بھی آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔" نبی ﷺ نے فرمایا: یہ تمہاری حالت کیا ہو رہی ہے! پچھلے سال جب آئے تھے تو تمہاری شکل و صورت اور حالت بہت اچھی تھی۔" انہوں نے بتایا کہ "جب سے میں آپ ﷺ کے پاس سے گیا ہوں، اس وقت سے اب تک برابر روزے رکھ رہا ہوں، صرف رات کو کھانا کھاتا ہوں۔" آپ ﷺ نے فرمایا: "تم نے خواہ مخواہ اپنے کو عذاب میں ڈالا، (اور اپنی صحت برباد کر ڈالی)۔ پھر آپ ﷺ نے ہدایت فرمائی کہ رمضان میں مہینے بھر کے روزے رکھو، اور اس کے علاوہ ہر مہینے ایک روزہ رکھ لیا کرو، انہوں نے کہا: "حضور! کچھ اور اضافہ فرمائیے۔" آپ ﷺ نے فرمایا: "اچھا ہر سال محرم مہینوں میں روزے رکھو اور چھوڑ دو، ایسا ہی ہر سال کرو۔" (اس سے یہ بتانا مقصود تھا کہ رجب، شوال، ذی القعد اور ذی الحجہ میں روزے رکھا کرو۔اور کسی سال ناغہ بھی کر دیا کرو) اور نبی ﷺ کا ارشاد ہے: "مومن کے لیے مناسب نہیں کہ وہ اپنے آپ کو ذلیل کرے۔" لوگوں نے پوچھا: "مومن بھلا کیسے اپنے آپ کو ذلیل کرتا ہے۔" ارشاد فرمایا:۔ "اپنے آپ کو ناقابل برداشت آزمائش میں ڈال دیتا ہے۔" (ترمذی)

4. ہمیشہ سخت کوشی، جفاکشی، مشقت اور بہادری کی زندگی گزاریئے۔ہر طرح کی سختیاں جھیلنے اور سخت حالات کا مقابلہ کرنے کی عادت ڈالیے، اور سخت جان بن کر سادہ اور مجاہدانہ زندگی گزارنے کا اہتمام کیجیے۔آرام طلب، سہل انگار، نزاکت پسند، کاہل، عیش کوش، پست ہمت اور دنیا پرست نہ بنیے۔

نبی ﷺ جب حضرت معاذ بن جبلؓ کو یمن کا گورنر بنا کر بھیجنے لگے تو ہدایت فرمائی کہ : "معاذ ! اپنے آپ کو عیش کوشی سے بچائے رکھنا، اس لیے کہ اللہ کے بندے عیش کوش نہیں ہوتے۔" (مشکوٰۃ)

نبی ﷺ ہمیشہ سادہ اور مجاہدانہ زندگی گزارتے تھے اور ہمیشہ اپنی مجاہدانہ قوت کو محفوظ رکھنے اور بڑھانے کی کوشش فرماتے تھے۔ آپ ﷺ تیرنے سے بھی دلچسپی رکھتے تھے، اس لیے کہ تیرنے سے جسم کی بہترین ورزش ہوتی ہے۔ ایک بار ایک تالاب میں آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے چند صحابیؓ تیر رہے تھے۔ آپ ﷺ نے تیرنے والوں میں سے ہر ایک کی جوڑی مقرر فرمادی، کہ ہر آدمی اپنے جوڑ کی طرف تیر کر پہنچے چنانچہ آپ ﷺ کے ساتھی حضرت ابو بکرؓ قرار پائے۔ آپ تیرتے ہوئے ان تک پہنچے اور جا کر ان کی گردن پکڑ لی۔

نبی ﷺ کو سواری کے لیے گھوڑا بہت پسند تھا۔ آپ ﷺ اپنے گھوڑے کی خود خدمت کرتے، اپنی آستین سے اس کا منہ پونچھتے اور صاف کرتے۔ اس کی ایال کے بالوں کو اپنی انگلیوں سے بٹتے اور فرماتے بھلائی اس کی پیشانی سے قیامت تک کے لیے وابستہ ہے۔

حضرت عقبہؓ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "تیر چلانا سیکھو، گھوڑے پر سوار ہوا کرو، تیر اندازی کرنے والے مجھے گھوڑوں پر سوار ہونے والوں سے بھی زیادہ پسند ہیں اور جس نے تیر اندازی سیکھ کر چھوڑ دی اس نے اللہ کی نعمت کی ناقدری کی۔" (ابو دوؤد)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جس نے خطرے کے موقع پر مجاہدین کی پاسبانی کی، اس کی یہ رات شب قدر سے زیادہ افضل ہے۔" (حاکم)

نبی ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا: "میری امت پر وہ وقت آنے والا ہے جب دوسری قومیں اس پر اس طرح ٹوٹ پڑیں گی جس طرح کھانے والے دستر خوان پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔" تو کسی نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ کیا اس زمانے میں ہماری تعداد اتنی کم ہو جائے گی کہ ہمیں نگل لینے کے لیے قومیں متحد ہو کر ہم پر ٹوٹ پڑیں گی ؟ ارشاد فرمایا: "نہیں، اس وقت تمہاری تعداد کم نہ ہو گی بلکہ بہت بڑی تعداد میں ہو گے، البتہ سیلاب میں بہنے والے تنکوں کی طرح بے وزن ہو گے۔ تمہارے دشمنوں کے دل سے تمہارا رعب نکل جائے گا اور تمہارے دلوں میں پست ہمتی گھر کرلے گی۔" اس پر ایک آدمی نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ! یہ پست ہمتی کس وجہ سے آجائے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "اس وجہ سے کہ تم دنیا سے محبت اور موت سے نفرت کرنے لگو گے۔"

حضرت ابو ہریرہؓ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

"بہترین زندگی اس شخص کی ہے جو اپنے گھوڑے کی باگیں پکڑے ہوئے اللہ کی راہ میں اس کو اڑاتا پھرتا ہے، جہاں کسی خطرے کی خبر سنی گھوڑے کی پیٹھ پر بیٹھ کر دوڑ گیا، قتل اور موت سے ایسا بے خوف ہے گویا اس کی تلاش میں ہے۔" (مسلم)

خواتین بھی سخت کوشی اور محنت و مشقت کی زندگی گزاریں، گھر کا کام کاج اپنے ہاتھوں سے کریں، چلنے پھرنے اور تکلیف برداشت کرنے کی عادت ڈالیں، آرام طلبی، سستی، اور عیش کوشی سے پرہیز کریں۔ اور اولاد کو بھی شروع سے سخت کوش، جفاکش، سخت جان بنانے کی کوشش کریں۔ گھر میں ملازم ہوں تب بھی اولاد کو بات بات میں ملازم کا سہارا لینے سے منع کریں اور عادت ڈلوائیں کہ بچے اپنا کام خود اپنے ہاتھ سے کریں۔ صحابیہؓ عورتیں اپنے گھروں کا کام اپنے ہاتھ سے کرتی تھیں۔ باورچی خانے کا کام خود کرتیں، چکی پیستیں، پانی بھر کر لاتیں، کپڑے دھوتیں، سینے پرونے کا کام کرتیں اور سخت مشقت کی زندگی گزارتیں اور ضرورت پڑنے پر میدان جنگ میں زخمیوں کی مرہم پٹی کرنے اور پانی پلانے کا نظم بھی سنبھال لیتیں۔ اس سے خواتین کی صحت بھی بنی رہتی ہے، اخلاق بھی صحت مند رہتے ہیں اور بچوں پر بھی اس کے اچھے اثرات پڑتے ہیں۔ اسلام کی نظر میں پسندیدہ بیوی وہی ہے جو گھر

کے کام کاج میں مصروف رہتی ہو، اور جو شب و روز اس طرح اپنی گھریلو ذمہ داریوں میں لگی ہوئی ہو کہ اس کے چہرے بشرے سے محنت کی تکان بھی نمایاں رہے اور باورچی خانے کی سیاہی اور دھویں کا ملگجا پن بھی ظاہر ہو رہا ہو۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

"میں اور ملگجے گالوں والی عورت قیامت کے دن اس طرح ہوں گے۔" (آپ ﷺ نے شہادت کی انگلی اور بیچ کی انگلی کو ملاتے ہوئے بتایا)

5. سحر خیزی کی عادت ڈالیے، سونے میں اعتدال کا خیال رکھیے، نہ اتنا کم سوئیے کہ جسم کو پوری طرح آرام اور سکون نہ مل سکے اور اعصاء میں تکان اور شکستگی رہے اور نہ اتنا زیادہ سوئیے کہ سستی اور کاہلی پیدا ہو۔ رات کو جلد سونے اور صبح کو جلد اٹھنے کی عادت ڈالیے۔

صبح اٹھ کر اللہ کی بندگی بجا لائیے اور چمن یا میدان میں ٹہلیے اور تفریح کرنے کے لیے نکل جائیے، صبح کی تازہ ہوا صحت پر بہت اچھا اثر ڈالتی ہے۔ روزانہ اپنی جسمانی قوت کے لحاظ سے مناسب اور ہلکی پھلکی ورزش کا بھی اہتمام کیجیے۔ نبی ﷺ باغ کی تفریح کو پسند فرماتے تھے اور کبھی کبھی خود بھی باغوں میں تشریف لے جاتے تھے۔ آپ ﷺ نے عشاء کے بعد جاگنے اور گفتگو کرنے کی ممانعت فرمائی اور فرمایا:

"عشاء کے بعد وہی شخص جاگ سکتا ہے جس کو کوئی دینی گفتگو کرنا ہو یا پھر گھر والوں سے ضرورت کی بات چیت کرنی ہو۔"

6. ضبط نفس کی عادت ڈالیے۔ اپنے جذبات، خیالات، خواہشات اور شہوات پر قابو رکھیے۔ اپنے دل کو بہکنے، خیالات کو منتشر ہونے اور نگاہ کو آوارہ ہونے سے بچائیے، خواہشات کی بے راہ روی اور نظر کی آوارگی سے قلب و دماغ سکون و عافیت سے محروم ہو جاتے ہیں اور ایسے چہرے جوانی کے حسن و جمال، ملاحت و کشش اور مردانہ صفات کی دل کشی سے محروم ہو جاتے ہیں اور پھر وہ زندگی کے ہر میدان میں پست ہمت، پست حوصلہ اور بزدل ثابت ہوتے ہیں۔

نبی ﷺ کا ارشاد ہے:۔

"آنکھوں کا زنا بد نگاہی اور زبان کا زنا بے حیائی کی گفتگو ہے، نفس تقاضا کرتا ہے اور شرمگاہ یا تو اس کی تصدیق کر دیتی ہے یا تکذیب۔"

کسی حکیم و دانا نے کہا ہے:

"مسلمانو! بدکاری کے قریب نہ پھٹکو ، اس میں چھ خرابیاں ہیں۔ تین خرابیاں تو دنیا کی ہیں اور تین آخرت کی۔ دنیا کی تین خرابیاں یہ ہیں کہ اس سے

- آدمی کے چہرے کی رونق اور کشش جاتی رہتی ہے۔
- آدمی پر فقر و افلاس کی مصیبت نازل ہوتی ہے۔
- اور اس کی عمر کوتاہ ہو جاتی ہے۔

7. نشہ آور چیزوں سے بچیے۔ نشہ آور چیزیں دماغ کو بھی متاثر کرتی ہیں اور معدے کو بھی۔ شراب تو خیر حرام ہے ہی اس کے علاوہ بھی جو نشہ لانے والی چیزیں ہیں ان سے بھی پرہیز کیجیے۔

8. ہر کام میں اعتدال اور سادگی کا لحاظ رکھیے۔ جسمانی محنت میں، دماغی کاوش میں، ازدواجی تعلق میں، کھانے پینے میں، سونے اور آرام کرنے میں، فکر مند رہنے اور ہنسنے میں، تفریح میں اور عبادت میں، رفتار اور گفتار میں غرض ہر چیز میں اعتدال اختیار کیجیے اور اس کو خیر و خوبی کا سرچشمہ تصور کیجیے۔

نبی ﷺ کا ارشاد ہے۔

"خوش حالی میں میانہ روی کیا ہی خوب ہے، ناداری میں اعتدال کی روش کیا ہی بھلی ہے اور عبادت میں درمیانی روش کیا ہی بہتر ہے۔"(مسند بزار، کنزالعمال)

9. کھانا ہمیشہ وقت پر کھایئے، پرخوری سے بچیے۔ ہر وقت منہ چلاتے رہنے سے پرہیز کیجیے۔ کھانا بھوک لگنے ہی پر کھایئے اور جب کچھ بھوک باقی ہو تو اٹھ جایئے۔ بھوک سے زیادہ تو ہر گز نہ کھایئے۔

نبی ﷺ کا ارشاد ہے: "مومن ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے،"(ترمذی)

صحت کا دارومدار معدے کی صحت مندی پر ہے اور زیادہ کھانے سے معدہ خراب ہو جاتا ہے۔ نبی ﷺ نے ایک تمثیل میں اس کو یوں واضح فرمایا ہے:۔

"معدہ بدن کے لیے حوض کی مانند ہے اور رگیں اس حوض سے سیراب ہونے والی ہیں، پس اگر معدہ صحیح اور تندرست ہے تو رگیں بھی صحت سے سیراب لوٹیں گی اور معدہ ہی خراب اور بیمار ہے تو رگیں بیماری چوس کر لوٹیں گی۔"(بیہقی)

کم خوری کی ترغیب دیتے ہوئے بنی ﷺ نے یہ بھی فرمایا: "ایک آدمی کا کھانا دو آدمیوں کے لیے کافی ہے۔"

10. ہمیشہ سادہ کھانا کھایئے، بغیر چھنے ہوئے آٹے کی روئی کھایئے۔ زیادہ گرم کھانا کھانے سے بھی پرہیز کیجیے۔ مسالوں، چٹخاروں اور ضرورت سے زیادہ لذت طلبی سے پرہیز کیجیے۔

ایسی غذاؤں کا اہتمام کیجیے جو زود ہضم اور سادہ ہوں اور جن سے جسم کو صحت اور توانائی ملے۔ محض لذت طلبی اور زبان کے چٹخاروں کے پیچھے نہ پڑیئے۔

نبی ﷺ بغیر چھنے آٹے کی روٹی پسند فرماتے، زیادہ پتلی اور میدے کی چپاتی پسند نہ فرماتے۔ بہت زیادہ گرم کھانا جس میں سے بھاپ نکلتی نہ کھاتے بلکہ ٹھنڈا ہونے کا انتظار فرماتے۔ گرم کھانے کے بارے میں کبھی فرماتے کہ اللہ نے ہم کو آگ نہیں کھلائی ہے اور کبھی ارشاد فرماتے گرم کھانے میں برکت نہیں ہوتی۔ آپ ﷺ گوشت پسند فرماتے، خاص طور پر دست، گردن اور پیٹھ کا گوشت رغبت سے کھاتے۔ درحقیقت جسم کو قوت بخشنے اور مجاہدانہ مزاج بنانے کے لیے گوشت ایک اہم اور لازمی غذا ہے اور مومن کا سینہ ہمہ وقت مجاہدانہ جذبات سے آباد رہنا چاہیے۔

نبی ﷺ کا ارشاد ہے: "جو شخص اللہ کی راہ میں جہاد کیے بغیر مر گیا اور اس کے دل میں اس کی آرزو بھی نہیں تھی وہ نفاق کی ایک کیفیت پر مرا۔"(مسلم)

کھانا نہایت اطمینان و سکون کے ساتھ خوب چبا چبا کر کھایئے۔ غم، غصہ، رنج اور گھبراہٹ کی حالت میں کھانے سے پرہیز کیجیے۔ خوشی اور ذہنی سکون کی حالت میں اطمینان کے ساتھ جو کھانا کھایا جاتا ہے وہ جسم کو قوت پہنچاتا ہے اور رنج و فکر اور گھبراہٹ میں جو کھانا نگلا جاتا ہے وہ معدہ پر برا اثر ڈالتا ہے اور اس سے جسم کو خاطر خواہ قوت نہیں مل پاتی۔ دستر خوان پر نہ تو بالکل خاموش افسردہ اور غمزدہ ہو کر بیٹھیے اور نہ حد سے بڑھی ہوئی خوش طبعی کا مظاہرہ کیجیے کہ دستر خوان پر قہقہے لگانا بعض اوقات جان کے لیے خطرہ کا باعث بن جاتا ہے۔

- دستر خوان پر اعتدال کے ساتھ ہنستے بولتے رہیے، خوشی اور نشاط کے ساتھ کھانا کھایئے اور اللہ کی دی ہوئی نعمتوں پر اس کا شکر ادا کیجیے اور جب بیمار ہوں تو پرہیز بھی پورے اہتمام سے کیجیے۔

ام منذرؓ کہتی ہیں کہ نبی ﷺ میرے یہاں تشریف لائے۔ ہمارے یہاں کھجور کے خوشے لٹک رہے تھے، حضور ﷺ ان سے تناول فرمانے لگے۔ حضرت علیؓ بھی آپ ﷺ کے ہمراہ تھے، وہ بھی نوش فرمانے لگے تو نبی ﷺ کھاتے رہے۔ ام منذرؓ کہتی ہیں کہ پھر میں نے تھوڑے جو اور چقندر لے کر پکائے، نبی ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا، علی! یہ کھاؤ یہ تمہارے لیے مناسب کھانا ہے۔(شمائل ترمذی)

نبی ﷺ کے دستر خوان پر جب کوئی مہمان ہوتا تو آپ بار بار اس سے فرماتے جاتے: "کھایئے اور کھایئے۔" جب مہمان خوب سیر ہو جاتا اور بے حد انکار کرتا تب آپ ﷺ اپنے اصرار سے باز آتے۔

یعنی آپ ﷺ نہایت خوشگوار فضا اور خوشی کے ماحول میں مناسب گفتگو کرتے ہوئے کھانا تناول فرماتے۔

- دوپہر کا کھانا کھانے کے بعد تھوڑی دیر قیلولہ کیجیے اور رات کا کھانا کھانے کے بعد تھوڑی دیر چہل قدمی کیجیے اور کھانا کھانے کے بعد فوراً کوئی سخت قسم کا دماغی یا جسمانی کام ہرگز نہ کیجیے۔ عربی کا مشہور مقولہ ہے "تغد تمد تعیش تمش" "دوپہر کا کھانا کھاؤ تو دراز ہو جاؤ، رات کا کھانا کھاؤ تو چہل قدمی کرو۔"
- آنکھوں کی حفاظت کا پورا اہتمام کیجیے۔ تیز روشنی سے آنکھیں نہ لڑایئے، سورج کی طرف نگاہ جما کر نہ دیکھئے، زیادہ مدھم روشنی میں نہ پڑھیے، ہمیشہ صاف اور معتدل روشنی میں مطالعہ کیجیے۔ زیادہ جاگنے سے بھی پرہیز کیجیے۔ دھول غبار سے آنکھوں کو بچایئے۔ آنکھوں میں سرمہ لگایئے۔ اور ہمیشہ آنکھیں صاف رکھنے کی کوشش کیجیے۔ کھیتوں اور سبزہ زاروں میں سیر و تفریح کیجیے۔ سبزہ دیکھنے سے آنکھوں پر اچھا اثر پڑتا ہے۔ آنکھوں کو بدنگاہی سے بچایئے۔ اس سے آنکھیں بے رونق ہو جاتی ہیں۔ اور صحت پر بھی برا اثر پڑتا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: "تمہاری آنکھوں کا بھی تم پر حق ہے۔" مومن کا فرض ہے کہ وہ اللہ کی اس نعمت کی قدر کرے، اس کو اللہ کی مرضی کے مطابق استعمال کرے، اس کی حفاظت اور صفائی کا اہتمام رکھے۔ وہ ساری تدبیریں اختیار کرے جن سے آنکھوں کو فائدہ پہنچتا ہو اور ان باتوں سے بچارہے جن سے آنکھوں کو نقصان پہنچتا ہو۔ اسی طرح جسم کے دوسرے اعصاء اور قویٰ کی حفاظت کا بھی خیال رکھیے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے: "لوگو! آنکھوں میں سرمہ لگایا کرو۔ سرمہ آنکھ کے میل کو دور کرتا ہے اور بالوں کو اگاتا ہے۔ (ترمذی)
- دانتوں کی صفائی اور حفاظت کا اہتمام کیجیے۔ دانتوں کے صاف رکھنے سے فرحت حاصل ہوتی ہے اور ہاضمے پر اچھا اثر پڑتا ہے۔ اور دانت مضبوط بھی رہتے ہیں۔ مسواک کی عادت ڈالیے، منجن وغیرہ کا بھی استعمال رکھیے۔ پان یا تمباکو وغیرہ کی کثرت سے دانتوں کو خراب نہ کیجیے۔ کھانے کے بعد دانتوں کو اچھی طرح صاف کر لیا کیجیے۔

دانت گندے رہنے سے طرح طرح کی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ اسی لیے نبی ﷺ کا معمول تھا کہ جب نیند سے بیدار ہوتے تو مسواک سے اپنا منہ صاف فرماتے۔ (متفق علیہ)

حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ: "ہم نبی ﷺ کے لیے وضو کا پانی اور مسواک تیار رکھتے تھے، جس وقت بھی اللہ کا حکم ہوتا آپ ﷺ اٹھ بیٹھتے تھے اور مسواک کرتے تھے۔ پھر وضو کر کے نماز ادا فرماتے تھے۔" (مسعود)

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: "میں تم لوگوں کو مسواک کرنے کے بارے میں بہت تاکید کر چکا ہوں۔" (بخاری)

حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: "مسواک منہ کو صاف کرنے والی اور اللہ کو راضی کرنے والی ہے۔" (نسائی)

آپ ﷺ کا ارشاد ہے: "اگر میں اپنی امت کے لیے شاق نہ سمجھتا تو میں ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا حکم دیتا۔" (ابوداؤد)

ایک بار آپ ﷺ سے ملنے کے لیے کچھ مسلمان آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، ان کے دانت صاف نہ ہونے کی وجہ سے پیلے ہو رہے تھے۔ آپ ﷺ کی نظر پڑی تو فرمایا: "تمہارے دانت پیلے پیلے کیوں نظر آرہے ہیں، مسواک کیا کرو۔" (مسند احمد)

- پاکی، طہارت اور نظافت کا پورا پورا اہتمام کیجیے۔ قرآن پاک میں ہے: "اللہ ان لوگوں کو محبوب بناتا ہے، جو بہت زیادہ پاک و صاف رہتے ہیں۔" (توبہ)

اور نبی ﷺ کا ارشاد ہے: "صفائی اور پاکیزگی آدھا ایمان ہے۔"

صفائی اور پاکیزگی کی اسی اہمیت کے پیش نظر نبی ﷺ نے طہارت کے تفصیلی احکام دیے ہیں اور ہر معاملے میں طہارت و نظافت کی تاکید کی ہے۔ کھانے پینے کی چیزوں کو ڈھانپ کر رکھیے، انہیں گندہ ہونے سے بچایئے اور مکھیوں سے حفاظت کیجیے۔ برتنوں کو صاف ستھرا رکھیے، لباس اور لیٹنے بیٹھنے کے بستروں کو پاک رکھیے، اٹھنے بیٹھنے کی جگہوں کو صاف ستھرا رکھیے، جسم کی صفائی کے لیے وضو اور غسل کا اہتمام کیجیے۔ جسم اور لباس اور ضرورت کی ساری چیزوں کی صفائی اور پاکیزگی سے روح کو بھی سرور و نشاط حاصل ہوتا ہے اور جسم کو بھی فرحت اور تازگی ملتی ہے اور بحیثیت مجموعی انسانی صحت پر اس کا نہایت ہی خوشگوار اثر پڑتا ہے۔

حضرت عدیؓ بن حاتم فرماتے ہیں: "جب سے میں اسلام لایا ہوں، ہر نماز کے لیے باوضو رہتا ہوں۔"

ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت بلالؓ سے پوچھا: "کل تم مجھ سے پہلے جنت میں کیسے داخل ہو گئے؟ بولے: "یا رسول اللہ ﷺ! میں جب بھی اذان کہتا ہوں تو دو رکعت نماز ضرور پڑھ لیتا ہوں اور جس وقت بھی وضو ٹوٹتا ہے فوراً نیا وضو کر کے ہمیشہ باوضو رہنے کی کوشش کرتا ہوں۔"

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "ہر مسلمان پر اللہ کا یہ حق ہے کہ ہر ہفتے میں ایک دن غسل کیا کرے اور اپنے سر اور بدن کو دھویا کرے۔" (بخاری)

لباس کے آداب

1. لباس ایسا پہنیے جو شرم و حیا، غیرت و شرافت اور جسم کی ستر پوشی اور حفاظت کے تقاضوں کو پورا کرے اور جس سے تہذیب و سلیقہ اور زینت و جمال کا اظہار ہو۔

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے اپنی اس نعمت کو ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے:

يَٰبَنِيٓ ءَادَمَ قَدۡ أَنزَلۡنَا عَلَيۡكُمۡ لِبَاسٗا يُوَٰرِي سَوۡءَٰتِكُمۡ وَرِيشٗا (الاعراف:26/7)

"اے اولاد آدم! ہم نے تم پر لباس نازل کیا ہے کہ تمہارے جسم کے قابل شرم حصوں کو ڈھانکے اور تمہارے لیے زینت اور حفاظت کا ذریعہ بھی ہو۔"

ریش دراصل پرندے کے پروں کو کہتے ہیں، پرندے کے پر اس کے حسن و جمال کا بھی ذریعہ ہیں اور جسم کی حفاظت کا بھی۔ عام استعمال میں ریش کا لفظ جمال و زینت اور عمدہ لباس کے لیے بولا جاتا ہے۔

لباس کا مقصد زینت و آرائش اور موسمی اثرات سے حفاظت بھی ہے لیکن اولین مقصد قابل شرم حصوں کی ستر پوشی ہے۔ اللہ نے شرم و حیا انسان کی فطرت میں پیدا فرمائی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب حضرت آدمؑ اور حضرت حواؑ سے جنت کا لباس فاخرہ لیا گیا تو وہ جنت کے درختوں کے پتوں سے اپنے جسموں کو ڈھانپنے لگے۔ اس لیے لباس میں اس مقصد کو سب سے مقدم سمجھیے اور ایسا لباس منتخب کیجیے جس سے ستر پوشی کا مقصد بخوبی پورا ہو سکے۔ ساتھ ہی اس کا بھی اہتمام رہے کہ لباس موسمی اثرات سے جسم کی حفاظت کرنے والا بھی ہو اور ایسے سلیقے کا لباس ہو جو زینت و جمال اور تہذیب کا ذریعہ ہو۔ ایسا نہ ہو کہ اسے پہن کر آپ کوئی عجوبہ یا کھلونا بن جائیں اور لوگوں کے لیے ہنسی اور دل لگی کا موضوع مہیا ہو جائے۔

2. لباس پہنتے وقت یہ سوچیے کہ یہ نعمت ہے جس سے اللہ نے صرف انسان کو نوازا ہے، دوسری مخلوقات اس سے محروم ہیں۔ اس امتیازی بخشش و انعام پر اللہ کا شکر ادا کیجیے، اور اس امتیازی انعام سے سرفراز ہو کر کبھی اللہ کی ناشکری اور نافرمانی کا عمل نہ کیجیے۔ لباس اللہ کی ایک

زبردست نشانی ہے۔ لباس پہنیں تو اس احساس کو تازہ کیجیے اور جذبات شکر کا اظہار اس دعا کے الفاظ میں کیجیے، جو نبی ﷺ نے مومنوں کو سکھائی ہے۔

3. بہترین لباس تقویٰ کا لباس ہے۔ تقویٰ کے لباس سے باطنی پاکیزگی بھی مراد ہے اور ظاہری پرہیزگاری کا لباس بھی۔ یعنی ایسا لباس پہنیے جو شریعت کی نظر میں پرہیزگاروں کا لباس ہو، جس سے کبر و غرور کا اظہار نہ ہو، جو نہ عورتوں کے لیے مردوں سے مشابہت کا ذریعہ ہو اور نہ مردوں کے لیے عورتوں سے مشابہت کا۔ ایسا لباس پہنیے جس کو دیکھ کر محسوس کیا جاسکے کہ لباس پہننے والا کوئی خدا ترس اور بھلا انسان ہے اور عورتیں لباس میں ان حدود کا لحاظ کریں جو شریعت نے ان کے لیے مقرر کی ہیں اور مرد ان حدود کا لحاظ کریں جو شریعت نے ان کے لیے مقرر کی ہیں۔

4. نیا لباس پہنیں تو کپڑے کا نام لے کر خوشی کا اظہار کیجیے کہ اللہ نے اپنے فضل و کرم سے یہ کپڑا عنایت فرمایا اور شکر کے جذبات سے سرشار ہو کر نیا لباس پہننے کی وہ دعا پڑھیے جو نبی ﷺ پڑھا کرتے تھے۔

حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کوئی نیا کپڑا، عمامہ، کرتا یا چادر پہنتے تو اس کا نام لے کر فرماتے:

اَللّٰهُمَّ لَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ کَسَوْتَنِیْهِ اَسْئَلُکَ خَیْرَهٗ وَ خَیْرَ مَا صُنِعَ لَهٗ وَ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّهٖ وَ شَرِّ مَا صُنِعَ لَهٗ (ابوداؤد)

" الٰہی تیرا شکر ہے تو نے مجھے یہ لباس پہنایا۔ میں تجھ سے اس کے خیر کا خواہاں ہوں اور اس کے مقصد کے اچھے پہلو کا جس کے لئے یہ بنایا گیا ہے اور میں اپنے آپ کو تیری پناہ میں دیتا ہوں، اس لباس کی برائی سے اور اس کے مقصد کے اس برے پہلو سے جس کے لئے یہ بنایا گیا ہے۔"

دعا کا مطلب یہ ہے کہ الٰہی تو مجھے توفیق دے کہ میں تیرا بخشا ہوا لباس انہی مقاصد کے لئے استعمال کروں جو تیرے نزدیک پاکیزہ مقاصد ہیں۔ مجھے توفیق دے کہ میں اس سے اپنی ستر پوشی کر سکوں، اور بے شرمی، بے حیائی کی باتوں سے اپنے ظاہر و باطن کو محفوظ رکھ سکوں اور شریعت کے حدود میں رہتے ہوئے میں اس کے ذریعہ اپنے جسم کی حفاظت کر سکوں اور اس کو زینت و جمال کا ذریعہ بنا سکوں۔ کپڑے پہن کر نہ تو دوسروں پر اپنی بڑائی جتاؤں، نہ غرور اور تکبر کروں اور نہ تیری اس نعمت کو استعمال کرنے میں شریعت کی ان حدود کو توڑوں جو تو نے اپنے بندوں اور بندیوں کے لئے مقرر فرمائی ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جو شخص نئے کپڑے پہنے اگر وہ گنجائش رکھتا ہو تو اپنے پرانے کپڑے کسی غریب کو خیرات میں دے دے اور نئے کپڑے پہنتے وقت یہ دعا پڑھے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ کَسَانِیْ مَا اُوَارِیْ بِهٖ عَوْرَتِیْ وَ اَتَجَمَّلُ بِهٖ فِیْ حَیَاتِیْ

"ساری تعریف اور حمد اس اللہ کے لئے ہے جس نے مجھے یہ کپڑے پہنائے، جس سے میں اپنی ستر پوشی کرتا ہوں اور جو اس زندگی میں میرے حسن و جمال کا بھی ذریعہ ہے۔"

جو شخص بھی نیا لباس پہنتے وقت یہ دعا پڑھے گا، اللہ تعالیٰ اس کو زندگی میں بھی اور موت کے بعد بھی اپنی حفاظت اور نگرانی میں رکھے گا۔ (ترمذی)

5. کپڑے پہنتے وقت سیدھی جانب کا خیال رکھیے۔ قمیض، کرتہ شیروانی اور کوٹ وغیرہ پہنیں تو سیدھی آستین پہنیے اور اسی طرح پائجامہ وغیرہ پہنیں تو پہلے سیدھے پیر میں پائنچہ ڈالیے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب قمیص پہنتے تو پہلے سیدھا ہاتھ سیدھی آستین میں ڈالتے اور پھر الٹا ہاتھ الٹی آستین میں ڈالتے۔ اسی طرح جب آپ جوتا پہنتے تو پہلے سیدھا پاؤں سیدھے جوتے میں ڈالتے پھر الٹا پاؤں الٹے جاتے میں ڈالتے اور جوتا اتارتے وقت پہلے الٹا پاؤں جوتے میں سے نکالتے پھر سیدھا پاؤں نکالتے۔

6. کپڑے پہننے سے پہلے ضرور جھاڑ لیجیے، ہو سکتا ہے کہ اس میں کوئی موذی جانور ہو اور اللہ نہ کرے کوئی ایذا پہنچائے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار ایک جنگل میں اپنے موزے پہن رہے تھے۔ پہلا موزہ پہننے کے بعد جب آپ نے دوسرا موزہ پہننے کا ارادہ فرمایا تو ایک کوّا جھپٹا اور وہ موزا اٹھا کر اڑ گیا اور کافی اوپر لے جا کر اسے چھوڑ دیا۔ موزہ جب اونچائی سے نیچے گرا تو گرنے کی چوٹ سے اس میں سے ایک سانپ دور جا پڑا۔ یہ دیکھ کر آپ نے اللہ کا شکر ادا کیا اور ارشاد فرمایا: ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ جب موزہ پہننے کا ارادہ کرے تو اس کو جھاڑ لیا کرے۔،،(طبرانی)

7. لباس سفید پہنیے، سفید لباس مردوں کے لیے پسندیدہ ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: سفید کپڑے پہنا کرو، یہ بہترین لباس ہے، سفید کپڑا ہی زندگی میں پہننا چاہیے اور سفید ہی کپڑے میں مردوں کو دفن کرنا چاہیے۔"(ترمذی)

ایک اور موقع پر آپ نے ارشاد فرمایا۔ سفید کپڑے پہنا کرو، اس لیے کہ سفید کپڑا زیادہ صاف ستھرا رہتا ہے اور اسی میں اپنے مردوں کو کفنایا کرو۔" زیادہ صاف ستھرا رہنے سے مراد یہ ہے کہ اس پر ذرا سا داغ دھبہ بھی لگے تو فوراً محسوس ہو جائے گا اور آدمی فوراً دھو کر صاف کر لے گا اور اگر کوئی رنگین کپڑا ہو گا تو اس پر دھبہ جلد نظر نہ آسکے گا اور جلد دھونے کی طرف توجہ نہ ہو سکے گی۔ صحیح بخاری میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سفید لباس پہنا کرتے تھے، یعنی آپ نے خود بھی سفید لباس پسند کیا اور امت کے مردوں کو بھی اسے پہننے کی ترغیب دی۔

8. پائجامہ اور لنگی وغیرہ کو ٹخنوں سے اونچا رکھیے۔ جو لوگ غرور و تکبر میں اپنا پائجامہ اور لنگی وغیرہ لٹکا دیتے ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں وہ ناکام اور نامراد لوگ ہیں اور سخت عذاب کے مستحق ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے تین قسم کے لوگ ایسے ہیں کہ اللہ تعالی قیامت کے دن نہ تو ان سے بات کرے گا، نہ ان کی طرف نظر فرمائے گا اور نہ ان کو پاک صاف کر کے جنت میں داخل کرے گا بلکہ ان کو انتہائی دردناک عذاب دے گا۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے پوچھا:

کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ ناکام اور نامراد لوگ کون ہیں؟

ارشاد فرمایا: ایک وہ جو غرور اور تکبر میں اپنا تہبند ٹخنوں سے نیچے لٹکاتا ہے۔

دوسرا وہ شخص ہے جو احسان جتاتا ہے۔

اور تیسرا وہ شخص ہے جو جھوٹی قسموں کے سہارے اپنی تجارت کو چمکانا چاہتا ہے۔،،(مسلم)

حضرت عبید بن خالدؓ اپنا ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں۔ میں ایک بار مدینہ منورہ میں جا رہا تھا کہ میں اپنے پیچھے سے یہ کہتے سنا اپنا تہبند اوپر اٹھا لو کہ اس سے آدمی ظاہری نجاست سے بھی محفوظ رہتا ہے اور باطنی نجاست سے بھی۔،، میں نے گردن پھیر کر جو دیکھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ تو ایک معمولی سی چادر ہے بھلا اس میں کیا تکبر اور غرور ہو سکتا ہے! نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کیا تمہارے لیے میری اطاعت ضروری نہیں ہے۔،، میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ سنتے تو فوراً میری نگاہ آپ کے تہبند پر پڑی، میں نے دیکھا کہ آپ کا تہبند نصف پنڈلی تک اونچا ہے۔،،

نبی کریم کا یہ ارشاد کہ!،، ٹخنوں سے اونچا پائجامہ اور لنگی وغیرہ رکھنے سے آدمی ہر طرح کی ظاہری اور باطنی نجاستوں سے محفوظ ہو جاتا ہے۔،، بڑا ہی معنی خیز ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب کپڑا نیچے لٹکے گا تو راستے کی گندگی سے میلا اور خراب ہو گا پاک صاف نہ رہ سکے گا اور یہ بات ذوق طہارت و نظافت پر نہایت گراں ہے۔ پھر ایسا کرنا کبر و غرور کی وجہ سے ہوتا ہے اور کبر و غرور باطنی گندگی ہے اور اگر یہ مصلحتیں نہ بھی ہوں تو مومن کے لیے تو یہ فرمان ہی سب کچھ ہے کہ "نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں تمہارے لیے بہترین نمونہ ہے۔"(قرآن)

اور ابوداؤد کی حدیث میں تو آپ نے اس کی بڑی لرزہ خیز سزا بیان فرمائی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا:

"مومن کا تہبند آدھی پنڈلی تک ہونا چاہیے اور اس کے نیچے ٹخنوں تک ہونے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں لیکن ٹخنوں سے نیچے تہبند کا جتنا حصہ لٹکے گا وہ آگ میں جلے گا اور جو شخص غرور اور گھمنڈ میں اپنے کپڑے کو ٹخنے سے نیچے لٹکائے گا، قیامت کے دن اللہ اس کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھے گا۔"

9. ریشمی کپڑا نہ پہنیے، یہ عورتوں کا لباس ہے اور نبی ﷺ نے مردوں کو عورتوں کا سا لباس پہننے اور ان کی سی شکل بنانے سے سختی کے ساتھ منع فرمایا ہے۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

"ریشمی لباس نہ پہنو کہ جو اس کو دنیا میں پہنے گا وہ آخرت میں اس کو نہ پہن سکے گا۔" (بخاری، مسلم)

ایک بار نبی ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا:

"اس ریشمی کپڑے[1] کو پھاڑ کر اور اس کے دوپٹے بنا کر ان فاطماؤں[2] میں تقسیم کر دو۔" (مسلم)

اس سے معلوم ہوا کہ خواتین کے لیے ریشمی کپڑا پہننا پسندیدہ ہے، اسی لیے آپ ﷺ نے حکم دیا کہ خواتین کے دوپٹے بنا دو ورنہ کپڑا تو دوسرے کاموں میں بھی آسکتا تھا۔

10. عورتیں ایسے باریک کپڑے نہ پہنیں جس میں سے بدن جھلکے اور نہ ایسا چست لباس پہنیں جس میں سے بدن کی ساخت اور زیادہ پر کشش ہو کر نمایاں ہو اور وہ کپڑے پہن کر بھی ننگی نظر آئیں۔ نبی ﷺ نے ایسی آبرو باختہ عورتوں کو عبرتناک انجام کی خبر دی ہے۔

"وہ عورتیں بھی جہنمی ہیں جو کپڑے پہن کر بھی ننگی رہتی ہیں، دوسروں کو رجھاتی ہیں اور خود دوسروں پر رجھتی ہیں۔ ان کے سر ناز سے بختی اونٹوں کے کوہانوں کی طرح ٹیڑھے ہیں، یہ عورتیں نہ جنت میں جائیں گی اور نہ جنت کی خوشبو پائیں گی، درآنحالیکہ جنت کی خوشبو بہت دور سے آتی ہے۔" (ریاض الصالحین)

ایک بار حضرت اسماءؓ باریک کپڑے پہنے ہوئے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں، وہ سامنے آئیں تو آپ ﷺ نے فوراً منہ پھیر لیا اور فرمایا:

"اسماء! جب عورت جوان ہو جائے تو اس کے لیے جائز نہیں کہ منہ ہاتھ کے علاوہ اس کے جسم کا کوئی حصہ نظر آئے۔"

11. تہمد اور پانجامہ وغیرہ پہننے کے بعد بھی ایسے انداز سے لیٹنے اور بیٹھنے سے بچیے جس میں بدن کھل جانے یا نمایاں ہو جانے کا اندیشہ ہو۔

نبی ﷺ کا ارشاد ہے: "ایک جوتا پہن کر نہ چلا کرو اور تہمد میں ایک زانو اٹھا کر اکڑوں نہ بیٹھو اور بائیں ہاتھ سے نہ کھاؤ اور چادر پورے بدن پر اس انداز سے نہ لپیٹو کہ کام کاج کرنے یا نماز وغیرہ پڑھنے میں ہاتھ نہ نکل سکیں۔ اور چت لیٹ کر ایک پاؤں کو دوسرے پاؤں پر نہ رکھو۔" (کہ اس طرح بھی ستر پوشی میں بے احتیاطی کا اندیشہ ہے)

12. لباس میں عورتیں اور مرد ایک دوسرے کا سا رنگ ڈھنگ اختیار نہ کریں۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے کہ "اللہ نے ان مردوں پر لعنت فرمائی ہے جو عورتوں کا سا رنگ ڈھنگ اختیار کریں (بخاری)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مرد پر لعنت فرمائی ہے جو عورتوں کا سا لباس پہنے اور اس عورت پر لعنت فرمائی ہے جو مرد کا سا لباس پہنے۔'' (ابوداؤد)

---

[1] یہ کپڑا اکیدر، رومہ کے حکمران نے تحفے میں بھیجا تھا۔

[2] فاطماؤں سے مراد یہ تین قابل احترام خواتین ہیں۔

ایک بار حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کسی نے ذکر کیا کہ ایک عورت ہے جو مردوں کے سے جوتے پہنتی ہے۔ تو آپؓ نے فرمایا: "رسول ﷺ نے ایسی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے جو مرد بننے کی کوشش کرتی ہیں۔"

13. خواتین دوپٹہ اوڑھنے کا اہتمام رکھیں اور اس سے اپنے سر اور سینے کو چھپائے رکھیں۔ دوپٹہ ایسا باریک نہ اوڑھیں جس سے سر کے بال نظر آئیں۔ دوپٹے کا مقصد ہی یہ ہے کہ اس سے زینت کو چھپایا جائے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ (النور 31/24)

"اور اپنے سینوں پر اپنے دوپٹوں کے آنچل ڈالے رہیں۔"

ایک بار نبی ﷺ کے پاس مصر کی بنی ہوئی باریک ململ آئی، آپ ﷺ نے اس میں سے کچھ حصہ پھاڑ کر دحیہ کلبی کو دیا اور فرمایا اس میں سے ایک حصہ پھاڑ کر تم اپنا کرتہ بنالو اور ایک حصہ اپنی بیوی کو دوپٹہ بنانے کے لیے دے دو، مگر ان سے کہہ دینا کہ اس کے نیچے ایک اور کپڑا لگالیں تاکہ جسم کی ساخت اندر سے نہ جھلکے۔ (ابوداؤد)

کتاب وسنت کی اس صریح ہدایت کو پیش نظر رکھ کر احکام الٰہی کے مقصد کو پورا کیجیے اور چار گرہ کی پٹی کو گلے کا ہار بنا کر اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کا مذاق نہ اڑائیے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب یہ حکم نازل ہوا تو عورتوں نے باریک کپڑے چھوڑ کر موٹے کپڑے چھانٹے اور ان کے دوپٹے بنائے۔،، (ابوداؤد)

14. لباس ہمیشہ اپنی وسعت اور حیثیت کے مطابق پہنیے۔ نہ ایسا لباس پہنیے جس سے فخر و نمائش کا اظہار ہو اور آپ دوسروں کو حقیر سمجھ کر اترائیں اور اپنی دولت مندی کی بے جا نمائش کریں اور نہ ایسا لباس پہنیے جو آپ کی وسعت سے زیادہ قیمتی ہو اور آپ فضول خرچی کے گناہ میں مبتلا ہوں اور نہ ایسے شکستہ حال بنے رہیں کہ ہر وقت آپ کی صورت سوال بنی رہے اور سب کچھ ہونے کے باوجود آپ محروم نظر آئیں۔ بلکہ ہمیشہ اپنی وسعت وحیثیت کے لحاظ سے موزوں، باسلیقہ اور صاف ستھرے کپڑے پہنیے۔

بعض لوگ پھٹے پرانے اور پیوند لگے کپڑے پہن کر شکستہ حال بنے رہتے ہیں اور اس کو دین داری سمجھتے ہیں۔ اتنا ہی نہیں بلکہ وہ ان لوگوں کو دنیادار سمجھتے ہیں جو صاف ستھرے سلیقے والے کپڑے پہنتے ہیں، حالانکہ دین داری کا یہ تصور سراسر غلط ہے حضرت ابوالحسن علی شاذلی ایک بار نہایت ہی عمدہ لباس پہنے ہوئے تھے، کسی شکستہ حال صوفی نے ان کے اس ٹھاٹ باٹ پر اعتراض کیا کہ بھلا اللہ والوں کو ایسا بیش بہا لباس پہننے کی کیا ضرورت؟ حضرت شاذلی نے جواب دیا بھائی یہ شان و شوکت، عظمت والے اللہ کی حمد و شکر کا اظہار ہے اور تمہاری یہ شکستہ حال صورت سوال ہے تم زبان حال سے بندوں سے سوال کر رہے ہو دراصل دین داری کا انحصار نہ پھٹے پرانے پیوند لگے گھٹیا کپڑے پہننے پر ہے اور نہ لباس فاخرہ پہننے پر۔ دین داری کا دارومدار آدمی کی نیت اور صحیح فکر پر ہے۔ صحیح بات یہ ہے کہ آدمی ہر معاملہ میں اپنی وسعت اور حیثیت کا لحاظ کرتے ہوئے اعتدال اور توازن کی روش رکھے۔ نہ شکستہ صورت بنا کر نفس کو موٹا ہونے کا موقع دے اور نہ زرق برق لباس پہن کر فخر و غرور دکھائے۔

حضرت ابوالاحوص کے والد اپنا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اس وقت میرے جسم پر نہایت ہی گھٹیا اور معمولی کپڑے تھے۔ آپ نے پوچھا کیا تمہارے پاس مال و دولت ہے؟

میں نے کہا جی ہاں، دریافت فرمایا کس طرح کا مال ہے؟ میں نے کہا اللہ نے مجھے ہر قسم کا مال دے رکھا ہے، اونٹ بھی ہیں، گائے بھی ہیں، بکریاں بھی ہیں، گھوڑے بھی ہیں اور غلام بھی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ نے تمہیں مال و دولت سے نواز رکھا ہے تو اس کے فضل و احسان کا اثر تمہارے جسم پر ظاہر ہونا چاہیے (مشکوۃ)

مطلب یہ ہے کہ جب اللہ نے تمہیں سب کچھ دے رکھا ہے تو پھر تم نے ناداروں اور فقیروں کی طرح اپنا حلیہ کیوں بنا رکھا ہے؟ یہ تو اللہ کی ناشکری ہے۔

حضرت جابرؓ کا بیان ہے کہ ایک بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم ملاقات کی غرض سے ہمارے پاس تشریف لائے۔ تو آپ نے ایک آدمی کو دیکھا جو گرد و غبار میں اٹا ہوا تھا اور اس کے بال بکھرے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا کیا اس آدمی کے پاس کوئی کنگھا نہیں ہے جس سے یہ اپنے بالوں کو درست کر لیتا؟ اور آپ نے ایک دوسرے آدمی کو دیکھا جس نے میلے کپڑے پہن رکھے تھے۔ آپ نے فرمایا کیا اس آدمی کے پاس وہ چیز (یعنی صابن وغیرہ) نہیں ہے جس سے یہ اپنے کپڑے دھو لیتا۔ (مشکوۃ)

ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں چاہتا ہوں کہ میرا لباس نہایت عمدہ ہو، سر میں تیل لگا ہوا ہو، جوتے بھی نفیس ہوں، اسی طرح اس نے بہت سی چیزوں کا ذکر کیا۔ یہاں تک اس نے کہا کہ میرا جی چاہتا ہے کہ میرا کوڑا بھی نہایت عمدہ ہو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی گفتگو سنتے رہے پھر فرمایا یہ ساری باتیں، ہی پسندیدہ ہیں اور اللہ اس لطیف ذوق کو اچھی نظر سے دیکھتا ہے (مستدرک حاکم)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا، یا رسول اللہ ﷺ! کیا یہ تکبر اور غرور ہے کہ میں نفیس اور عمدہ کپڑے پہنوں۔ آپ نے ارشاد فرمایا نہیں، بلکہ یہ تو خوب صورتی ہے اور اللہ اس خوب صورتی کو پسند فرماتا ہے (ابن ماجہ)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ ہی کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز میں دونوں کپڑے پہن لیا کرو (یعنی پورے لباس سے آراستہ ہو جایا کرو) اللہ زیادہ مستحق ہے کہ اس کی حضوری میں آدمی اچھی طرح بن سنور کر جائے۔" (مشکوۃ)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے دل میں ذرا بھی غرور ہو گا وہ جنت میں نہ جائے گا ایک شخص نے کہا ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کے کپڑے عمدہ ہوں، اسکے جوتے عمدہ ہوں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ خود صاحب جمال ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے (یعنی عمدہ نفیس پہناوا غرور نہیں ہے) غرور تو دراصل یہ ہے کہ آدمی حق سے بے نیازی برتے اور لوگوں کو حقیر و ذلیل سمجھے (مسلم)

15. پہننے اوڑھنے اور بناؤ سنگار کرنے میں بھی ذوق اور سلیقے کا پورا پورا خیال رکھیے۔ گریبان کھولے کھولے پھرنا، الٹے سیدھے بٹن لگانا، ایک پائنچہ چڑھانا اور ایک نیچا رکھنا اور ایک جوتا پہنے پہنے چلنا یا الجھے ہوئے بال رکھنا، یہ سب ہی باتیں ذوق اور سلیقے کے خلاف ہیں۔

ایک دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف رکھتے تھے کہ اتنے میں ایک شخص مسجد میں آیا جس کے سر اور داڑھی کے بال بکھرے ہوئے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے اس کی طرف اشارہ کیا، جس کا مطلب یہ تھا کہ جا کر اپنے سر کے بال اور داڑھی کو سنوارو۔ چنانچہ وہ شخص گیا اور بالوں کو بنا سنوار کر آیا تو آپ نے ارشاد فرمایا، کیا یہ زینت و آرائش اس سے بہتر نہیں ہے کہ آدمی کے بال الجھے ہوئے ہوں؟ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا وہ شیطان ہے۔ (مشکوۃ)

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک جوتا پہن کر کوئی نہ چلے یا دونوں پہن کر چلو یا دونوں اتار کر چلو (ترمذی) اور اسی حدیث کی روشنی میں علماء دین نے ایک آستین اور ایک موزہ پہننے کی بھی ممانعت فرمائی ہے۔

16. سرخ اور شوخ رنگ، زرق برق پوشاک اور نمائشی سیاہ اور گیروا کپڑے پہننے سے بھی پرہیز کیجیے۔ سرخ اور شوخ رنگ اور زرق برق پوشاک عورتوں ہی کے لیے مناسب ہے اور ان کو بھی حدود کا خیال رکھنا چاہیے۔ رہے نمائشی لمبے چوڑے جبے یا سیاہ اور گیروا جوڑے پہن کر دوسروں کے مقابل میں اپنی برتری دکھانا اور اپنا امتیاز جتانا تو یہ سراسر کبر و غرور کی علامت ہے۔ اسی طرح ایسے عجیب و غریب اور مضحکہ خیز کپڑے بھی نہ پہنیے جس کے پہننے سے آپ خواہ مخواہ عجوبہ بن جائیں اور لوگ آپ کو ہنسی اور دل لگی کا موضوع بنالیں۔

17. ہمیشہ سادہ، باوقار اور مہذب لباس پہنیے اور لباس پر ہمیشہ اعتدال کے ساتھ خرچ کیجیے۔ لباس میں عیش پسندی اور ضرورت سے زیادہ نزاکت سے پرہیز کیجیے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے عیش پسندی سے دور رہو، اس لیے کہ اللہ کے پیارے بندے عیش پرست نہیں ہوتے۔،،(مشکوۃ) اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے وسعت اور قدرت کے باوجود محض خاکساری اور عاجزی کی غرض سے لباس میں سادگی اختیار کی تو اللہ اس کو شرافت اور بزرگی کے لباس سے آراستہ فرمائے گا (ابوداؤد)

صحابہ کرامؓ ایک دن بیٹھے دنیا کا ذکر فرما رہے تھے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لباس کی سادگی ایمان کی علامتوں میں سے ایک علامت ہے (ابوداؤد)

ایک بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے بہت سے بندے جن کی ظاہری حالت نہایت ہی معمولی ہوتی ہے، بال پریشان اور غبار میں اٹے ہوئے کپڑے معمولی اور سادہ ہوتے ہیں لیکن اللہ کی نظر میں ان کا مرتبہ اتنا بلند ہوتا ہے کہ اگر وہ کسی بات پر قسم کھا بیٹھیں تو اللہ ان کی قسم کو پورا فرمادیتا ہے اس قسم کے لوگوں میں سے ایک براء بن مالکؓ بھی ہیں (ترمذی)

18. اللہ کی اس نعمت کا شکر ادا کرنے کے لیے ان ناداروں کو بھی پہنایئے جن کے پاس تن ڈھانپنے کے لیے کچھ نہ ہو۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جو شخص کسی مسلمان کو کپڑے پہنا کر اس کی تن پوشی کرے گا تو اللہ تعالی قیامت کے روز جنت کا سبز لباس پہنا کر اس کی تن پوشی فرمائے گا۔،، ابوداؤد)

اور آپ نے یہ بھی فرمایا کہ کسی مسلمان نے اپنے مسلمان بھائی کو کپڑے پہنائے تو جب تک وہ کپڑے پہننے والے کے بدن پر رہیں گے، پہنانے والے کو اللہ اپنی نگرانی اور حفاظت میں رکھے گا۔ (ترمذی)

19. اپنے ان نوکروں اور خادموں کو بھی اپنی حیثیت کے مطابق اچھا لباس پہنایئے جو شب و روز آپ کی خدمت میں لگے رہتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لونڈی اور غلام تمہارے بھائی ہیں۔ اللہ نے ان کو تمہارے قبضے میں دے رکھا ہے۔ پس تم میں سے جس کے قبضہ و تصرف میں اللہ نے کسی کو دے رکھا ہے تو اس کو چاہیے کہ اس کو وہی کھلائے جو وہ خود کھاتا ہے اور اسے ویسا ہی لباس پہنائے جو وہ خود پہنتا ہے اور اس پر کام کا اتنا ہی بوجھ ڈالے جو اس کے سہار سے زیادہ نہ ہو، اور اگر وہ اس کام کو نہ کر پا رہا ہو تو خود اس کام میں اس کی مدد کرے (بخاری و مسلم)

کھانے پینے کے آداب

۱۔ کھانے سے پہلے ہاتھ دھو لیجیے۔ طہارت اور نظافت کا تقاضا ہے کہ کھانے میں پڑنے والے ہاتھوں کی طرف سے طبیعت مطمئن ہو۔

۲۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر کھانا شروع کیجیے اور اگر بھول جائیں تو یاد آنے پر بِسمِ اللهِ اَوَّلَہٗ وَ آخِرَہٗ کہہ لیجیے۔۔ یاد رکھیے جس کھانے پر اللہ کا نام نہیں لیا جاتا اس کو شیطان اپنے لیے جائز کر لیتا ہے۔

۳۔ کھانے کے لیے ٹیک لگا کر نہ بیٹھیے۔ خاکساری کے ساتھ اکڑوں بیٹھیے یا دوزانو ہو کر بیٹھیے یا ایک گھٹنا بچھا کر اور ایک کھڑا کر کے بیٹھیے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح بیٹھتے تھے۔

۴۔ ہمیشہ سیدھے ہاتھ سے کھایئے، ضرورت پڑنے پر بائیں ہاتھ سے بھی مدد لے سکتے ہیں۔

۵۔ تین انگلیوں سے کھایئے اور اگر ضرورت ہو تو چھنگلی چھوڑ کر چار انگلیوں سے کام لیجیے اور انگلیاں جڑوں تک آلودہ کرنے سے پرہیز کیجیے۔

۶۔ نوالہ نہ زیادہ بڑا لیجیے اور نہ چھوٹا اور ایک نوالہ نگلنے کے بعد ہی دوسرا نوالہ منہ میں دیجیے۔

۷۔ روٹی سے انگلیاں ہرگز صاف نہ کیجیے، یہ بڑی گھناؤنی عادت ہے۔

۸۔روٹیوں کو جھاڑنے اور پٹکنے سے بھی پرہیز کیجیے۔

۹۔پلیٹ میں اپنی طرف کے کنارے سے کھایئے،نہ بیچ میں ہاتھ ڈالیے اور نہ دوسروں کی طرف سے کھایئے۔

۱۰۔نوالہ گرجائے تو اٹھا کر صاف کر لیجیے یا دھو لیجیے اور کھا لیجیے۔

۱۱۔کھانا مل جل کر کھایئے مل جل کر کھانے سے الفت و محبت بھی پیدا ہوتی ہے اور برکت بھی۔

۱۲۔کھانے میں کبھی عیب نہ نکالیے،پسند نہ ہو تو چھوڑ دیجیے۔

۱۳۔بہت گرم جلتا ہوا کھانا نہ کھایئے۔

۱۴۔کھانے کے دوران ٹھٹھا مارنے اور بہت زیادہ باتیں کرنے سے پرہیز کیجیے۔

۱۵۔بلا ضرورت کھانے کو نہ سونگھیے،کھانے کے دوران نہ بار بار اس طرح منہ کھولیے کہ چبتا ہوا کھانا نظر آئے اور نہ بار بار منہ میں انگلی ڈال کر دانتوں سے کچھ نکالیے اس سے دستر خوان پر بیٹھنے والوں کو گھن آتی ہے۔

۱۶۔کھانا بھی بیٹھ کر کھایئے اور پانی بھی بیٹھ کر پیجیے۔البتہ ضرورت پڑنے پر پھل وغیرہ کھڑے ہو کر کھا سکتے ہیں اور پانی بھی پی سکتے ہیں۔

۱۷۔پلیٹ میں جو کچھ رہ جائے اگر رقیق ہو تو پی لیجیے ورنہ انگلی سے چاٹ کر پلیٹ صاف کر لیجیے۔

۱۸۔کھانے پینے کی چیزوں پر پھونک نہ ماریئے،اندر سے آنے والی سانس زہریلی اور گندی ہوتی ہے۔

۱۹۔پانی تین سانس میں ٹھہر ٹھہر کر پیجیے۔اس سے پانی بھی ضرورت کے مطابق پیا جاتا ہے اور آسودگی بھی ہو جاتی ہے اور یکبارگی پورے برتن کا پانی پیٹ میں انڈیل لینے سے کبھی کبھی تکلیف بھی ہو جاتی ہے۔

۲۰۔اجتماعی کھانے میں،دیر تک کھانے والوں اور آہستہ کھانے والوں کی رعایت کیجیے اور سب کے ساتھ اٹھیے۔

۲۱۔کھانے سے فارغ ہو کر انگلیاں چاٹ لیجیے اور پھر ہاتھ دھو لیجیے۔

۲۲۔پھل وغیرہ کھا رہے ہوں تو ایک ساتھ دو دو عدد یا دو دو قاشیں نہ اٹھایئے۔

۲۳۔لوٹے کی ٹونٹی یا صراحی یا اسی طرح کی دوسری چیزوں سے پانی نہ پیجیے ایسے برتن میں پانی لے کر پیجیے جس میں پیتے وقت منہ میں جانے والا پانی نظر آئے تاکہ کوئی گندگی یا مضر چیز پیٹ میں نہ جائے۔

۲۴۔کھانے سے فارغ ہو کر یہ دعا پڑھیے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَ سَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ

حمد و ثنا اس اللہ کے لیے ہے جس نے ہمیں کھلایا اور جس نے ہمیں پلایا اور جس نے ہمیں مسلمانوں میں سے بنایا۔،،

سونے اور جاگنے کے آداب

۱۔جب شام کا اندھیرا چھانے لگے تو بچوں کو گھر بلا لیجیے اور باہر نہ کھیلنے دیجیے۔ہاں جب رات کا کچھ حصہ گزر جائے تو نکلنے کی اجازت دے سکتے ہیں۔احتیاط اسی میں ہے کہ کسی اشد ضرورت کے بغیر بچوں کو رات میں گھر سے باہر نہ نکلنے دیں۔نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جب شام ہو جائے تو چھوٹے بچوں کو گھر میں روکے رکھو،اس لیے کہ اس وقت شیاطین (زمین میں) پھیل جاتے ہیں۔البتہ جب گھڑی بھر رات گزر جائے تو بچوں کو چھوڑ سکتے ہیں۔(صحاح ستہ بحوالہ حصن حصین)

۲۔جب شام ہو جائے تو یہ دعا پڑھیے۔نبی ﷺ صحابہ کرامؓ کو یہی دعا پڑھنے کی تلقین فرمایا کرتے تھے:

اَللّٰھُمَّ بِکَ اَصْبَحْنَا وَ بِکَ اَمْسَیْنَا وَ بِکَ نَحْیَا وَ بِکَ نَمُوْتُ وَ اِلَیْکَ النُّشُوْرُ (ترمذی)

"الٰہی! ہم نے تیری ہی توفیق سے شام کی اور تیری ہی مدد سے صبح کی، تیری ہی عنایت سے جی رہے ہیں اور تیرے ہی اشارے پر مر جائیں گے اور انجام کار تیرے ہی پاس اٹھ کر حاضر ہوں گے۔"

اور مغرب کی اذان کے وقت یہ دعا پڑھیے:

"اَللّٰھُمَّ ھٰذَا اِقْبَالُ لَیْلِکَ وَ اِدْبَارُ نَھَارِکَ وَ اَصْوَاتُ دُعَاتِکَ فَاغْفِرْلِیْ " (ترمذی، ابوداؤد)

الٰہی! یہ وقت ہے تیری رات کے آنے کا، تیرے دن کے جانے کا اور تیرے مؤذنوں کی پکار کا، پس تو میری مغفرت فرما دے۔"

۳۔عشاء کی نماز پڑھنے سے پہلے سونے سے پرہیز کیجیے۔اس طرح اکثر عشاء کی نماز خطرے میں پڑ جاتی ہے اور کیا خبر کہ نیند کی اس موت کے بعد اللہ بندے کی جان واپس کرتا ہے یا پھر ہمیشہ کے لیے ہی لے لیتا ہے۔ نبی ﷺ عشاء سے پہلے کبھی نہ سوتے تھے۔

۴۔رات ہوتے ہی گھر میں روشنی ضرور کر لیجیے۔ نبی ﷺ ایسے گھر میں سونے سے پرہیز فرماتے جس میں روشنی نہ کی گئی ہوتی۔

۵۔رات گئے تک جاگنے سے پرہیز کیجیے۔ شب میں جلد سونے اور سحر میں جلد اٹھنے کی عادت ڈالیے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے:۔"عشاء کی نماز کے بعد یا تو یادالٰہی کے لیے جاگا جا سکتا ہے یا گھر والوں سے ضرورت کی بات کرنے کے لیے۔"

۶۔رات کو جاگنے اور دن میں نیند پوری کرنے سے پرہیز کیجیے۔اللہ نے رات آرام کو کرنے کے لیے پیدا کیا ہے اور دن کو سو کر اٹھنے اور ضروریات کے لیے دوڑ دھوپ کرنے کا وقت قرار دیا ہے۔

سورۃ الفرقان(۴۷) میں ہے:

وَھُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الَّیْلَ لِبَاسًا وَّالنَّوْمَ سُبَاتًا وَّجَعَلَ النَّھَارَ نُشُوْرًا (الفرقان47/25)

"اور وہی اللہ ہے جس نے رات کو تمہارے لیے پردہ پوش اور نیند کو راحت و سکون اور دن اٹھ کھڑے ہونے کو بنایا ہے۔"

اور سورۃ النباء میں ہے:

وَّجَعَلْنَا نَوْمَکُمْ سُبَاتًا o وَّجَعَلْنَا الَّیْلَ لِبَاسًا o وَّجَعَلْنَا النَّھَارَ مَعَاشًا o(النباء 12-10/78)

"اور ہم نے نیند کو تمہارے لیے سکون و آرام، رات کو پردہ پوش اور دن کو روزی کی دوڑ دھوپ کا وقت بنایا۔"

اور سورۃ النمل(۸۶) میں ہے:

اَلَمْ یَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا الَّیْلَ لِیَسْکُنُوْا فِیْہِ وَ النَّھَارَ مُبْصِرًا اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ (النمل:86/27)

"کیا ان لوگوں نے یہ نہیں دیکھا کہ ہم نے (تاریک) رات بنائی کہ یہ اس میں آرام و سکون حاصل کریں اور دن کو روشن (کہ دوڑ دھوپ کریں) بلاشبہ اس میں مومنوں کے لیے سوچنے کے اشارات ہیں۔"

رات کو تاریک اور سکون و آرام کا وقت بنانے اور دن کو دوڑ دھوپ اور محنت کے لیے روشن بنانے میں اشارہ یہ ہے کہ رات کو سونے کی پابندی کی جائے اور دن میں اپنی ضرورت کے لیے محنت اور کوشش کی جائے۔دن کی روشنی میں اپنے معاش اور ضروریات کے لیے تن دہی اور سخت کوشش کے ساتھ لگے رہیے، یہاں تک کہ آپ کے اعضاء اور قوتیں تکان محسوس کرنے لگیں، اس وقت رات کی پر سکون اور پردہ پوش فضا میں سکون و راحت سے ہم آغوش ہو جایئے اور دن طلوع ہوتے ہی پھر اللہ کا نام لیتے ہوئے تازہ دم میدانِ عمل میں اتر پڑیے۔ جو لوگ آرام طلبی اور سستی کی وجہ سے دن میں خراٹے لیتے ہیں یا دادِ عیش دینے اور لہو و لعب میں مبتلا ہونے کے لیے رات بھر جاگتے ہیں، وہ قدرت کی حکمتوں کا خون کرتے ہیں اور اپنی صحت و زندگی کو برباد کرتے ہیں۔ دن میں پہروں تک سونے والے اپنے دن کے فرائض میں بھی کوتاہی کرتے ہیں اور جسم و جان کو بھی آرام

سے محروم رکھتے ہیں، اس لیے کہ دن کی نیند رات کا بدل نہیں بن سکتی۔ نبی ﷺ نے تو اس کو بھی پسند نہیں فرمایا کہ آدمی رات رات بھر جاگ کر اللہ کی عبادت کرے اور خود کو ناقابل برداشت مصیبت میں ڈالے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے ایک بار نبی ﷺ نے پوچھا: "کیا یہ بات جو مجھے بتائی گئی ہے صحیح ہے کہ تم پابندی سے دن میں روزے رکھتے ہو اور رات رات بھر نمازیں پڑھتے ہو؟" حضرت عبداللہؓ نے کہا جی ہاں! بات تو صحیح ہے۔ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا نہیں ایسا نہ کرو، کبھی روزہ رکھو اور کبھی کھاؤ پیو، اسی طرح سوؤ بھی اور اٹھ کر نماز بھی پڑھو کیونکہ تمہارے جسم کا بھی تم پر حق ہے، تمہاری آنکھ کا بھی تم پر حق ہے۔ (بخاری)

۷۔ زیادہ آرام دہ بستر استعمال نہ کیجیے۔ دنیا میں مومن کو آرام طلبی، سہل انگاری، اور عیش پسندی سے پرہیز کرنا چاہیے۔ زندگانی مومن کے لیے جہاد ہے اور مومن کو جفاکش، سخت کوش اور محنتی ہونا چاہیے۔ حضرت عائشہ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ کا بستر چمڑے کا تھا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔ (شمائل ترمذی)

حضرت حفصہؓ سے کسی نے پوچھا، آپ کے یہاں نبی ﷺ کا بستر کیسا تھا؟ فرمایا ایک ٹاٹ تھا جس کو دوہرا کر کے ہم نبی ﷺ کے نیچے بچھا دیا کرتے تھے۔ ایک روز مجھے خیال آیا کہ اگر اس کو چوہرا کر کے بچھا دیا جائے تو ذرا زیادہ نرم ہو جائے گا۔ چنانچہ میں نے اس کو چوہرا کر کے بچھا دیا، صبح کو آپ ﷺ نے دریافت کیا، رات میرے نیچے کیا چیز بچھائی گئی تھی۔ میں نے کہا وہی ٹاٹ کا بستر تھا، البتہ رات میں نے اس کو چوہرا کر کے بچھا دیا تھا کہ کچھ نرم ہو جائے۔ نبی ﷺ نے فرمایا، اس کو دوہرا ہی رہنے دیا کرو، رات بستر کی نرمی تہجد کے لیے اٹھنے میں رکاوٹ بنی۔ (شمائل ترمذی)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک بار ایک انصاری خاتون آئیں اور انہوں نے نبی اکرم ﷺ کا بستر دیکھا، گھر جا کر اس خاتون نے ایک بستر تیار کیا، اس میں اون بھر کر خوب ملائم بنا دیا اور نبی ﷺ کے لیے بھیجا۔ نبی ﷺ جب گھر تشریف لائے اور وہ نرم بستر رکھا ہوا دیکھا تو فرمایا یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! فلاں انصاری خاتون آئی تھیں اور آپ ﷺ کا بستر دیکھ گئی تھیں، اب یہ انہوں نے آپ ﷺ کے لیے تیار کر کے بھیجا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا نہیں، اس کو واپس کر دو، مجھے وہ بستر بہت ہی پسند تھا اس لیے واپس کرنے کا جی نہیں چاہ رہا تھا مگر نبی ﷺ نے اتنا اصرار فرمایا کہ مجھے واپس ہی کرنا پڑا۔ (شمائل ترمذی)

نبی ﷺ ایک بار چٹائی پر سو رہے تھے، لیٹنے سے آپ ﷺ کے جسم پر چٹائی کے نشانات پڑ گئے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں میں یہ دیکھ کر رونے لگا۔ نبی ﷺ نے مجھے روتے دیکھا تو فرمایا کیوں رو رہے ہو؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! یہ قیصر و کسریٰ تو ریشم اور مخمل کے گدوں پر سوئیں اور آپ ﷺ بوریے پر۔ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا، یہ رونے کی بات نہیں، ان کے لیے دنیا ہے اور ہمارے لیے آخرت ہے۔

ایک بار نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: "میں عیش و آرام اور بے فکری کی زندگی کیسے گزار سکتا ہوں، جب کہ حال یہ ہے کہ اسرافیلؑ منہ میں صور لیے کان لگائے (حکم بجالانے کے لیے) سر جھکائے انتظار کر رہے ہیں کہ کب صور پھونکنے کا حکم ہوتا ہے۔" (ترمذی)

نبی ﷺ کا یہ اسوہ مطالبہ کرتا ہے کہ مومن اس دنیا میں مجاہدانہ زندگی گزارے اور عیش کوشی سے پرہیز کرے۔

۸۔ سونے سے پہلے وضو کرنے کا بھی اہتمام کیجیے۔ اور پاک صاف ہو کر سوئیے۔ اگر ہاتھوں میں چکنائی وغیرہ ہو تو ہاتھوں کو خوب اچھی طرح دھو کر سوئیے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے: "جس کے ہاتھ میں چکنائی وغیرہ لگی ہو اور وہ اسے دھوئے بغیر سو گیا اور اسے کوئی نقصان پہنچا (یعنی کسی جانور نے کاٹ لیا) تو وہ اپنے آپ کو ملامت کرے۔" (کہ دھوئے بغیر کیوں سو گیا تھا۔)

نبی ﷺ کا معمول تھا کہ سونے سے پہلے آپ ﷺ وضو فرماتے اور اگر کبھی اس حال میں سونے کا ارادہ فرماتے کہ غسل کی حاجت ہوتی تو ناپاکی کے مقام کو دھونے اور پھر وضو کر کے سو رہتے۔

۹۔ سونے کے وقت گھر کا دروازہ بند کر لیجیے۔ کھانے پینے کے برتن ڈھانک دیجیے۔ ایک بار مدینہ میں رات کے وقت کسی کے گھر میں آگ لگ گئی تو نبی ﷺ نے فرمایا: "آگ تمہاری دشمن ہے، جب سویا کرو تو آگ بجھا دیا کرو۔"

اور نبی ﷺ نے فرمایا: "جب شام ہو جائے تو چھوٹے بچوں کو گھر سے باہر نہ نکلنے دو کیونکہ اس وقت شیاطین زمین میں پھیل جاتے ہیں۔ پھر جب گھڑی بھر رات گزر جائے تو انہیں چھوڑ دو اور بسم اللہ کہہ دروازہ بند کر دو اور بسم اللہ کہہ کر ہی بتی بجھا دو اور بسم اللہ کہہ کر ہی پانی کے مشک کا منہ باندھ دو اور بسم اللہ کہہ کر ہی کھانے پینے کے برتن ڈھانک دو اور اگر ڈھانکنے کے لیے کوئی سرپوش وغیرہ موجود نہ ہو تو کوئی اور چیز ہی برتن پر رکھ دو۔" (صحاح ستہ بحوالہ حصن حصین)

۱۰۔ سوتے وقت بستر پر اور بستر کے قریب یہ چیزیں ضرور رکھ لیجیے۔ پینے کا پانی اور گلاس۔ لاٹھی، روشنی کے لیے ماچس یا ٹارچ، مسواک تولیہ وغیرہ اور اگر آپ کہیں مہمان ہوں تو گھر والوں سے بیت الخلاء وغیرہ ضرور معلوم کر لیجیے۔ ہو سکتا ہے کہ رات میں کسی وقت ضرورت پیش آجائے اور زحمت ہو، نبی ﷺ جب آرام فرماتے تو آپ ﷺ کے سرہانے ساتھ چیزیں رکھی رہتیں۔ ۱۔ تیل کی شیشی۔ ۲۔ کنگھا۔ ۳۔ سرمہ دانی۔ ۴۔ قینچی۔ ۵۔ مسواک، ۶۔ آئینہ، ۷۔ اور لکڑی کی ایک چھوٹی سے سیخ جو سر وغیرہ کھجانے کے کام میں آتی۔

۱۱۔ سوتے وقت اپنے جوتے اور کپڑے وغیرہ پاس ہی رکھیے کہ جب سو کر اٹھیں تو تلاش نہ کرنے پڑیں اور اٹھتے ہی جوتے میں پیر نہ ڈالیے۔ اسی طرح کپڑے بھی بغیر جھاڑے نہ پہنیے، پہلے جھاڑ لیجیے۔ ہو سکتا ہے کہ جوتے یا کپڑے میں کوئی موذی جانور ہو اور اللہ نہ کرے وہ آپ کو تکلیف پہنچا دے۔

سونے سے پہلے بستر اچھی طرح جھاڑ لیجیے اور اگر کبھی سوتے سے کسی ضرورت کے لیے اٹھیں اور پھر آکر لیٹیں تب بھی بستر اچھی طرح جھاڑ لیجیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اور جب کوئی شب میں بستر سے اٹھے اور پھر بستر پر جائے تو اپنی لنگی کے کنارے سے تین بار اسے جھاڑ دے، اس لیے کہ وہ نہیں جانتا کہ اس کے پیچھے بستر پر کیا چیز آگئی ہے۔ (ترمذی)

۱۳۔ جب بستر پر پہنچیں تو یہ دعا پڑھیے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم خاص حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جب آپ بستر پر تشریف لے جاتے تو یہ دعا پڑھتے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَ سَقَانَا وَ کَفَانَا وَ آوَانَا فَکَمْ مِمَّنْ لَّا کَافِیَ لَہٗ وَ لَا مُؤْوِیْ (شمائل ترمذی)

"شکر و تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جس نے ہمیں کھلایا، پلایا اور جس نے ہمارے کاموں میں بھرپور مدد فرمائی اور جس نے ہمیں رہنے بسنے کو ٹھکانا بخشا، کتنے ہی لوگ ہیں جن کا نہ کوئی معین و مددگار ہے اور نہ کوئی ٹھکانہ دینے والا۔"

۱۴۔ بستر پر پہنچنے پر قرآن پاک کا کچھ حصہ ضرور پڑھیے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سونے سے پہلے قرآن پاک کا کچھ حصہ ضرور تلاوت فرماتے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

جو شخص اپنے بستر پر آرام کرنے کے وقت کتاب اللہ کی کوئی صورت پڑھتا ہے تو اللہ تعالی اس کے پاس ایک فرشتہ بھیجتا ہے جو ہر تکلیف دہ چیز سے اس کے بیدار ہونے تک اس کی حفاظت کرتا ہے خواہ وہ کسی بھی وقت نیند سے بیدار ہو۔ (احمد)

اور آپ ﷺ نے فرمایا، جب آدمی سونے کے لیے اپنے بستر پر پہنچتا ہے تو اسی وقت ایک فرشتہ اور شیطان اس کے پاس آپہنچتے ہیں۔ فرشتہ اسے کہتا ہے: اپنے اعمال کا خاتمہ بھلائی پر کرو،، اور شیطان کہتا ہے اپنے اعمال کا خاتمہ برائی پر کرو پھر اگر وہ آدمی اللہ کا ذکر کر کے سویا تو فرشتہ رات بھر اس کی حفاظت کرتا ہے۔

حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب بستر پر تشریف لے جاتے تو دونوں ہاتھ دعا مانگنے کی طرح ملاتے اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ ......، قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ......، اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ .... کی سورتیں تلاوت فرما کر ہاتھوں پر دم فرماتے اور پھر جہاں تک ہاتھ پہنچتا اسے جسم پر پھیر لیتے، سر چہرے اور جسم کے اگلے حصے سے شروع فرماتے اور آپ تین مرتبہ یہ عمل فرماتے۔(شمائل ترمذی)

۱۵۔ جب سونے کا ارادہ کریں تو دایاں ہاتھ اپنے دائیں رخسار کے نیچے رکھ کر دائیں کروٹ پر لیٹیے۔ حضرت براءؓ فرماتے ہیں کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرماتے تو اپنا دایاں ہاتھ دائیں رخسار کے نیچے رکھتے اور یہ کلمات پڑھتے :

رَبِّ قِنِیْ عَذَابَکَ یَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَکَ

''الٰہی مجھے اس روز عذاب سے بچا جس روز تو اپنے بندوں کو اپنے حضور اٹھا حاضر کرے گا۔،،

حصن حصین میں ہے کہ آپ یہ کلمات تین بار پڑھتے۔

۱۶۔ چت لیٹنے اور بائیں کروٹ پر سونے سے پرہیز کیجیے حضرت معیشؓ کے والد طغفۃ الغفاریؓ فرماتے ہیں کہ میں مسجد میں پیٹ کے بل لیٹا ہوا تھا کہ کسی صاحب نے مجھے اپنے پاؤں سے ہلایا اور کہا اس طرح لیٹنے کو اللہ ناپسند فرماتا ہے، اب جو میں نے دیکھا تو وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تھے(ابوداؤد)

۱۷۔ سونے کے لیے ایسی جگہ کا انتخاب کیجیے جہاں تازہ ہوا پہنچتی ہو۔ ایسے بند کمروں میں سونے سے پرہیز کیجیے جہاں تازہ ہوا کا گزر نہ ہوتا ہو۔

۱۸۔ منہ لپیٹ کر نہ سویئے، اس طرح سونے سے صحت پر برا اثر پڑتا ہے۔ چہرہ کھول کر سونے کی عادت ڈالیے تاکہ آپ کو تازہ ہوا ملتی رہے۔

۱۹۔ ایسی کھلی چھتوں پر سونے سے پرہیز کیجیے جہاں کوئی منڈیر یا جنگلا وغیرہ نہ ہو اور چھت سے اترتے وقت اہتمام کیجیے کہ زینے پر پاؤں رکھنے سے پہلے آپ روشنی کا انتظام کر لیں۔ بعض اوقات معمولی سی غلطی سے کافی تکلیف اٹھانی پڑتی ہے۔

کیسی ہی سخت سردی پڑ رہی ہو، کمرے میں انگیٹھی جلا کر نہ سویئے اور نہ بند کمرے میں لالٹین یا گیس کے ہیٹر جلا کر سویئے۔ آگ جلنے سے بند کمروں میں جو گیس پیدا ہوتی ہے وہ صحت کے لیے انتہائی مضر ہے بلکہ بعض اوقات تو اس سے جان کا خطرہ پیدا ہو جاتا ہے اور موت واقع ہو جاتی ہے۔

۲۱۔ سونے سے پہلے یہ دعا پڑھ لیا کیجیے حضرت ابوہریرہؓ کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سونے سے پہلے یہ دعا پڑھ لیا کرتے(بخاری و مسلم)

بِاسْمِکَ رَبِّیْ وَضَعْتُ جَنْبِیْ وَ بِکَ اَرْفَعُہٗ اِنْ اَمْسَکْتَ نَفْسِیْ فَارْحَمْھَا وَ اِنْ اَرْسَلْتَھَا فَاحْفَظْھَا بِمَا تَحْفَظُ بِہٖ عِبَادَکَ الصّٰلِحِیْنَ

''اے میرے رب! تیرے ہی نام سے میں نے اپنا پہلو بستر پر رکھا اور تیرے ہی سہارے میں اس کو بستر سے اٹھاؤں گا۔ اگر تو رات ہی میں میری جان قبض کرے تو اس پر رحم فرما، اور اگر تو اسے چھوڑ کر مزید مہلت دے تو اس کی حفاظت فرما جس طرح تو اپنے نیک بندوں کی حفاظت کرتا ہے۔،،

اگر یہ دعا یاد نہ ہو تو مختصر سی دعا یہ ہے: اَللّٰھُمَّ بِاسْمِکَ اَمُوْتُ وَ اَحْیَا (بخاری و مسلم)

'' الٰہی میں تیرے ہی نام سے موت کی آغوش میں جاتا ہوں اور تیرے ہی نام سے زندہ اٹھوں گا۔،،

۲۲۔ رات کے آخری حصے میں اٹھنے کی عادت ڈالیے، نفس کی تربیت اور اللہ سے تعلق پیدا کرنے کے لیے آخر شب میں اٹھنا اور اللہ کو یاد کرنا ضروری ہے۔ اللہ نے اپنے محبوب بندوں کی یہی امتیازی خوبی بیان فرمائی ہے کہ راتوں کو اٹھ کر اللہ کے حضور رکوع و سجود کرتے ہیں اور اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں۔ نبی ﷺ کا معمول تھا کہ آپ اوّل رات میں آرام فرماتے اور اخیر شب میں اٹھ کر اللہ کی عبادت میں مشغول ہو جاتے۔

۲۳۔ نیند سے بیدار ہونے پر دعا پڑھیے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَ اِلَیْہِ النُّشُوْرُ (بخاری و مسلم)

''شکر اور تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جس نے ہمیں مردہ کر دینے کے بعد زندگی سے نوازا اور اسی کے حضور اٹھ کر حاضر ہونا ہے۔''

۲۴۔جب کوئی اچھاخواب دیکھیں تواللہ کاشکر ادا کیجیے اور اس کو اپنے حق میں بشارت سمجھیے۔نبی صلی اللہ علیہ وسلم کاارشاد ہے کہ اب نبوت میں سے بشارتوں کے سوا کچھ باقی نہیں رہا۔لوگوں نے پوچھا بشارت سے کیا مراد ہے؟فرمایا اچھا خواب۔(بخاری)اور آپ نے یہ بھی فرمایا کہ تم میں جو زیادہ سچا ہے اس کا خواب بھی زیادہ سچا ہوگا۔اور آپ نے یہ ہدایت بھی فرمائی کہ:جب بھی کوئی اچھا خواب دیکھو تو اللہ کی حمد وثنا کرو اور اس کو بیان کرو اور دوست سے ہی بیان کرو۔،،نبی ﷺ جب کبھی کوئی خواب دیکھتے تو صحابہ کرام سے بیان فرماتے اور صحابہ کرام سے بھی فرماتے کہ اپنا خواب بیان کرو میں اس کی تعبیر دوں گا۔،،(بخاری)

۲۵۔درود شریف کثرت سے پڑھیے توقع ہے کہ اللہ تعالی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف فرمائے۔

حضرت مولانا محمد علی مونگیری نے ایک بار حضرت فضل الرحمن گنج مرادآبادی سے سوال کیا کہ کوئی خاص درود شریف بتایئے جس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار حاصل ہو تو فرمایا کوئی خاص درود نہیں ہے بس خلوص پیدا کرنا ہے۔پھر کچھ تامل کے بعد ارشاد فرمایا،البتہ سید حسن کو اس درود کا عمل کارگر ہوا۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ عِتْرَتِہٖ بِعَدَدِ کُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّک (شمائل ترمذی)

"الٰہی رحمت نازل فرما محمد پر اور ان کی آل پر ان تمام چیزوں کی تعداد کے بقدر جو تیرے علم میں ہیں۔،،

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے خواب میں مجھے دیکھا اس نے واقعی مجھی کو دیکھا اس لیے کہ شیطان میری صورت میں نہیں آسکتا۔،،

حضرت یزید فارسی قرآن پاک لکھا کرتے تھے۔ایک بار آپ کو خواب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار نصیب ہوا۔حضرت ابن عباسؓ حیات تھے حضرت یزید نے ان سے ذکر کیا تو حضرت ابن عباسؓ نے ان کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث سنائی کہ جس نے خواب میں مجھے دیکھا اس نے واقعی مجھی کو دیکھا،اس لیے کہ شیطان میری صورت میں نہیں آسکتا۔پھر پوچھا تم نے خواب میں جس ذات کو دیکھا ہے اس کا حلیہ بیان کرسکتے ہو۔حضرت یزید نے کہا آپ کا بدن اور آپ کا قد وقامت انتہائی متوازن تھا،آپ کا رنگ گندمی مائل بہ سفیدی تھا،آنکھیں سرمگیں،ہنستا خوبصورت گول چہرہ،نہایت بھری ہوئی ڈاڑھی جو پورے چہرے کا احاطہ کیے ہوئے تھی اور سینے پر پھیلی ہوئی تھی حضرت ابن عباس نے فرمایا اگر تم نبی ﷺ کو زندگی میں دیکھتے تب بھی اس سے زیادہ حلیہ نہ بیان کرسکتے (یعنی تم نے جو حلیہ بیان کیا وہ واقعی نبی ﷺ کا ہی حلیہ ہے (شمائل ترمذی)

۲۶۔جب کبھی اللہ نہ کرے کوئی ناپسندیدہ یا ڈراؤنا خواب دیکھیں تو ہرگز کسی سے بیان نہ کیجیے اور اس خواب کی برائی سے اللہ کی پناہ مانگیے۔اللہ نے چاہا تو اس کے شر سے محفوظ رہیں گے۔

حضرت ابو سلمہؓ فرماتے ہیں کہ میں ناگوار خوابوں کی وجہ سے اکثر بیمار پڑ جایا کرتا تھا۔ایک روز میں نے حضرت ابو قتادہؓ سے شکایت کی تو آپ نے مجھے نبی ﷺ کی حدیث سنائی۔اچھا خواب اللہ کی جانب سے ہوتا ہے اگر تم میں سے کوئی اچھا خواب دیکھے تو اپنے مخلص دوست کے سوا کسی اور سے نہ بیان کرے اور کوئی ناپسندیدہ خواب دیکھے تو قطعاً کسی کو نہ بتائے بلکہ جاگتے ہی اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ پڑھ کر تین بار بائیں جانب تھتکار دے اور کروٹ بدل لے۔تو وہ خواب کے شر سے محفوظ رہے گا۔(ریاض الصالحین،مسلم)

۲۷۔اپنے جی سے گھڑ کر خواب کبھی بیان نہ کیجیے۔حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا جو خواب دیکھے بغیر اپنی طرف سے گھڑ گھڑ کر بیان کرے گا اس کو یہ سزا دی جائے گی کہ جو کے دو دانوں میں گرہ لگائے اور وہ ایسا کبھی نہ کرسکے گا۔(مسلم)

اور آپ ﷺ نے فرمایا یہ بہت بڑا بہتان ہے کہ آدمی ایسی بات کہے جو اس کی آنکھوں نے نہیں دیکھی ہے۔(بخاری)

۲۸۔جب کوئی دوست اپنا خواب سنائے تو اس کی اچھی تعبیر دیجیے اور اس کے حق میں دعا کیجیے۔ایک آدمی نے ایک بار نبی ﷺ سے اپنا خواب بیان کیا۔تو آپ نے فرمایا بہتر خواب دیکھا ہے اور بہتر تعبیر ہوگی۔

نبی ﷺ عام طور پر فجر کی نماز کے بعد پالتی مار کر بیٹھ جاتے اور لوگوں سے فرماتے جس نے جو خواب دیکھا ہو بیان کرے اور خواب سننے سے پہلے یہ الفاظ فرماتے

خَيْرًا تَلَقَّاهُ وَ شَرًّا تَوَقَّاهُ وَ خَيْرًا لَّنَا وَ شَرًّا عَلٰى اَعْدَائِنَا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

"اس خواب کی بھلائی تمہیں نصیب ہو اور اس کی برائی سے تم محفوظ رہو، ہمارے حق میں خیر اور ہمارے دشمنوں کے لیے وبال ہو اور حمد و شکر اللہ ہی کے لیے ہے جو تمام عالموں کا رب ہے۔"

۲۹۔ کبھی خواب میں ڈر جائیں یا کبھی پریشان کن خواب دیکھ کر پریشان ہو جائیں تو خوف اور پریشانی دور کرنے کے لیے یہ دعا پڑھیے اور اپنے ہوشیار بچوں کو بھی یہ دعا یاد کرائیے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص ؓ کہتے ہیں جب کوئی خواب میں ڈر جاتا یا پریشان ہو جاتا تو نبی ﷺ اس کی پریشانی دور کرنے کے لیے یہ دعا تلقین فرماتے

اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهٖ وَ عِقَابِهٖ وَ شَرِّ عِبَادِهٖ وَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ (ابوداؤد ، ترمذی)

"میں اللہ ہی کے کلمات کاملہ کی پناہ مانگتا ہوں، اس کے غضب و غصے سے، اس کی سزا سے، اس کے بندوں کی برائی سے، شیاطین کے وسوسوں سے اور اس بات سے کہ وہ میرے پاس آئیں۔"

راستے کے آداب

۱۔ راستے میں درمیانی چال چلیے، نہ اتنا جھپٹ کر چلیے کہ خواہ مخواہ لوگوں کے لیے تماشہ بن جائیں اور نہ اتنے سست ہو کر رینگنے کی کوشش کیجیے کہ لوگ بیمار سمجھ کر بیمار پرسی کرنے لگیں نبی ﷺ قدم لمبے لمبے رکھتے اور قدم اٹھا کر رکھتے، قدم گھسیٹ کر کبھی نہ چلتے۔

۲۔ ادب و وقار کے ساتھ نیچے دیکھتے ہوئے چلیے اور راستہ میں ادھر ادھر ہر چیز پر نگاہ ڈالتے ہوئے نہ چلیے، ایسا کرنا سنجیدگی اور تہذیب کے خلاف ہے نبی ﷺ چلتے وقت اپنے بدن مبارک کو آگے کی طرف جھکا کر چلتے جیسے کوئی بلندی سے پستی کی طرف اتر رہا ہو۔ آپ وقار کے ساتھ ذرا تیز چلتے اور بدن کو چست اور سمٹا ہوا رکھتے اور چلتے ہوئے دائیں بائیں نہ دیکھتے۔

۳۔ خاکساری کے ساتھ دبے پاؤں چلیے۔ اکڑتے ہوئے نہ چلیے، نہ تو آپ اپنی ٹھوکر سے زمین کو پھاڑ سکتے ہیں اور نہ پہاڑوں کی اونچائی کو پہنچ سکتے ہیں، پھر بھلا اکڑنے کی کیا گنجائش ہے۔

۴۔ ہمیشہ جوتا پہن کر چلیے۔ ننگے پاؤں چلنے پھرنے سے پرہیز کیجیے۔ جوتے کے ذریعے پاؤں کانٹے، کنکر اور دوسری تکلیف دہ چیزوں سے محفوظ رہتا ہے اور موذی جانوروں سے بھی بچا رہتا ہے نبی ﷺ نے فرمایا اکثر جوتے پہنے رہا کرو، جوتا پہننے والا بھی ایک طرح کا سوار ہوتا ہے۔

۵۔ راستہ چلنے میں حسن ذوق اور تہذیب و وقار کا بھی لحاظ رکھیے۔ یا تو دونوں جوتے پہن کر چلیے یا دونوں جوتے اتار کر چلیے۔ ایک پاؤں ننگا اور ایک پاؤں میں جوتا پہن کر چلنا بڑی مضحکہ خیز حرکت ہے۔ اگر واقعی کوئی معذوری نہ ہو تو اس بدذوقی اور بے تہذیبی سے سختی کے ساتھ بچنے کی کوشش کیجیے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے ایک جوتا پہن کر کوئی نہ چلے یا تو دونوں جوتے پہن کر چلے یا دونوں اتار کر چلے (شمائل ترمذی)

۶۔ چلتے وقت اپنے کپڑوں کو سمیٹ کر چلیے تاکہ الجھنے کا خطرہ نہ رہے نبی ﷺ چلتے وقت اپنا تہبند ذرا اٹھا کر سمیٹ لیتے تھے۔

۷۔ ہمیشہ بے تکلفی سے اپنے ساتھیوں کے ساتھ ساتھ چلیے آگے چل چل کر اپنی امتیازی شان نہ جتایئے۔ کبھی کبھی بے تکلفی میں اپنے ساتھی کا ہاتھ ،ہاتھ میں لے کر بھی چلیے۔ نبی ﷺ ساتھیوں کے ساتھ چلتے ہوئے کبھی اپنی امتیازی شان ظاہر نہ ہونے دیتے۔ اکثر آپ صحابہ کے پیچھے پیچھے چلتے اور کبھی بے تکلفی میں اپنے ساتھی کا ہاتھ پکڑ کر بھی چلتے۔

۸۔ راستے کا حق ادا کرنے کا بھی اہتمام کیجیے۔ راستے میں رک کر یا بیٹھ کر آنے جانے والوں کو تکنے سے پرہیز کیجیے اور اگر کبھی راستہ میں رکنا یا بیٹھنا پڑے تو راستہ کا حق ادا کرنے کے لئے چھ باتوں کا خیال رکھئے۔

۱۔ نگاہیں نیچی رکھئیے۔

۲۔ تکلیف دینے والی چیزوں کو راستے سے ہٹا دیجیے۔

۳۔ سلام کا جواب دیجیے۔

۴۔ نیکی کی تلقین کیجیے۔

۵۔ بھولے بھٹکوں کو راستہ دکھایئے۔

۶۔ اور مصیبت کے مارے ہوؤں کی مدد کیجیے۔

۹۔ راستے میں ہمیشہ اچھے لوگوں کا ساتھ پکڑیئے، بُرے لوگوں کے ساتھ چلنے سے پرہیز کیجیے۔

۱۰۔ راستے میں عورت اور مرد مل جل کر نہ چلیں۔ عورت کو بیچ راستے سے بچ کر کنارے کنارے چلنا چاہیے اور مردوں کو چاہیے کہ ان سے بچ کر چلیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا گارے میں اٹے ہوئے اور بدبودار سڑی ہوئی کیچڑ میں لتھڑے ہوئے سور سے ٹکرا جانا تو گوارا کیا جا سکتا ہے لیکن یہ گوارا کرنے کی بات نہیں ہے کہ کسی مرد کے شانے کسی اجنبی عورت سے ٹکرائیں۔

۱۱۔ شریف عورتیں جب کسی ضرورت سے راستے پر چلیں تو برقعے یا چادر سے اپنے جسم، لباس اور زیب وزینت کی ہر چیز کو خوب اچھی طرح چھپا لیں اور چہرے پر نقاب ڈالے رہیں۔

۱۲۔ عورت کوئی ایسا زیور پہن کر نہ چلے جس میں چلتے وقت جھنکار پیدا ہو یا دبے پاؤں چلے تا کہ اس کی آواز اجنبیوں کو اپنی طرف متوجہ نہ کرے۔

۱۳۔ عورتیں پھیلنے والی خوشبو لگا کر راستے پر نہ چلیں۔ ایسی عورتوں کے بارے میں نبی ﷺ نے نہایت سخت الفاظ فرمائے ہیں۔

۱۴۔ گھر سے نکلیں تو آسمان کی طرف نگاہ اٹھا کر یہ دعا پڑھیے:

بِسْمِ اللہِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللہِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ اَنْ اَضِلَّ اَوْ اُضَلَّ اَوْ اَزِلَّ اَوْ اُزَلَّ اَوْ اَظْلِمَ اَوْ اُظْلَمَ اَوْ اَجْھَلَ اَوْ یُجْھَلَ عَلَیَّ (صحیح الترمذی:152/3 ، صحیح ابن ماجہ:336/2)

"اللہ ہی کے نام سے (میں نے باہر قدم رکھا) اور اسی پر میرا بھروسہ ہے الٰہی! میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ ہم لغزش کھا جائیں یا کوئی دوسرا ہمیں ڈگمگا دے، ہم خود بھٹک جائیں یا کوئی اور ہمیں بھٹکا دے۔ ہم خود کسی پر ظلم کر بیٹھیں یا کوئی اور ہم پر زیادتی کرے۔ ہم خود نادانی پر اتر آئیں یا کوئی دوسرا ہمارے ساتھ جہالت کا برتاؤ کرے۔،،

۱۵۔ بازار جائیں تو یہ دعا پڑھیں

بِسْمِ اللہِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ خَیْرَ ھٰذِہِ السُّوْقِ وَ خَیْرَ مَا فِیْھَا وَ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّھَا وَ شَرِّ مَا فِیْھَا، اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ اَنْ اُصِیْبَ بِھَا یَمِیْنًا فَاجِرَۃً اَوْ صَفْقَۃً خَاسِرَۃً

”اللہ کے نام سے (بازار میں داخل ہوتا ہوں) الٰہی میں تجھ سے اس بازار کی بھلائی اور جو کچھ اس میں ہے اس کی بھلائی چاہتا ہوں اور اس بازار کے شر سے اور جو کچھ اس میں ہے اس کے شر سے پناہ مانگتا ہوں، الٰہی ! تیری پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ یہاں میں جھوٹی قسم کھا بیٹھوں یا نقصان (خسارے) کا کوئی سودا کر بیٹھوں۔“

حضرت عمرؓ بن خطاب کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا جو شخص بازار میں داخل ہوتے ہوئے یہ دعا پڑھ لے، اللہ اس کے حساب میں دس لاکھ نیکیاں درج فرمائے گا، دس لاکھ خطائیں معاف فرمادے گا اور دس لاکھ درجات بلند کردے گا۔

لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَـہٗ، لَہُ الْمُلْکُ وَ لَہُ الْحَمْدُ یُحْیِ وَ یُمِیْتُ وَ ھُوَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ وَ ھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْرٌ (ترمذی)

”اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ یکتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اقتدار اسی کا ہے، وہی شکر و تعریف کا مستحق ہے، وہی زندگی بخشتا ہے اور وہی موت دیتا ہے، وہ زندہ جاوید ہے، اس کے لیے موت نہیں، ساری بھلائی اسی کے ہاتھ (قبضہ) میں ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔"

سفر کے آداب

۱۔ سفر کے لیے ایسے وقت روانہ ہونا چاہیے کہ کم سے کم وقت خرچ ہو اور نمازوں کے اوقات کا بھی لحاظ رہے۔ نبی ﷺ خود سفر پر جاتے یا کسی کو روانہ فرماتے تو عام طور پر جمعرات کے دن کو مناسب خیال فرماتے۔

۲۔ سفر تنہا مت کیجیے، ممکن ہو تو کم از کم تین آدمی ساتھ لیجیے۔ اس سے راستہ میں سامان وغیرہ کی حفاظت اور دوسری ضروریات میں بھی سہولت رہتی ہے اور آدمی بہت سے خطرات سے بھی محفوظ ہو جاتا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا "اگر تم لوگوں کو تنہا سفر کرنے کی وہ خرابیاں معلوم ہو جائیں جو میں جانتا ہوں تو کوئی سوار کبھی رات میں تنہا سفر نہ کرے۔ (بخاری)

ایک مرتبہ ایک شخص دور دراز کا سفر کر کے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے مسافر سے پوچھا، تمہارے ساتھ کون ہے؟ مسافر بولا : یارسول اللہ ﷺ ! میرے ساتھ تو کوئی بھی نہیں ہے، میں اکیلا ہوں۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا: اکیلا سوار شیطان ہے اور دو سوار شیطان ہیں البتہ تین سوار سوار ہیں۔ (ترمذی)

۳۔ عورت کو ہمیشہ کسی محرم کے ساتھ سفر کرنا چاہیے۔ ہاں اگر ایک آدھ دن کا معمولی سفر ہو تو کوئی حرج نہیں لیکن احتیاط یہی ہے کہ کبھی تنہا سفر نہ کرے۔

نبی ﷺ کا ارشاد ہے جو عورت اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہے اس کے لیے جائز نہیں کہ وہ تین دن یا اس سے زیادہ کا سفر تنہا کرے۔ وہ اتنا بڑا سفر اسی وقت کر سکتی ہے جب اس کے ساتھ اس کے والد ہوں، بھائی ہو، یا شوہر ہو یا اس کا اپنا لڑکا ہو یا پھر کوئی اور محرم ہو۔ (بخاری)

ایک اور موقع پر تو آپ ﷺ نے یہاں تک فرمایا کہ عورت کو ایک دن اور ایک رات کی مسافت پر بھی تنہا نہ جانا چاہیے۔ (بخاری، مسلم)

۴۔ سفر کو روانہ ہوتے وقت جب سواری پر بیٹھ جائیں اور سواری حرکت میں آئے تو یہ دعا پڑھیے:

سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا ھٰذَا وَ مَا کُنَّا لَہٗ مُقْرِنِیْنَ وَ اِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ فِیْ سَفَرِنَا ھٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰی وَ مِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضٰی اَللّٰھُمَّ ھَوِّنْ عَلَیْنَا سَفَرَنَا ھٰذَا وَ اَطْوِعَنَّا بُعْدَہٗ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ وَالْخَلِیْفَۃُ فِی الْاَھْلِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ وَّعْثَآئِ السَّفَرِ وَ کَآبَۃِ الْمَنْظَرِ وَ سُوْئِ الْمُنْقَلَبِ فِی الْمَالِ وَالْاَھْلِ والولد والحور بعد الکور و دعوۃ المظلوم (مسلم ابوداؤد ،ترمذی)

”پاک و برتر ہے وہ اللہ جس نے اس کو ہمارے بس میں کر دیا حالانکہ ہم اس کو قابو میں کرنے والے نہ تھے۔ یقیناً ہم اپنے پروردگار کی طرف لوٹ جانے والے ہیں۔ الٰہی ہم تجھ سے اپنے اس سفر میں نیکی اور تقویٰ کی توفیق چاہتے ہیں اور ایسے کاموں کی توفیق جو تیری خوشنودی کے ہوں الٰہی ! ہم پر

یہ سفر آسان فرمادے اور اس کا فاصلہ ہمارے لیے مختصر کردے۔الٰہی ! تو ہی اس سفر میں رفیق ہے اور تو ہی گھر والوں میں خلیفہ اور نگران ہے۔الٰہی میں تیری پناہ چاہتا ہوں سفر کی مشقتوں سے ،ناگوار منظر سے ،اور اپنے مال سے ،اپنے متعلقین اور اپنی اولاد میں بُری واپسی سے اور اچھائی کے بعد برائی سے اور مظلوم کی بد دعا سے۔"

۵۔راستے میں دوسرے کی سہولت اور آرام کا بھی خیال رکھیے ،راستہ کے ساتھی کا بھی حق ہے۔قرآن میں ہے :

وَالصَّاحِبُ بِالْجَنْبِ اور "پہلو کے ساتھی" کے ساتھ حسن سلوک کرو۔پہلو کے ساتھی سے مراد ہر ایسا آدمی ہے جس سے کہیں بھی کسی وقت بھی آپ کا ساتھ ہو جائے سفر کے دوران کی مختصر رفاقت کا بھی یہ حق ہے کہ آپ اپنے رفیق سفر کے ساتھ اچھے سے اچھا سلوک کریں اور کوشش کریں کہ آپ کے کسی قول و عمل سے اس کو کوئی جسمانی یا ذہنی اذیت نہ پہنچے۔نبی ﷺ کا ارشاد ہے قوم کا سردار ان کا خادم ہوتا ہے۔جو شخص دوسرے کی خدمت کرنے میں لوگوں سے سبقت لے جائے اس سے نیکی میں آگے بڑھنے والا اگر کوئی ہو سکتا ہے تو صرف وہی جو اللہ کی راہ میں شہادت پائے۔(مشکوۃ)

۶۔سفر کے لیے روانہ ہوتے وقت اور واپس آنے پر دو رکعت شکرانے کے نفل پڑھیے۔نبی ﷺ کا یہی عمل تھا۔

۷۔جب آپ کی گاڑی ،بس یا جہاز بلندی چڑھے یا اُترے تو یہ دعا پڑھیے :

اَللّٰھُمَّ لَکَ الشَّرْفُ عَلٰی کُلِّ شَرْفٍ وَ لَکَ الْحَمْدُ عَلٰی کُلِّ حَالٍ

"الٰہی ! تجھے ہر بزرگی اور بلندی پر بڑائی حاصل ہے ،حمد و ثنا ہر حال میں تیرا ہی حق ہے۔"

۸۔رات کو کہیں قیام کرنا پڑے تو محفوظ مقام پر قیام کیجیے جہاں چور ڈاکو سے بھی آپ کی جان و مال محفوظ ہو اور موذی جانوروں کا بھی کوئی کھٹکا نہ ہو۔

۹۔سفر کی ضرورت پوری ہونے پر گھر واپس آنے میں جلدی کیجیے ،بلا ضرورت گھومنے پھرنے سے پرہیز کیجیے۔

۱۰۔سفر سے واپسی پر یکایک بغیر اطلاع رات کو گھر نہ آجایئے ،پہلے سے اطلاع دیجیے ورنہ مسجد میں دوگانہ نفل ادا کر کے گھر والوں کو موقع دیجیے کہ وہ اچھی طرح سے آپ کے استقبال کے لیے تیار ہو سکیں۔

۱۱۔سفر میں اگر جانور ساتھ ہو تو ان کے آرام و آسائش کا بھی خیال رکھیے اور اگر کوئی سواری ہو تو اس کی ضروریات اور حفاظت کا بھی اہتمام کیجیے۔

۱۲۔جاڑے کے موسم میں ضروری بستر وغیرہ ساتھ رکھیے اور میزبان کو بے جا پریشانی میں مبتلا نہ کیجیے۔

۱۳۔سفر میں پانی کا برتن اور جائے نماز ساتھ رکھیے تاکہ استنجا،وضو،نماز اور پانی پینے کی تکلیف نہ ہو کہیں۔

۱۴۔جب سفر میں کہیں رات ہو جائے تو یہ دعا پڑھیے :

یَا اَرْضُ رَبِّیْ وَ رَبُّکَ اللّٰہُ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شَرِّکَ وَ شَرِّ مَا خَلَقَ فِیْکَ وَ شَرِّ مَا یَدُبُّ عَلَیْکَ وَ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ اَسَجّ وَ اَسْوَد وَ مِنَ الحَیَّۃَ وَالْعَقْرَبِ وَ مِنْ شَرِّ سَاکِنِیْ البَلَدِ وَ مِنْ وَالِدٍ وَ مَا وَلَدَ (ابوداؤد)

"اے زمین ! میرا اور تیرا پروردگار اللہ ہے۔میں خدا کی پناہ چاہتا ہوں تیرے شر سے اور ان مخلوقات کے شر سے جو تجھ میں اللہ نے پیدا کی ہیں اور ان مخلوقات کے شر سے جو تجھ پر چلتی ہیں اور میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں شیر سے روسیاہ اژدھے سے اور سانپ بچھو سے ،اور اس شہر کے باشندوں سے اور ہر والد اور مولود کے شر سے۔"

۱۶۔اور جب سفر سے گھر کو واپس آئیں تو یہ دعا پڑھیے :

اَوْبًا اَوبًا لِرَبِّنَا تَوْبًا لَا یُغَادِرُ عَلَیْنَا حُوْبًا (حصن حصین)

"پلٹنا ہے ،اپنے رب ہی کی طرف پلٹنا ہے اور اپنے رب ہی کے حضور توبہ ہے ایسی توبہ جو ہم پر گناہ کا کوئی اثر باقی نہ رہنے دے۔"

۱۷۔جب کسی کو سفر پر رخصت کریں تو کچھ دور اس کے ساتھ جایئے رخصت کرتے وقت اس سے بھی دعا کی درخواست کیجیے اور اس کو یہ دعا دیتے ہوئے رخصت کیجیے:

اَسْتَوْدِعُ اللّٰہَ دِیْنَکَ وَ اَمَانَتَکَ وَ خَوَاتِیْمَ عَمَلِکَ (حصن حصین)

''میں تمہارے دین،امانت اور خاتمہ عمل کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔''

۱۸۔جب کوئی سفر سے واپس آئے تو اس کا استقبال کیجیے اور اظہار محبت کے الفاظ کہتے ہوئے ضرورت اور موقع کا لحاظ کرتے ہوئے مصافحہ کیجیے یا معانقہ بھی کیجیے۔

رنج وغم کے آداب

۱۔مصائب کو صبر وسکون کے ساتھ برداشت کیجیے،کبھی ہمت نہ ہاریئے اور رنج وغم کو کبھی حد اعتدال سے نہ بڑھنے دیجیے۔دنیا کی زندگی میں کوئی بھی انسان رنج وغم،مصیبت وتکلیف،آفت وناکامی اور نقصان سے بے خوف اور مأمون نہیں رہ سکتا۔البتہ مومن اور کافر کے کردار میں یہ فرق ضرور ہوتا ہے کہ کافر رنج وغم کے ہجوم میں پریشان ہو کر ہوش وحواس کھو بیٹھتا ہے،مایوسی کا شکار ہو کر ہاتھ پیر چھوڑ دیتا ہے اور بعض اوقات غم کی تاب نہ لا کر خودکشی کر لیتا ہے اور مومن بڑے سے بڑے حادثے پر بھی صبر کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑتا اور صبر وثبات کا پیکر بن کر چٹان کی طرح جما رہتا ہے۔وہ یوں سوچتا ہے کہ یہ جو کچھ ہوا تقدیر الٰہی کے مطابق ہوا،اللہ کا کوئی حکم حکمت ومصلحت سے خالی نہیں اور یہ سوچ کر ''اللہ جو کچھ کرتا ہے اپنے بندے کی بہتری کے لیے کرتا ہے،یقیناً اس میں خیر کا پہلو ہو گا''مومن کو ایسا سکون واطمینان حاصل ہوتا ہے کہ غم کی چوٹ میں لذت آنے لگتی ہے اور تقدیر کا یہ عقیدہ ہر مشکل کو آسان بنا دیتا ہے

اللہ کا ارشاد ہے:

مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِیْبَۃٍ فِی الْاَرْضِ وَلاَ فِیْٓ اَنْفُسِکُمْ اِلَّا فِیْ کِتَابٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَھَا اِنَّ ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ یَسِیْرٌ [57:22] لِّکَیْلاَ تَاْسَوْا عَلٰی مَا فَاتَکُمْ (الحدید :23,22/57)

"جو مصائب بھی روئے زمین میں آتے ہیں اور جو آفتیں بھی تم پر آتی ہیں وہ سب اس سے پہلے کہ ہمیں وجود میں لائیں،ایک کتاب میں (لکھی ہوئی محفوظ اور طے شدہ)ہیں اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ بات اللہ کے آلیے سان ہے تا کہ تم اپنی ناکامی پر غم نہ کرتے رہو۔"

یعنی تقدیر پر ایمان لانے کا ایک فائدہ یہ ہے کہ مومن بڑے سے بڑے سانحے کو بھی قضا وقدر کا فیصلہ سمجھ کر اپنے غم کا علاج پا لیتا ہے اور پریشان نہیں ہوتا۔وہ ہر معاملے کی نسبت اپنے مہربان اللہ کی طرف کر کے خیر کے پہلو پر نگاہ جما لیتا ہے اور صبر وشکر کر کے ہر شر میں سے اپنے لیے خیر نکالنے کی کوشش کرتا ہے نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

"مومن کا معاملہ بھی خوب ہی ہے،وہ جس حال میں بھی ہوتا ہے خیر ہی سمیٹتا ہے اگر وہ دکھ،بیماری اور تنگ دستی سے دوچار ہوتا ہے تو سکون کے ساتھ برداشت کرتا ہے اور یہ آزمائش اس کے حق میں خیر ثابت ہوتی ہے اور اگر اس کو خوشی اور خوش حالی نصیب ہوتی ہے تو شکر کرتا ہے اور یہ خوشحالی اس کے لیے خیر کا سبب بنتی ہے۔"(مسلم)

۲۔ جب رنج وغم کی کوئی خبر سنیں یا کوئی نقصان ہو جائے یا کوئی دکھ اور تکلیف پہنچے یا کسی ناگہانی مصیبت میں اللہ نہ کرے گرفتار ہو جائیں تو فوراً "اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ"(البقرہ)پڑھیے۔"ہم اللہ ہی کے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں،"

مطلب یہ ہے کہ ہمارے پاس جو کچھ بھی ہے سب اللہ کا ہی ہے، اسی نے دیا ہے اور وہی لینے والا ہے۔ ہم بھی اسی کے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جائیں گے۔ ہم ہر حال میں اللہ کی رضا پر راضی ہیں۔ اس کا ہر کام مصلحت، حکمت اور انصاف پر مبنی ہے۔ وہ جو کچھ کرتا ہے کسی بڑے خیر کے پیش نظر کرتا ہے۔ وفادار غلام کا کام یہ ہے کہ کسی وقت بھی اس کے ماتھے پر شکن نہ آئے۔

اللہ کا ارشاد ہے:

وَ لَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَ الْاَنْفُسِ وَ الثَّمَرٰتِ وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ o الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ o اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ رَحْمَةٌ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ o (البقرۃ 2/155-157)

"اور ہم ضرور تمہیں خوف و خطر، بھوک، مال و جان کے نقصان اور آمدنیوں کے گھاٹے میں مبتلا کر کے تمہاری آزمائش کریں گے اور خوش خبری ان لوگوں کو دیجیے جو مصیبت پڑنے پر (صبر کرتے ہیں اور) کہتے ہیں کہ ہم اللہ ہی کے ہیں اور اللہ ہی کی طرف ہمیں پلٹ کر جانا ہے۔ ان پر ان کے رب کی طرف سے بڑی عنایات ہوں گی اور اس کی رحمت ہو گی اور ایسے ہی لوگ راہِ ہدایت پر ہیں۔"

نبی ﷺ کا ارشاد ہے: "جو کوئی بندہ مصیبت پڑنے پر " اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ " پڑھتا ہے تو اللہ اس کی مصیبت دور فرما دیتا ہے۔ اس کو اچھے انجام سے نوازتا ہے اور اس کو اس کی پسندیدہ چیز اس کے صلے میں عطا فرماتا ہے۔"

ایک بار نبی ﷺ کا چراغ بجھ گیا تو آپ ﷺ نے پڑھا" اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ "کسی نے کہا:۔ یارسول اللہ ﷺ کیا چراغ کا بجھنا بھی کوئی مصیبت ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "جی ہاں! جس بات سے بھی مومن کو دکھ پہنچے وہ مصیبت ہے۔

اور نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

"جس مسلمان کو بھی کوئی قلبی اذیت جسمانی تکلیف اور بیماری، کوئی رنج اور دکھ پہنچتا ہے۔ یہاں تک کہ اگر اسے کوئی کانٹا بھی چبھ جاتا ہے (اور وہ اس پر صبر کرتا ہے) تو اللہ اس کے گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے۔" (بخاری و مسلم)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

"جتنی سخت آزمائش اور مصیبت ہوتی ہے اتنا ہی بڑا اس کا صلہ ہوتا ہے اور اللہ جب کسی گروہ سے محبت کرتا ہے تو ان کو (مزید نکھارنے اور کندن بنانے کے لیے) آزمائش میں مبتلا کر دیتا ہے، پس جو لوگ اللہ کی رضا پر راضی رہیں اللہ بھی ان سے راضی ہوتا ہے اور جو اس آزمائش میں اللہ سے ناراض ہوں اللہ بھی ان سے ناراض ہو جاتا ہے۔" (ترمذی)

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جب کسی بندے کا کوئی بچہ مرتا ہے تو اللہ اپنے فرشتوں سے پوچھتا ہے کیا تم نے میرے بندے کے بچے کی جان قبض کر لی؟ وہ کہتے ہیں ہاں۔ پھر وہ ان سے پوچھتا ہے تم نے اس کے جگر کے ٹکڑے کی جان نکال لی؟ وہ کہتے ہیں ہاں۔ پھر وہ ان سے پوچھتا ہے تو میرے بندے نے کیا کہا؟ وہ کہتے ہیں کہ اس مصیبت میں اس نے تیری حمد کی اور اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ۔" پڑھا تو اللہ ان سے فرماتا ہے میرے اس بندے کے لیے جنت میں ایک گھر تعمیر کرو اور اس کا نام بیت الحمد (شکر کا گھر) رکھو۔" (ترمذی)

۳۔ کسی تکلیف اور رنج پر اظہار غم ایک فطری امر ہے، البتہ اس بات کا پورا پورا خیال رکھیے غم اور اندوہ کی انتہائی شدت میں بھی زبان سے کوئی ناحق بات نہ نکلے اور صبر و شکر کا دامن ہاتھ سے چھوٹنے نہ پائے۔

نبی ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیمؓ نبی ﷺ کی گود میں تھے اور جان کنی کا عالم تھا۔ یہ رقت آمیز منظر دیکھ کر نبی ﷺ کی آنکھوں سے آنسو ٹپکنے لگے اور فرمایا: "اے ابراہیم! ہم تیری جدائی میں مغموم ہیں مگر زبان سے وہی نکلے گا جو پروردگار کی مرضی کے مطابق ہو گا۔" (مسلم)

۴۔ غم کی شدت میں بھی کوئی ایسی حرکت نہ کیجیے جس سے ناشکری اور شکایت کی بو آئے اور جو شریعت کے خلاف ہو۔ دھاڑیں مار مار کر رونا، گریبان پھاڑنا، گالوں پر طمانچے مارنا، چیخنا چلانا اور ماتم میں سر، سینہ پیٹنا مومن کے لیے کسی طرح جائز نہیں۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے: "جو شخص گریبان پھاڑتا، گالوں پر طمانچے مارتا اور جاہلیت کی طرح چیختا چلاتا اور بین کرتا ہے وہ میری امت میں نہیں۔" (ترمذی)

حضرت جعفر طیارؓ جب شہید ہوئے اور ان کی شہادت کی خبر ان کے گھر میں پہنچی تو ان کے گھر کی عورتیں چیخنے لگیں اور ماتم کرنے لگیں۔ نبی ﷺ نے کہلا بھیجا کہ ماتم نہ کیا جائے مگر وہ باز نہ آئیں تو آپ ﷺ نے دوبارہ منع فرمایا، پھر بھی وہ نہ مانیں تو آپ ﷺ نے حکم دیا ان کے منہ میں خاک بھر دو۔ (بخاری)

ایک بار آپ ﷺ ایک جنازہ میں شریک تھے۔ ایک عورت انگیٹھی لیے ہوئے آئی، آپ ﷺ نے اس کو اتنی سختی سے ڈانٹا کہ اسی وقت بھاگ گئی۔ (سیرت النبی ﷺ، ششم)

اور آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "جنازے کے پیچھے کوئی آگ اور راگ لے کر نہ جائے۔"

عرب میں یہ رسم تھی کہ لوگ جنازے کے پیچھے چلتے تو اظہار غم میں اپنی چادر پھینک دیتے تھے، ایک بار آپ ﷺ نے لوگوں کو اس حال میں دیکھا تو فرمایا: "جاہلیت کی رسم اختیار کر رہے ہو، میرے جی میں آیا کہ تمہارے حق میں ایسی بد دعا کروں کہ تمہاری صورتیں ہی مسخ ہو جائیں۔" لوگوں نے اسی وقت اپنی اپنی چادریں اوڑھ لیں اور پھر کبھی ایسا نہ کیا۔ (ابن ماجہ)

۵۔ بیماری کو برا بھلا نہ کہیے اور نہ حرف شکایت زبان پر لائیے، بلکہ نہایت صبر و ضبط سے کام لیجیے اور اجر آخرت کی تمنا کیجیے۔

بیماری جھیلنے اور اذیتیں برداشت کرنے سے مومن کے گناہ ڈھلتے ہیں اور اس کا تزکیہ ہوتا ہے اور آخرت میں اجر عظیم ملتا ہے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

"مومن کو جسمانی اذیت یا بیماری یا کسی اور وجہ سے جو بھی دکھ پہنچتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے سبب سے اس کے گناہوں کو اس طرح جھاڑ دیتا ہے جیسے درخت اپنے پتوں کو جھاڑ دیتا ہے۔" (بخاری و مسلم)

ایک بار نبی ﷺ نے ایک خاتون کو کانپتے ہوئے دیکھ کر پوچھا، اے ام سائب یا مسیب! کیا بات ہے تم کیوں کانپ رہی ہو؟ کہنے لگیں مجھے بخار نے گھیر رکھا ہے، اس کو اللہ سمجھے! نبی ﷺ نے ہدایت فرمائی کہ "نہیں بخار کو برا مت کہو، اس لیے کہ بخار اس طرح اولاد آدم کو گناہوں سے پاک کر دیتا ہے، جس طرح آگ لوہے کے میل کو دور کر کے صاف کرتی ہے۔" (مسلم)

حضرت عطاء بن رباحؒ اپنا ایک قصہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار کعبہ کے پاس حضرت عباسؓ مجھ سے بولے: "تمہیں ایک جنتی خاتون دکھاؤں؟" میں نے کہا، ضرور دکھائیے۔ کہا دیکھو! یہ جو کالی کلوٹی عورت ہے یہ ایک بار نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور بولی یا رسول اللہ ﷺ! مجھے مرگی کا ایسا دورہ پڑتا ہے کہ تن بدن کا ہوش نہیں رہتا اور اس حالت میں بالکل ننگی ہو جاتی ہوں، یا رسول اللہ ﷺ! میرے لیے اللہ سے دعا کیجیے۔ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اگر تم اس تکلیف کو صبر کے ساتھ برداشت کرتی رہو تو اللہ تمہیں جنت سے نوازے گا اور اگر چاہو تو میں اللہ سے دعا کروں کہ اللہ تمہیں اچھا کر دے گا۔" یہ سن کر وہ خاتون بولی یا رسول اللہ ﷺ! میں اس تکلیف کو تو صبر کے ساتھ برداشت کرتی رہوں گی، البتہ یہ دعا فرما دیجیے کہ میں اس حالت میں ننگی نہ ہو جایا کروں، تو نبی ﷺ نے اس کے لیے دعا فرمائی۔ حضرت عطاء کہتے ہیں کہ میں نے اس دراز قد خاتون ام فرز کو کعبہ کی سیڑھیوں پر دیکھا۔

۶۔ کسی کی موت پر تین دن سے زیادہ غم نہ منایئے۔ عزیزوں کی موت پر غمزدہ ہونا اور آنسو بہانا ایک فطری امر ہے لیکن اس کی مدت زیادہ سے زیادہ تین دن ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: "کسی مومن کے لیے یہ جائز نہیں کہ تین دن سے زیادہ کسی کا سوگ منائے، البتہ بیوہ کے سوگ کی مدت چار مہینے دس دن ہے، اس مدت میں نہ وہ کوئی رنگین کپڑا پہنے، نہ خوشبو لگائے اور نہ کوئی بناؤ سنگار کرے۔" (ترمذی)

حضرت زینب بنت جحشؓ کے بھائی کا انتقال ہوا تو چوتھے روز تعزیت کے لیے کچھ خواتین پہنچیں۔ انہوں نے سب کے سامنے خوشبو لگائی اور فرمایا مجھے اس وقت خوشبو لگانے کی کوئی حاجت نہیں تھی۔ میں نے یہ خوشبو محض اس لیے لگائی کہ میں نے نبی ﷺ سے یہ سنا ہے کہ کسی مسلمان خاتون کو شوہر کے سوا کسی عزیز کے لیے تین دن سے زیادہ سوگ منانا جائز نہیں۔

۷۔ رنج و غم اور مصیبت میں ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کیجیے۔ نبی ﷺ جب غزوۂ احد سے واپس تشریف لائے تو خواتین اپنے اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کا حال معلوم کرنے کے لیے حاضر ہوئیں۔ جب حضرت حمنہ بنت جحشؓ نبی ﷺ کے سامنے آئیں تو آپ ﷺ نے ان کو صبر کی تلقین فرمائی اور کہا اپنے بھائی عبداللہؓ پر صبر کرو۔ انہوں نے "اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ" پڑھا اور دعائے مغفرت کی۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا اپنے ماموں حمزہؓ پر صبر کرو۔ انہوں نے پھر "اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ" پڑھا اور دعائے مغفرت کی۔

حضرت ابو طلحہؓ کا لڑکا بیمار تھا، وہ بچے کو اسی حال میں چھوڑ کر اپنے کام پر چلے گئے۔ ان کے جانے کے بعد بچے کا انتقال ہو گیا۔ بیگم ابو طلحہؓ نے لوگوں سے کہہ دیا کہ ابو طلحہ کو اطلاع نہ ہونے پائے۔ وہ شام کو اپنے کام سے واپس آئے تو بیوی سے پوچھا بچے کا کیا حال ہے؟ بولیں پہلے سے زیادہ سکون میں ہے، یہ کہہ کر ابو طلحہؓ کے لیے کھانا لائیں۔ انہوں نے اطمینان سے کھانا کھایا اور لیٹ گئے۔ صبح ہوئی تو نیک بیوی نے حکیمانہ انداز میں پوچھا اگر کوئی کسی کو عاریتاً کوئی چیز دے دے اور پھر واپس مانگے تو کیا اس کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اس چیز کو روک لے؟ ابو طلحہؓ نے کہا بھلا یہ حق کیسے حاصل ہو جائے گا، تو صابرہ بیوی نے کہا اپنے بیٹے پر بھی صبر کیجیے۔ (مسلم)

۸۔ راہِ حق میں آنے والی مصیبتوں کا خندہ پیشانی سے استقبال کیجیے اور اس راہ میں جو دکھ پہنچیں ان پر رنجیدہ ہونے کے بجائے مسرت محسوس کرتے ہوئے اللہ کا شکر ادا کیجیے کہ اس نے اپنی راہ میں قربانی قبول فرمائی۔

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی والدہ محترمہ حضرت اسماءؓ سخت بیمار پڑیں، حضرت ان کی عیادت کے لیے آئے۔ ماں نے ان سے کہا بیٹے! دل میں یہ آرزو ہے کہ دو باتوں میں سے ایک جب تک نہ دیکھ لوں اللہ مجھے زندہ رکھے، یا تو میدان جنگ میں شہید ہو جائے اور میں تیری شہادت کی خبر سن کر صبر کی سعادت حاصل کروں، یا تو فتح پائے اور میں تجھے فاتح دیکھ کر اپنی آنکھیں ٹھنڈی کروں۔ اللہ کا کرنا کہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے ان کی زندگی میں ہی جام شہادت نوش فرمایا، شہادت کے بعد حجاج نے ان کو سولی پر لٹکا دیا۔ حضرت اسماءؓ کافی ضعیف ہو چکی تھیں لیکن انتہائی کمزوری کے باوجود بھی وہ یہ رقت انگیز منظر دیکھنے کے لیے تشریف لائیں اور اپنے جگر گوشے کی لاش کو دیکھ کر رونے پیٹنے کے بجائے حجاج سے خطاب کرتے ہوئے بولیں۔ "اس سوار کے لیے ابھی وقت نہیں آیا کہ گھوڑے کی پیٹھ سے نیچے اترے۔"

۹۔ دکھ درد میں ایک دوسرے کا ساتھ دیجیے۔ دوستوں کے رنج و غم میں شرکت کیجیے اور ان کا غم غلط کرنے میں ہر طرح کا تعاون کیجیے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے۔

"سارے مسلمان مل کر ایک آدمی کے جسم کی طرح ہیں کہ اگر اس کی آنکھ بھی دکھے تو سارا بدن دکھ محسوس کرتا ہے اور سر میں درد ہو تو سارا جسم تکلیف میں ہوتا ہے۔" (مسلم)

حضرت جعفر طیارؓ جب شہید ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: "جعفر کے گھر کھانا بھجواؤ اس لیے کہ آج وفورِ غم میں ان کے گھر والے کھانا نہ پکا سکیں گے۔ (ابوداؤد)

حضرت ابوہریرہؓ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا، جس شخص نے کسی ایسی عورت کی تعزیت کی جس کا بچہ مر گیا ہو تو اس کو جنت میں داخل کیا جائے گا اور جنت کی چادر اوڑھائی جائے گی۔(ترمذی)

اور نبی ﷺ نے یہ بھی فرمایا جس شخص نے کسی مصیبت زدہ کی تعزیت کی تو اس کو بھی اتنا ہی اجر ملے گا جتنا خود مصیبت زدہ کو ملے گا۔(ترمذی)

اسی سلسلے میں نبی ﷺ نے اس کی بھی تاکید کی ہے کہ جنازے میں شرکت کی جائے۔ حضرت ابوہریرہؓ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "جو شخص جنازے میں شریک ہوا اور جنازے کی نماز پڑھی تو اس کو ایک قیراط بھر ثواب ملے گا اور جو نماز جنازہ کے بعد دفن میں بھی شریک ہوا تو اس کو دو قیراط ملیں گے۔" کسی نے پوچھا دو قیراط کتنے بڑے ہوں گے؟ فرمایا: "دو پہاڑوں کے برابر۔"(بخاری)

۱۰۔ مصائب کے نزول اور غم کے ہجوم میں اللہ کی طرف رجوع کیجیے اور نماز پڑھ کر نہایت عاجزی کے ساتھ اللہ سے دعا کیجیے۔ قرآن میں ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوةِ (البقرہ:153/2)

"مومنو (مصائب اور آزمائش میں) صبر اور نماز سے مدد لو۔"

غم کی کیفیت میں آنکھوں سے آنسو بہنا، رنجیدہ ہونا فطری بات ہے۔ البتہ دھاڑیں مار مار کر زور زور سے رونے سے پرہیز کیجیے۔ نبی ﷺ روتے تو رونے میں آواز نہ ہوتی۔ ٹھنڈا سانس لیتے، آنکھوں سے آنسو رواں ہوتے اور سینے سے ایسی آواز آتی جیسے کوئی ہانڈی ابل رہی ہو یا چکی چل رہی ہو۔

آپ ﷺ نے خود اپنے غم اور رونے کی کیفیت ان الفاظ میں بیان فرمائی ہے:

"آنکھ آنسو بہاتی ہے، دل غمگین ہوتا ہے اور ہم زبان سے وہی کلمہ نکالتے ہیں جس سے ہمارا رب خوش ہوتا ہے۔"

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ جب فکر مند ہوتے تو آسمان کی طرف سر اٹھا اٹھا کر فرماتے " سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيْمِ "(پاک و برتر ہے عظمت والا خدا) اور جب زیادہ گریہ وزاری اور دعا کا انہماک بڑھ جاتا تو فرماتے "يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ ۔"(ترمذی)

۱۱۔ رنج و غم کی شدت، مصائب کے نزول اور پریشانی و اضطراب میں یہ دعائیں پڑھیے۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ذوالنون [1] نے مچھلی کے پیٹ میں اپنے پروردگار سے جو دعا کی وہ یہ تھی:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ

"تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے، تو بے عیب و پاک ہے، میں ہی اپنے اوپر ظلم ڈھانے والا ہوں۔"

پس جو مسلمان بھی اپنی کسی تکلیف یا تنگی میں اللہ سے یہ دعا مانگتا ہے، اللہ اسے ضرور قبولیت بخشتا ہے۔ حضرت ابن عباسؓ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ جب کسی رنج و غم میں مبتلا ہوتے تو یہ دعا کرتے:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ رَبُّ الْاَرْضِ وَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ (بخاری، مسلم)

"اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، وہ عرش عظیم کا مالک ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ آسمان و زمین کا ممالک ہے، عرش بزرگ کا مالک ہے۔"

حضرت ابوموسیٰؓ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِااللهِ وَ لَا مَلْجَأَ مِنَ اللهِ اِلَّا اِلَيْهِ [2]

"یہ کلمہ ننانوے بیماریوں کی دوا ہے، سب سے کم بات یہ ہے کہ اس کا پڑھنے والا رنج و غم سے محفوظ رہتا ہے۔"

---

[1] مچھلی والے یعنی حضرت یونس علیہ السلام

[2] گناہ سے باز رہنے کی قوت اور عمل صالح کی توفیق بخشنے کی طاقت صرف اللہ ہی دینے والا ہے اور اس کے عتاب سے بچنے کے لیے کوئی پناہ گاہ نہیں۔ سوائے اس کی ذات کے (یعنی اس کے عتاب سے وہی بچ سکتا ہے جو خود اس کے دامنِ رحمت میں پناہ ڈھونڈے۔"

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس بندے کو بھی کوئی دکھ یا تکلیف پہنچے اور وہ یہ دعا مانگے، اللہ تعالیٰ اس کے رنج و غم کو ضرور خوشی اور مسرت میں تبدیل فرمادے گا۔

اللَّهُمَّ إِنِّي عَبْدُكَ، ابْنُ عَبْدِكَ، ابْنُ أَمَتِكَ، نَاصِيَتِي بِيَدِكَ، مَاضٍ فِيَّ حُكْمُكَ، عَدْلٌ فِيَّ قَضَاؤُكَ، أَسْأَلُكَ بِكُلِّ اسْمٍ هُوَ لَكَ، سَمَّيْتَ بِهِ نَفْسَكَ، أَوْ أَنْزَلْتَهُ فِي كِتَابِكَ، أَوْ عَلَّمْتَهُ أَحداً مِنْ خَلْقِكَ، أَوِ اسْتَأْثَرْتَ بِهِ فِي عِلْمِ الغَيْبِ عِنْدَكَ، أَنْ تَجْعَلَ الْقُرْآنَ رَبِيعَ قَلْبِي، وَنُورَ صَدْرِي، وَجِلَاءَ حُزْنِي، وَ ذِهَابَ هَمِّيْ (احمد، ابن حبان، حاکم بحوالہ حصن حصین)

"الٰہی میں تیرا بندہ ہوں، میرا باپ تیرا بندہ ہے، میری ماں تیری بندی ہے، میری چوٹی تیرے ہی ہاتھ (قبضۂ قدرت) میں ہے۔ یعنی میں ہمہ تن تیرے بس میں ہوں، تیرا ہی حکم میرے معاملہ میں نافذ ہے، میرے بارے میں تیرا ہر حکم سراسر انصاف ہے، میں تیرے اس نام کا واسطہ دے کر جس سے تو نے اپنی ذات کو موسوم کیا یا اپنی کتاب میں نازل فرمایا یا اپنی مخلوق میں سے کسی کو سکھایا یا اپنے پاس خزانہ غیب ہی میں اس کو مستور رہنے دیا۔ تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ قرآن عظیم کو میرے دل کی بہار، میرے آنکھوں کا نور، میرے غم کا علاج اور میری تشویش کا مداوہ بنادے۔"

۱۲۔ اگر کبھی اللہ نہ کرے مصائب و آلام اس طرح گھیر لیں کہ زندگی دشوار ہو جائے اور رنج و غم ایسی ہیبت ناک شکل اختیار کر لیں کہ آپ کو زندگی وبال معلوم ہونے لگے، تب بھی کبھی موت کی تمنا نہ کیجیے اور نہ کبھی اپنے ہاتھوں اپنے کو ہلاک کرنے کی شرمناک حرکت کا تصور کیجیے۔ یہ بزدلی بھی ہے اور بدترین قسم کی خیانت اور معصیت بھی، ایسے اضطراب اور بے چینی میں برابر اللہ سے یہ دعا کرتے رہیے۔

اللَّهُمَّ أَحْيِنِي مَا كَانَتْ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِي وَتَوَفَّنِي إِذَا كَانَتْ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِي (بخاری، مسلم)

"الٰہی! جب تک میرے حق میں زندہ رہنا بہتر ہو مجھے زندہ رکھ اور جب میرے حق میں موت ہی بہتر ہو تو مجھے موت دے دے۔"

۱۳۔ جب کسی کو مصیبت میں مبتلا دیکھیں تو یہ دعا پڑھیے: حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا جس نے بھی کسی کو مصیبت میں مبتلا دیکھ کر یہ دعا مانگی (ان شاءاللہ) وہ اس مصیبت سے محفوظ رہے گا۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي عَافَانِي مِمَّا ابْتَلاَكَ بِهِ، وَفَضَّلَنِي عَلَى كَثِيرٍ مِمَّنْ خَلَقَ تَفْضِيلاً (ترمذی)

اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے اس مصیبت سے بچائے رکھا، جس میں تم مبتلا ہو اور اپنی بہت سی مخلوقات پر مجھے فضیلت بخشی۔"

خوف و ہراس کے آداب

۱۔ اعداءِ دین کی قتل و غارت گری، ظلم و بربریت اور فتنہ و فساد کی ہیبت ہو یا قدرتی عذابوں کی تباہ کاریوں کا خوف ہو۔ ہر حال میں مومنانہ بصیرت کے ساتھ اس کے اصل اسباب کی کھوج لگائیے اور سطحی تدبیروں پر وقت ضائع کرنے کے بجائے کتاب و سنت کی بتائی ہوئی حقیقی تدبیروں پر اپنی ساری قوتیں مرکوز کر دیجیے قرآن پاک میں ہے:

وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ (الشوریٰ 30/42)

"اور تم پر جو مصائب آتے ہیں وہ تمہارے ہی کرتوتوں کا نتیجہ ہیں اور خدا تو بہت سی خطاؤں سے درگزر کرتا رہتا ہے۔"

اور قرآن پاک ہی نے اس کا علاج بھی بتادیا ہے

وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَا الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ

" اور تم سب مل کر اللہ کی طرف پلٹو، اے مومنو! تاکہ تم فلاح پاؤ۔"

توبہ کے معنی ہیں پلٹنا، رجوع کرنا، گناہوں کی ہیبت ناک دلدل میں پھنسی ہوئی امت جب اپنے گناہوں پر نادم ہو کر اللہ کی طرف پھر جذبہ بندگی کے ساتھ پلٹتی ہے اور اشک ہائے ندامت سے اپنے گناہوں کی گندگی کو دھو کر پھر اللہ سے عہد وفا استوار کرتی ہے تو اس کیفیت کو قرآن توبہ کے الفاظ سے تعبیر کرتا ہے اور یہی توبہ و استغفار ہر طرح کے فتنہ و فساد اور خوف و ہیبت سے محفوظ ہونے کا حقیقی علاج ہے۔

۲۔ اعداء دین کی فتنہ انگیزی اور ظلم و ستم سے گھبرا کر بے ہمتی دکھانے اور بے رحموں سے رحم کی بھیک مانگنے کی ذلت سے کبھی اپنی ملی زندگی کو داغدار نہ کیجیے، بلکہ اس کمزوری پر قابو پانے کے لیے کمر ہمت باندھیے۔ جس کی وجہ سے آپ میں بزدلی پیدا ہو رہی ہے اور اعداء دین کو آپ پر ستم ڈھانے اور آپ کو ہڑپ کرنے کی جرات پیدا ہو رہی ہے۔

نبی ﷺ نے اس کی دو وجہیں بتائی ہیں:

(ا) دنیا سے محبت (۲) موت سے نفرت

یہ عزم کیجیے کہ آپ نہ صرف اپنے سینے سے بلکہ ملت کے سینے سے ان روگوں کو دور کر کے ہی دم لیں گے نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

میری امت پر وہ وقت آنے والا ہے جب دوسری قومیں (لقمہ تر سمجھ کر) تم پر اس طرح ٹوٹ پڑیں گی جس طرح کھانے والے دستر خوان پر ٹوٹتے ہیں۔" کسی نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ کیا اس زمانے میں ہماری تعداد اتنی کم ہو جائے گی کہ ہمیں نگل لینے کے لیے قومیں متحد ہو کر ہم پر ٹوٹ پڑیں گی۔ ارشاد فرمایا نہیں! اس وقت تمہاری تعداد کم نہ ہو گی البتہ سیلاب میں بہنے والے تنکوں کی طرح بے وزن ہو گے اور تمہارا رعب نکل جائے گا اور تمہارے دلوں میں بزدلی اور پست ہمتی پیدا ہو جائے گی۔ اس پر ایک آدمی نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ! یہ بزدلی کیوں پیدا ہو گی؟ فرمایا اس وجہ سے کہ تم:

- دنیا سے محبت کرنے لگو گے
- اور موت سے بھاگنے اور نفرت کرنے لگو گے۔" (ابو داؤد)

۳۔ نفس پرستی، عیاشی، عورتوں کی سربراہی اور معاصی سے اپنے معاشرے کو پاک کیجیے، اور اپنی اجتماعیت کو مضبوط سے مضبوط تر بنا کر اجتماعی قوت کے ذریعے فتنہ و فساد کو مٹانے اور ملت میں شجاعت، زندگی اور حوصلہ پیدا کرنے کی کوشش کیجیے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

"جب تمہارے حکمران اچھے لوگ ہوں اور تمہارے خوشحال لوگ سخی اور فیاض ہوں اور تمہارے اجتماعی معاملات باہمی مشورے سے طے پاتے ہوں تو یقیناً تمہارے لیے زمین کی پشت (پر زندگی) زمین کی گود (میں موت) سے بہتر ہے اور تمہارے امراء اور حکمران بدکردار لوگ ہوں اور تمہارے معاشرے کے مالدار زر پرست اور بخیل ہوں اور تمہارے معاملات تمہاری بیگمات کے ہاتھوں میں ہوں تو پھر تمہارے لیے زمین کی گود یعنی موت زمین کی پشت یعنی زندگی سے کہیں بہتر ہے۔" (ترمذی)

۴۔ حالات کیسے بھی لرزہ خیز ہوں، حق کی حمایت میں کبھی کوتاہی نہ کیجیے۔ حق کی حمایت میں جان دے دینا اس سے کہیں بہتر ہے کہ آدمی بے دینی اور بے غیرتی کی زندگی گزارے۔ سخت سے سخت آزمائش اور شدید سے شدید خوف کی حالت میں بھی حق کا دامن ہرگز نہ چھوڑیے۔ کوئی موت سے ڈارئے تو مسکرا دیجیے اور شہادت کا موقع آئے تو شوق و جذبے کے ساتھ اس کا استقبال کیجیے۔ نبی ﷺ فرماتے ہیں:

"اسلام کی چکی گردش میں ہے تو جدھر قرآن کا رخ ہو اسی طرف تم بھی گھوم جاؤ، ہوشیار رہو! قرآن اور اقتدار عنقریب الگ الگ ہو جائیں گے (خبردار) قرآن کو نہ چھوڑنا، آئندہ ایسے حکمراں ہوں گے جو تمہارے بارے میں فیصلے کریں گے۔ اگر تم ان کی اطاعت کرو گے تو وہ تمہیں سیدھی راہ سے بھٹکا دیں گے اور تم ان کی نافرمانی کرو گے تو وہ تمہیں موت کے گھاٹ اتار دیں گے۔" صحابی نے کہا پھر ہم کیا کریں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

وہی کرو جو عیسیٰؑ کے ساتھیوں نے کیا، وہ لوگ آروں سے چیرے گئے، سولیوں پر لٹکائے گئے، اللہ کی نافرمانی میں زندہ رہنے سے بدرجہ بہتر ہے کہ آدمی اللہ کے احکام کی پیروی کرتے ہوئے جان دے دے۔"

۵۔ان اجتماعی امراض کے خلاف برابر جہاد کرتے رہیے جن کے نتیجے میں سوسائٹی پر خوف و دہشت کی گھٹائیں چھاجاتی ہیں۔افلاس، قحط، خونریزی عام ہو جاتی ہے اور دشمنوں کے ظالمانہ تسلط میں قوم بے بس ہو کر رہ جاتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں: "جس قوم میں خیانت کا بازار گرم ہو جائے اللہ اس قوم کے دلوں میں دشمن کا خوف اور دہشت بٹھادے گا اور جس معاشرے میں زنا کی وبا عام ہو جائے گی وہ فنا کے گھاٹ اُتر کر رہے گا، جس سوسائٹی میں ناپ تول میں بد دیانتی کا رواج ہو جائے گا وہ ضرور فاقے کی شکار ہو گی اور جہاں ناحق فیصلے ہوں گے وہاں لازماً خونریزی عام ہو گی، جو قوم بھی بدعہدی کرے گی اس پر بہر حال دشمن کا تسلط ہو کر رہے گا۔"(مشکوۃ)

۶۔جب دشمنوں کی طرف سے خوف لاحق ہو تو یہ دعا پڑھیے:

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِهِمْ وَ نَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ (ابوداؤد، نسائی، بحوالہ حصن حصین)

"الٰہی! ہم ان دشمنوں کے مقابلے میں تجھے ہی اپنی سپر بناتے ہیں اور ان کے شر و فساد سے بچنے کے لیے تیری پناہ لیتے ہیں۔"

۷۔اور جب دشمن کے نرغے میں پھنسے ہوئے ہوں تو یہ دعا پڑھیے:

اَللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِنَا وَآمِنْ رَوْعَاتِنَا (احمد بحوالہ حصن حصین)

"الٰہی! تو ہماری عزت کی حفاظت فرما اور خوف و ہراس سے امن عطا فرما۔"

۸۔جب آندھی یا گھٹا اٹھتی دیکھیں تو گھبراہٹ اور خوف محسوس کیجیے۔حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو اس طرح قہقہہ لگاتے نہیں دیکھا کہ آپ ﷺ کا پورا منہ کھل جائے۔آپ ﷺ صرف مسکراتے تھے اور جب کبھی آندھی یا گھٹا آتی تو آپ ﷺ گھبرا جاتے اور دعا کرنے لگتے۔خوف کی وجہ سے کبھی اٹھتے اور کبھی بیٹھتے اور جب تک پانی نہ برس جاتا آپ ﷺ کی یہی حالت رہتی۔میں نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ! میں لوگوں کو دیکھتی ہوں کہ جب وہ بدلی دیکھتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں کہ پانی برسے گا اور آپ ﷺ کو دیکھتی ہوں کہ جب آپ ﷺ بدلی دیکھتے ہیں تو آپ ﷺ کے چہرے پر گرانی اور پریشانی دکھائی دینے لگتی ہے تو نبی ﷺ نے فرمایا:

"عائشہؓ! آخر میں بے خوف کیسے ہو جاؤں کہ اس بدلی میں عذاب نہ ہو گا۔جب کہ قوم عاد پر آندھی کا عذاب آچکا ہے، قوم عاد نے جب اس بدلی کو دیکھا تھا تو کہا تھا کہ یہ بدلی ہم پر پانی برسائے گی۔"(بخاری،، مسلم)

اور یہ دعا پڑھیے:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا رِيَاحًا ، وَلاَ تَجْعَلْهَا رِيحًا ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا رَحْمَةً ، وَلاَ تَجْعَلْهَا عَذَابًا. (طبرانی)

"الٰہی! تو اس کو خیر کی ہوا بنا دے شر کی ہوا نہ بنا، الٰہی! تو اس کو رحمت بنا دے عذاب نہ بنا۔"

اور اگر آندھی کے ساتھ سخت اندھیرا بھی ہو تو" قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ....،اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ بھی پڑھیے۔(ابوداؤد)

اور حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ جب آندھی اٹھتی دیکھتے تو یہ دعا پڑھتے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ خَیْرَهَا وَ خَیْرَ مَا فِیْهَا وَ خَیْرَ مَا اُرْسِلَتْ بِهٖ وَ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّهَا وَ شَرِّ مَا فِیْهَا وَ شَرِّ مَا اُرْسِلَتْ بِهٖ (مسلم، ترمذی)

"الٰہی! میں تجھ سے اس آندھی کی خیر اور جو اس میں ہے اس کی خیر چاہتا ہوں اور جس غرض کے لیے یہ بھیجی گئی ہے اس کی خیر چاہتا ہوں اور اس آندھی کے شر سے اور جو اس میں ہے اس کے شر سے اور جس غرض کے لیے یہ بھیجی گئی ہے اس کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔"

۹۔جب بارش کی زیادتی سے تباہی کا اندیشہ ہو تو یہ دعا پڑھیے:

اَللّٰھُمَّ حَوَالَیْنَا وَ لَا عَلَیْنَا اَللّٰھُمَّ عَلَی الْاٰکَامِ وَالْجِبَالِ وَالظِّرَابِ وَ بُطُوْنِ الْاَوْدِیَۃِ وَ مَنَابِتِ الشَّجَرِ (بخاری و مسلم)

"الٰہی ہمارے آس پاس برسے ہمارے اوپر نہ برسے، الٰہی! پہاڑیوں پر، ٹیلوں پر وادیوں پر اور کھیت اور درخت اگنے کے مقامات پر برسے۔"

۱۰۔جب بادلوں کی گرج اور بجلی کی کڑک سنیں تو بات چیت بند کر کے قرآن پاک کی یہ آیت پڑھنا شروع کر دیجیے:

وَ یُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِہٖ وَ الْمَلٰٓئِکَۃُ مِنْ خِیْفَتِہٖ (الرعد :13/13)

"اور بادلوں کی گرج اللہ کی حمد کے ساتھ تسبیح بیان کرتی ہے اور فرشتے بھی اس کے خوف سے لرزتے ہوئے پاکی اور برتری بیان کرتے ہیں۔"

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ جب بادلوں کی گرج سنتے تو گفتگو بند کر دیتے اور یہی آیت پڑھنے لگتے۔(الادب المفرد)

حضرت کعبؓ فرماتے ہیں کہ جو شخص گرج کے وقت تین مرتبہ اس آیت کو پڑھ لے وہ گرج کی آفت سے عافیت میں رہے گا(ترمذی)

نبی ﷺ جب بادلوں کی گرج اور بجلی کی کڑک سنتے تو یہ دعا پڑھتے:

اَللّٰھُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِکَ وَلَا تُھْلِکْنَا بِعَذَابِکَ وَعَافِنَا قَبْلَ ذٰلِکَ (الادب المفرد)

"الٰہی ہمیں اپنے عذاب سے ہلاک نہ کر، اپنے عذاب سے ہمیں تباہ نہ کر اور ایسا وقت آنے سے پہلے ہی ہمیں اپنے دامنِ عافیت میں لے لے۔"

۱۱۔جب آگ لگ جائے تو اسے بجھانے کی بھرپور کوشش کے ساتھ ساتھ اللہ اکبر بھی کہتے جائیے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے جب آگ لگتی دیکھو تو اللہ اکبر کہو، تکبیر آگ کو بجھا دیتی ہے۔

۱۲۔خوف اور دہشت کے غلبے میں یہ دعا پڑھیے، اللہ نے چاہا تو دہشت دور ہو گی اور اطمینان نصیب ہو گا۔ حضرت براء بن عازبؓ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی ﷺ سے شکایت کی کہ مجھ پر دہشت طاری رہتی ہے۔ آپ نے فرمایا یہ دعا پڑھا کرو۔ اس نے اس دعا کا ورد کیا، اللہ نے اس کے دل سے دہشت دور فرما دی۔(معجم الطبرانی)

"سُبْحَانَ اللّٰہِ الْمَلِکِ الْقُدُّوْسِ رَبُّ الْمَلَائِکَۃِ وَالرُّوْحِ جَلَّلْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْعِزَّۃِ وَالْجَبَرُوْتِ

"پاک و برتر ہے اللہ، بادشاہ حقیقی، عیبوں سے پاک، اے فرشتوں اور جبریل کے پروردگار! تیرا ہی اقتدار اور دبدبہ آسمانوں اور زمین پر چھایا ہوا ہے۔"

خوشی کے آداب

۱۔خوشی کے مواقع پر خوشی ضرور منائیے۔ خوشی انسان کا ایک طبعی تقاضا اور فطری ضرورت ہے۔ دین فطری ضرورتوں کی اہمیت کو محسوس کرتا ہے اور کچھ مفید حدود و شرائط کے ساتھ ان ضرورتوں کو پورا کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔ دین ہرگز پسند نہیں کرتا کہ آپ مصنوعی وقار، غیر مطلوب سنجیدگی، ہر وقت کی مردہ دلی اور افسردگی سے اپنے کردار کی کشش کو ختم کر دیں۔ وہ خوشی کے تمام جائز مواقع پر خوشی منانے کا پورا پورا حق دیتا ہے اور یہ چاہتا ہے کہ آپ ہمیشہ بلند حوصلوں، تازہ ولولوں اور نئی امنگوں کے ساتھ تازہ دم رہیں۔ جائز مواقع پر خوشی کا اظہار نہ کرنا اور خوشی منانے کو دینی وقار کے خلاف سمجھنا دین کے فہم سے محرومی ہے۔

آپ کو کسی دینی فریضے کو انجام دینے کی توفیق نصیب ہو۔ آپ یا آپ کا کوئی عزیز علم و فضل میں بلند مقام حاصل کر لے، اللہ آپ کو مال و دولت یا کسی اور نعمت سے نوازے، آپ کسی لمبے سفر سے گھر واپس آئیں۔ آپ کا کوئی عزیز کسی دور دراز سفر سے آئے، آپ کے یہاں کسی معزز مہمان کی آمد ہو، آپ کے یہاں شادی بیاہ یا بچے کی پیدائش ہو، کسی عزیز کی صحت یا خیریت کی خبر ملے یا اہل اسلام کے فتح و نصرت کی خوشخبری سنیں یا کوئی تہوار ہو۔ اس طرح کے تمام مواقع پر خوشی منانا آپ کا فطری حق ہے، اسلام نہ صرف خوشی منانے کی اجازت دیتا ہے بلکہ اس کو عین دینداری قرار دیتا ہے۔

حضرت کعب بن مالکؓ کا بیان ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے میری توبہ قبول فرمائی اور مجھے خوشخبری ملی تو میں فوراً نبی ﷺ کی خدمت میں پہنچا، میں

نے جا کر سلام کیا۔ اس وقت نبی ﷺ کا چہرہ خوشی سے جگمگا رہا تھا اور نبی ﷺ کو جب بھی کوئی خوشی حاصل ہوتی تو آپ کا چہرہ اس طرح چمکتا جیسے چاند کا ٹکڑا ہے اور ہم آپ کے چہرے کی رونق اور چمک سے سمجھ جاتے کہ آپ اس وقت انتہائی مسرور ہیں۔ (ریاض الصالحین)

۲۔ تہوار کے موقع پر اہتمام کے ساتھ خوب کھل کر خوشی منایئے اور طبیعت کو ذرا آزاد چھوڑ دیجیے۔ نبی ﷺ جب مدینے تشریف لائے تو فرمایا: تم سال میں دو دن خوشیاں منایا کرتے تھے اب اللہ نے تم کو ان سے بہتر دو دن عطا فرمائے یعنی عید الفطر اور عید الاضحیٰ ۔ لہذا سال کے ان دو اسلامی تہواروں میں خوشی اور مسرت کا پورا پورا مظاہرہ کیجیے اور مل جل کر ذرا کھلی طبیعت سے کچھ تفریحی مشاغل فطری انداز میں اختیار کیجیے۔ اسی لیے ان دونوں تہواروں میں روزہ رکھنے کی ممانعت ہے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے یہ ایام کھانے پینے، باہم خوشی کا لطف اٹھانے اور اللہ کو یاد کرنے کے ہیں۔ (شرح معانی الاثار)

عید کے دن صفائی ستھرائی اور نہانے دھونے کا اہتمام کیجیے۔ حیثیت کے مطابق اچھے سے اچھا لباس پہنیے، خوشبو لگایئے، عمدہ کھانے کھایئے اور بچوں کو موقع دیجیے کہ وہ جائز قسم کی تفریح اور کھیلوں سے جی بہلائیں اور کھل کر خوشی منائیں۔

حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ عید کا دن تھا، کچھ لونڈیاں بیٹھی وہ اشعار گا رہی تھیں جو جنگ بعاث [1] سے متعلق انصار نے کہے تھے کہ اسی دوران حضرت ابو بکرؓ تشریف لے آئے۔ بولے نبی ﷺ کے گھر میں یہ گانا بجانا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ابو بکرؓ! رہنے دو ہر قوم کے لیے تہوار کا ایک دن ہے اور آج ہماری عید کا دن ہے۔

ایک بار عید کے دن کچھ حبشی بازی گر فوجی کرتب دکھا رہے تھے آپ نے یہ کرتب خود بھی دیکھے اور حضرت عائشہ کو بھی اپنی آڑ میں لے کر دکھائے۔ آپ ان بازی گروں کو شاباش بھی دیتے جاتے تھے، جب حضرت عائشہ دیکھتے دیکھتے تھک گئیں تو آپ نے فرمایا اب جاؤ۔ (بخاری)

۳۔ خوشی منانے میں اسلامی ذوق اور اسلامی ہدایات و آداب کا ضرور خیال رکھیے۔ جب آپ کو کوئی خوشی حاصل ہو تو خوشی دینے والے کا شکریہ ادا کیجیے، اس کے حضور سجدہ شکر بجالایئے۔ خوشی کے ہیجان میں کوئی ایسا عمل یا رویہ اختیار نہ کیجیے جو اسلامی مزاج سے میل نہ کھائے اور اسلامی آداب و ہدایات کے خلاف ہو۔ مسرت کا اظہار ضرور کیجیے لیکن اعتدال کا بہر حال خیال رکھیے۔ مسرت کے اظہار میں اس قدر آگے نہ بڑھیے کہ فخر و غرور کا اظہار ہونے لگے اور نیاز مندی، بندگی اور عاجزی کے جذبات دبنے لگیں۔ قرآن میں ہے:

وَلاَ تَفْرَحُوْا بِمَآ اٰتٰکُمْ وَاللهُ لاَ يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ (الحديد :23/57)

"اور ان نعمتوں کو پاکر اترانے نہ لگو جو اللہ نے تمہیں دی ہیں، خدا اترانے والے اور بڑائی جتانے والے کو ناپسند کرتا ہے"

اور خوشی میں ایسے سرمست بھی نہ ہو جایئے کہ اللہ کی یاد سے غافل ہونے لگیں۔ مومن کی خوشی یہ ہے کہ وہ خوشی دینے والے کو اور زیادہ یاد کرے، اس کے حضور سجدہ شکر بجالائے اور اپنے عمل و گفتار سے، اللہ کے فضل و کرم اور عظمت و جلال کا اور زیادہ اظہار کرے۔

رمضان میں مہینے بھر کے روزے رکھ کر شب میں تلاوتِ قرآن اور تراویح کی توفیق پا کر جب آپ عید کا چاند دیکھتے ہیں تو خوشی میں جھوم اٹھتے ہیں کہ اللہ نے جو حکم دیا تھا آپ اللہ کی دستگیری سے اس کی تعمیل میں کامیاب ہوئے اور فوراً اپنے مال میں سے اپنے غریب اور مسکین بھائیوں کا حصہ ان کو پہنچا دیتے ہیں کہ اگر آپ کی عبادتوں میں کوئی کوتاہی ہوگئی ہو اور بندگی کا حق ادا کرنے میں کوئی غفلت ہوئی ہو تو اس کی تلافی ہو جائے اور اللہ کے غریب بندے بھی عید کی خوشی میں شریک ہو کر خوشی کا اجتماعی اظہار کر سکیں اور پھر آپ اللہ کی اس توفیق پر عید کی صبح کو دوگانہ شکر ادا کر کے اپنی خوشی کا صحیح صحیح اظہار کرتے ہیں اور اسی طرح عید الاضحیٰ کے دن حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ کی عظیم اور بے مثال قربانی کی یادگار منا کر اور

---

[1] جنگ بعاث اس مشہور جنگ کا نام ہے جو انصار کے دو قبیلوں اوس و خزرج کے درمیان زمانہ جاہلیت میں ہوئی تھی۔

قربانی کے جذبات سے اپنے سینے کو سرشار پاکر سجدۂ شکر بجالاتے ہیں اور پھر آپ کی ہر ہر بستی میں سارے گلی کوچے اور سڑکیں تکبیر و تہلیل اور اللہ کی عظمت کی صداؤں سے گونج اٹھتی ہیں اور پھر آپ اللہ کی شریعت کے مطابق جب عید کے ایام میں اچھا کھاتے، اچھا پہنتے اور خوشی کے اظہار کے لیے جائز طریقوں کو اختیار کرتے ہیں تو آپ کی یہ ساری سرگرمیاں ذکرِ الٰہی بن جاتی ہیں۔

۴۔ اپنی خوشی میں دوسروں کو بھی شریک کیجیے اور اسی طرح دوسروں کی خوشی میں خود بھی شرکت کرکے ان کی مسرتوں میں اضافہ کیجیے اور خوشی کے مواقع پر مبارکباد دینے کا بھی اہتمام کیجیے۔

حضرت کعب بن مالکؓ کی توبہ جب قبول ہوئی اور مسلمانوں کو معلوم ہوا تو لوگ جوق در جوق ان کے پاس مبارک باد دینے کے لیے پہنچنے لگے اور اظہار مسرت کرنے لگے۔ یہاں تک کہ حضرت طلحہؓ کی مبارک باد اور اظہار مسرت سے تو حضرت کعبؓ اتنے متاثر ہوئے کہ زندگی بھر یاد کرتے رہے۔ حضرت کعبؓ نے جب بڑھاپے کے زمانے میں اپنے بیٹے عبداللہ کو اپنی آزمائش اور توبہ کا واقعہ بتایا تو خصوصیت کے ساتھ حضرت طلحہ کے اظہار مسرت کا ذکر کیا اور فرمایا میں طلحہ کی مبارک باد کو کبھی نہیں بھول سکتا۔

خود نبی ﷺ نے بھی جب حضرت کعبؓ کو قبولیت توبہ کی خوش خبری سنائی تو انتہائی خوشی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کعب! "یہ تمہاری زندگی کا سب سے زیادہ خوشی کا دن ہے۔" (ریاض الصالحین)

کسی کی شادی ہو یا کسی کے یہاں بچہ پیدا ہو یا اسی طرح کی کوئی اور خوشی حاصل ہو تو خوشی میں شرکت کیجیے اور مبارک باد دیجیے۔

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ جب کسی کے نکاح پر اس کو مبارک باد دیتے تو یوں فرماتے:

بَارَکَ اللّٰہُ لَکَ وَ بَارَکَ عَلَیْکَ وَ جَمَعَ بَیْنَکُمَا فِیْ خَیْرٍ (ترمذی)

"خدا تمہیں خوشحال رکھے اور تم دونوں پر برکتیں نازل فرمائے اور خیر خوبی کے ساتھ تم دونوں کا نباہ کرے۔"

ایک بار حضرت حسینؓ نے کسی بچے کو پیدائش پر مبارک باد دینے کا طریقہ سکھاتے ہوئے فرمایا کہ یوں کہا کرو۔

"الٰہی تمہیں اپنے اس عطیے میں خیر و برکت دے، اپنی شکر گزاری کی تمہیں توفیق بخشے، بچے کو جوانی کی بہاریں دکھائے اور اس کو تمہارا فرمانبردار اٹھائے۔"

۵۔ جب آپ کا کوئی عزیز یا شناسا کسی دور دراز سفر سے آئے تو اس کا استقبال کیجیے اور اس کے بخیر و عافیت واپس آنے اور اپنے مقصد میں کامیاب ہونے پر اظہار مسرت کیجیے اور اگر وہ اپنی بخیر واپسی پر خوشی کی کوئی تقریب منائے تو اس میں شرکت کیجیے اور جب آپ کسی سفر سے بعافیت وطن پہنچیں اور اسی خوشی میں کوئی تقریب منائیں تو اس مسرت میں بھی لوگوں کو شریک کریں۔ البتہ بے جا اسراف اور نمود و نمائش سے پرہیز کیجیے اور کوئی ایسا خرچ ہر گز نہ کیجیے جو آپ کی وسعت سے زیادہ ہو۔ نبی ﷺ جب غزوۂ تبوک سے واپس تشریف لائے تو مسلمان مرد اور بچے آپ کے استقبال کے لیے ثنیۃ الوداع[1] تک پہنچے۔ (ابوداؤد)

اور جب آپ مکے سے ہجرت کرکے مدینے پہنچے اور جنوب کی جانب سے شہر میں داخل ہونے لگے تو مسلمان مرد، عورتیں، بچے اور بچیاں سب ہی آپ کا خیر مقدم کرنے کے لیے نکل آئے تھے اور انصار کی بچیاں خوشی میں یہ گیت گا رہی تھیں۔

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَیْنَا مِنْ ثَنِیَّاتِ الْوِدَاعِ
وَجَبَ الشُّکْرُ عَلَیْنَا مَا دَعَا لِلّٰہِ دَاعِ
اَیُّھَا الْمَبْعُوْثُ فِیْنَا جِئْتَ بِالْاَمْرِ الْمُطَاعِ

---

[1] ثنیۃ الوداع مدینے کے جنوب میں ایک ٹیلہ تھا مدینے والے مہمانوں کو رخصت کرتے وقت یہاں تک پہنچانے آیا کرتے تھے اس لیے اس ٹیلے کا نام ہی ثنیۃ الوداع یعنی رخصت کا ٹیلہ پڑ گیا۔

"(آج) ہم پر چودھویں کا چاند طلوع ہوا (جنوبی پہاڑی) ثنیات الوداع سے ، ہم پر شکر واجب ہے اس دعوت و تعلیم کا کہ داعی نے ہمیں اللہ کی طرف بلایا۔اے ہمارے درمیان بھیجے جانے والے رسول! آپ ایسا دین لائے ہیں جس کی ہم اطاعت کریں گے۔"
ایک بار نبی ﷺ کسی سفر سے مدینے پہنچے تو آپ نے اپنے اونٹ یا گائے کو ذبح کر کے لوگوں کی دعوت فرمائی۔(ابوداؤد)

۶۔شادی بیاہ کے موقع پر بھی خوشی منایئے اور اسی خوشی میں اپنے رشتہ داروں اور دوستوں کو بھی شریک کیجیے اس موقع پر نبی ﷺ نے کچھ اچھے گیت گانے اور دف بجانے کی بھی اجازت دی ہے اس سے جذبات مسرت کی تسکین بھی مقصود ہے اور نکاح کا عام اعلان اور شہرت بھی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے رشتے کی ایک خاتون کا کسی انصاری سے نکاح کیا، جب اس کو رخصت کیا تو نبی ﷺ نے فرمایا لوگوں نے ان کے ساتھ کوئی لونڈی کیوں نہیں بھیج دی جو دف بجاتی اور کچھ گیت گاتی جاتی (بخاری)

جب حضرت ربیع بنت مسعودؓ کا نکاح ہوا تو ان کے پاس چند لڑکیاں بیٹھی دف بجارہی تھیں اور اپنے ان بزرگوں کی تعریف میں کچھ اشعار گارہی تھیں جو جنگ بدر میں شہید ہوئے تھے ایک لڑکی نے ایک مصرعہ گایا ہمارے درمیان ایک ایسا نبی ﷺ ہے جو کل ہونے والی بات کو جانتا ہے۔ آپ نے سنا تو فرمایا اس کو چھوڑ دو اور وہی گاؤ جو پہلے گارہی تھیں (بخاری)

۷۔شادی بیاہ کی خوشی میں اپنی حیثیت اور وسعت کے مطابق اپنے رشتہ داروں اور دوستوں کو کچھ کھلانے پلانے کا بھی اہتمام کیجیے۔نبی ﷺ نے خود اپنی شادی میں بھی ولیمے کی دعوت کی اور دوسروں کو بھی اس کی تلقین فرمائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اور کچھ نہ ہو تو ایک بکری ہی ذبح کر کے کھلا دو۔(بخاری)

شادی میں شرکت کا موقع نہ ہو تو کم از کم مبارک باد کا پیغام ضرور دیجیے۔نکاح، شادی اور اسی طرح کے دوسرے خوشی کے موقعوں پر تحفے دینے سے تعلقات میں تازگی اور استواری پیدا ہوتی ہے اور محبت میں گرمی اور اضافہ ہوتا ہے۔ہاں اس کا ضرور خیال رکھیے کہ تحفہ اپنی حیثیت کے مطابق دیجیے اور نمود و نمائش سے بچتے ہوئے اپنے اخلاص کا احتساب ضرور کرتے رہیے۔

باب دوم:

حسن بندگی

مسجد کے آداب

۱۔اللہ کی نظر میں روئے زمین کا سب سے زیادہ بہتر حصہ وہ ہے جس پر مسجد تعمیر کی جائے۔اللہ سے پیار رکھنے والے کی پہچان یہ ہے کہ وہ مسجد سے بھی پیار رکھتے ہیں۔قیامت کے ہیبت ناک دن میں جب کہیں کوئی سایہ نہ ہوگا،اللہ اس دن اپنے اس بندے کو اپنے عرش کے سائے میں رکھے گا جس کا دل مسجد میں لگا رہتا ہو۔نبی ﷺ کا ارشاد ہے وہ شخص (عرش کے سائے میں ہوگا) جس کا دل مسجد میں لگا رہتا ہو۔(بخاری)

۲۔مسجد کی خدمت کیجیے اور اس کو آباد رکھیے،مسجد کی خدمت کرنا اور اس کو آباد رکھنا ایمان کی علامت ہے۔اللہ کا ارشاد ہے:

إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ

"اللہ کی مسجد کو وہی لوگ آباد رکھتے ہیں جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں۔"

۳۔فرض نمازیں ہمیشہ مسجد میں جماعت سے پڑھیے۔مسجد میں جماعت اور آذان کا باقاعدہ نظم رکھیے اور مسجد کے نظام سے اپنی پوری زندگی کو منظم کیجیے۔مسجد ایک ایسا مرکز ہے کہ مومن کی پوری زندگی اسی کے گرد گھومتی ہے نبی ﷺ نے فرمایا:

"مسلمانوں میں بعض لوگ وہ ہیں جو مسجدوں میں جمے رہتے ہیں اور وہاں سے ہٹتے نہیں ہیں، فرشتے ایسے لوگوں کے ہم نشین ہوتے ہیں۔اگر یہ لوگ غائب ہو جائیں تو فرشتے ان کو تلاش کرتے پھرتے ہیں اور اگر بیمار پڑ جائیں تو فرشتے ان کی بیمار پرسی کرتے ہیں اور اگر کسی کام میں لگے ہوں تو فرشتے ان کی مدد کرتے ہیں۔مسجد میں بیٹھنے والا اللہ کی رحمت کا منتظر ہوتا ہے۔(مسند احمد)

۴۔مسجد میں نماز کے لیے ذوق و شوق سے جایئے۔نبی ﷺ نے فرمایا۔صبح و شام مسجد میں نماز کے لیے جانا ایسا ہے جیسے جہاد کے لیے جانا۔اور یہ بھی فرمایا جو لوگ صبح کے اندھیرے میں مسجد کی طرف جاتے ہیں قیامت میں ان کے ساتھ کامل روشنی ہوگی،اور یہ بھی فرمایا نماز باجماعت کے لیے مسجد میں جانے والے کا ہر قدم ایک نیکی کو واجب اور ایک گناہ کو مٹاتا ہے۔(ابن حبان)

۵۔مسجد کو صاف ستھرا رکھیے،مسجد میں جھاڑو دیجیے،کوڑا کرکٹ صاف کیجیے،خوشبو لگایئے،خاص طور پر جمعہ کے دن مسجد کو خوشبو میں بسانے کی کوشش کیجیے۔نبی ﷺ کا ارشاد ہے مسجد میں جھاڑو دینا،مسجد کو پاک صاف رکھنا،مسجد کا کوڑا کرکٹ باہر پھینکنا،مسجد میں خوشبو سلگانا،بالخصوص جمعہ کے دن مسجد کو خوشبو میں بسانا جنت میں لے جانے والے کام ہیں۔(ابن ماجہ)

اور نبی ﷺ نے یہ بھی فرمایا:مسجد کا کوڑا کرکٹ صاف کرنا حسین آنکھوں والی حور کا مہر ہے (طبرانی)

۶۔مسجد میں ڈرتے لرزتے جایئے۔داخل ہوتے وقت السلام علیکم[1] کہیے اور خاموش بیٹھ کر اس طرح ذکر کیجیے کہ اللہ کی عظمت و جلال آپ کے دل پر چھایا ہوا ہو۔ہنستے بولتے غفلت کے ساتھ مسجد میں داخل ہونا غافلوں اور بے ادبوں کا کام ہے جن کے دل اللہ کے خوف سے خالی ہیں۔بعض لوگ امام کے ساتھ رکوع میں شریک ہونے اور رکعت پا لینے کے لیے مسجد میں دوڑتے ہیں، یہ مسجد کے احترام کے خلاف ہے۔رکعت ملے یا نہ ملے سنجیدگی،وقار اور عاجزی کے ساتھ مسجد میں چلیے اور بھاگ دوڑ سے پرہیز کیجیے۔

---

[1] لابن حجر العسقلانی

۷۔ مسجد میں سکون سے بیٹھیے اور دنیا کی باتیں نہ کیجیے مسجد میں شور مچانا، ٹھٹھا مذاق کرنا، بازار کے بھاؤ پوچھنا اور بتانا، دنیا کے حالات پر تبصرہ کرنا اور خرید و فروخت کا بازار گرم کرنا مسجد کی بے حرمتی ہے۔ مسجد اللہ کی عبادت کا گھر ہے اس میں صرف عبادت کیجیے۔

۸۔ مسجد میں ایسے چھوٹے بچوں کو نہ لے جایئے جو مسجد کے احترام کا شعور نہ رکھتے ہوں اور مسجد میں پیشاب، پاخانہ کریں یا تھوکیں۔

۹۔ مسجد کو گزر گاہ نہ بنایئے۔ مسجد کے دروازے میں داخل ہونے کے بعد مسجد کا یہ حق ہے کہ آپ اس میں نماز پڑھیں یا بیٹھ کر ذکر و تلاوت کریں۔

۱۰۔ اگر آپ کی کوئی چیز کہیں باہر گم ہو جائے تو اس کا اعلان مسجد میں نہ کیجیے نبی ﷺ کی مسجد میں اگر کوئی شخص اس طرح اعلان کرتا تو آپ ناراض ہوتے اور یہ کلمہ فرماتے:

لَا رَدَّ اللّٰہُ عَلَیْکَ ضَالَّتَکَ

"خدا تجھ کو تیری گمی ہوئی چیز نہ ملائے۔"

۱۱۔ مسجد میں داخل ہوتے وقت پہلے دایاں پاؤں رکھیے اور نبی ﷺ پر درود سلام بھیجیے پھر یہ دعا پڑھیے نبی ﷺ کا ارشاد ہے جب تم میں سے کوئی مسجد میں آجائے تو پہلے نبی ﷺ پر درود و سلام بھیجے اور پھر یہ دعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ (مسلم)

"الٰہی! میرے لیے اپنے رحمت کے دروازے کھول دے۔"

اور مسجد میں داخل ہونے کے بعد دو رکعت نفل پڑھیے اس نفل کو تحیۃ المسجد کہتے ہیں۔ اسی طرح جب کبھی سفر سے واپسی ہو تو سب سے پہلے مسجد پہنچ کر دو رکعت نفل پڑھیے اور اس کے بعد گھر جایئے نبی ﷺ جب سفر سے واپس آتے تو پہلے مسجد میں جا کر نفل پڑھتے اور پھر اپنے گھر تشریف لے جاتے۔

۱۲۔ مسجد سے نکلتے وقت بایاں پاؤں باہر رکھیے اور یہ دعا پڑھیے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ (مسلم)

"الٰہی! میں تجھ سے تیرے فضل و کرم کا سوال کرتا ہوں۔"

۱۳۔ مسجد میں باقاعدہ آذان اور نماز باجماعت کا نظم قائم کیجیے اور مؤذن اور امام ان لوگوں کو بنایئے جو دین و اخلاق میں بحیثیت مجموعی سب سے بہتر ہوں۔ جہاں تک ممکن ہو کوشش کیجیے کہ ایسے لوگ آذان اور امامت کے فریضے انجام دیں جو معاوضہ نہ لیں اور اپنی خوشی سے اجر آخرت کی طلب میں ان فرائض کو انجام دیں۔

۱۴۔ آذان کے بعد یہ دعا پڑھیے نبی ﷺ نے فرمایا جس شخص نے آذان سن کر یہ دعا مانگی قیامت کے روز وہ میری شفاعت کا حق دار ہوگا۔ (بخاری)

اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّامَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَائِمَۃِ آتِ مُحَمَّدَانِ الْوَسِیْلَۃِ وَالْفَضِیْلَۃِ وَابْعَثْہُ مُقَامًا مَّحْمُوْدَانِ الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ (بخاری)

"الٰہی! اس دعوتِ کامل اور اس کھڑی ہونے والی نماز کے مالک! محمد ﷺ کو اپنا قرب اور فضیلت عطا فرما اور ان کو اس مقامِ محمود پر فائز کر جس کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے۔"

۱۵۔ مؤذن جب آذان دے رہا ہو تو اس کے کلمات سن سن کر آپ بھی دہرایئے، البتہ جب وہ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کہے تو اس کے جواب میں کہیے لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ اور فجر کی نماز میں جب مؤذن اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کہے تو جواب میں یہ کلمات کہیے: صَدَقْتَ وَ بَرَرْتَ ...... تم نے سچ کہا اور بھلائی کی بات کی۔

۱۶۔ تکبیر کہنے والا جب قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃ کہے تو جواب میں یہ کلمات کہیے اَقَامَھَا اللّٰہُ وَاَدَامَھَا...... اللہ اسے ہمیشہ قائم رکھے۔

۱۷۔عورتیں مسجدوں میں جانے کے بجائے گھر میں ہی نماز ادا کریں۔ایک بار حضرت ابو حمید ساعدیؓ کی بیوی نے نبی ﷺ سے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ مجھے آپ کے ساتھ نماز پڑھنے کا بڑا شوق ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا مجھے تمہارا شوق معلوم ہے لیکن تمہارا کوٹھڑی میں نماز پڑھنا اس سے بہتر ہے کہ تم دالان میں نماز پڑھو اور دالان میں نماز پڑھنا اس سے بہتر ہے کہ صحن میں پڑھو۔

البتہ عورتوں کو مسجد کی ضروریات پوری کرنے کی امکان بھر کوشش کرنی چاہیے۔پانی کا انتظام،چٹائی کا انتظام،اور خوشبو وغیرہ کا سامان بھیجیں اور مسجد سے دلی تعلق قائم رکھیں۔

۱۸۔ہوشیار بچوں کو اپنے ساتھ مسجد میں لے جائیے،ماؤں کو چاہیے کہ وہ ترغیب دے دے کر بھیجیں تاکہ بچوں میں شوق پیدا ہو اور مسجد میں ان کے ساتھ نہایت نرمی،محبت اور شفقت کا سلوک کیجیے۔وہ اگر کوئی کوتاہی کریں یا شرارت کر بیٹھیں تو ڈانٹنے پھٹکارنے کے بجائے پیار اور محبت سے سمجھائیے اور بھلائی کی تلقین کیجیے۔

نماز کے آداب

۱۔نماز کے لیے طہارت اور پاکی کا پورا پورا خیال رکھیے،وضو کریں تو مسواک کا بھی اہتمام کیجیے نبی ﷺ نے فرمایا قیامت میں میری امت کی علامت یہ ہو گی کہ ان کی پیشانی اور اعضائے وضو نور سے چمک رہے ہوں گے،پس جو شخص اپنے نور کو بڑھانا چاہے بڑھائے۔

۲۔صاف ستھرے،سنجیدہ،مہذب اور سلیقے کے کپڑے پہن کر نماز ادا کیجیے۔قرآن پاک میں ہے:

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ

”اے آدم کے بیٹو!ہر نماز کے موقع پر اپنی زینت سے آراستہ ہو جایا کرو۔“

۳۔وقت کی پابندی سے نماز ادا کیجیے۔ارشاد باری تعالی ہے:

اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا

"مومنوں پر وقت کی پابندی سے نماز فرض کی گئی ہے۔"

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے ایک بار نبی ﷺ سے پوچھا یارسول اللہ ﷺ! اللہ کے نزدیک کون سا عمل سب سے زیادہ محبوب ہے۔آپ نے فرمایا نماز کو اس کے وقت پر ادا کرنا۔اور نبی ﷺ نے یہ بھی فرمایا:اللہ نے پانچ نمازیں فرض کی ہیں،جس شخص نے ان نمازوں کو ان کے مقررہ وقت پر اچھی طرح وضو کر کے خشوع وخضوع سے ادا کیا تو اللہ پر اس کا یہ حق ہے کہ وہ اس کو بخش دے اور جس نے ان نمازوں میں کوتاہی کی تو اللہ پر اس کی مغفرت ونجات کی کوئی ذمہ داری نہیں،چاہے تو عذاب دے اور چاہے تو بخش دے۔(مالک)

۴۔نماز ہمیشہ جماعت سے پڑھیے اگر کبھی جماعت نہ ملے تب بھی فرض نماز مسجد میں ہی پڑھنے کی کوشش کیجیے،البتہ سنتیں گھر پڑھنا بھی اچھا ہے۔نبی ﷺ کا ارشاد ہے جو شخص چالیس دن تک تکبیر اُولی کے ساتھ نماز باجماعت پڑھے وہ دوزخ اور نفاق دونوں سے محفوظ کر دیا جاتا ہے۔(ترمذی)

اور نبی ﷺ نے یہ بھی فرمایا۔اگر لوگوں کو نماز باجماعت کا اجر وثواب معلوم ہو جائے تو وہ ہزار مجبوریوں کے باوجود بھی جماعت کے لیے دوڑ دوڑ کر آئیں۔جماعت کی پہلی صف ایسی ہے جیسے فرشتوں کی صف،تنہا نماز پڑھنے سے دو آدمیوں کی جماعت بہتر ہے پھر جتنے آدمی زیادہ ہوں گے اتنی ہی یہ جماعت اللہ کو زیادہ محبوب ہوتی ہے۔(ابوداؤد)

۵۔ نماز سکون کے ساتھ پڑھیے اور رکوع و سجود اطمینان کے ساتھ ادا کیجیے رکوع سے اٹھنے کے بعد اطمینان کے ساتھ سیدھے کھڑے ہو جایئے، پھر سجدے میں جایئے۔ اسی طرح دونوں سجدوں کے درمیان بھی مناسب وقفہ کیجیے اور دونوں سجدوں کے درمیان یہ دعا بھی پڑھ لیا کیجیے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِيْ وَاهْدِنِيْ وَاجْبُرْنِي وَ عَافِنِيْ وَارْزُقْنِي (ابوداؤد)

"الٰہی! تو میری مغفرت فرما مجھے سیدھی راہ پر چلا، میری شکستہ حالی دور فرما، مجھے سلامتی دے اور مجھے روزی عطا کر۔"

نبی ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص نماز کو اچھی طرح ادا کرتا ہے، نماز اس کو دعائیں دیتی ہے کہ اللہ اسی طرح تیری بھی حفاظت کرے جس طرح تو نے میری حفاظت کی۔ اور نبی ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ بدترین چوری نماز کی چوری ہے۔ لوگوں نے پوچھا یارسول اللہ ﷺ نماز میں کوئی کیسے چوری کر سکتا ہے؟ فرمایا رکوع اور سجدے ادھورے ادھورے کر کے۔

۶۔ آذان کی آواز سنتے ہی نماز کی تیاری شروع کر دیجیے اور وضو کر کے پہلے سے مسجد میں پہنچ جایئے اور خاموشی کے ساتھ صف میں بیٹھ کر جماعت کا انتظار کیجیے۔ آذان سننے کے بعد سستی و تاخیر کرنا اور کسمساتے ہوئے نماز کے لیے جانا منافقوں کی علامت ہے۔

۷۔ آذان بھی ذوق و شوق سے پڑھا کیجیے نبی ﷺ سے ایک شخص نے پوچھا یارسول اللہ ﷺ! مجھے کوئی ایسا کام بتا دیجیے جو مجھے جنت میں لے جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: نماز کے لیے آذان دیا کرو آپ نے یہ بھی فرمایا مؤذن کی آواز جہاں تک پہنچتی ہے اور جو اس کی آواز سنتا ہے وہ قیامت میں مؤذن کے حق میں گواہی دے گا۔ جو شخص جنگل میں بکریاں چراتا ہو اور آذان کا وقت آنے پر اونچی آواز سے آذان کہے تو جہاں تک اس کی آواز جائے گی، قیامت کے دن ساری چیزیں اس کے حق میں گواہی دیں گی۔ (بخاری)

۸۔ اگر آپ امام ہیں تو تمام آداب و شرائط کا اہتمام کرتے ہوئے نماز پڑھایئے اور مقتدیوں کی سہولت کا لحاظ کرتے ہوئے اچھی طرح امامت کیجیے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: "جو امام اپنے مقتدیوں کو اچھی طرح نماز پڑھاتے ہیں اور یہ سمجھ کر پڑھاتے ہیں کہ ہم اپنے مقتدیوں کی نماز کے ضامن ہیں ان کو اپنے مقتدیوں کی نماز کا اجر بھی ملتا ہے، جتنا ثواب مقتدیوں کو ملتا ہے اتنا ہی امام کو بھی ملتا ہے اور مقتدیوں کی نماز کے اجر و ثواب میں کوئی کمی نہیں کی جاتی۔ (طبرانی)

۹۔ نماز اس طرح خشوع و خضوع سے پڑھیے کہ دل پر اللہ کی عظمت و جلال کی ہیبت طاری ہو اور خوف و سکون چھایا ہوا ہو، نماز میں بلاوجہ ہاتھ پیر ہلانا، بدن کھجانا، ڈاڑھی میں خلال کرنا، ناک میں انگلی ڈالنا، کپڑے سنبھالنا سخت بے ادبی کی حرکتیں ہیں۔ ان سے سختی کے ساتھ پرہیز کرنا چاہیے۔

۱۰۔ نماز کے ذریعے اللہ سے قرب حاصل کیجیے، نماز اس طرح پڑھیے کہ گویا آپ اللہ کو دیکھ رہے ہیں یا کم از کم یہ احساس رکھیے کہ اللہ آپ کو دیکھ رہا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

"بندہ اپنے رب سے سب سے زیادہ قریب اس وقت ہوتا ہے جب وہ اس کے حضور سجدہ کرتا ہے پس جب تم سجدہ کرو تو سجدے میں خوب دعا کیا کرو۔" (مسلم)

۱۱۔ نماز ذوق و شوق کے ساتھ پڑھیے۔ مارے باندھے کی رسمی نماز درحقیقت نماز نہیں ہے۔ ایک وقت کی نماز پڑھنے کے بعد دوسری نماز کا بے چینی اور شوق سے انتظار کیجیے۔ ایک دن مغرب کی نماز کے بعد کچھ لوگ عشاء کی نماز کا انتظار کر رہے تھے، نبی ﷺ تشریف لائے اور آپ ﷺ اس قدر تیز تیز چل کر آئے کہ آپ ﷺ کی سانس چڑھ گئی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: لوگو! خوش ہو جاؤ تمہارے رب نے آسمان کا ایک دروازہ کھول کر تمہیں فرشتوں کے سامنے کیا اور فخر کرتے ہوئے فرمایا دیکھو میرے بندے ایک نماز ادا کر چکے ہیں اور دوسری نماز کا انتظار کر رہے ہیں۔ (ابن ماجہ)

۱۲۔غافلوں اور لاپرواہوں کی طرح جلدی جلدی نماز پڑھ کر سر سے بوجھ نہ اتاریئے بلکہ حضور قلب کے ساتھ اللہ کو یاد کیجیے، اور دل، دماغ، احساسات، جذبات اور افکار و خیالات ہر چیز سے پوری طرح اللہ کی طرف رجوع ہو کر پوری یکسوئی اور دھیان کے ساتھ نماز پڑھیے۔ نماز وہی نماز ہے جس میں اللہ کی یاد ہو، منافقوں کی نماز اللہ کی یاد سے خالی ہوتی ہے۔

۱۳۔نماز کے باہر بھی نماز کا حق ادا کیجیے، اور پوری زندگی کو نماز کا آئینہ بنایئے۔ قرآن میں ہے: "نماز بے حیائی اور نافرمانی سے روکتی ہے۔" نبی ﷺ نے ایک انتہائی اثر انگیز تمثیل میں اس طرح اس کو پیش کیا۔ آپ ﷺ نے ایک سوکھی ٹہنی کو زور زور سے ہلایا ٹہنی میں لگے ہوئے پتے ہلانے سے جھڑ گئے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا نماز پڑھنے والوں کے گناہ اس طرح جھڑ جاتے ہیں، جو طرح اس سوکھی ٹہنی کے پتے جھڑ گئے اور اس کے بعد آپ ﷺ نے قرآن کی یہ آیت تلاوت فرمائی:

وَ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ طَرَفَیِ النَّھَارِ وَ زُلَفًا مِّنَ الَّیْلِ اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْھِبْنَ السَّیِّاٰتِ ذٰلِکَ ذِکْرٰی لِلذّٰکِرِیْنَ (سورہ ہود:114/11)

"اور نماز قائم کرو دن کے دونوں کناروں پر (یعنی فجر اور مغرب) اور کچھ رات گئے پر، بلاشبہ نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں، یہ نصیحت ہے نصیحت حاصل کرنے والوں کے لیے۔"

۱۴۔نماز میں ٹھہر ٹھہر کر قرآن شریف پڑھیے اور نماز کے دوسرے اذکار بھی ٹھہر ٹھہر کر پوری توجہ، دل کی آمادگی اور طبیعت کی حاضری کے ساتھ پڑھیے، سمجھ سمجھ کر پڑھنے سے شوق میں اضافہ ہوتا ہے اور نماز واقعی نماز بن جاتی ہے۔

۱۵۔نماز پابندی سے پڑھیے اور کبھی ناغہ نہ کیجیے۔ مومنوں کی خوبی ہی یہ ہے کہ وہ پابندی کے ساتھ بلا ناغہ نماز پڑھتے ہیں:

اِلَّا الْمُصَلِّیْنَ o الَّذِیْنَ ھُمْ عَلٰی صَلَاتِھِمْ دَآئِمُوْنَ o

"مگر نمازی وہی لوگ ہیں جو اپنی نمازوں کو پابندی کے ساتھ التزام کرتے ہیں۔"

۱۶۔فرض نمازوں کی پابندی کے ساتھ ساتھ نفل نمازوں کا بھی اہتمام کیجیے اور کثرت سے نوافل پڑھنے کی کوشش کیجیے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: "جو شخص فرض نمازوں کے علاوہ دن رات میں بارہ رکعتیں[1] پڑھتا ہے اس کے لیے ایک گھر جنت میں بنادیا جاتا ہے۔" (مسلم)

۱۷۔سنت اور نوافل کبھی کبھی گھر میں بھی پڑھ لیا کیجیے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے: "مسجد میں نماز پڑھنے کے بعد کچھ نماز گھر میں پڑھا کرو، اللہ اس نماز کے طفیل تمہارے گھروں میں خیر عطا فرمائے گا۔ (مسلم)

اور نبی ﷺ خود بھی سنت و نوافل اکثر گھر میں پڑھا کرتے تھے۔

۱۸۔فجر کی نماز کے لیے جب گھر سے نکلیں تو یہ دعا پڑھیے:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ فِیْ قَلْبِیْ نُوْرًا وَ فِیْ بَصَرِیْ نُوْرًا وَ فِیْ سَمْعِیْ نُوْرًا وَ عَنْ یَّمِیْنِیْ نُوْرًا وَ عَنْ شِمَالِیْ نُوْرًا وَ مِنْ خَلْفِیْ نُوْرًا وَ مِنْ اَمَامِیْ نُوْرًا وَ اجْعَلْ لِّیْ نُوْرًا فِیْ عَصَبِیْ نُوْرًا وَ فِیْ لَحْمِیْ نُوْرًا وَ فِیْ دَمِیْ نُوْرًا وَ فِیْ شَعْرِیْ نُوْرًا وَ فِی لِسَانِیْ نُوْرًا وَ اجْعَلْ فِیْ نَفْسِیْ نُوْرًا وَ اَعْظِمْ لِیْ نُوْرًا وَاجْعَلْنِیْ نُوْرًا وَاجْعَلْ مِنْ فَوْقِیْ نُوْرًا وَ مِنْ تَحْتِیْ نُوْرًا اَللّٰھُمَّ اَعْطِنِیْ نُوْرًا (حصن حصین)

"الٰہی! تو پیدا فرمادے میرے دل میں نور، میری بینائی میں نور، میری شنوائی میں نور، میرے دائیں نور، میرے بائیں نور، میرے پیچھے نور، میرے آگے نور، اور میرے لیے نور ہی نور کردے۔ میرے پٹھوں میں نور کردے اور میرے گوشت میں نور، میرے خون میں نور، میرے بالوں میں نور، میری کھال میں نور، میری زبان میں نور اور میرے نفس میں نور، پیدا فرمادے اور مجھے نورِ عظیم دے اور مجھ سراپا نور بنادے اور پیدا فرما میرے اوپر نور، میرے نیچے نور، الٰہی مجھے نور عطا کر۔"

---

[1] اس سے مراد وہ سنتیں ہیں جو فرض نمازوں کے ساتھ پڑھی جاتی ہیں ۲ رکعت فجر میں ۶ رکعت ظہر میں ۲ رکعت مغرب میں اور ۲ رکعت عشاء میں

۱۹۔ فجر اور مغرب کی نماز سے فارغ ہو کر گفتگو کرنے سے پہلے ہی سات بار یہ دعا پڑھیے:

اَللّٰهُمَّ اَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ "الٰہی! مجھ جہنم کی آگ سے پناہ دے۔"

نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

"فجر و مغرب کی نماز کے بعد کسی سے بات کرنے سے پہلے سات بار یہ دعا پڑھ لیا کرو، اگر اس دن یا اس رات میں مر جاؤ گے تو جہنم سے ضرور نجات پاؤ گے۔" (مشکوٰۃ)

۲۰۔ ہر نماز کے بعد تین بار اَسْتَغْفِرُ اللّٰه کہیے اور پھر یہ دعا پڑھیے:

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَ مِنْکَ السَّلَامُ تَبَارَکْتَ یَا ذَالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ ۔ (مسلم)

"الٰہی! تو السلام ہے، سلامتی کا فیضان تیری ہی جانب سے ہے، تو خیر و برکت والا ہے، اے عظمت والے اور نوازش والے۔"

۲۱۔ جماعت کی نماز میں صفوں کو درست رکھنے کا پورا پورا اہتمام کیجیے۔ صفیں بالکل سیدھی رکھیے اور کھڑے ہونے میں اس طرح کندھے سے کندھا ملائیے کہ بیچ میں خالی جگہ نہ رہے اور جب تک آگے کی صفیں نہ بھر جائیں پیچھے دوسری صفیں نہ بنائیے۔ ایک بار جماعت کی نماز میں ایک شخص اس طرح کھڑا ہوا تھا کہ اس کا سینہ باہر نکلا ہوا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے دیکھا تو تنبیہ فرمائی۔

"اللہ کے بندو! اپنی صفوں کو سیدھی اور درست رکھنے کا لازماً اہتمام کرو ورنہ خدا تمہارے رخ ایک دوسرے کے خلاف کر دے گا۔" (مسلم)

ایک موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا:

"جو شخص نماز کی کسی صف کو جوڑے گا اسے خدا جوڑے گا اور جو کسی صف کو کاٹے گا اللہ اسے کاٹے گا۔" (ابوداؤد)

۲۲۔ بچوں کی صف لازماً مردوں سے پیچھے بنائیے اور بڑوں کے ساتھ کھڑا نہ کیجیے۔ البتہ عیدگاہ وغیرہ میں جہاں الگ کرنے میں زحمیتں پیش آئیں یا بچوں کے گم ہونے کا اندیشہ ہو تو وہاں بچوں کو پیچھے بھیجنے کی ضرورت نہیں۔ اپنے ساتھ رکھیے اور عورتوں کی صفیں یا تو سب سے پیچھے ہوں یا الگ ہوں اگر مسجد میں ان کے لیے جگہ بنی ہوئی ہو، اسی طرح عیدگاہ میں عورتوں کے لیے الگ جگہ کا انتظام کیجیے۔

تلاوتِ قرآن کے آداب

۱۔ قرآن مجید کی تلاوت ذوق و شوق کے ساتھ دل لگا کر کیجیے اور یہ یقین رکھیے کہ قرآن مجید سے شغف اللہ سے شغف ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: میری امت کے لیے سب سے بہتر عبادت قرآن کی تلاوت ہے۔

۲۔ اکثر و بیشتر وقت تلاوت میں مشغول رہیے اور کبھی تلاوت سے نہ اکتائیے۔ نبی ﷺ نے فرمایا اللہ کا ارشاد ہے: جو بندہ قرآن کی تلاوت میں اس قدر مشغول ہو کہ وہ مجھ سے دعا مانگنے کا موقع نہ پا سکے تو میں اس کو بغیر مانگے ہی مانگنے والوں سے زیادہ دوں گا۔ (ترمذی)

اور نبی ﷺ نے فرمایا۔ بندہ تلاوت قرآن ہی کے ذریعہ اللہ کا سب سے زیادہ قرب حاصل کرتا ہے۔ (ترمذی) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تلاوت قرآن کی ترغیب دیتے ہوئے یہ بھی فرمایا۔ جس شخص نے قرآن پڑھا اور وہ روزانہ اس کی تلاوت کرتا رہتا ہے، اس کی مثال ایسی ہے جیسے مشک سے بھری ہوئی زنبیل کہ اس کی خوشبو چار سو مہک رہی ہے اور جس شخص نے قرآن پڑھا لیکن وہ اس کی تلاوت نہیں کرتا تو اس کی مثال ایسی ہے جیسے مشک سے بھری ہوئی بوتل کہ اس کو ڈاٹ لگا کر بند کر دیا گیا ہے۔ (ترمذی)

۳۔ قرآن پاک کی تلاوت محض طلب ہدایت کے لیے کیجیے۔ لوگوں کو اپنا گرویدہ بنانے، اپنی خوش الحانی کا سکہ جمانے اور اپنی دین داری کی دھاک بٹھانے سے سختی کے ساتھ پرہیز کیجیے۔ یہ انتہائی گھٹیا مقاصد ہیں اور ان اغراض سے قرآن کی تلاوت کرنے والا قرآن کی ہدایت سے محروم رہتا ہے۔

۴۔ تلاوت سے پہلے طہارت اور نظافت کا پورا اہتمام کیجیے۔ بغیر وضو قرآن مجید چھونے سے پرہیز کیجیے اور پاک و صاف جگہ پر بیٹھ کر تلاوت کیجیے۔
تلاوت کے لیے بعد قبلہ رخ دوزانو ہو کر بیٹھیے اور گردن جھکا کر انتہائی توجہ یکسوئی دل کی آمادگی اور سلیقے سے تلاوت کیجیے۔ اللہ کا ارشاد ہے:
كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ (ص :29/38)

''کتاب جو ہم نے آپ کی طرف بھیجی برکت والی ہے تاکہ وہ اس میں غور و فکر کریں اور عقل والے اس سے نصیحت حاصل کریں۔''

۶۔ تجوید اور ترتیل کا بھی جہاں تک ہو سکے لحاظ رکھیے، حروف ٹھیک ٹھیک ادا کیجیے اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھیے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے: اپنی آواز اور اپنے لہجے سے قرآن کو آراستہ کرو۔ (ابوداؤد)

نبی ﷺ ایک ایک حرف واضح کر کے اور ایک ایک آیت کو الگ الگ کر کے پڑھا کرتے تھے اور نبی ﷺ کا ارشاد ہے: قرآن پڑھنے والے سے قیامت کے روز کہا جائے گا جس ٹھہراؤ اور خوش الحانی کے ساتھ تم دنیا میں بنا سنوار کر قرآن پڑھا کرتے تھے، اسی طرح قرآن پڑھو اور ہر آیت کے صلہ میں ایک درجہ بلند ہوتے جاؤ، تمہارا اٹھکانہ تمہاری تلاوت کی آخری آیت کے قریب ہے۔ (ترمذی)

۷۔ نہ زیادہ زور سے پڑھیے اور نہ بالکل ہی آہستہ بلکہ درمیانی آواز میں پڑھیے۔ اللہ کی ہدایت ہے:
وَ لَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَ لَا تُخَافِتْ بِهَا وَ ابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا (بنی اسرائیل :110/17)

''اور اپنی نماز میں نہ تو زیادہ زور سے پڑھیے اور نہ ہی بالکل دھیرے دھیرے بلکہ دونوں کے درمیان کا طریقہ اختیار کیجیے۔''

۸۔ یوں تو جب بھی موقع ملے تلاوت کیجیے لیکن سحر کے وقت تہجد کی نماز میں بھی قرآن پڑھنے کی کوشش کیجیے۔

یہ تلاوت قرآن کی فضیلت کا سب سے اونچا درجہ ہے اور مومن کی یہ تمنا ہونی چاہیے کہ وہ تلاوت کا اونچے سے اونچا مرتبہ حاصل کرے۔

۹۔ تین دن سے کم میں قرآن شریف ختم کرنے کی کوشش نہ کیجیے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: جس نے تین دن سے کم میں قرآن پڑھا اس نے قطعاً قرآن کو نہیں سمجھا۔

۱۰۔ قرآن کی عظمت و وقعت کا احساس رکھیے اور جس طرح ظاہری طہارت و پاکی کا لحاظ کیا ہے اسی طرح دل کو بھی گندے خیالات، برے جذبات اور ناپاک مقاصد سے پاک کیجیے۔ جو دل گندے اور نجس خیالات سے آلودہ ہے اس میں نہ قرآن پاک کی عظمت و وقعت بیٹھ سکتی ہے اور نہ وہ قرآن کے معارف و حقائق ہی کو سمجھ سکتا ہے۔ حضرت عکرمہؓ جب قرآن مجید کھولتے تو اکثر بے ہوش ہو جاتے اور فرماتے یہ میرے جلال و عظمت والے پروردگار کا کلام ہے۔

۱۱۔ یہ سمجھ کر تلاوت کیجیے کہ روئے زمین پر انسان کو اگر ہدایت مل سکتی ہے تو صرف اسی کتاب سے اور اسی تصور کے ساتھ اس میں تفکر اور تدبر کیجیے اور اس کے حقائق اور حکمتوں کو سمجھنے کی کوشش کیجیے فرفر تلاوت نہ کیجیے بلکہ سمجھ سمجھ کر پڑھنے کی عادت ڈالیے اور اس میں غور و فکر کرنے کی کوشش کیجیے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرمایا کرتے تھے کہ القارعہ اور القدر جیسی چھوٹی چھوٹی سورتوں کو سوچ سمجھ کر پڑھنا اس سے زیادہ بہتر سمجھتا ہوں کہ البقرہ اور آل عمران جیسی بڑی بڑی سورتیں فرفر پڑھ جاؤں اور کچھ نہ سمجھوں۔ نبی ﷺ ایک مرتبہ ساری رات ایک ہی آیت کو دھراتے رہے۔
اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَ اِنْ تَغْفِرْلَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (المآئدۃ :118/5)

''اے اللہ اگر تو ان کو عذاب دے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو ان کو بخش دے تو انتہائی زبردست حکمت والا ہے۔''

۱۲۔اس عزم کے ساتھ تلاوت کیجیے کہ مجھے اس کے احکام کے مطابق اپنی زندگی بدلنا ہے اور اس کی ہدایت کی روشنی میں اپنی زندگی بنانا ہے اور پھر جو ہدایات ملیں اس کے مطابق اپنی زندگی کو ڈھالنے اور کوتاہیوں سے زندگی کو پاک کرنے کی مسلسل کوشش کیجیے۔قرآن آئینے کی طرح آپ کا ہر ہر داغ اور ہر ہر دھبہ آپ کے سامنے نمایاں کر کے پیش کر دے گا۔اب یہ آپ کا کام ہے کہ آپ ان داغ دھبوں سے اپنی زندگی کو پاک کریں۔

۱۳۔تلاوت کے دوران قرآن کی آیات سے اثر لینے کی بھی کوشش کیجیے۔جب رحمت، مغفرت اور جنت کی لازوال نعمتوں کے تذکرے پڑھیں تو خوشی اور مسرت سے جھوم اٹھیے،اور جب اللہ کے غیظ وغضب اور عذاب جہنم کی ہولناکیوں کا تذکرہ پڑھیں تو بدن کانپنے لگے۔آنکھیں بے اختیار بہہ پڑیں اور دل توبہ اور ندامت کی کیفیت سے رونے لگے۔جب مومنین صالحین کی کامرانیوں کا حال پڑھیں تو چہرہ دمکنے لگے اور جب قوموں کی تباہی کا حال پڑھیں تو غم سے نڈھال نظر آئیں۔وعید اور ڈراوے کی آیات پڑھ کر کانپ اٹھیں اور بشارت کی آیات پڑھ کر روح شکر کے جذبات سے سرشار ہو جائے۔

۱۴۔تلاوت کے بعد دعا فرمایئے،حضرت عمرؓ کی ایک دعا کے الفاظ یہ ہیں:

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِی التَّفَکُّرَ وَالتَّدَبُّرَ بِمَا یَتْلُوْہُ لِسَانِیْ مِنْ کِتَابِکَ وَالْفَھْمَ لَہٗ وَالْمَعْرِفَۃَ بِمَعَانِیْہِ وَالنَّظْرَ فِیْ عَجَائِبِہٖ وَالْعَمَلَ بِذٰالِکَ بَقِیْتُ ، اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْرٌ

"الٰہی!میری زبان تیری کتاب میں سے جو کچھ تلاوت کرے،مجھے توفیق دے کہ میں اس میں غور وفکر کروں،الٰہی!مجھے اس کی سمجھ دے۔مجھے اس کے مفہوم ومعانی کی معرفت بخش اور اس کے عجائبات کو پانے کی نظر عطا کر اور جب تک زندہ رہوں مجھے توفیق دے کہ میں اس پر عمل کرتا رہوں، بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔"

یوم جمعہ کے آداب

۱۔جمعہ کے دن صفائی ستھرائی،نہانے دھونے اور آرائش وزیبائش کرنے کا پورا پورا اہتمام کیجیے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:"جب کوئی جمعہ کی نماز پڑھنے آئے تو اسے غسل کر کے آنا چاہیے۔"

اور حضرت ابوہریرہؓ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:"ہر مسلمان پر اللہ کا یہ حق ہے کہ ہر ہفتہ میں غسل کرے،اور سر اور بدن کو دھوئے۔"

اور حضرت سعیدؓ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کا ارشاد ہے:"جمعہ کے دن ہر بالغ جوان کے لیے غسل کرنا لازمی ہے اور مسواک کرنا اور خوشبو لگانا بھی، اگر میسر ہو۔"(بخاری،مسلم)

اور حضرت سلیمانؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جو شخص جمعہ کے دن نہایا دھویا اور اپنے بس بھر اس نے طہارت ونظافت کا پورا پورا اہتمام کیا،پھر اس نے تیل لگایا،خوشبو ملی،پھر دوپہر ڈھلے مسجد میں جا پہنچا اور(مسجد جا کر صف میں بیٹھے ہوئے)دو آدمیوں کو ایک دوسرے سے نہیں ہٹایا،پھر اس نے نماز پڑھی جو اس کے لیے مقدر تھی،پھر جب امام(منبر کی طرف)نکلا تو چپ چاپ(بیٹھا خطبہ سنتا)رہا تو اس شخص کے سارے گناہ بخش دیے گئے جو ایک جمعہ تک اس سے سرزد ہوئے تھے۔"(بخاری)

۲۔جمعہ کے دن زیادہ سے زیادہ ذکر کرو تسبیح،تلاوت قرآن اور دعا،صدقہ وخیرات،مریضوں کی عیادت،جنازے کی شرکت،گورستان کی سیر اور دوسرے نیک کام کرنے کا اہتمام کیجیے۔

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"افضل ترین دن جس پر سورج طلوع ہوا وہ جمعہ کا دن ہے، اسی دن آدمؑ پیدا ہوئے اور اسی دن وہ جنت میں داخل کیے گئے اور اسی دن وہاں سے نکالے گئے (اور اللہ کے خلیفہ بنا لیے گئے) اور اسی دن قیامت قائم ہوگئی۔" (مسلم)

حضرت سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "پانچ عمل ایسے ہیں کہ جو شخص ان کو ایک دن میں کرے گا اللہ اس کو جنت والوں میں لکھ دے گا۔

(۱) بیمار کی عیادت۔ (۲) جنازے میں شریک ہونا۔ (۳) روزہ رکھنا۔ (۴) نماز جمعہ پڑھنا۔ (۵) غلام کو آزاد کرنا۔ (ابن حبان)

ظاہر ہے پانچوں اعمال کا بجالانا اسی وقت ممکن ہے جب جمعہ کا دن ہو۔

حضرت سعید خدریؓ ہی کی ایک روایت اور ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "جو شخص جمعہ کے دن سورۂ کہف پڑھے گا تو اس کے لیے دونوں جمعوں کے درمیان ایک نور چمکتا رہے گا۔" (نسائی)

اور حضرت ابوہریرہؓ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "جو شخص جمعہ کی شب سورۂ دُخان کی تلاوت کرے اس کے لیے ستر ہزار فرشتے استغفار کرتے ہیں اور اس کے سارے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔" (ترمذی)

اور نبی ﷺ نے فرمایا: "جمعہ کے دن میں ایک ایسی مبارک ساعت ہے کہ بندہ اس میں جو بھی دعا مانگتا ہے وہ قبول ہوتی ہے۔" (بخاری)

یہ ساعت کون سی ساعت ہے، اس میں علماء کے درمیان اختلاف ہے، اس لیے کہ روایات میں مختلف اوقات کا ذکر ہے۔ البتہ علماء نے کہا ہے کہ دو قول ان میں صحیح ہیں: ایک یہ کہ جس وقت خطیب خطبے کے لیے منبر پر آتا ہے، اس وقت سے لے کر نماز ختم ہونے تک کا وقت ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ وہ گھڑی جمعہ کے دن کی آخری گھڑی ہے، جب سورج غروب ہونے لگے۔ مناسب یہ ہے کہ آپ دونوں ہی اوقات نہایت ادب اور عاجزی کے ساتھ دعا و فریاد میں گزاریں۔ اپنی اور دعاؤں کے ساتھ یہ دعا بھی مانگیے تو اچھا ہے:

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَ اَنَا عَبْدُکَ وَ اَنَا عَلٰی عَھْدِکَ وَ وَعْدِکَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْئُ لَکَ بِنِعْمَتِکَ عَلَیَّ وَ اَبُوْئُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْلِیْ فَاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ

"الٰہی! تو ہی میرا رب ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو نے مجھے پیدا فرمایا، میں تیرا بندہ ہوں اور اپنے امکان بھر تجھ سے کیے ہوئے عہد و پیمان پر قائم ہوں۔ میں تیری نعمتوں اور تیرے احسانات کا اقرار کرتا ہوں جو تو نے مجھ پر کیے ہیں اور اپنے گناہوں کا اعتراف کرتا ہوں، پس تو میری مغفرت فرما، کیونکہ تیرے سوا کوئی نہیں جو گناہوں کو بخشنے والا ہو اور اپنے کرتوت کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔"

۳۔ جمعہ کے نماز کا پورا پورا اہتمام کیجیے، جمعہ کی نماز ہر بالغ، صحت مند مقیم اور ہوش مند مسلمان مرد پر فرض ہے۔ اگر کسی مقام پر امام کے علاوہ دو آدمی بھی ہوں تو جمعہ کی نماز ضرور پڑھیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

"لوگوں کو چاہیے کہ نماز جمعہ ہرگز ترک نہ کریں ورنہ اللہ ان کے دلوں پر مہر لگا دے گا پھر (ہدایت سے محروم ہو کر) وہ غافلوں میں سے ہو جائیں گے۔" (مسلم)

حضرت ابوہریرہؓ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: "کہ جو شخص نہا دھو کر جمعہ کی نماز پڑھنے کے لیے مسجد میں آیا پھر اس نے سنت ادا کی جو اس کے لیے اللہ نے مقرر کر دی تھی، پھر خاموش بیٹھا (خطبہ سنتا) رہا، یہاں تک کہ خطبہ سے فراغت ہوئی۔ پھر امام کے ساتھ فرض ادا کیے تو اس کے ایک جمعہ سے لے کر دوسرے جمعے تک کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور تین دن کے مزید۔"

حضرت یزید بن مریمؓ فرماتے ہیں کہ میں جمعہ کی نماز کے لیے جارہا تھا، کہ راستہ میں حضرت عبایہ بن رفاعہؓ سے ملاقات ہوگئی۔انہوں نے مجھ سے پوچھا کہاں جارہے ہو؟ میں نے کہا نماز پڑھنے جارہا ہوں۔فرمایا مبارک ہو تمہارا یہ چلنا اللہ کی راہ میں چلنا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: "جس بندے کے پاؤں اللہ کی راہ میں گردآلود ہوئے اس پر آگ حرام ہے۔"

۴۔جمعہ کی اذان سنتے ہی مسجد کی طرف دوڑ پڑیئے۔کاروبار اور دوسری مشغولیتیں یک قلم بند کر دیجیے اور پوری یکسوئی کے ساتھ خطبہ سننے اور نماز ادا کرنے میں مشغول ہو جایئے اور جمعہ سے فارغ ہو جائیں تو پھر کاروبار میں لگ جائیں۔قرآن میں ہے:

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللہِ وَذَرُوا الْبَیْعَ ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَo فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوۃُ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللہِ وَاذْکُرُوا اللہَ کَثِیْرًا لَّعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَo (الجمعہ10,9/62)

"مومنو! جب جمعہ کے دن نماز کے لیے اذان دی جائے تو جلد از جلد اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو اور خرید وفروخت چھوڑ دو۔اگر تمہاری سمجھ میں آجائے تو تمہارے حق میں یہی بہتر ہے، پھر جب نماز ہو چکے تو زمین میں (اپنی اپنی مصروفیتوں کے لیے) پھیل جاؤ اور اللہ کے فضل میں سے اپنا حصہ ڈھونڈ لینے میں لگ جاؤ اور اللہ کو خوب یاد کرو تاکہ فلاح پاؤ۔"

ان آیات سے مومن کو جو ہدایتیں ملتی ہیں وہ یہ ہیں:

- مومن کو پورے شعور اور فکر کے ساتھ نماز جمعہ کا اہتمام کرنا چاہیے اور اذان کی آواز سنتے ہیں سب کچھ چھوڑ کر مسجد کی طرف دوڑ پڑنا چاہیے۔
- اذان سننے کے بعد مومن کے لیے جائز نہیں کہ وہ کاروبار کرے یا کسی اور دنیوی مشغولیت میں پھنسا رہے اور اللہ سے غافل دنیادار بن جائے۔
- مومن کی بھلائی کا راز یہ ہے کہ وہ دنیا میں اللہ کا بندہ اور غلام بن کر رہے اور جب بھی اللہ کی طرف سے پکار آئے تو وہ وفادار اور اطاعت شعار غلام کی طرح اپنی ساری دلچسپیوں سے منہ موڑ کر اور سارے دنیوی مفادات کو ٹھکرا کر اللہ کی پکار پر دوڑ پڑے اور اپنے عمل سے یہ اعلان کرے کہ تباہی اور ناکامی یہ نہیں کہ دین کے تقاضوں پر دنیوی مفاد کو قربان کر دے بلکہ ناکامی یہ ہے کہ آدمی دنیا بنانے کی دھن میں دین کو تباہ کر ڈالے۔
- دنیا کے بارے میں یہ نقطہ نظر صحیح نہیں ہے کہ آدمی اس کی طرف سے آنکھیں بند کر لے اور ایسا دیندار بن جائے کہ دنیا کے لیے بالکل ناکارہ ثابت ہو بلکہ قرآن ہدایت کرتا ہے کہ نماز سے فارغ ہوتے ہی اللہ کی زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ نے اپنی زمین میں رزق رسائی کے جو ذرائع اور وسائل فراہم کر رکھے ہیں، ان سے پورا پورا فائدہ اٹھاؤ اور اپنی صلاحیتوں کو پوری طرح کھپا کر اپنے حصہ کی روزی تلاش کرو۔اس لیے کہ مومن کے لیے نہ یہ صحیح ہے کہ وہ اپنی ضرورتوں کے لیے دوسروں کا محتاج رہے اور نہ یہ صحیح ہے کہ وہ اپنے متعلقین کی ضرورتیں پوری کرنے میں کوتاہی کرے اور وہ پریشانی اور مایوسی کا شکار ہوں۔
- آخری ہدایت یہ ہے کہ مومن دنیا کے دھندوں اور کاموں میں اس طرح نہ پھنس جائے کہ وہ اپنے اللہ سے غافل ہو جائے۔اسے ہر حال میں یہ یاد رکھنا چاہیے کہ اس کی زندگی کا اصل سرمایہ اور حقیقی جوہر اللہ کا ذکر ہے۔حضرت سعید بن جبیرؓ فرماتے ہیں: "اللہ کا ذکر صرف یہی نہیں کہ زبان سے تسبیح وتحمید اور تکبیر وتہلیل کے بول ادا کیے جائیں بلکہ ہر وہ شخص ذکر الہٰی میں مصروف ہے جو اللہ کی اطاعت کے تحت اپنی زندگی کا نظام قائم کرنے میں لگا ہوا ہے۔"

۵۔جمعہ کی نماز کے لیے جلد سے جلد مسجد میں پہنچنے کی کوشش کیجیے اور اول وقت جا کر پہلی صف میں جگہ حاصل کرنے کا اہتمام کیجیے۔

حضرت ابوہریرہؓ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

"جو شخص جمعہ کے روز نہایت اہتمام کے ساتھ اس طرح نہایا جیسے پاکی حاصل کرنے کے لیے غسل کرتے ہیں (یعنی اہتمام کے ساتھ پورے جسم پر پانی پہنچا کر خوب اچھی طرح بدن کو صاف کیا) پھر اوّل وقت مسجد میں جا پہنچا تو گویا اس نے ایک اونٹ کی قربانی کی اور جو اس کے بعد دوسری ساعت میں پہنچا تو اس نے گویا گائے (یا بھینس) کی قربانی کی۔ اور اس کے بعد تیسری ساعت میں پہنچا تو گویا اس نے سینگ والا مینڈھا قربان کیا اور جو اس کے بعد چوتھی ساعت میں پہنچا تو گویا اس نے اللہ کی راہ میں ایک انڈا عطا کیا۔ پھر جب خطیب خطبہ پڑھنے کے لیے نکل آیا تو فرشتے مسجد کا دروازہ چھوڑ کر خطبہ سننے اور نماز پڑھنے کے لیے مسجد میں آبیٹھتے ہیں۔" (بخاری، مسلم)

اور حضرت عرباض بن ساریہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ پہلی صف والوں کے لیے تین بار استغفار فرماتے تھے اور دوسری صف والوں کے لیے ایک بار۔" (ابن ماجہ، نسائی)

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ لوگوں کی پہلی صف کا اجر و ثواب معلوم نہیں ہے اگر پہلی صف کا اجر و ثواب معلوم ہو جائے تو لوگ پہلی صف کے لیے قرعہ اندازی کرنے لگیں۔ (بخاری، مسلم)

۶۔ جمعہ کی نماز جامع مسجد میں پڑھیے اور جہاں جگہ مل جائے وہیں بیٹھ جایئے۔ لوگوں کے سروں اور کندھوں پر سے پھاند کر جانے کی کوشش نہ کیجیے۔ اس سے لوگوں کو جسمانی تکلیف بھی ہوتی ہے اور قلبی کوفت بھی اور ان کے سکون، یکسوئی اور توجہ میں بھی خلل پڑتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

جو شخص پہلی صف کو چھوڑ کر دوسری صف میں اس لیے کھڑا ہو کہ اس کے بھائی مسلمان کو کوئی تکلیف نہ پہنچے تو اللہ تعالیٰ اس کو پہلی صف والوں سے دوگنا اجر و ثواب عطا فرمائے گا۔ (طبرانی)

حضرت سلمانؓ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص جمعہ کے دن نہایا دھویا اور اپنے بس بھر اس نے پاکی و صفائی کا بھی اہتمام کیا۔ پھر تیل لگایا، خوشبو لگائی اور دوپہر ڈھلتے ہی مسجد میں جا پہنچا اور دو آدمیوں کو ایک دوسرے سے نہیں ہٹایا (یعنی اس نے ان کے سروں اور کندھوں پر سے پھاندنے، صفوں کو چیر کر گزرنے یا دو بیٹھے ہوئے نمازیوں کے بیچ میں جا کر بیٹھنے کی غلطی نہیں کی) بلکہ جہاں جگہ ملی وہیں خاموشی سے نماز سنت وغیرہ ادا کی جو بھی اللہ نے اس کے حصہ میں لکھ دی تھی۔ پھر جب خطیب منبر پر آیا تو خاموش (بیٹھا خطبہ سنتا) رہا تو ایسے شخص کے وہ سارے گناہ بخش دیئے گئے جو ایک جمعہ سے لے کر دوسرے جمعہ تک اس سے سرزد ہوئے۔ (بخاری)

۷۔ خطبہ نماز کے مقابلے میں ہمیشہ مختصر پڑھیے۔ اس لیے کہ خطبہ اصلاً تذکیر ہے جس میں آپ لوگوں کو اللہ کی بندگی اور عبادت پر ابھارتے ہیں اور نماز نہ صرف عبادت ہے بلکہ سب سے افضل عبادت ہے، اس لیے یہ کسی طرح صحیح نہیں کہ خطبہ تو لمبا چوڑا دیا جائے اور نماز جلدی جلدی مختصر پڑھ لی جائے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

نماز کو طول دینا اور خطبے کو مختصر کرنا اس بات کی علامت ہے کہ خطیب سوجھ بوجھ والا ہے پس تم نماز لمبی پڑھو اور خطبہ مختصر دو۔ (مسلم)

۸۔ خطبہ نہایت خاموشی، توجہ، یکسوئی، آمادگی اور جذبہ قبولیت کے ساتھ سنیے اور اللہ اور رسول ﷺ کے جو احکام معلوم ہوں ان پر سچے دل سے عمل کرنے کا ارادہ کیجیے نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

جس شخص نے غسل کیا پھر نماز جمعہ پڑھنے آیا اور آ کر اپنے مقدر کی نماز پڑھی، پھر خاموش (بیٹھ کر نہایت توجہ اور یکسوئی کے ساتھ خطبہ سنتا) رہا یہاں تک کہ خطیب خطبے سے فارغ ہوا پھر اس نے امام کے ساتھ فرض نماز ادا کی تو اس کے وہ سارے گناہ بخش دیئے گئے جو اس سے ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک سرزد ہوئے بلکہ تین دن کے مزید گناہ بھی بخش دیئے گئے۔ (مسلم)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ جب خطیب خطبہ دینے کے لیے نکل آیا تو پھر نہ کوئی نماز پڑھنا درست ہے اور نہ بات کرنا درست ہے۔

۹۔ دوسرا خطبہ عربی میں پڑھیے۔ البتہ پہلے خطبے میں مقتدیوں کو کچھ خدا، رسول اللہ ﷺ کے احکام، ضرورت کے مطابق کچھ نصیحت وہدایت اور تذکیر کا اہتمام اپنی زبان میں کیجیے۔ نبی ﷺ نے جمعہ میں جو خطبے دیئے ہیں ان سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ خطیب حالات کے مطابق مسلمانوں کو کچھ نصیحت وہدایت فرمائے اور یہ مقصد اسی وقت پورا ہو سکتا ہے جب خطیب سامعین کی زبان میں ان سے خطاب کرے۔

۱۰۔ جمعہ کے فرضوں میں سورۃ الاعلیٰ اور الغاشیہ پڑھنا یا سورہ منافقون اور سورہ جمعہ پڑھنا افضل اور مسنون ہے۔ نبی ﷺ اکثر یہی سورتیں جمعہ میں پڑھا کرتے تھے۔

۱۱۔ جمعہ کے دن کثرت سے نبی ﷺ پر درود وسلام بھیجنے کا خصوصی اہتمام کیجیے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو، اس روز درود میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور یہ درود میرے حضور میں پیش کیا جاتا ہے۔ (ابن ماجہ)

نماز جنازہ کے آداب

۱۔ نماز جنازہ میں شرکت کا اہتمام کیجیے۔ جنازے کی نماز مردے کے لیے دعائے مغفرت ہے اور یہ میت کا اہم حق ہے۔ اگر اندیشہ ہو کہ وضو کرتے کرتے جنازے کی نماز ختم ہو جائے گی تو تیمم کر کے ہی کھڑے ہو جائیں۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے جنازے کی نماز پڑھا کرو، شاید کہ اس نماز سے تم پر غم طاری ہو، غمگین آدمی اللہ کے سائے میں رہتا ہے اور غمگین آدمی ہر نیک کام کا استقبال کرتا ہے۔ (حاکم)

اور نبی ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ جس میت پر مسلمانوں کی تین صفیں نماز جنازہ پڑھتی ہیں اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے۔ (ابوداؤد)

۲۔ نماز جنازہ کے لیے میت کی چارپائی اس طرح رکھیے کہ سر شمال کی جانب ہو اور پاؤں جنوب کی جانب اور میت کا رخ قبلے کی طرف رکھیے۔

۳۔ اگر آپ نماز جنازہ پڑھا رہے ہوں تو اس طرح کھڑے ہوں کہ آپ میت کے سینے کے مقابلے میں رہیں۔

۴۔ جنازے کی نماز میں صفوں کی تعداد ہمیشہ طاق رکھیے اگر لوگ تھوڑے ہوں تو ایک صف بنایئے ورنہ تین [1]، پانچ، سات جتنے افراد زیادہ ہوتے جائیں زیادہ صفیں بناتے جائیں لیکن تعداد طاق رہے۔

۵۔ نماز جنازہ شروع کریں تو یہ نیت کریں کہ ہم اس میت کے واسطے ارحم الراحمین سے مغفرت چاہنے کے لیے اس کی نماز جنازہ پڑھتے ہیں، امام بھی یہ نیت کرے اور مقتدی بھی یہی نیت کریں۔

۶۔ نماز جنازہ میں جو امام پڑھے وہی مقتدی بھی پڑھیں۔ مقتدی خاموش نہ رہیں، البتہ امام تکبیریں بلند آواز میں کہے اور مقتدی آہستہ آہستہ۔

۷۔ نماز جنازہ میں چار تکبیریں پڑھیے۔ پہلی تکبیر کہتے ہوئے ہاتھ کانوں تک لے جایئے اور پھر ہاتھ باندھ لیجیے اور ثناء پڑھیے:

سُبْحٰنَکَ اللّٰھُمَّ وَ بِحَمْدِکَ وَ تَبَارَکَ اسْمُکَ وَ تَعَالٰی جَدُّکَ وَ جَلَّ ثَنَاؤُکَ وَ لَا اِلٰہَ غَیْرُکَ

"الٰہی تو پاک ہے اور برتر ہے اور اپنی حمد وثنا کے ساتھ اور تیرا نام خیر وبرکت والا ہے اور تیری بزرگی اور بڑائی بہت بلند ہے اور تیری تعریف بڑی عظمت والی ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔"

اب دوسری تکبیر پڑھیے لیکن تکبیر میں ہاتھ نہ اٹھایئے اور نہ سر سے کوئی اشارہ کیجیے۔ دوسری تکبیر کے بعد درود شریف پڑھیے:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرٰھِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرٰھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرٰھِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرٰھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

[1] امام کے علاوہ اگرچہ آدمی ہوں تو بھی مستحب یہ ہے کہ تین صفیں بنائی جائیں پہلی صف میں تین افراد رہیں دوسری میں دو اور تیسری میں۔

" الٰہی! تو محمد پر رحمت فرما اور ان کی آل پر رحمت فرما، جیسے تو نے رحمت فرمائی ابراہیم اور ابراہیم کی آل پر۔ بے شک تو بڑی خوبیوں والا اور بزرگی والا ہے۔ الٰہی تو برکت نازل فرما محمد پر اور ان کی آل پر جس طرح تو نے برکت نازل فرمائی ابراہیم پر اور ان کی آل پر، بے شک تو بڑی خوبیوں والا اور بزرگی والا ہے۔

اب بغیر ہاتھ اٹھائے تیسری تکبیر کہیے اور میت کے لیے مسنون دعا پڑھیے:

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَ مَیِّتِنَا وَ شَاھِدِنَا وَ غَائِبِنَا وَ صَغِیْرِنَا وَ کَبِیْرِنَا وَ ذَکَرِنَا وَ اُنْثَانَا ۔ اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَہٗ مِنَّا فَاَحْیِہٖ عَلَی الْاِسْلَامِ وَ مَنْ تَوَفَّیْتَہٗ مِنَّا فَتَوَفَّہٗ عَلَی الْاِیْمَانِ

"الٰہی! ہمارے زندوں، مردوں، ہمارے حاضروں، ہمارے غائبوں، ہمارے چھوٹوں، ہمارے بڑوں، ہمارے مردوں، ہماری عورتوں کی تو مغفرت فرمادے۔ الٰہی! ہم میں سے جس کو تو زندہ رکھے تو اس کو اسلام پر زندہ رکھ اور جس کو تو موت دے تو اس کو ایمان کے ساتھ موت دے۔"

اگر میت نابالغ لڑکے کی ہو تو یہ دعا پڑھیے:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ لَنَا فَرَطًا وَ اجْعَلْہُ لَنَا اَجْرًا وَ ذُخْرًا وَ اجْعَلْہُ لَنَا شَافِعًا وَّ مُشَفَّعًا

" الٰہی! تو اس لڑکے کو ہمارے لیے ذریعہ مغفرت بنا اور اس کو ہمارے لیے اجر اور آخرت کا ذخیرہ بنا اور ایسا سفارشی بنا جس کی سفارش قبول کر لی جائے۔"

اور اگر میت نابالغ لڑکی کی ہے تو یہ دعا پڑھیے۔ اس دعا کا مطلب بھی وہی ہے جو لڑکے کے لیے پڑھی جانے والی دعا کا ہے:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْھَا لَنَا فَرَطًا وَ اجْعَلْھَا لَنَا اَجْرًا وَ ذُخْرًا وَ اجْعَلْھَا لَنَا شَافِعَۃً وَّ مُشَفَّعَۃً

۹۔ جنازے کے لیے جاتے ہوئے اپنے انجام کو سوچتے رہیے اور یہ غور کیجیے کہ جس طرح آج آپ دوسرے کو زمین کے حوالے کرنے جا رہے ہیں، ٹھیک اسی طرح ایک دن دوسرے لوگ آپ کو لے جائیں گے۔ اس غم اور فکر کے نتیجے میں آپ کم از کم اتنے وقت کے لیے آخرت کے تصور میں گھلنے کی سعادت پائیں گے اور دنیا کی الجھنوں اور باتوں سے محفوظ رہیں گے۔

میت کے آداب

۱۔ جب کسی قریب المرگ کے پاس جائیں تو ذرا بلند آواز میں کلمہ "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" پڑھتے رہیں، مریض سے پڑھنے کے لیے نہ کہیں، نبی ﷺ کا ارشاد ہے کہ "جب مرنے والوں کے پاس بیٹھو تو کلمہ کا ذکر کرتے رہو۔" (مسلم)

۲۔ نزع کے وقت سورۂ یٰسین کی تلاوت کیجیے، نبی ﷺ کا ارشاد ہے کہ مرنے والوں کے پاس سورۃ یٰسین پڑھا کرو۔ (عالمگیری ۱۰۰، جلد ۱) ہاں دم نکلنے کے بعد جب تک مردے کو غسل نہ دیا جائے اس کے پاس بیٹھ کر قرآن شریف نہ پڑھیے اور وہ آدمی جس کو نہانے کی ضرورت ہو اور حیض و نفاس والی عورت بھی مردے کے پاس نہ جائے۔

۳۔ موت کی خبر سن کر "اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ"[1] پڑھیے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو آدمی کسی مصیبت کے موقع پر "اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ" پڑھتا ہے تو اس کے لیے تین اجر ہوتے ہیں:

اول۔ یہ کہ اس پر اللہ کی طرف سے رحمت اور سلامتی اترتی ہے۔

دوم۔ یہ کہ اس کو حق کی تلاش و جستجو کا اجر ملتا ہے۔

[1] ہم سب اللہ ہی کے ہیں اور اسی کی طرف پلٹنے والے ہیں۔

سوم۔ یہ کہ اس کے نقصان کی تلافی کی جاتی ہے اور اس کو فوت ہونے والی چیز کا اس سے اچھا بدلہ دیا جاتا ہے۔(طبرانی)

۴۔میت کے غم میں چیخنے چلانے اور بین کرنے سے پرہیز کیجیے، البتہ غم میں آنسو نکل جائیں تو یہ فطری بات ہے۔ نبی ﷺ کے فرزند حضرت ابراہیمؓ کا انتقال ہوا تو آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے۔ اسی طرح آپ ﷺ کے نواسے ابن زینبؓ کا انتقال ہوا تو آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے۔ پوچھا گیا یا رسول اللہ ﷺ یہ کیا؟ فرمایا یہ رحمت ہے جو اللہ نے اپنے بندوں کے دل میں رکھ دی ہے اور اللہ اپنے بندوں میں سے انہی بندوں پر رحمت فرماتا ہے جو رحم کرنے والے ہیں۔"

اور آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا: "جو منہ پر طمانچے مارے، گریبان پھاڑے، جاہلیت کی طرح بین کرے اس کا ہم سے کوئی تعلق نہیں۔"

۵۔جان نکلنے کے بعد میت کے ہاتھ پیر سیدھے کر دیجیے، آنکھیں بند کر دیجیے اور ایک چوڑی پٹی ٹھوڑی کے نیچے سے نکال کر سر کے اوپر باندھ دیجیے اور پاؤں کے دونوں انگوٹھے ملا کر دھجی سے باندھ دیجیے اور چادر سے ڈھک دیجیے اور یہ پڑھتے رہیے۔ بِسْمِ اللّٰهِ وَ عَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ "اللہ کے نام سے اور رسول اللہ ﷺ کی ملت پر" اور لوگوں کو وفات کی اطلاع کرا دیجیے اور قبر میں اتارتے وقت بھی یہی دعا پڑھیے۔

۶۔میت کی خوبیاں بیان کیجیے اور برائیوں کا ذکر نہ کیجیے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے۔ "اپنے مردوں کی خوبیاں بیان کیا کرو اور ان کی برائیوں سے زبان کو بند رکھا کرو۔"(ابوداؤد) اور آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا: "جب کوئی شخص مرتا ہے اس کے چار پڑوسی اس کے بھلا ہونے کی گواہی دیتے ہیں تو خدا فرماتا ہے میں نے تمہاری شہادت قبول کر لی اور جن باتوں کا تمہیں علم نہیں تھا وہ میں نے معاف کر دیں۔"(ابن حبان)

ایک بار نبی ﷺ کے حضور صحابہؓ نے ایک جنازے کی تعریف کی تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ "اس کے لیے جنت واجب ہو گئی لوگو! تم زمین پر اللہ کے گواہ ہو، تم جس کو اچھا کہتے ہو اللہ اس کو جنت میں داخل کر دیتا ہے اور تم جس کو بُرا کہتے ہو اللہ اس کو دوزخ میں بھیج دیتا ہے۔(بخاری، مسلم)

اور آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ "جب کسی مریض کی عیادت کو جاؤ یا کسی جنازے میں شرکت کرو ہمیشہ زبان سے خیر کے کلمات کہو کیونکہ فرشتے تمہاری باتوں پر آمین کہتے جاتے ہیں۔"(مسلم)

۷۔ہمیشہ موت پر صبر و استقلال کا مظاہرہ کیجیے، کبھی زبان سے کوئی ناشکری کا کلمہ نہ نکالیے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

"جب کوئی شخص اپنے بچے کے مرنے پر صبر کرتا ہے تو اللہ اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے، کیا تم نے میرے بندے کے بچے کی روح قبض کر لی۔ فرشتے جواب دیتے ہیں، پروردگار ہم تیرا حکم بجا لائے۔ پھر خدا پوچھتا ہے تم نے میرے بندے کے جگر گوشے کی جان قبض کر لی؟ وہ کہتے ہیں جی ہاں۔ پھر وہ پوچھتا ہے تو میرے بندے نے کیا کہا؟ وہ کہتے ہیں پروردگار اس نے تیری حمد کی اور "انا للہ وانا الیہ راجعون" پڑھا تو خدا فرشتوں سے کہتا ہے میرے اس بندے کے لیے جنت میں ایک گھر تعمیر کرو اور اس کا نام بیت الحمد (شکر کا گھر) رکھو۔"(ترمذی)

۸۔مردے کو نہلانے دھلانے میں دیر نہ کیجیے، غسل کے پانی میں بیری کے پتے ڈال کر ہلکا گرم کر لیجیے تو اچھا ہے۔ مردے کو پاک صاف تختے پر لٹائیے، کپڑے اتار کر تہبند ڈال دیجیے۔ ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر پہلے چھوٹا بڑا استنجا کرائیے اور خیال رکھیے کہ تہبند ڈھکا رہے۔ پھر وضو کرائیے، وضو میں کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے کی ضرورت نہیں، غسل کراتے وقت کان اور ناک میں روئی رکھ دیجیے تا کہ پانی اندر نہ جائے۔ پھر سر کو صابن یا کسی اور چیز سے اچھی طرح دھو کر صاف کر دیجیے۔ پھر بائیں کروٹ لٹا کر دائیں جانب سر سے پاؤں تک پانی ڈالیے، پھر اسی طرح بائیں طرف پانی سر سے پاؤں تک ڈالیے۔ اب بھیگا ہوا تہبند ہٹا دیجیے اور سوکھا تہبند ڈال دیجیے اور پھر اٹھا کر چارپائی پر کفن میں لٹا دیجیے۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

"جس نے کسی میت کو غسل دیا اور اس کے عیب کو چھپایا، اللہ ایسے بندے کے چالیس کبیرہ گناہ بخش دیتا ہے اور جس نے کسی میت کو قبر میں اتارا تو گویا اس نے میت کو روز حشر تک کے لیے رہنے کا مکان مہیا کیا۔"(طبرانی)

۹۔ کفن اوسط درجے کے سفید کپڑے کا بنایئے، نہ زیادہ قیمتی بنایئے، اور نہ بالکل گھٹیا بنایئے، مردوں کے لیے کفن میں تین کپڑے رکھیے، ایک چادر، ایک تہبند، اور ایک کفنی یا کرتا۔ چادر کی لمبائی میت کے قد سے زیادہ رکھیے تا کہ سر اور پاؤں دونوں جانب سے باندھا جا سکے اور چوڑائی اتنی رکھیے کہ مردے کو اچھی طرح لپیٹا جا سکے۔ عورتوں کے لیے ان کپڑوں کے علاوہ ایک سربند رکھیے، جو ایک گز سے کچھ کم چوڑا اور ایک گز سے زیادہ لمبا ہو اور بغل سے لے کر گھٹنے تک کا ایک سینہ بند بھی رکھیے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے: "جس نے کسی میت کو کفن پہنایا تو اللہ اس کو جنت میں سندس اور استبرق کا لباس پہنائے گا۔" (حاکم)

۱۰۔ جنازہ قبرستان کی طرف ذرا تیز قدموں سے لے جایئے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: "جنازے میں جلدی کرو۔" حضرت ابن مسعود نے نبی ﷺ سے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ! جنازے کو کس رفتار سے لے جایا کریں؟ فرمایا: "جلدی جلدی دوڑنے رفتار سے کچھ کم، اگر مردہ صاحب خیر ہے تو اس کو انجام خیر تک جلدی پہنچاؤ اور اگر صاحب شر ہے تو اس کے شر کو اپنے سے جلد دور کرو۔" (ابوداؤد)

۱۱۔ جنازے کے ساتھ پیدل جایئے، نبی ﷺ ایک جنازے کے ساتھ چلے اور آپ ﷺ نے دیکھا کہ چند آدمی سوار ہیں۔ آپ ﷺ نے ان سے کہا: "تم لوگوں کو شرم نہیں آتی کہ اللہ کے فرشتے پیدل چل رہے ہیں اور تم جانوروں کی پیٹھ پر ہو۔" البتہ جنازے سے واپسی پر سواری پر آسکتے ہیں۔ نبی ﷺ ابوواحدی کے جنازے میں پیدل گئے اور واپسی میں گھوڑے پر سوار ہو کر آئے۔

۱۲۔ جب آپ جنازہ آتے دیکھیں تو کھڑے ہو جائیں، پھر اگر اس کے ساتھ چلنے کا ارادہ نہ ہو تو ٹھہر جایئے کہ جنازہ کچھ آگے نکل جائے۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

"جب تم جنازہ کو دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ اور جو لوگ جنازے کے ساتھ جائیں وہ اس وقت تک نہ بیٹھیں جب تک جنازہ نہ رکھا جائے۔"

۱۳۔ نماز جنازہ پڑھنے کا بھی اہتمام کیجیے اور جنازے کے ساتھ جانے اور کندھا دینے کا بھی اہتمام کیجیے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

"مسلمان کا مسلمان پر یہ بھی حق ہے کہ وہ جنازے کے ہمراہ جائے۔" اور آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا: "جو شخص جنازے میں شریک ہوا اور جنازے کی نماز پڑھی تو اس کو ایک قیراط کے برابر ثواب ملتا ہے، نماز کے بعد جو دفن میں بھی شریک ہو اس کو دو قیراط کے برابر ثواب دیا جاتا ہے۔" کسی نے پوچھا دو قیراط کتنے بڑے ہوں گے؟ فرمایا: "دو پہاڑوں کے برابر۔" (بخاری، مسلم)

۱۴۔ مردے کی قبر شمال جنوب لمبائی میں کھدوایئے اور مردے کو قبر میں اتارتے وقت قبلے کی طرف رکھ کر اتاریئے۔ اگر مردہ ہلکا ہو تو دو آدمی اتارنے کے لیے کافی ہیں ورنہ حسب ضرورت تین یا چار آدمی اتاریں، اتارتے وقت میت کا رخ قبلے کی طرف کر دیجیے اور کفن کی گرہیں کھول دیجیے۔

۱۵۔ عورت کو قبر میں اتارتے وقت پردے کا اہتمام کیجیے۔

۱۶۔ قبر پر مٹی ڈالتے وقت سرہانے سے ابتداء کیجیے اور دونوں ہاتھوں میں مٹی بھر کر تین بار قبر پر ڈالیے۔ پہلی مرتبہ مٹی ڈالتے وقت پڑھیے مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ "اسی زمین سے ہم نے تمہیں پیدا کیا۔" دوسری بار مٹی ڈالتے وقت پڑھیے وَ فِيْهَا نُعِيْدُكُمْ "اسی زمین میں ہم تمہیں لوٹا رہے ہیں۔" اور تیسری بار جب مٹی ڈالیں تو پڑھیے وَ مِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى "اور اسی سے ہم تمہیں دوبارہ اٹھائیں گے۔"

۱۷۔ میت کی قبر کو نہ زیادہ اونچا کیجیے اور نہ چوکور بنایئے، بس اتنی ہی مٹی قبر پر ڈالیے جو اس کے اندر سے نکالی ہے اور مٹی ڈالنے کے بعد تھوڑا سا پانی چھڑک دیجیے۔

۱۸۔ دفن کرنے کے بعد کچھ دیر قبر کے پاس ٹھہریئے اور لوگوں کو بھی توجہ دلایئے کہ استغفار کریں۔ نبی ﷺ دفن کے بعد خود بھی استغفار فرماتے اور لوگوں سے بھی فرماتے "یہ وقت حساب کا ہے اپنے بھائی کے لیے ثابت قدمی کی دعا مانگو اور مغفرت طلب کرو۔" (ابوداؤد)

۱۹۔عزیزوں، رشتہ داروں یا پاس پڑوس میں کسی کے یہاں میت ہو جائے تو اس کے یہاں دو ایک وقت کا کھانا بھجوا دیجیے۔اس لیے کہ وہ غم میں پریشان ہوں گے۔جامع ترمذی میں ہے کہ جب حضرت جعفرؓ کے شہید ہونے کی خبر آئی تو آپ ﷺ نے فرمایا:"جعفر کے گھر والوں کے لیے کھانا تیار کر دو، وہ آج مشغول ہیں۔"

۲۰۔تین دن سے زیادہ میت کا سوگ نہ کیجیے، البتہ کسی عورت کا شوہر مر جائے تو اس کے سوگ کی مدت چار مہینے دس دن ہے۔جب ام المومنین حضرت ام حبیبہؓ کے والد ابو سفیان کا انتقال ہوا تو بی بی زینبؓ ان کے پاس تعزیت کے لیے گئیں۔حضرت ام حبیبہؓ نے خوشبو منگوائی، اس میں زعفران کی زردی وغیرہ ملی ہوئی تھی۔ام المومنین نے وہ خوشبو اپنی باندی کے ملی اور پھر کچھ اپنے منہ پر ملی اور پھر فرمانے لگیں:"خدا شاہد ہے مجھے خوشبو کی کوئی ضرورت نہیں تھی مگر میں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جو عورت اللہ اور روز آخرت پر یقین رکھتی ہے وہ کسی مردے کا سوگ تین دن سے زیادہ نہ منائے، البتہ شوہر کے سوگ کی مدت چار مہینے اور دس دن ہے۔"(ابوداؤد)

۲۱۔میت کی طرف سے حسب حیثیت صدقہ اور خیرات بھی کیجیے۔البتہ اس معاملہ میں غیر مسنون رسموں سے سختی کے ساتھ بچنے کی کوشش کیجیے۔

قبرستان کے آداب

۱۔جنازہ کے ساتھ قبرستان بھی جایئے اور میت کے دفنانے میں شریک رہیے اور کبھی ویسے بھی قبرستان جایا کیجیے۔اس سے آخرت کی یاد تازہ ہوتی ہے اور موت کے بعد کی زندگی کے لیے تیاری کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔نبی ﷺ ایک جنازے کے ساتھ قبرستان تشریف لے گئے اور وہاں ایک قبر کے کنارے بیٹھ کر آپ ﷺ اس قدر روئے زمین تر ہو گئی۔پھر صحابہؓ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا"بھائیو! اس دن کے لیے تیاری کرو۔"(ابن ماجہ)

اور ایک مرتبہ قبر کے پاس بیٹھ کر آپ ﷺ نے فرمایا:"قبر روزانہ انتہائی بھیانک آواز میں پکارتی ہے، اے آدم کی اولاد تو مجھے بھول گئی! میں تنہائی کا گھر ہوں، میں اجنبیت اور وحشت کا مقام ہوں، میں کیڑے مکوڑوں کا مکان ہوں، میں تنگی اور مصیبت کی جگہ ہوں، ان خوش نصیبوں کے علاوہ جن کے لیے خدا مجھ کو کشادہ اور وسیع کر دے، میں سارے انسانوں کے لیے ایسی ہی تکلیف دہ ہوں۔"اور آپ ﷺ نے فرمایا:"قبر یا تو جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے یا جنت کے باغوں میں سے ایک باغیچہ ہے۔"(طبرانی)

۲۔قبرستان جا کر عبرت حاصل کرو اور تصور کی قوتیں سمیٹ کر موت کے بعد زندگی پر غور و فکر کرنے کی عادت ڈالو۔ایک بار حضرت علیؓ قبرستان میں تشریف لے گئے، آپ ﷺ کے ہمراہ حضرت کمیلؓ بھی تھے۔قبرستان پہنچ کر آپ نے ایک نظر قبروں پر ڈالی اور پھر قبر والوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

"اے قبر کے بسنے والو! اے کھنڈروں میں رہنے والو! اے وحشت اور تنہائی میں رہنے والو! کہو تمہاری کیا خیر خبر ہے؟ ہمارا حال تو یہ ہے کہ مال تقسیم کر لیے گئے، اولادیں یتیم ہو گئیں، بیویوں نے دوسرے خاوند کر لیے، یہ تو ہمارا حال ہے اب تم بھی اپنی خیر خبر سناؤ۔پھر آپ کچھ دیر خاموش رہے، اس کے بعد کمیلؓ کی طرف دیکھا اور فرمایا: کمیلؓ اگر ان قبر کے باشندوں کو بولنے کی اجازت ہوتی تو یہ کہتے:"بہترین توشہ پرہیز گاری ہے۔"یہ فرمایا اور رونے لگے، دیر تک روتے رہے پھر بولے:"کمیل! قبر عمل کا صندوق ہے اور موت کے وقت ہی یہ بات معلوم ہو جاتی ہے۔"

۳۔قبرستان میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھیے:

اَلسَّلَامُ عَلٰی اَھْلِ الدِّیَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَ اِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَلَاحِقُوْنَ اَسْاَلُ اللّٰہَ لَنَا وَ لَکُمُ الْعَافِیَۃَ

"سلامتی ہو تم پر اے اس بستی کے رہنے والو اطاعت گزار مومنو! انشاء اللہ ہم بھی بہت جلد تم سے ملنے والے ہیں، ہم اپنے اور تمہارے لیے اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ اپنے عذاب اور غضب سے بچائے۔"

۴۔ قبرستان میں غافل اور لاپرواہ لوگوں کی طرح ہنسی مذاق اور دنیاوی باتیں نہ کیجیے۔ قبر آخرت کا دروازہ ہے، اس دروازے کو دیکھ کر وہاں کی فکر اپنے اوپر طاری کر کے رونے کی کوشش کیجیے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: "میں نے تمہیں قبرستان جانے سے روک دیا تھا (کہ عقیدۂ توحید تمہارے دلوں میں پوری طرح گھر کر جائے) سو اب اگر تم چاہو تو جاؤ کیونکہ قبریں آخرت کی یاد تازہ کرتی ہیں۔" (مسلم)

۵۔ قبروں کو پختہ بنانے اور سجانے سے پرہیز کیجیے۔ نبی ﷺ پر جب نزع کی کیفیت طاری تھی، درد کی تکلیف سے آپ ﷺ انتہائی مضطرب تھے۔ کبھی آپ ﷺ چادر منہ پر ڈالتے اور کبھی الٹ دیتے، اسی غیر معمولی اضطراب میں حضرت عائشہؓ نے سنا، زبان مبارک پر یہ الفاظ تھے۔ "یہودی نصاریٰ پر اللہ کی لعنت انہوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو عبادت گاہ بنالیا۔"

۶۔ قبرستان جا کر مردوں کے لیے ایصال ثواب کیجیے اور اللہ سے مغفرت کی دعا کیجیے۔ حضرت سفیانؒ فرماتے ہیں جس طرح زندہ انسان کھانے پینے کے محتاج ہوتے ہیں اسی طرح مردے دعا کے انتہائی محتاج ہوتے ہیں۔ طبرانی کی ایک روایت میں ہے کہ خدا جنت میں ایک نیک بندے کا مرتبہ بلند فرماتا ہے تو وہ بندہ پوچھتا ہے پروردگار مجھے یہ رتبہ کہاں سے ملا"؟ خدا فرماتا ہے: "تیرے لڑکے کی وجہ سے کہ وہ تیرے لیے استغفار کرتا رہا۔

کسوف و خسوف کے آداب

۱۔ سورج یا چاند میں گرہن[1] لگ جائے تو اللہ کی یاد میں لگ جایئے، اس سے دعائیں کیجیے، تکبیر و تہلیل اور صدقہ و خیرات کیجیے۔ ان اعمال صالحہ کی برکت سے خدا مصائب و آفات کو ٹال دیتا ہے۔ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

"سورج اور چاند اللہ کی نشانیاں ہیں، کسی کے مرنے یا پیدا ہونے سے ان میں گہن نہیں لگتا، جب تم دیکھو کہ ان میں گہن لگ گیا ہے تو اللہ کو پکارو، اس سے دعائیں کرو اور نماز پڑھو، یہاں تک کہ سورج اور چاند صاف ہو جائے۔" (بخاری، مسلم)

۲۔ جب سورج میں گرہن لگے تو مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھیے، البتہ اس نماز کے لیے آذان و اقامت نہ کہیے یوں لوگوں کو دوسرے ذرائع سے جمع کر لیجیے اور جب چاند میں گرہن لگے تو اپنے طور پر نوافل پڑھیے، جماعت نہ کیجیے۔

۳۔ کسوف شمس میں جب جماعت کے ساتھ دو رکعت نفل پڑھیں تو اس میں طویل قرأت کیجیے اور اس وقت تک نماز میں مشغول رہے جب تک کہ سورج صاف نہ ہو جائے اور قرأت بلند آواز سے کیجیے، نبی ﷺ کے دور میں ایک بار سورج گرہن پڑا، اتفاق سے اسی دن آپ ﷺ کے شیر خوار بچے ابراہیمؓ کا بھی انتقال ہوا۔ لوگوں نے کہنا شروع کیا کہ چونکہ حضرت ابراہیمؓ بن محمد ﷺ کا انتقال ہوا ہے اس وجہ سے یہ سورج گرہن پڑا ہے۔ تو نبی ﷺ نے لوگوں کو جمع کیا، دو رکعت نماز پڑھائی۔ اس نماز میں آپ ﷺ نے نہایت طویل قرأت کی، سورۂ بقرہ کے بقدر قرآن پڑھا، طویل رکوع اور سجود کیے، نماز سے فارغ ہوئے تو سورج صاف ہو چکا تھا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے لوگوں کو بتایا کہ "سورج اور چاند اللہ کی دو نشانیاں ہیں، ان میں کسی کے مرنے یا پیدا ہونے سے گہن نہیں لگتا۔ لوگو! جب تمہیں کوئی ایسا موقع پیش آئے تو اللہ کے ذکر میں مصروف ہو جاؤ، اس سے دعائیں مانگو، تکبیر و تہلیل میں مشغول رہو، نماز پڑھو اور صدقہ و خیرات کرو۔" (بخاری، مسلم)

---

[1] سورج اور چاند میں گہن لگنے کو کسوف کہتے اور چاند میں گہن لگنے کو خسوف کہتے ہیں اور جب خسوف کے مقابلہ میں یا اس کے ساتھ کسوف بولتے ہیں تو اس سے مراد محض سورج گہن ہوتا ہے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہؓ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ کے مبارک زمانے میں ایک بار سورج گہن لگا۔ میں مدینے کے باہر تیر اندازی کر رہا تھا، میں نے فوراً تیروں کو پھینک دیا کہ دیکھوں آج اس حادثے میں نبی ﷺ کیا عمل کرتے ہیں۔ چنانچہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ ﷺ اپنے ہاتھ اٹھائے اللہ کی حمد و تسبیح، تکبیر و تہلیل اور دعا و فریاد میں لگے ہوئے تھے۔ پھر آپ ﷺ نے دو رکعت نماز پڑھی اور اس میں دو لمبی لمبی سورتیں پڑھیں اور اس وقت تک مشغول رہے جب تک سورج صاف نہ ہو گیا۔

صحابہ کرامؓ بھی کسوف اور خسوف میں نماز پڑھتے، ایک بار مدینے میں گرہن لگا تو حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے نماز پڑھی۔ ایک اور موقع پر گرہن لگا تو حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے لوگوں کو جمع کیا اور جماعت سے نماز ادا فرمائی۔

۴۔ نماز کسوف میں پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ عنکبوت پڑھیے اور دوسری رکعت میں سورۂ روم پڑھیے۔ ان سورتوں کا پڑھنا مسنون ہے البتہ ضروری نہیں، دوسری سورتیں بھی پڑھی جا سکتی ہیں۔

۵۔ کسوف کی نماز باجماعت میں اگر خواتین شریک ہونا چاہیں، کرنے کی سہولت ہو تو ضرور شریک کیجیے اور بچوں کو بھی ترغیب دیجیے تاکہ شروع ہی سے ان کے دلوں میں توحید کا نقش بیٹھے اور توحید کے خلاف کوئی تصور راہ نہ پائے۔

۶۔ جن اوقات میں نماز پڑھنے کی شرعی ممانعت ہے یعنی طلوع آفتاب، غروب آفتاب اور زوال کے اوقات میں اگر سورج گرہن ہو تو نماز نہ پڑھیے البتہ ذکر و تسبیح کیجیے۔ غریبوں اور فقیروں کو صدقہ و خیرات دیجیے اور اگر سورج کے طلوع ہو جانے اور زوال کے وقت نکل جانے کے بعد بھی سورج گرہن باقی رہے تو پھر نماز بھی نماز بھی پڑھیے۔

رمضان المبارک کے آداب

۱۔ رمضان المبارک کا شایانِ شان استقبال کرنے کے لیے شعبان ہی سے ذہن کو تیار کیجیے اور شعبان کی پندرہ تاریخ سے پہلے پہلے کثرت سے روزے رکھیے۔ حضرت عائشہ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ سب مہینوں سے زیادہ شعبان کے مہینے میں روزے رکھا کرتے تھے۔

۲۔ پورے اہتمام اور اشتیاق کے ساتھ رمضان المبارک کا چاند دیکھنے کی کوشش کیجیے اور چاند دیکھ کر یہ دعا پڑھیے

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰھُمَّ اَھِلَّہٗ عَلَیْنَا بِالْاَمْنِ وَالْاِیْمَانِ وَالسَّلَامَۃِ وَالْاِسْلَامِ وَالتَّوْفِیْقِ لِمَا تُحِبُّ رَبَّنَا وَ تَرْضٰی رَبُّنَا وَ رَبُّکَ اللّٰہُ

''خدا سب سے بڑا ہے، الٰہی! یہ چاند ہمارے لیے امن و ایمان و سلامتی اور اسلام کا چاند بنا کر طلوع فرما اور ان کاموں کی توفیق کے ساتھ جو تجھے محبوب اور پسند ہیں۔ اے چاند! ہمارا رب اور تیرا رب اللہ ہے۔''

اور ہر مہینے کا نیا چاند دیکھ کر یہی دعا پڑھیے۔ (ترمذی، ابن ماجہ وغیرہ)

۳۔ رمضان میں عبادات سے خصوصی شغف پیدا کیجیے، فرض نمازوں کے علاوہ نوافل کا بھی خصوصی اہتمام کیجیے اور زیادہ سے زیادہ نیکی کمانے کے لیے کمربستہ ہو جائیے۔ یہ عظمت و برکت والا مہینہ اللہ کی خصوصی عنایت اور رحمت کا مہینہ ہے۔ شعبان کی آخری تاریخ کو نبی ﷺ نے رمضان کی خوشخبری دیتے ہوئے فرمایا:

لوگو! تم پر ایک بہت عظمت و برکت کا مہینہ سایہ فگن ہونے والا ہے، یہ وہ مہینہ ہے جس میں ایک رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے، اللہ نے اس مہینے کے روزے فرض قرار دیئے ہیں اور قیام اللیل (مسنون تراویح) کو نفل قرار دیا ہے۔ جو شخص اس مہینے میں دل کی خوشی سے بطور خود کوئی ایک نیک کام کرے گا وہ دوسرے مہینوں کے فرض کے برابر اجر پائے گا اور جو شخص اس مہینے میں ایک فرض ادا کرے گا اللہ اس کو دوسرے مہینوں کے ستر فرضوں کے برابر ثواب بخشے گا۔

۴۔ پورے مہینے کے روزے نہایت ذوق وشوق اور اہتمام کے ساتھ رکھیے اور اگر کبھی مرض کی شدت یا شرعی عذر کی بنا پر روزے نہ رکھ سکیں تب بھی احترام رمضان میں کھلم کھلا کھانے سے سختی کے ساتھ پرہیز کیجیے۔ اور اس طرح رہیے کہ گویا آپ روزے سے ہیں۔

۵۔ تلاوت قرآن پاک کا خصوصی اہتمام کیجیے، اس مہینے کو قرآن سے خصوصی مناسبت ہے۔ قرآن پاک اسی مہینے میں نازل ہوا اور دوسری آسمانی کتابیں بھی اسی مہینے میں نازل ہوئیں۔ حضرت ابراہیم کو اسی مہینے کی پہلی یا تیسری تاریخ کو صحیفے عطا کیے گئے، حضرت داؤد کو اسی مہینے کی ۱۲ یا ۱۸ کو زبور دی گئی، حضرت موسیٰ پر اسی مہینے کی ۶ تاریخ کو تورات نازل ہوئی اور حضرت عیسی کو بھی اسی مہینے کی ۱۲ یا ۱۳ تاریخ کو انجیل دی گئی۔ حضرت جبریلؑ ہر سال رمضان میں نبی ﷺ کو پورا قرآن سناتے اور سنتے تھے اور آخری سال آپ نے دو بار رمضان میں نبی ﷺ کے ساتھ دور فرمایا۔

۶۔ قرآن پاک ٹھہر ٹھہر کر اور سمجھ سمجھ کر پڑھنے کی کوشش کیجیے۔ کثرت تلاوت کے ساتھ ساتھ سمجھنے اور اثر لینے کا بھی خاص خیال رکھیے۔

۷۔ تراویح میں پورا قرآن سننے کا اہتمام کیجیے، ایک بار رمضان میں پورا قرآن پاک سننا مسنون ہے۔

۸۔ تراویح کی نماز خشوع وخضوع اور ذوق وشوق کے ساتھ پڑھیے اور جوں توں بیس رکعت کی گنتی پوری نہ کیجیے بلکہ نماز کو نماز کی طرح پڑھیے تاکہ آپ کی زندگی پر اس کا اثر پڑے اور اللہ سے تعلق مضبوط ہو اور خدا توفیق دے تو تہجد کا بھی اہتمام کیجیے۔

۹۔ صدقہ اور خیرات کیجیے، غریبوں، بیواؤں اور یتیموں کی خبر گیری کیجیے اور ناداروں کی سحری اور افطار کا اہتمام کیجیے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے یہ مواسات [1] کا مہینہ ہے حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ سخی اور فیاض تو تھے ہی مگر رمضان میں تو آپ کی سخاوت بہت ہی بڑھ جاتی تھی۔ جب حضرت جبریلؑ ہر رات کو آپ کے پاس آتے اور قرآن پاک کی تلاوت کرتے اور سنتے تھے تو ان دنوں نبی ﷺ تیز چلنے والی ہوا سے بھی زیادہ فیاض ہوتے تھے۔

۱۰۔ شب قدر میں زیادہ سے زیادہ نوافل کا اہتمام کیجیے اور قرآن کی تلاوت کیجیے۔ اس رات کی اہمیت یہ ہے کہ اس رات میں قرآن نازل ہوا۔ قرآن میں ہے: ہم نے اس قرآن کو شب قدر میں نازل کیا اور تم کیا جانو شب قدر کیا ہے، شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اس میں فرشتے اور حضرت جبریلؑ اپنے پروردگار کے حکم سے ہر کام کے انتظام کے لیے اترتے ہیں۔ سلامتی ہی سلامتی یہاں تک کہ صبح ہو جائے۔ (القدر)

حدیث میں ہے کہ شب قدر رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں مین سے کوئی رات ہوتی ہے اس رات کو یہ دعا پڑھیے:

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ (حصن حصین)

”الٰہی! تو بہت ہی زیادہ معاف کرنے والا ہے کیونکہ معاف کرنا تجھے پسند ہے پس تو مجھے معاف فرمادے۔“

حضرت انسؓ فرماتے ہیں ایک سال رمضان آیا تو نبی ﷺ نے فرمایا۔ تم لوگوں پر ایک مہینہ آیا ہے جس میں ایک رات ہے جو ہزار مہینوں سے افضل ہے، جو شخص اس رات سے محروم رہ گیا اور اس رات کی خیر وبرکت سے محروم وہی رہتا ہے جو واقعی محروم ہے۔ (ابن ماجہ)

۱۱۔ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کیجیے، نبی ﷺ رمضان کے آخری دس دنوں میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ: رمضان کا آخری عشرہ آتا تو نبی ﷺ راتوں کو زیادہ سے زیادہ جاگ کر عبادت فرماتے اور گھر والیوں کو بھی جگانے کا اہتمام کرتے اور پورے جوش اور انہماک کے ساتھ اللہ کی بندگی میں لگ جاتے۔

۱۲۔ رمضان میں لوگوں کے ساتھ نہایت نرمی اور شفقت کا سلوک کیجیے، ملازمین کو زیادہ سے زیادہ سہولتیں دیجیے اور فراخدلی کے ساتھ ان کی ضرورتیں پوری کیجیے اور گھر والوں کے ساتھ بھی رحمت اور فیاضی کا برتاؤ کیجیے۔

---

[1] یعنی غریبوں اور حاجت مندوں کے ساتھ ہمدردی کا مہینہ ہے۔ ہمدردی سے مراد مالی ہمدردی بھی ہے اور زبانی ہمدردی بھی، ان کے ساتھ گفتار اور سلوک میں نرمی برتیے۔ ملازمین کو سہولتیں دیجیے۔ اور مالی اعانت کیجیے۔

۱۳۔نہایت عاجزی اور ذوق وشوق کے ساتھ زیادہ دعائیں کیجیے، در منثور میں ہے کہ جب رمضان کا مبارک مہینہ آتا تو نبی ﷺ کا رنگ بدل جاتا تھا اور نماز میں اضافہ ہو جاتا تھا اور دعا میں بہت عاجزی فرماتے تھے اور خوف بہت زیادہ غالب ہو جاتا تھا۔

اور حدیث میں ہے کہ۔ خدا رمضان میں عرش اٹھانے والے فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ اپنی عبادت چھوڑ دو روزہ رکھنے والوں کی دعاؤں پر آمین کہو۔

۱۴۔صدقہ فطر دل کی رغبت کے ساتھ پورے اہتمام کے ساتھ ادا کیجیے اور عید کی نماز سے پہلے ادا کر دیجیے بلکہ اتنا پہلے ادا کیجیے کہ حاجت مند اور نادار لوگ بسہولت عید کی ضروریات مہیا کر سکیں اور وہ بھی سب کے ساتھ عید گاہ جا سکیں اور عید کی خوشیوں میں شریک ہو سکیں۔

حدیث میں آیا ہے کہ نبی ﷺ نے صدقہ فطر امت کے لیے اس لیے ضروری قرار دیا تاکہ وہ ان بے ہودہ اور ان فحش باتوں کا، جو روزے میں روزہ دار سے سرزد ہو گئی ہیں، کفارہ بنے اور غریبوں اور مسکینوں کے کھانے کا انتظام ہو جائے۔ (ابوداؤد)

۱۵۔رمضان کے مبارک دنوں میں خود زیادہ سے زیادہ نیکی کمانے کے ساتھ ساتھ دوسروں کو بھی نہایت سوز، تڑپ، نرمی اور حکمت کے ساتھ نیکی اور خیر کے کام کرنے پر ابھاریئے تاکہ پوری فضا پر خدا ترسی، خیر پسندی اور بھلائی کے جذبات چھائے رہیں اور سوسائٹی زیادہ سے زیادہ رمضان کی بیش بہا برکتوں سے فائدہ اٹھا سکے۔

روزے کے آداب

۱۔روزے کے عظیم اجر اور عظیم فائدوں کو نگاہ میں رکھ کر پورے ذوق وشوق کے ساتھ روزہ رکھنے کا اہتمام کیجیے، یہ ایک ایسی عبادت ہے جس کا بدل کوئی دوسری عبادت نہیں ہو سکتی۔ یہی وجہ ہے کہ روزہ ہر امت پر فرض رہا ہے۔ خداوند تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ (البقرۃ:183/2)

"ایمان والو تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے تاکہ متقی اور پرہیزگار بن جاؤ۔"

نبی ﷺ نے روزے کے اس عظیم مقصد کو یوں بیان فرمایا:

جس شخص نے روزہ رکھ کر جھوٹ بولنا اور جھوٹ پر عمل کرنا نہ چھوڑا تو اللہ کو اس سے دلچسپی نہیں کہ وہ بھوکا اور پیاسا رہتا ہے۔ (بخاری)

اور آپ نے ارشاد فرمایا:

جس شخص نے ایمانی کیفیت اور احتساب کے ساتھ رمضان کا روزہ رکھا تو اللہ اس کے ان گناہوں کو معاف فرما دے گا جو پہلے ہو چکے ہیں۔ (بخاری)

۲۔رمضان کے روزے پورے اہتمام کے ساتھ رکھیے اور کسی شدید بیماری یا عذر شرعی کے بغیر کبھی روزہ نہ چھوڑیئے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

جس شخص نے کسی بیماری یا شرعی عذر کے بغیر رمضان کا ایک روزہ بھی چھوڑا تو عمر بھر کے روزے رکھنے سے بھی ایک روزے کی تلافی نہ ہو سکے گی۔ (ترمذی)

۳۔روزے میں ریاکاری اور دکھاوے سے بچنے کے لیے معمول کے مطابق ہشاش بشاش اور چاق وچوبند اور کاموں میں لگے رہیے اور اپنے انداز و اطوار سے روزے کی کمزوری اور سستی کا اظہار نہ کیجیے۔ حضرت ابوہریرہؓ کا ارشاد ہے کہ: آدمی جب روزہ رکھے تو چاہیے کہ حسب معمول تیل لگائے کہ اس پر روزے کے اثرات نہ دکھائی دیں۔

۴۔روزے میں نہایت اہتمام کے ساتھ ہر برائی سے دور رہنے کی بھرپور کوشش کیجیے اس لیے کہ روزے کا مقصد ہی زندگی کو پاکیزہ بنانا ہے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

روزہ ڈھال ہے اور جب تم میں سے کوئی روزے سے ہو تو اپنی زبان سے کوئی بے شرمی کی بات نہ نکالے اور نہ شور و گل کرے۔ اور اگر کوئی اس سے گالی گلوچ کرنے لگے یا لڑائی پر آمادہ ہو تو اس روزہ دار کو سوچنا چاہیے کہ میں تو روزہ دار ہوں (بھلا میں کیسے گالی کا جواب دے سکتا ہوں یا لڑ سکتا ہوں)۔ (بخاری و مسلم)

۵۔ احادیث میں روزے کا جو عظیم اجر بیان کیا گیا ہے اس کی آرزو کیجیے اور خاص طور پر افطار کے قریب اللہ سے دعا کیجیے کہ الٰہی میرے روزے کو قبول فرما اور مجھے وہ اجر و ثواب دے جس کا تو نے وعدہ کیا ہے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے روزے دار جنت میں ایک مخصوص دروازے سے داخل ہوں گے اس دروازے کا نام ریان ہے جب روزے دار داخل ہو چکیں گے تو یہ دروازہ بند کر دیا جائے گا، پھر کوئی اس دروازے سے نہ جا سکے گا۔ (بخاری)

اور آپ نے یہ بھی فرمایا کہ قیامت کے روز روزہ سفارش کرے گا اور کہے گا پروردگار! میں نے اس شخص کو دن میں کھانے پینے اور دوسری لذتوں سے روکے رکھا، الٰہی! تو اس شخص کے حق میں میری سفارش قبول فرما اور اللہ اس کی سفارش کو قبول فرمالے گا۔ (مشکوۃ)

اور نبی ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ افطار کے وقت روزہ دار جو دعا مانگے اس کی دعا قبول کی جاتی ہے، رد نہیں کی جاتی۔ (ترمذی)

۶۔ روزے کی تکلیفوں کو ہنسی خوشی برداشت کیجیے اور بھوک اور پیاس کی شدت یا کمزوری کی شکایت کر کے روزے کی ناقدری نہ کیجیے۔

۷۔ سفر کے دوران یا سفر کی شدت میں روزہ نہ رکھ سکتے ہوں تو چھوڑ دیجیے اور دوسرے دنوں میں اس کی قضا کیجیے۔ قرآن میں ہے:

وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ (البقرہ185/2)

"جو کوئی بیمار ہو یا سفر میں ہو تو دوسرے دنوں میں روزوں کی تعداد پوری کر لے۔"

حضرت انسؓ فرماتے ہیں جب ہم لوگ نبی ﷺ کے ساتھ رمضان میں سفر پر ہوتے تو کچھ لوگ روزہ رکھتے اور کچھ لوگ نہ رکھتے، پھر نہ تو روزہ دار روزہ چھوڑنے والے پر اعتراض کرتا اور نہ روزہ چھوڑنے والا روزہ دار پر اعتراض کرتا۔ (بخاری)

۸۔ روزہ میں غیبت اور بد نگاہی سے بچنے کا خاص طور پر اہتمام کیجیے، نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

روزے دار صبح سے شام تک اللہ کی عبادت میں ہے جب تک وہ کسی کی غیبت نہ کرے اور جب وہ کسی کی غیبت کر بیٹھتا ہے تو اس کے روزے میں شگاف پڑ جاتا ہے۔ (الدیلمی)

9۔ حلال روزی کا اہتمام کیجیے، حرام کمائی سے پلنے والے جسم کی کوئی عبادت قبول نہیں ہوتی۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے حرام کمائی سے جو جسم پلا ہو وہ جہنم ہی کے لائق ہے۔ (بخاری)

۱۰۔ سحری ضرور کھائیے اس سے روزہ رکھنے میں سہولت ہو گی اور کمزوری اور سستی پیدا نہ ہو گی نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

"سحری کھالیا کرو، اس لیے کہ سحری کھانے میں برکت ہے"۔ (بخاری)

اور نبی ﷺ نے یہ بھی فرمایا:

"سحری کھانے میں برکت ہے کچھ نہ ہو تو پانی کے چند گھونٹ ہی پی لیا کرو اور اللہ کے فرشتے سحری کھانے والوں پر سلام بھیجتے ہیں۔ (احمد)

اور آپ نے یہ بھی ارشاد فرمایا:

"دوپہر کو تھوڑی دیر آرام کر کے قیام اللیل میں سہولت حاصل کرو اور سحری کھا کر دن میں روزے کے لیے قوت حاصل کرو۔ (ابن ماجہ)

اور صحیح مسلم میں ہے، نبی ﷺ کا ارشاد ہے: "ہمارے اور اہل کتاب کے روزوں میں صرف سحری کھانے کا فرق ہے۔"

۱۱۔ سورج غروب ہو جانے کے بعد افطاری میں تاخیر نہ کیجیے اس لیے کہ روزے کا اصل مقصود فرمانبرداری کا جذبہ پیدا کرنا ہے نہ کہ بھوکا پیاسا رکھنا، نبی ﷺ کا ارشاد ہے: "مسلمان اچھی حالت میں رہیں گے جب تک افطار کرنے میں جلدی کریں گے۔"

۱۲۔ افطار کے وقت یہ دعا پڑھیے:

اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَ عَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ (مسلم)

"الٰہی! میں نے تیرے لیے ہی روزہ رکھا اور تیرے ہی رزق سے افطار کیا۔"

اور جب روزہ افطار کرلیں تو یہ دعا پڑھیے:

ذَھَبَ الظَّمأُ وابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَ ثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی (ابوداؤد)

"پیاس جاتی رہی، رگیں تروتازہ ہوگئیں اور اجر بھی ضرور ملے گا اگر اللہ نے چاہا۔"

۱۳۔ کسی کے یہاں روزہ افطار کریں تو یہ دعا پڑھیے:

اَفْطَرَ عِنْدَکُمُ الصَّائِمُوْنَ وَ اَکَلَ طَعَامَکُمُ الْاَبْرَارُ وَصَلَّتْ عَلَیْکُمُ الْمَلَائِکَۃُ (ابوداؤد)

"(خدا کرے) تمہارے یہاں روزے دار روزے افطار کریں اور نیک لوگ تمہارا کھانا کھائیں اور فرشتے تمہارے لیے رحمت کی دعائیں کریں۔"

۱۴۔ روزہ افطار کرانے کا بھی اہتمام کیجیے، اس کا بڑا اجر ہے نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

جو شخص رمضان میں کسی کا روزہ کھلوائے تو اس کے صلے میں اللہ اس کے گناہ بخش دے گا اور اس کو جہنم کی آگ سے نجات دے گا اور افطار کرانے والے کو روزے دار کے برابر ثواب دے گا اور روزہ دار کے ثواب میں کوئی کمی نہ ہوگی۔" لوگوں نے کہا یارسول اللہ ﷺ! ہم سب کے پاس اتنا کہاں ہے کہ روزے دار کو افطار کرائیں اور اس کو کھانا کھلائیں۔ ارشاد فرمایا: صرف ایک کھجور سے یا دودھ اور پانی کے ایک گھونٹ سے افطار کرادینا بھی کافی ہے۔" (ابن خزیمہ)

زکوٰۃ اور صدقے کے آداب

۱۔ اللہ کی راہ میں جو بھی دیں محض اللہ کی خوشنودی کے لیے دیجیے، کسی اور غرض کی لاگ سے اپنے پاکیزہ عمل کو ہرگز ضائع نہ کیجیے اور یہ آرزو ہرگز نہ رکھیے کہ جن کو آپ نے دیا ہے وہ آپ کا احسان مانیں، آپ کا شکریہ ادا کریں اور آپ کی بڑائی کا اعتراف کریں۔ مومن اپنے عمل کا بدلہ صرف اپنے اللہ سے چاہتا ہے۔ قرآن پاک میں مومنوں کے جذبات کا اظہار اس طرح کیا گیا ہے:

اِنَّمَا نُطْعِمُکُمْ لِوَجْہِ اللّٰہِ لَا نُرِیْدُ مِنْکُمْ جَزَآءً وَّلَا شُکُوْرًا (الدہر 9/76)

"ہم تم کو خالص لوجہ اللہ کھلا رہے ہیں نہ تم سے صلے کے طلب گار ہیں اور نہ شکر گزاری کے۔"

۲۔ نمود و نمائش اور دکھاوے سے پرہیز کیجیے، ریاکاری اچھے سے اچھے عمل کو خاک میں ملا دیتی ہے۔

۳۔ زکوٰۃ کھلم کھلا دیجیے تاکہ دوسروں میں بھی فرض ادا کرنے کا جذبہ ابھرے، البتہ دوسرے صدقات چھپا کر دیجیے تاکہ زیادہ سے زیادہ اخلاص پیدا ہو۔ اللہ کی نظر میں اس عمل کی قیمت ہے جو اخلاص کے ساتھ کیا گیا ہو۔ قیامت کے ہیبت خیز میدان میں جب کہ کہیں سایہ نہ ہوگا، اللہ اپنے اس بندے کو عرش کے سائے میں رکھے گا جس نے انتہائی پوشیدہ طریقوں سے اللہ کی راہ میں خرچ کیا ہوگا۔ یہاں تک کہ بائیں ہاتھ کو یہ خبر نہ ہوگی کہ دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا۔ (بخاری)

۴۔ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے بعد نہ احسان جتلایئے اور نہ ان لوگوں کو دکھ دیجیے جن کو آپ دے رہے ہیں۔ دینے کے بعد محتاجوں اور ناداروں کے ساتھ حقارت کا سلوک کرنا، ان کی خودداری کو ٹھیس پہنچانا، ان پر احسان جتا جتا کر ان کے ٹوٹے ہوئے دلوں کو دکھانا اور یہ سوچنا کہ وہ آپ کا

احسان مانیں،آپ کے سامنے جھکیں رہیں،آپ کی برتری کو تسلیم کر لیں ،انتہائی گھناؤنے جذبات ہیں مومن کا دل ان جذبات سے پاک ہونا چاہیے۔اللہ کاارشاد ہے:

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِکُمْ بِالْمَنِّ وَ الْاَذٰی کَالَّذِیْ یُنْفِقُ مَالَہٗ رِئَآءَ النَّاسِ

”مومنو! اپنے صدقہ وخیارت کواحسان جتاجتا کراور غریبوں کادل دکھا کر،اس شخص کی طرح خاک میں نہ ملادو جو محض لوگوں کو دکھانے کے لیے خرچ کرتا ہے۔“

۵۔اللہ کی راہ میں دینے کے بعد فخر وغرور نہ کیجیے۔لوگوں پراپنی بڑائی نہ جتایئے بلکہ یہ سوچ سوچ کر لرزتے رہیے کہ معلوم نہیں اللہ کے ہاں میرا یہ صدقہ قبول بھی ہوایانہیں۔خدافرماتاہے:

وَالَّذِیْنَ یُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوا وَّقُلُوْبُھُمْ وَجِلَۃٌ اَنَّھُمْ اِلٰی رَبِّھِمْ رٰجِعُوْنَ (المومنون60/23)

” اور وہ لوگ دیتے ہیں اللہ کی راہ میں جو بھی دیتے ہیں اوران کے قلوب اس خیال سے لرزتے ہیں کہ ہمیں اللہ کی طرف پلٹنا ہے۔“

٦۔فقیروں اور محتاجوں کے ساتھ نرمی کا سلوک کیجیے،نہ ان کو ڈانٹیے،نہ ان پر رعب جمایئے،نہ ان پر اپنی برتری کا اظہار کیجیے،سائل کو دینے کے لیے اگر کچھ نہ ہو تب بھی نہایت نرمی اور خوش اخلاقی سے معذرت کیجیے تاکہ وہ کچھ نہ پانے کے باوجود خاموشی سے دعادیتاہوا رخصت ہو جائے۔ قرآن میں ہے:

وَ اِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْھُمُ ابْتِغَآءَ رَحْمَۃٍ مِّنْ رَّبِّکَ تَرْجُوْھَا فَقُلْ لَّھُمْ قَوْلًا مَّیْسُوْرًا o (بنی اسرائیل :28/17)

"اگر تم ان سے اعراض کرنے پر مجبور ہو جاؤ،اپنے رب کے فضل کی توقع رکھتے ہوئے ان سے نرمی کی بات کہہ دیا کرو۔"(بنی اسرائیل)

اوراللہ کاارشاد یہ بھی ہے: وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْھَرْ o"اورمانگنے والے کو جھڑکی نہ دو۔"

۷۔اللہ کی رہ میں،کشادہ دلی اور شوق کے ساتھ خرچ کیجیے۔تنگ دلی،کڑھن اور زبردستی کاتاوان سمجھ کرنہ خرچ کیجیے۔فلاح وکامرانی کے مستحق وہی لوگ ہوتے ہیں جو بخل،تنگ دلی اور خست جیسے جذبات سے اپنے عمل کو پاک رکھتے ہیں۔

۸۔اللہ کی راہ میں حلال مال خرچ کیجیے۔خدا صرف وہی مال قبول کرتا ہے جو پاک اور حلال ہو،جو مومن اللہ کی راہ میں دینے کی تڑپ رکھتا ہے وہ بھلا یہ کیسے گوارا کر سکتا ہے کہ اس کی کمائی میں حرام مال شامل ہو۔اللہ کاارشاد ہے:

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا کَسَبْتُمْ

"ایمان والو!اللہ کی راہ میں اپنی پاک کمائی خرچ کرو۔"

۹۔اللہ کی راہ میں بہترین مال خرچ کیجیے۔قرآن میں ہے:

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ

"تم ہر گز نیکی حاصل نہ کر سکو گے جب تک وہ مال اللہ کی راہ میں نہ دو جو تمہیں عزیز ہے۔"

صدقے میں دیا ہوا مال آخرت کی دائمی زندگی کے لیے جمع ہو رہا ہے،بھلا مومن یہ کیسے سوچ سکتا ہے کہ وہ اپنی ہمیشہ کی زندگی کے لیے خراب اور ناکارہ مال جمع کرائے۔

۱۰۔زکوٰۃ واجب ہونے کے بعد دیر نہ لگایئے،فوراًادا کرنے کی کوشش کیجیے اوراچھی طرح حساب لگا کر دیجیے کہ اللہ نہ کرے آپ کی ذمہ کچھ رہ نہ جائے۔

۱۱۔زکوٰۃ اجتماعی طور پرادا کیجیے اوراس کے خرچ کاانتظام بھی اجتماعی طور کیجیے۔جہاں جہاں مسلمانوں کی حکومت نہیں ہے وہاں مسلمانوں کی جماعتیں بیت المال قائم کرکے اس کاانتظام کریں۔

حج کے آداب

ا۔حج کرنے میں تاخیر اور ٹال مٹول ہر گز نہ کیجیے۔جب بھی اللہ اتنا دے کہ آپ اس خوشگوار فریضے کو ادا کر سکیں تو پہلی فرصت میں روانہ ہو جائیے۔ زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں کہ آپ اس فریضے کو ایک سال سے دوسرے سال پر ٹالتے رہیں۔قرآن میں ہے:

وَ لِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا وَ مَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ (آل عمران:97/3)

"اور لوگوں پر اللہ کا یہ حق ہے کہ جو اس کے گھر تک پہنچنے کی استطاعت رکھتا ہے وہ اس کا حج کرے اور جو اس حکم کی پیروی سے انکار کرے تو اسے معلوم ہونا چاہیے کہ خدا سارے جہان والوں سے بے نیاز ہے۔"

انسان کی اس سے بڑی تباہی اور محرومی کیا ہو گی کہ اللہ اس سے بے نیازی اور بے تعلقی کا اعلان فرمائے۔

حدیث میں ہے:"جو شخص حج کا ارادہ کرے اسے حج کرنے میں جلدی کرنی چاہیے کیونکہ ممکن ہے وہ بیمار پڑ جائے، ممکن ہے اونٹنی کھو جائے اور ممکن ہے کوئی اور ایسی صورت پیش آجائے کہ حج ناممکن ہو جائے۔"(ابن ماجہ)

مطلب یہ ہے وسعت ہونے کے بعد خواہ مخواہ ٹال مٹول نہ کرنی چاہیے۔معلوم نہیں آئندہ یہ ذرائع اور وسعت وسہولت باقی رہے یا نہ رہے اور پھر خدانخواستہ آدمی حج بیت اللہ سے محروم ہی رہ جائے۔اللہ اس محرومی سے ہر بندہ مومن کو بچائے رکھے۔نبی ﷺ نے ایسے لوگوں کو انتہائی سخت انداز میں تنبیہ فرمائی ہے۔حدیث میں ہے:

"جس شخص کو کسی بیماری نے یا کسی واقعی ضرورت نے یا کسی ظالم و جابر حکمران نے نہ روک رکھا ہو اور پھر بھی وہ حج نہ کرے تو چاہے وہ یہودی مرے چاہے وہ نصرانی مرے۔"(سنن کبریٰ جلد ۴)

اور حضرت عمرؓ کو یہ کہتے سنا گیا کہ "جو لوگ قدرت رکھنے کے باوجود حج نہیں کرتے میرا جی چاہتا ہے کہ ان پر جزیہ لگا دوں، وہ مسلمان نہیں ہیں، وہ مسلمان نہیں ہیں۔"(المنتقی)

اللہ کے گھر کی زیارت اور حج محض اپنے اللہ کو خوش کرنے کے لیے کیجیے کسی اور دنیوی غرض سے اس پاکیزہ مقصد کو آلودہ نہ کیجیے۔قرآن پاک میں ہے:

وَ لَآ آٰمِّيْنَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ رِضْوَانًا (المائدہ:2/5)

"اور نہ ان لوگوں کو چھیڑو، جو اپنے رب کے فضل اور اس کی خوشنودی کی تلاش میں احترام والے گھر کی طرف جا رہے ہیں۔"

وَ اَتِمُّوا الْحَجَّ وَ الْعُمْرَةَ لِلّٰهِ (البقرہ:196/2)

"حج اور عمرے کو محض اللہ کی خوشنودی کے لیے پورا کرو۔"

اور نبی ﷺ کا ارشاد ہے:"حج مبرور [1] کا صلہ تو جنت سے کم ہے ہی نہیں۔"(مسلم کتاب الحج)

۳۔حج کے لیے جانے کا چرچا نہ کیجیے۔خاموشی سے جائیے اور آیئے اور ہر اس رسم اور طریقے سے سختی کے ساتھ بچیے جس میں نمود و نمائش اور دکھاوے کا شائبہ ہو۔یوں تو ہر عمل کے عمل صالح اور عمل مقبول ہونے کا انحصار اس پر ہے کہ وہ محض اللہ کے لیے ہو اور کسی دوسری خواہش کا اس میں آمیزہ بھی نہ ہو لیکن خاص طور پر حج میں اس کا دھیان رکھنا اس لیے ضروری ہے کہ یہ روحانی انقلاب اور تزکیہ نفس واخلاق کی ایک آخری تدبیر ہے اور جو روحانی مریض اس جامع علاج سے شفایاب نہ ہو پھر اس کی شفایابی کی امید کسی دوسرے علاج سے بہت ہی کم رہ جاتی ہے۔

---

[1] حج مبرور وہ حج ہے جو محض اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے پورے آداب و شرائط کے ساتھ کیا گیا ہو۔

۴۔حج کو جانے کی وسعت نہ ہوتب بھی اللہ کے گھر کو دیکھنے کی تمنا اور روضۂ رسول ﷺ پر سلام پڑھنے کی آرزو اور حج سے پیدا ہونے والے ابراہیمی جذبات سے اپنے سینے کو آباد اور منور رکھیے۔ان جذبات کے بغیر کوئی سینہ مومن کا سینہ نہیں بلکہ ایک ویران کھنڈر ہے۔نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

حج اور عمرے کے لیے جانے والے اللہ کے خصوصی مہمان ہیں، وہ اللہ سے دعا کریں تو خدا قبول فرماتا ہے اور مغفرت طلب کریں تو بخش دیتا ہے۔"(طبرانی)

۵۔حج کے لیے بہترین زادراہ ساتھ لیجیے، بہترین زادراہ تقویٰ ہے۔اس پاکیزہ سفر کے دوران اللہ کی نافرمانیوں سے بچنے اور حج بیت اللہ کی برکتوں سے زیادہ سے زیادہ مستفیض ہونے والا بندہ وہی ہے جو ہر حال میں اللہ سے ڈرتا ہے اور اس کی خوشنودی حاصل کرنے کا والہانہ جذبہ رکھے۔قرآن میں ہے:

وَ تَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَیْرَ الزَّادِ التَّقْوٰی

"اور سفر حج کے لیے زادراہ ساتھ لو اور سب سے بہتر زادراہ تقویٰ ہے۔"

۶۔حج کا ارادہ کرتے ہی حج کے لیے ذہنی یکسوئی اور تیاری شروع کردیجیے۔حج کی تاریخ کو تازہ کیجیے اور حج کے ایک ایک رکن کی حقیقت پر غور کیجیے اور اللہ کا دین، حج کے ان ارکان کے ذریعے بندۂ مومن کے دل میں جو جذبات پیدا کرنا چاہتا ہے انہیں سمجھنے کی کوشش کیجیے اور پھر ایک باشعور مومن کی طرح پورے شعور کے ساتھ حج کے ارکان ادا کرکے ان حقیقتوں کو جذب کرنے اور ان کے مطابق زندگی میں صالح انقلاب لانے کی کوشش کیجیے۔جس کے لیے اللہ نے مومنوں پر حج فرض کیا ہے۔اللہ کا ارشاد ہے:

وَ اذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰىكُمْ وَ اِنْ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الضَّآلِّيْنَ (البقرہ198/2)

"اور اللہ کو یاد کرو، جس طرح یاد کرنے کی اس نے تمہیں ہدایت کی ہے۔"

اور یہ حقیقت ہے کہ تم لوگ اس سے پہلے ان حقیقتوں سے بھٹکے ہوئے تھے۔

اس مقصد کے لیے قرآن پاک کے ان حصوں کا گہری نظر سے مطالعہ کیجیے جن میں حج کی حقیقت و اہمیت اور حج سے پیدا ہونے والے جذبات کا اظہار کیا گیا ہے اور اس کے لیے احادیث رسول ﷺ اور ان کتابوں کا مطالعہ مفید رہے گا جن مین حج کی تاریخ اور حج کے ارکان کی حقیقت پر گفتگو کی گئی ہو۔

۷۔حج کے دوران جو مسنون دعائیں حدیث کی کتابوں میں ملتی ہیں انہیں یاد کیجیے اور نبی ﷺ کے الفاظ میں اللہ سے وہی مانگیے جو اللہ کے رسول ﷺ نے مانگا تھا۔

۸۔اپنے حج کی پوری پوری حفاظت کیجیے اور دھیان رکھے کہ آپ کا حج کہیں ان دنیا پرستوں کا حج نہ بن جائے جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے۔اس لئے کہ وہ آخرت سے آنکھیں بند کرکے سب کچھ دنیا میں ہی چاہتے ہیں۔وہ جب بیت اللہ پہنچتے ہیں تو ان کی دعا یہ ہوتی ہے:

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْيَا وَ مَا لَهٗ فِی الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ (البقرہ200/2)

"الٰہی! ہمیں جو کچھ دینا ہے بس اسی دنیا میں دے دے، ایسے (دنیاپرست) لوگوں کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے۔"

آپ حج کے ذریعہ دونوں جہان کی سعادت و کامرانی طلب کیجیے اور اللہ سے دعا کیجیے کہ پروردگار میں تیرے حضور اس لیے آیا ہوں کہ دونوں زندگیوں میں مجھے کامران و بامراد بنا اور یہ دعا کرتے رہیے:

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ (البقرہ201/2)

"الٰہی! ہمیں اس دنیا میں بھی بھلائی دے اور آخرت میں بھی بھلائی دے اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔"

۹۔حج کے دوران اللہ کی نافرمانی سے بچنے میں انتہائی حساس رہیے حج کا سفر اللہ کے گھر کا سفر ہے۔آپ اللہ کے مہمان بن کر گئے ہیں،اس عہد بندگی تازہ کرنے گئے ہیں، حجر اسود پر ہاتھ رکھ کر آپ گویا اللہ کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر عہد و پیمان باندھتے ہیں اور اس کو بوسہ دے کر اللہ کے آستانے پر بوسہ دیتے ہیں۔بار بار تکبیر و تہلیل کی صدائیں بلند کر کے اپنی وفاداری کا اظہار کرتے ہیں،ایسی فضا میں غور کیجیے،کسی معمولی گناہ اور خطا کی آلودگی بھی کتنی گھناؤنی ہے۔اللہ نے اپنے دربار میں حاضر ہونے والے بندوں کو ہوشیار فرمایا ہے:

وَ لَا فُسُوْقَ "اللہ کی نافرمانی کی باتیں نہ ہونی چاہیں"

۱۰۔دوران حج لڑائی جھگڑے کی باتوں سے پوری طرح بچے رہیے۔سفر کے دوران جب جگہ جگہ بھیڑ ہو،زحمتیں ہوں،قدم قدم پر مفاد ٹکرائیں،قدم قدم پر جذبات کو ٹھیس لگے تو اللہ کے مہمان کا کام یہ ہے کہ وہ فراخ دلی اور ایثار سے کام لے اور ہر ایک کے ساتھ عفو و درگزر اور فیاضی کا برتاؤ کرے،یہاں تک کہ خادم کو ڈانٹنے سے بھی پرہیز کرے اللہ کا ارشاد ہے:

وَ لَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ

"اور حج کے دوران لڑائی جھگڑے کی باتیں نہ ہوں۔"

۱۱۔دورانِ حج شہوانی باتوں سے بھی بچنے اور بچے رہنے کا پورا پورا اہتمام کیجیے دوران سفر جب جذبات کے برانگیختہ ہونے اور نگاہ کے آزاد ہو جانے کا اندیشہ کچھ زیادہ ہوتا ہے۔آپ بھی زیادہ چوکنے ہو جائیں اور نفس و شیطان کی چالوں سے خود کو محفوظ رکھنے کی زیادہ سے زیادہ کوشش کریں اور اگر آپ کا جوڑا آپ کے ساتھ ہو تو نہ صرف یہ کہ اس سے مخصوص تعلق قائم نہ کیجیے بلکہ ایسی باتوں سے بھی شعور کے ساتھ بچے رہیے جو شہوانی جذبات کو بھڑکانے کا باعث بن سکتی ہوں۔اللہ نے ہوشیار کرتے ہوئے فرمایا:

اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ (البقرہ197/2)

"حج کے مہینے سب کو معلوم ہیں جو شخص ان مقررہ مہینوں میں حج کی نیت کرے،اسے خبر دار رہنا چاہیے کہ حج کے دوران شہوانی باتیں نہ ہوں۔"

اور نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

"جو شخص اللہ کے اس گھر کی زیارت کے لیے یہاں آیا اور وہ بے حیائی اور شہوانی باتوں سے بچا رہا اور فسق و فجور میں بھی مبتلا نہ ہو تو وہ پاک وصاف ہو کر اس طرح لوٹتا ہے جس طرح وہ ماں کے پیٹ پاک وصاف پیدا ہوا تھا"(بخاری و مسلم)

۱۲۔شعائر اللہ کا پورا پورا احترام کیجیے۔کسی روحانی و معنوی حقیقت کو محسوس کرانے اور یاد دلانے کے لیے اللہ نے جو چیز علامت کے طور پر مقرر کی ہے اس کو "شعیرہ" کہتے ہیں۔شعائر اس کی جمع ہے،حج کے سلسلے کی ساری ہی چیزیں اللہ پرستی کی کسی نہ کسی حقیقت کو محسوس کرانے کے لیے علامت کے طور پر مقرر کی گئی ہیں۔ان سب کی تعظیم کیجیے قرآن میں اللہ کا ارشاد ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰهِ وَ لَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَ لَا الْهَدْيَ وَ لَا الْقَلَآئِدَ وَ لَاۤ آٰمِّيْنَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ رِضْوَانًا (المائدہ2/5)

" اور اے مومنو! اللہ پرستی کی ان نشانیوں کی بے حرمتی نہ کرو،نہ حرمت کے ان مہینوں کی بے حرمتی کرو،نہ قربانی کے جانوروں پر دست درازی کرو۔نہ ان جانوروں پر ہاتھ ڈالو جن کی گردنوں میں نذرانہ خداوندی کی علامت کے طور پر پٹے پڑے ہیں اور نہ ان لوگوں کی راہ میں رکاوٹ ڈالو جو اپنے پروردگار کے فضل اور اس کی خوشنودی کی تلاش میں مکان محترم (کعبہ) کی طرف جارہے ہوں۔"

اور سورہ حج میں ہے۔

وَ مَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ (الحج :32/22)

"اور جو اللہ پرستی کی ان نشانیوں کا احترام کرے،جو اللہ نے مقرر کی ہیں تو یہ دلوں کے تقوی کی بات ہے۔"

۱۳۔ارکانِ حج ادا کرتے ہوئے انتہائی عجز و احتیاج بے کسی اور بے بسی کا اظہار کیجیے کہ اللہ کو بندے کی عاجزی اور درماندگی ہی سب سے زیادہ پسند ہے۔ نبی ﷺ سے کسی نے پوچھا حاجی کون ہے؟ فرمایا "جس کے بال پریشان ہوں اور میلا کچیلا ہو۔"

۱۴۔احرام باندھنے کے بعد، ہر نماز کے بعد، ہر بلندی پر چڑھتے وقت اور ہر پستی کی طرف اترتے وقت اور ہر قافلے سے ملتے وقت اور ہر صبح کو نیند سے بیدار ہو کر بلند آواز سے تلبیہ پڑھیے، تلبیہ یہ ہے:

لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَلَکَ الْمُلْکُ لَا شَرِیْکَ لَکَ (مشکوۃ)

"میں حاضر ہوں الٰہی! میں حاضر ہوں۔ تیرا کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوں ہوں۔ بے شک ساری تعریف تیرے ہی لیے ہے، نعمت سب تیری ہی ہے، ساری بادشاہی تیری ہی ہے تیرا کوئی شریک نہیں۔"

۱۵۔عرفات کے میدان میں حاضر ہو کر زیادہ سے زیادہ توبہ و استغفار کیجیے قرآن کی ہدایت ہے:

ثُمَّ اَفِیْضُوْا مِنْ حَیْثُ اَفَاضَ النَّاسُ وَ اسْتَغْفِرُوا اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (البقرہ199/2)

"پھر تم (اہل مکہ) بھی وہیں سے پلٹو جہاں سے اور سارے لوگ پلٹتے ہیں اور اللہ سے مغفرت چاہو، بلاشبہ خدا بہت زیادہ معاف فرمانے والا اور بہت زیادہ رحم کرنے والا ہے۔"

اور نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

اللہ کے نزدیک عرفہ کا دن تمام دنوں سے زیادہ بہتر ہے، اس دن اللہ آسمان دنیا پر خصوصی طور پر متوجہ ہو کر فرشتوں کے سامنے اپنے حاجی بندوں کی عاجزی اور درماندگی کی حالت پر فخر کرتا ہے۔ فرشتوں سے فرماتا ہے فرشتو! دیکھو میرے بندے پریشان، دھوپ میں میرے سامنے کھڑے ہیں یہ لوگ دور دور سے یہاں آئے ہیں۔ میری رحمت کی امید انہیں یہاں لائی ہے حالانکہ انہوں نے میرے عذاب کو نہیں دیکھا۔ اس فخر کے بعد لوگوں کو جہنم کے عذاب سے آزاد کرنے کا حکم دیا جاتا ہے اور عرفہ کے دن میں اتنے لوگ بخش دیئے جاتے ہیں کہ اتنے کسی دن میں بھی نہیں بخشے جاتے۔(ابن حبان)

۱۶۔منٰی میں پہنچ کر انہی جذبات کے ساتھ قربانی کیجیے جن جذبات کے ساتھ اللہ کے دوست حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے پیارے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی گردن پر چھری رکھی تھی اور قربانی کے ان جذبات کو اپنے دل و دماغ پر اس طرح طاری کیجیے کہ زندگی کے ہر میدان میں آپ قربانی پیش کرنے کے لیے تیار رہیں اور زندگی واقعی اس عہد کی عملی تصویر بن جائے کہ:

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَo لَا شَرِیْکَ لَہٗ

"بے شک میری نماز اور میری قربانی میری زندگی اور میری موت ایک اللہ کے لیے ہے جو سارے جہانوں کا رب ہے جس کا کوئی شریک نہیں۔"

۱۷۔حج کے ایام میں برابر اللہ کی یاد میں مشغول رہیے اور کسی وقت دل کو اس کے ذکر سے غافل نہ ہونے دیجیے۔ خدا کی یاد ہی تمام عبادتوں کا اصل جوہر ہے۔ اللہ کا ارشاد ہے:

وَاذْکُرُوا اللّٰہَ فِیْٓ اَیَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ (البقرہ:203/2)

"اور اللہ کی یاد میں مشغول رہو گنتی کے ان چند دنوں میں۔"

اور فرمایا:

فَاِذَا قَضَیْتُمْ مَّنَاسِکَکُمْ فَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَذِکْرِکُمْ اٰبَآءَ کُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِکْرًا

"پھر جب تم حج کے تمام ارکان ادا کر چکو تو جس طرح پہلے اپنے آباؤ و اجداد کا ذکر کرتے تھے اسی طرح اب اللہ کا ذکر کرو بلکہ اس سے بھی بڑھ کر۔"

حج کے ارکان کا مقصود ہی یہ ہے کہ آپ ان ایام میں مسلسل اللہ کی یاد میں ڈوبے رہیں اور ان دنوں میں اس کی یاد اس طرح دل میں رچ بس جائے کہ پھر زندگی کی ہما ہمی اور کشمکش میں کوئی چیز اس کی یاد سے آپ کو غافل نہ کر سکے۔ جاہلیت کے دور میں لوگ ارکان حج ادا کرنے کے بعد اپنے باپ کی دادا کی بڑائی بیان کرتے اور ڈینگیں مارتے تھے۔ اللہ نے ہدایت دی کہ یہ ایام اللہ کی یاد میں بسر کرو اور اسی کی بڑائی کرو جو واقعی بڑا ہے۔

۱۸۔ اللہ کے گھر کا پروانہ وار طواف کیجیے، اللہ کا ارشاد ہے:

"اور چاہیے کہ بیت اللہ کا طواف کریں۔"

نبی ﷺ کا ارشاد ہے: "خدا ہر روز اپنے حاجی بندوں کے لیے ایک سو بیس رحمتیں نازل فرماتا ہے جس میں سے ساٹھ رحمتیں ان کے لیے ہوتی ہیں جو بیت اللہ کا طواف کرتے ہیں، چالیس ان کے لیے جو وہاں نماز پڑھتے ہیں اور بیس ان لوگوں کے لیے جو کعبے کو دیکھتے رہتے ہیں۔" (بیہقی)

اور نبی ﷺ نے یہ بھی فرمایا: "جس نے پچاس بار بیت اللہ کا طواف کر لیا وہ اپنے گناہوں سے ایسے پاک ہو گیا جیسے اس کی ماں نے اس کو آج ہی جنم دیا ہے۔" (ترمذی)

باب سوم:

تزئین معاشرت

والدین سے سلوک کے آداب

۱۔ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کیجیے اوراس حسن سلوک کی توفیق کو دونوں جہانوں کی سعادت سمجھیے،اللہ کے بعد انسان پر سب سے زیادہ حق ماں باپ کا ہی ہے۔ماں باپ کے حق کی اہمیت اور عظمت کا اندازہ اس سے کیجیے کہ قرآن پاک نے جگہ جگہ ماں باپ کے حق کو اللہ کے حق کے ساتھ بیان کیاہے اور اللہ کی شکر گزاری کے ساتھ ساتھ ماں باپ کی شکر گزاری کی تاکید کی ہے۔

وَ قَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاہُ وَ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا (بنی اسرائیل 23/17)

"اورآپ کے رب نے فیصلہ فرمادیاہے کہ تم اس کے سوا کسی کی بندگی نہ کرو اور والدین کے ساتھ نیک سلوک کرو۔"

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں:"میں نے نبی ﷺ سے پوچھا کون سا عمل اللہ کو سب سے زیادہ محبوب ہے۔نبی ﷺ نے فرمایا"وہ نماز جو وقت پر پڑھی جائے۔میں نے (پھر) پوچھا:اس کے بعد کون سا عمل اللہ کو سب سے زیادہ محبوب ہے۔فرمایا:ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک۔میں پوچھااس کے بعد،فرمایا:اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔(بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوااور کہنے لگا:"میں آپ کے ہاتھ پر ہجرت اور جہاد کے لیے بیعت کرتا ہوں اور اللہ سے اس کا اجر چاہتاہوں۔نبی ﷺ نے پوچھا:"کیاتمہارے ماں باپ میں سے کوئی ایک زندہ ہےاس نے کہا:"جی ہاں بلکہ (اللہ کا شکر ہے)دونوں زندہ ہیں "آپ نے فرمایا تو کیا تم واقعی اللہ سے اپنی ہجرت اور جہاد کا بدلہ چاہتے ہو ؟اس نے کہا جی ہاں میں اللہ سے اجر چاہتا ہوں،نبی ﷺ نے ارشاد فرمایاتو جاؤاپنے ماں باپ کی خدمت میں رہ کران کے ساتھ نیک سلوک کرو۔(مسلم)

حضرت ابوامامہؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی ﷺ سے پوچھا"یارسول اللہ ﷺ ! ماں باپ کااولاد پر کیا حق ہے؟ارشاد فرمایا"ماں باپ ہی تمہاری جنت ہیں اور ماں باپ ہی دوزخ"۔(ابن ماجہ)

یعنی ان کے ساتھ نیک سلوک کر کے تم جنت کے مستحق ہوگے اور ان کے حقوق کو پامال کر کے تم جہنم کا ایندھن بنوگے۔

۲۔والدین کے شکر گزار رہیے۔محسن کی شکر گزاری اوراحسان مندی شرافت کااولین تقاضاہے اور حقیقت یہ ہے کہ ہمارے وجود کا محسوس سبب والدین ہیں۔پھر والدین ہی کی پرورش اور نگرانی میں ہم پلتے بڑھتے اور شعور کو پہنچتے ہیں اور جس غیر معمولی قربانی،بے مثال جانفشانی اورانتہائی شفقت سے ہماری سرپرستی فرماتے ہیں اس کا تقاضاہے کہ ہماراسینہ ان کی عقیدت مندی واحسان مندی اور عظمت ومحبت سے سرشار ہواور ہمارے دل کاریشہ ریشہ ان کاشکر گزار ہو۔یہی وجہ ہے کہ اللہ نے اپنی شکر گزاری کے ساتھ ساتھ ان کی شکر گزاری کی تاکید فرمائی ہے۔

اَنِ اشْکُرْلِیْ وَ لِوَالِدَیْکَ (ہم نے وصیت کی) کہ میرا شکرادا کرواوراپنے ماں باپ کے شکر گزار رہو۔

۳۔ماں باپ کو ہمیشہ خوش رکھنے کی کوشش کیجیے اور ان کی مرضی اور مزاج کے خلاف کبھی کوئی ایسی بات نہ کہیے جو ان کو ناگوار ہو۔بالخصوص بڑھاپے میں جب مزاج کچھ چڑچڑااور کھرا ہو جاتاہے اور والدین کچھ ایسے تقاضے اور مطالبے کرنے لگتے ہیں جو توقع کے خلاف ہوتے ہیں۔اس

وقت بھی ہر بات کو خوشی خوشی برداشت کیجیے اور ان کی کسی بات سے اکتا کر جواب میں کوئی ایسی بات ہر گز نہ کیجیے جو ان کو ناگوار ہو اور ان کے جذبات کو ٹھیس لگے۔

اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَکَ الْکِبَرَ اَحَدُھُمَآ اَوْ کِلٰھُمَا فَلَا تَقُلْ لَّھُمَآ اُفٍّ وَّ لَا تَنْھَرْ ھُمَا

"اگر ان میں سے ایک یا دونوں تمہارے سامنے بڑھاپے کی عمر کو پہنچ جائیں تو تم ان کو اف تک نہ کہو، نہ انہیں جھڑکیاں دو۔"

دراصل بڑھاپے کی عمر میں بات کی برداشت نہیں رہتی اور کمزوری کے باعث اپنی اہمیت کا احساس بڑھ جاتا ہے، اسی لیے ذرا ذرا سی بات بھی بڑی محسوس ہونے لگتی ہے۔ لہٰذا اس نزاکت کا لحاظ کرتے ہوئے اپنے کسی قول و عمل سے ماں باپ کو ناراض ہونے کا موقع نہ دیجیے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اللہ کی خوشنودی والد کی خوشنودی میں ہے اور اللہ کی ناراضی والد کی ناراضی میں ہے ۔(ترمذی، ابن حبان، حاکم)

یعنی اگر کوئی اپنے اللہ کو خوش رکھنا چاہے تو وہ اپنے والد کو خوش خوش رکھے، والد کو ناراض کر کے وہ اللہ کے غضب کو بھڑکائے گا۔

حضرت عبداللہؓ ہی کا بیان ہے کہ ایک آدمی اپنے ماں باپ کو روتا ہوا چھوڑ کر نبی ﷺ کی خدمت میں ہجرت پر بیعت کرنے کے لیے حاضر ہوا۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا" جاؤ اپنے ماں باپ کے پاس واپس جاؤ اور ان کو اسی طرح خوش کر کے آؤ جس طرح تم ان کو رلا کر آئے ہو۔" (ابوداؤد)

۴۔ دل و جان سے ماں باپ کی خدمت کیجیے۔ اگر آپ کو اللہ نے اس کا موقع دیا تو دراصل یہ اس بات اس توفیق ہے کہ آپ خود کو جنت کا مستحق بنا سکیں اور اللہ کی خوشنودی حاصل کر سکیں۔ ماں باپ کی خدمت سے ہی دونوں جہاں کی بھلائی، سعادت اور عظمت حاصل ہوتی ہے اور آدمی دونوں جہاں کی آفتوں سے محفوظ رہتا ہے۔ حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا۔

"جو آدمی چاہتا ہے کہ اس کی عمر دراز کی جائے اور اس کی روزی میں کشادگی ہو، اس کو چاہیے کہ اپنے ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرے اور صلہ رحمی کرے۔ (الترغیب والترہیب)

اور نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

"وہ آدمی ذلیل ہو، پھر ذلیل ہو، پھر ذلیل ہو۔ لوگوں نے پوچھا، اے اللہ کے رسول ﷺ! کون آدمی؟ آپ نے فرمایا وہ آدمی جس نے اپنے ماں باپ کو بڑھاپے کی حالت میں پایا، دونوں کو پایا، یا کسی ایک کو اور پھر (ان کی خدمت کر کے) جنت میں داخل نہ ہوا۔" (مسلم)

ایک موقع پر تو آپ نے خدمت والدین کو جہاد جیسی عظیم عبادت پر بھی ترجیح دی اور ایک صحابی کو جہاد میں جانے سے روک کر والدین کی خدمت کی تاکید فرمائی۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نبی ﷺ کے پاس جہاد میں شریک ہونے کی غرض سے حاضر ہوا۔ نبی ﷺ نے اس سے پوچھا تمہارے ماں باپ زندہ ہیں۔ اس نے کہا جی ہاں زندہ ہیں۔ ارشاد فرمایا جاؤ اور ان کی خدمت کرتے رہو یہی جہاد ہے۔ (بخاری و مسلم)

۵۔ ماں باپ کا ادب و احترام کیجیے اور کوئی بھی ایسی بات یا حرکت نہ کیجیے جو ان کے احترام کے خلاف ہو۔ قرآن میں ہے:

وَ قُلْ لَّھُمَا قَوْلًا کَرِیْمًا (بنی اسرائیل:23/17)

"اور ان سے احترام کی بات کیجیے۔"

ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے حضرت ابن عباسؓ سے پوچھا کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ جہنم سے دور رہیں اور جنت میں داخل ہوں؟ ابن عباسؓ نے کہا کیوں نہیں، اللہ کی قسم میں یہی چاہتا ہوں۔ حضرت ابن عمرؓ نے پوچھا، آپ کے والدین زندہ ہیں؟ ابن عباسؓ نے کہا جی ہاں میری والدہ زندہ

ہیں۔ابن عمرؓ نے فرمایا اگر آپ ان کے ساتھ نرمی سے گفتگو کریں،ان کے کھانے پینے کا خیال رکھیں تو ضرور جنت میں جائیں گے بشرطیکہ آپ کبیرہ گناہوں سے بچتے رہیں۔(الادب المفرد)

حضرت ابوہریرہؓ نے ایک بار دو آدمیوں کو دیکھا۔ایک سے پوچھا یہ دوسرے تمہارے کون ہیں؟اس نے کہا یہ میرے والد ہیں آپ نے فرمایا دیکھو! نہ ان کا نام لینا،نہ کبھی ان سے آگے آگے چلنا اور نہ کبھی ان سے پہلے بیٹھنا۔(الادب المفرد)

۶۔والدین کے ساتھ عاجزی اور انکساری سے پیش آئیے۔

وَ اخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ

"اور عاجزی اور نرمی سے ان کے سامنے بچھے رہو۔"

عاجزی سے بچھے رہنے کا مطلب یہ ہے کہ ہر وقت ان کے مرتبہ کا لحاظ رکھو اور کبھی ان کے سامنے اپنی بڑائی نہ جتاؤ اور نہ ان کی شان میں گستاخی کرو۔

۷۔والدین سے محبت کیجیے اور اس کو اپنے لیے باعث سعادت و اجر آخرت سمجھیے۔حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ فرماتے ہیں۔

"جو نیک اولاد بھی ماں باپ پر محبت بھری نظر ڈالتی ہے،اس کے بدلے اللہ اس کو ایک حج مقبول کا ثواب بخشتا ہے"لوگوں نے پوچھا اے اللہ کے رسول ﷺ!اگر کوئی ایک دن میں سو بار اس طرح رحمت و محبت کی نظر ڈالے۔آپ نے فرمایا جی ہاں،اگر کوئی سو بار ایسا کرے تب،خدا (تمہارے تصور سے) بہت بڑا اور (تنگ دلی جیسے عیبوں سے) بالکل پاک ہے۔(مسلم)

۸۔ماں باپ کی دل و جان سے اطاعت کیجیے۔اگر وہ کچھ زیادتی بھی کر رہے ہوں تب بھی خوشدلی سے اطاعت کیجیے اور ان کے عظیم احسانات کو پیش نظر رکھ کر ان کے وہ مطالبے بھی خوشی خوشی پورے کیجیے جو آپ کے ذوق اور مزاج پر گراں ہوں بشرطیکہ وہ دین کے خلاف نہ ہوں۔

حضرت ابوسعیدؓ کا بیان ہے کہ یمن کا ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔نبی ﷺ نے اس سے پوچھا:"یمن میں تمہارا کوئی ہے؟اس نے کہا(جی ہاں)میرے ماں باپ ہیں۔آپ نے پوچھا،انہوں نے تمہیں اجازت دی ہے؟اس نے کہا نہیں،،(میں نے ان سے تو اجازت نہیں لی ہے)آپ ﷺ نے فرمایا:"اچھا تو تم واپس جاؤ اور ماں باپ سے اجازت لو،اگر وہ اجازت دے دیں تب تو جہاد میں شرکت کرو ورنہ (ان کی خدمت میں رہ کر)ان کے ساتھ سلوک کرتے رہو۔"(ابوداؤد)

والدین کی اطاعت کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے کیجیے کہ ایک شخص میلوں دور سے آتا ہے اور چاہتا ہے کہ نبی ﷺ کی معیت میں دین کی سربلندی کے لیے جہاد میں شریک ہو لیکن نبی ﷺ اس کو لوٹا دیتے ہیں۔اور فرماتے ہیں کہ جہاد میں شرکت بھی تم اسی صورت میں کر سکتے ہو جب تمہارے ماں باپ دونوں تمہیں اجازت دیں۔

حضرت ابن عباسؓ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:جس آدمی نے اس حال میں صبح کی کہ وہ ان ہدایات و احکام میں اللہ کا اطاعت گزار رہا ہو جو اس نے ماں باپ کے حق میں نازل فرمائے ہیں تو اس نے اس حال میں صبح کی کہ اس کے لیے جنت کے دو دروازے کھلے ہوئے ہیں اور اگر ماں باپ میں سے کوئی ایک ہو تو جنت کا ایک دروازہ کھلا ہوا ہے اور جس شخص نے اس حال میں صبح کی کہ وہ ماں باپ کے بارے میں اللہ کے بھیجے ہوئے احکام و ہدایات سے منہ موڑے ہوئے ہے تو اس نے اس حال میں صبح کی کہ اس کے لیے دوزخ کے دو دروازے کھلے ہوئے ہیں اور اگر ماں باپ میں سے کوئی ایک ہے تو دوزخ کا ایک دروازہ کھلا ہوا ہے۔اس آدمی نے پوچھا اے اللہ کے رسول ﷺ اگر ماں باپ اس کے ساتھ زیادتی کر رہے ہوں تب بھی۔فرمایا ہاں اگر وہ زیادتی کر رہے ہوں تب بھی،اگر زیادتی کر رہے ہوں تب بھی،اگر زیادتی کر رہے ہوں تب بھی۔(مشکوۃ)

۹۔ماں باپ کو اپنے مال کا مالک سمجھئے اور ان پر دل کھول کر خرچ کیجیے۔قرآن میں ہے:

يَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ (البقرہ:215/2)

"لوگ آپ سے پوچھتے ہیں کہ ہم کیا خرچ کریں، جواب دیجیے کہ جو مال بھی تم خرچ کرو اس کے اولین حقدار والدین ہیں۔"

ایک بار نبی ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا اور اپنے باپ کی شکایت کرنے لگا کہ وہ جب چاہتے ہیں میرا مال لے لیتے ہیں۔ نبی ﷺ نے اس آدمی کے باپ کو بلوایا، لاٹھی ٹیکتا ہوا ایک بوڑھا کمزور شخص حاضر ہوا، آپ نے اس بوڑھے شخص سے تحقیق فرمائی تو اس نے کہنا شروع کیا:

"اللہ کے رسول ﷺ! ایک زمانہ تھا جب یہ کمزور اور بے بس تھا اور مجھ میں طاقت تھی، میں مالدار تھا اور یہ خالی ہاتھ تھا۔ میں نے کبھی اس کو اپنی چیز لینے سے نہیں روکا، آج میں کمزور ہوں اور یہ تندرست و قوی ہے، میں خالی ہاتھ ہوں اور یہ مالدار ہے، اب یہ اپنا مال مجھ سے بچا بچا کر رکھتا ہے۔"

بوڑھے کی یہ بات سن کر رحمت عالم رو پڑے اور (بوڑھے کے لڑکے کی طرف مخاطب ہو کر) فرمایا: تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے۔

۱۰۔ ماں باپ اگر غیر مسلم ہوں تب بھی ان کے ساتھ سلوک کیجیے، ان کا ادب و احترام اور ان کی خدمت برابر کرتے رہیے۔ البتہ وہ شرک و معصیت کا حکم دیں تو ان کی اطاعت سے انکار کر دیجیے اور ان کا کہنا ہر گز نہ مانیے۔

وَ اِنْ جَاھَدٰکَ عَلٰٓی اَنْ تُشْرِکَ بِیْ مَا لَیْسَ لَکَ بِہٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْھُمَا وَ صَاحِبْھُمَا فِی الدُّنْیَا مَعْرُوْفًا

"اور اگر ماں باپ دباؤ ڈالیں کہ میرے ساتھ کسی کو شریک بناؤ جس کا تمہیں کوئی علم نہیں ہے تو ہر گز ان کا کہنا نہ مانو اور دنیا میں ان کے ساتھ نیک برتاؤ کرتے رہو۔"

حضرت اسماءؓ فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ کے عہد مبارک میں میرے پاس میری والدہ آئیں اور اس وقت وہ مشرکہ تھیں۔ میں نے نبی ﷺ سے عرض کیا کہ میرے پاس میری والدہ آئیں ہیں اور وہ اسلام سے متنفر ہیں، کیا میں ان کے ساتھ اچھا سلوک کروں؟ آپ نے فرمایا ہاں تم اپنی ماں کے ساتھ صلہ رحمی کرتی رہو۔ (بخاری)

۱۱۔ ماں باپ کے لیے برابر دعا بھی کرتے رہیے اور ان کے احسانات کو یاد کر کے اللہ کے حضور گڑگڑائیے اور انتہائی دل سوزی اور قلبی جذبات کے ساتھ ان کے لیے رحم و کرم کی درخواست کیجیے، اللہ کا ارشاد ہے:

وَ قُلْ رَّبِّ ارْحَمْھُمَا کَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا

" اور دعا کرو کہ پروردگار! ان دونوں پر رحم فرما، جس طرح ان دونوں نے بچپن میں میری پرورش فرمائی تھی۔"

یعنی اے پروردگار بچپن کی بے بسی میں، جس رحمت اور جانفشانی و شفقت و محبت سے انہوں نے میری پرورش کی اور میری خاطر اپنے عیش کو قربان کیا۔ پروردگار! میں ان کا کوئی بدلہ نہیں دے سکتا، تو ہی ان کی سرپرستی فرما، اور ان کے حال زار پر رحم کی نظر کر۔

۱۲۔ ماں کی خدمت کا خصوصی خیال رکھیے، ماں طبعاً زیادہ کمزور اور حساس ہوتی ہے اور آپ کے خدامت و سلوک کی نسبتاً زیادہ ضرورت مند بھی۔ پھر اس کے احسانات اور قربانیاں بھی باپ کے مقابلے میں کہیں زیادہ ہیں اس لیے دین نے ماں کا حق زیادہ بتایا ہے اور ماں کے ساتھ سلوک کی خصوصی ترغیب دی ہے۔ قرآن پاک کا ارشاد ہے:

وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْہِ اِحْسٰنًا حَمَلَتْہُ اُمُّہٗ کُرْھًا وَّوَضَعَتْہُ کُرْھًا وَحَمْلُہٗ وَفِصٰلُہٗ ثَلٰثُوْنَ شَھْرًا (الاحقاف:15/46)

"اور ہم نے انسان کو ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرنے کی تاکید کی، اس کی ماں تکلیف اٹھا اٹھا کر اس کو پیٹ میں لیے پھری اور تکلیف ہی سے جنا اور پیٹ میں اٹھانے اور دودھ پلانے کی یہ (تکلیف دہ) مدت ڈھائی سال ہے۔"

قرآن نے ماں باپ دونوں کے ساتھ سلوک کرنے کی تاکید کرتے ہوئے خصوصیت کے ساتھ ماں کے پیہم دکھ اٹھانے اور کٹھنائیاں جھیلنے کا نقشہ بڑے ہی اثر انگیز انداز میں کھینچا ہے اور نہایت ہی خوبی کے ساتھ نفسانی انداز میں اس حقیقت کی طرف اشاری کیا ہے کہ جان نثار ماں، باپ کے مقابلے میں تمہاری خدمت و سلوک کی زیادہ مستحق ہے اور پھر اسی حقیقت کو اللہ کے رسول ﷺ نے بھی کھول کھول کر بیان فرمایا ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں ایک شخص نبی ﷺ کی خدمت میں آیا اور پوچھا: "اے اللہ کے رسول ﷺ میرے نیک سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟" آپ ﷺ نے فرمایا: "تیری ماں" اس نے پوچھا پھر کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "تیری ماں" اس نے پوچھا پھر کون ہے؟ ارشاد فرمایا: "تیری ماں" اس نے کہا پھر کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "تیرا باپ" (الادب المفرد)

حضرت جاہمہؓ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے کہا: "یارسول اللہ ﷺ میرا ارادہ ہے کہ میں آپ ﷺ کے ساتھ جہاد میں شرکت کروں اور اسی لیے آیا ہوں کہ آپ ﷺ سے اس معاملہ میں مشورہ لوں" (فرمایئے کیا حکم ہے؟) آپ ﷺ نے ان سے پوچھا: "تمہاری والدہ (زندہ) ہیں؟" جاہمہؓ نے کہا: "جی ہاں" (زندہ ہیں)۔ تب ﷺ نے ارشاد فرمایا تو پھر جاؤ اور انہی کی خدمت میں لگے رہو کیونکہ جنت انہی کے قدموں میں ہے۔" (ابن ماجہ، نسائی)

حضرت اویسؓ نبی ﷺ کے دور میں موجود تھے مگر آپ ﷺ کی ملاقات کا شرف حاصل نہ کر سکے۔ ان کی ایک بوڑھی والدہ تھیں۔ دن رات انہی کی خدمت میں لگے رہتے۔ نبی ﷺ کے دیدار کی بڑی آرزو تھی اور کون مومن ہو گا جو اس تمنا میں نہ تڑپتا ہو کہ اس کی آنکھیں دیدارِ رسول ﷺ سے روشن ہوں۔ چنانچہ حضرت اویسؓ نے آنا بھی چاہا لیکن نبی ﷺ نے منع فرمایا۔ فریضہ حج ادا کرنے کی بھی ان کے دل میں بڑی آرزو تھی لیکن جب تک ان کی والدہ زندہ رہیں، ان کی تنہائی کے خیال سے حج نہیں کیا اور ان کی وفات کے بعد ہی یہ آرزو پوری ہو سکی۔

۱۳۔ رضاعی ماں کے ساتھ بھی اچھا سلوک کیجیے، اس کی خدمت کیجیے اور ادب واحترام سے پیش آیئے۔ حضرت ابو طفیلؓ کہتے ہیں میں نے جعرانہ کے مقام پر نبی ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ گوشت تقسیم فرما رہے ہیں۔ اتنے میں ایک عورت آئیں اور نبی ﷺ کے بالکل قریب پہنچ گئیں۔ آپ ﷺ نے ان کے لیے اپنی چادر بچھادی، وہ اس پر بیٹھ گئیں۔ میں نے لوگوں سے پوچھا یہ کون صاحبہ ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ نبی ﷺ کی وہ ماں ہیں جنہوں نے آپ ﷺ کو دودھ پلایا تھا۔ (ابوداؤد)

۱۴۔ والدین کی وفات کے بعد بھی ان کا خیال رکھیے اور ان کے ساتھ نیک سلوک کرنے کے لیے مندرجہ ذیل باتوں پر کاربند رہیے:

۱)۔ ماں باپ کے لیے مغفرت کی دعائیں برابر کرتے رہیے۔

قرآن پاک نے مومنوں کو یہ دعا سکھائی ہے:

رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَ لِوَالِدَیَّ وَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ

"پروردگار! میری مغفرت فرما اور میرے والدین کی بھی اور سب ایمان والوں کو اس روز معاف فرمادے جب کہ حساب قائم ہو گا۔"

حضرت ابوہریرہؓ کا بیان ہے کہ مرنے کے بعد جب میت کے درجات بلند ہوتے ہیں تو وہ حیرت سے پوچھتا ہے یہ کیونکر ہوا، اللہ کی طرف سے اس کو بتایا جاتا ہے کہ تمہاری اولاد تمہارے لیے مغفرت کی دعا کرتی رہی (اور خدا نے اس کو قبول فرمالیا)

حضرت ابوہریرہؓ ہی کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

"جب کوئی آدمی مر جاتا ہے تو اس کے عمل کی مہلت ختم ہو جاتی ہے صرف تین چیزیں ایسی ہیں جو مرنے کے بعد بھی فائدہ پہنچاتی ہیں، ایک صدقہ جاریہ، دوسرے اس کا (پھیلایا ہوا وہ) علم جس سے لوگ فائدہ اٹھائیں، تیسرے وہ صالح اولاد جو اس کے لیے دعائے مغفرت کرتی رہے۔"

۲)۔ والدین کے کیے ہوئے عہد و پیمان اور وصیت کو پورا کیجیے۔ ماں باپ نے اپنی زندگی میں بہت سے لوگوں سے کچھ وعدے کیے ہوں گے (اپنے اللہ سے کچھ عہد کیا ہو گا۔ کوئی نذر مانی ہو گی، کسی کو کچھ مال دینے کا وعدہ کیا ہو گا۔ ان کے ذمہ کسی کا قرضہ رہ گیا ہو گا اور ادا کرنے کا موقع نہ پا سکے ہوں گے۔ مرتے وقت کچھ وصیتیں کی ہوں گی) آپ اپنے امکان بھر ان سارے کاموں کو پورا کیجیے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا بیان ہے کہ حضرت سعد بن عبادہؓ نے نبی ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میری والدہ نے نذر مانی تھی، لیکن وہ نذر پوری کرنے سے پہلے ہی وفات پا گئیں کیا میں ان کی طرف سے یہ نذر پوری کر سکتا ہوں، نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کیوں نہیں! تم ضرور ان کی طرف سے نذر پوری کر دو۔

۳۔ باپ کے دوستوں اور ماں کی سہیلیوں کے ساتھ بھی حسن سلوک کرتے رہیے۔ ان کا احترام کیجیے۔ ان کو اپنے مشوروں میں اپنے بزرگوں کی طرح شریک رکھیے۔ ان کی رائے اور مشوروں کی تعظیم کیجیے۔ ایک موقع پر نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: سب سے زیادہ نیک سلوک یہ ہے کہ آدمی اپنے والد کے دوست، احباب کے ساتھ بھلائی کرے۔

ایک بار حضرت ابوالدرداءؓ بیمار ہوئے اور مرض بڑھتا ہی گیا۔ یہاں تک کہ بچنے کی کوئی امید نہ رہی، تو حضرت یوسف بن عبداللہؓ دور دراز سے سفر کر کے ان کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔ حضرت ابوالدرداءؓ نے انہیں دیکھا تو تعجب سے پوچھا تم یہاں کہاں؟ یوسف بن عبداللہؓ نے کہا میں یہاں محض اس لیے آیا ہوں کہ آپ کی عیادت کروں کیونکہ والد بزرگوار سے آپ کے تعلقات بڑے گہرے تھے۔

حضرت ابو بردہؓ فرماتے ہیں کہ جب میں مدینے آیا تو میرے پاس عبداللہ بن عمرؓ تشریف لائے اور کہنے لگے ابو بردہ! تم جانتے ہو میں تمہارے پاس کیوں آیا ہوں میں نے کہا۔ میں تو نہیں جانتا کہ آپ کیوں تشریف لائے ہیں۔۔ اس پر حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا میں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ جو شخص قبر میں اپنے باپ کے نیک سلوک کرنا چاہتا ہو تو اس کو چاہیے کہ باپ کے مرنے کے بعد باپ کے دوست احباب کے ساتھ اچھا سلوک کرے اور پھر فرمایا: بھائی میرے باپ حضرت عمرؓ اور آپ کے والد گرامی میں گہری دوستی تھی۔ میں چاہتا ہوں کہ اس دوستی کو نبھاؤں اور اس کے حقوق ادا کروں۔ (ابن حبان)

۴۔ ماں باپ کے رشتہ داروں کے ساتھ بھی برابر نیک سلوک کرتے رہیے اور رحم کے ان رشتوں کا پوری طرح پاس و لحاظ رکھیے۔ ان رشتہ داروں سے بے نیازی اور بے پروائی دراصل والدین سے بے نیازی ہے۔ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا تم اپنے آباؤ اجداد سے ہرگز بے پروائی نہ برتو، ماں باپ سے بے پروائی برتنا اللہ کی ناشکری ہے۔

۵۔ اگر زندگی میں اللہ نہ کرے ماں باپ کے ساتھ سلوک کرنے اور ان کے حقوق ادا کرنے میں کوئی کوتاہی ہو گئی ہے تو پھر بھی اللہ کی رحمت مایوس نہ ہوں مرنے کے بعد ان کے حق میں برابر اللہ سے دعائے مغفرت کرتے رہیے توقع ہے کہ اللہ آپ کی کوتاہی سے درگزر فرمائے اور آپ کا شمار اپنے صالح بندوں میں فرمادے۔

حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اگر کوئی اللہ کا بندہ زندگی میں ماں باپ کا نافرمان رہا اور والدین میں سے کسی ایک کا یا دونوں کا اسی حال میں انتقال ہو گیا تو اب اس کو چاہیے کہ وہ اپنے والدین کے لیے برابر دعا کرتا رہے اور اللہ سے ان کی بخشش کی درخواست کرتا رہے، یہاں تک کہ اللہ اس کو اپنی رحمت سے نیک لوگوں میں لکھ دے۔

ازدواجی زندگی کے آداب

اسلام جس اعلیٰ تہذیب و تمدن کا داعی ہے وہ اسی وقت وجود میں آسکتا ہے، جب ہم ایک پاکیزہ معاشرہ تعمیر کرنے میں کامیاب ہوں اور پاکیزہ معاشرے کی تعمیر کے لیے ضروری ہے کہ آپ خاندانی نظام کو زیادہ سے زیادہ مضبوط اور کامیاب بنالیں خاندانی زندگی کا آغاز شوہر اور بیوی کے پاکیزہ ازدواجی تعلق سے ہوتا ہے۔ اور اس تعلق کی خوشگواری اور استواری اسی وقت ممکن ہے جب شوہر اور بیوی دونوں ہی ازدواجی زندگی کے آداب و فرائض سے بخوبی واقف بھی ہوں، اور اب آداب و فرائض کو بجالانے کے لیے پوری دل سوزی، خلوص اور یکسوئی کے ساتھ سرگرم کار بھی

رہیں،ذیل میں ہم پہلے ان آداب و فرائض کو بیان کرتے ہیں جن کا تعلق شوہر سے ہے اور پھر ان آداب و فرائض کو جن کا تعلق بیوی سے ہے:

(الف): بیوی کے ساتھ اچھے سلوک کی زندگی گزاریئے۔اس کے حقوق کشادہ دلی کے ساتھ ادا کیجیے اور ہر معاملے میں احسان اور ایثار کی روش اختیار کیجیے اللہ کا ارشاد ہے:

وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ

"اور ان کے ساتھ بھلے طریقے سے زندگی گزارو۔"

اور نبی ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر ایک بہت بڑے اجتماع کو خطاب کرتے ہوئے ہدایت فرمائی۔

"لوگو سنو! عورتوں کے ساتھ اچھے سلوک سے پیش آؤ، کیونکہ وہ تمہارے پاس قیدیوں کی طرح ہیں، تمہیں ان کے ساتھ سختی کا برتاؤ کرنے کا کوئی حق نہیں۔ سوائے اس صورت کے جب ان کی طرف سے کوئی کھلی ہوئی نافرمانی سامنے آئے۔ اگر وہ ایسا کر بیٹھیں تو پھر خواب گاہوں میں ان سے علیحدہ رہو، اور انہیں مارو تو ایسا نہ مارنا کہ کوئی شدید چوٹ آئے۔ اور پھر جب وہ تمہارے کہنے پر چلنے لگیں تو ان کو خواہ مخواہ ستانے کے بہانے نہ ڈھونڈو۔ دیکھو سنو! تمہارے کچھ حقوق تمہاری بیویوں پر ہیں اور تمہاری بیویوں کے کچھ حقوق تمہارے اوپر ہیں۔ ان پر تمہارا حق یہ ہے کہ وہ تمہارے بستروں کو ان لوگوں سے نہ روندوائیں جن کو تم ناپسند کرتے اور تمہارے گھروں میں ایسے لوگوں کو ہر گز نہ گھسنے دیں جن کا آنا تمہیں ناگوار ہو اور سنو ان کا تم پر یہ حق ہے کہ تم انھیں اچھا کھلاؤ اور اچھا پہناؤ۔" (ریاض الصالحین)

یعنی ان کے کھلانے پلانے کا ایسا انتظام کیجیے جو زوجین کی بے مثال قربت، قلبی تعلق اور جذبۂ رفاقت کے شایانِ شان ہو۔

۲۔ جہاں تک ہو سکے بیوی سے خوش گمان رہیے اور اس کے ساتھ نباہ کرنے میں تحمل، بردباری اور عالی ظرفی کی روش اختیار کیجیے، اگر اس میں شکل و صورت، عادات و اطوار یا سلیقہ اور ہنر کے اعتبار سے کوئی کمزوری ہو تو صبر کے ساتھ اس کو برداشت کیجیے اور اس کی خوبیوں پر نگاہ رکھتے ہوئے فیاضی، در گزر، ایثار اور مصلحت سے کام لیجیے، اللہ کا ارشاد ہے:

وَالصُّلْحُ خَيْرٌ

"اور مصالحت خیر ہی خیر ہے۔"

اور مومنین کو ہدایت کی گئی ہے:

فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّ يَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا (النساء 19/4)

"پھر اگر وہ تمہیں (کسی وجہ سے) ناپسند ہوں، تو ہو سکتا ہے کہ ایک چیز تمہیں پسند نہ ہو مگر اللہ نے اس میں (تمہارے لیے) بہت کچھ بھلائی رکھ دی ہو۔"

اسی مفہوم کو نبی ﷺ کے ایک حدیث میں یوں واضح فرمایا ہے:

"کوئی مومن اپنی مومنہ بیوی سے نفرت نہ کرے، اگر بیوی کی کوئی عادت اس کو ناپسند ہے تو ہو سکتا ہے کہ دوسری خصلت اس کو پسند آجائے۔"

حقیقت یہ ہے کہ ہر خاتون میں کسی نہ کسی پہلو سے کوئی کمزوری ضرور ہوگی اور اگر شوہر کسی عیب کو دیکھتے ہی اس کی طرف سے نگاہیں پھیر لے اور دل برا کرلے تو پھر کسی خاندان میں گھریلو خوشگواری مل ہی نہ سکے گی۔ حکمت کی روش یہی ہے کہ آدمی در گزر سے کام لے اور اللہ پر بھروسہ رکھتے ہوئے عورت کے ساتھ خوش دلی کے ساتھ نباہ کرنے کی کوشش کرے۔ ہو سکتا ہے کہ اللہ اس عورت کے واسطے سے اس مرد کو کچھ بھلائیوں سے نوازے جن تک مرد کی کوتاہ نظر نہ پہنچ رہی ہو۔ مثلاً عورت میں دین و ایمان اور سیرت و اخلاق کی کچھ ایسی خوبیاں ہوں، جن کے باعث وہ پورے خاندان کے لیے رحمت ثابت ہو، یا اس کی ذات سے کوئی ایسی روح سعید وجود میں آئے جو ایک عالم کو فائدہ پہنچائے اور رہتی زندگی تک کے لیے باپ کے حق میں صدقہ جاریہ بنے یا عورت مرد کی اصلاح حال کا ذریعہ بنے اور اس کو جنت سے قریب کرنے میں مددگار ثابت ہو، یا پھر اس کی قسمت

سے دنیا میں اللہ اس مرد کو کشادہ روزی اور خوش حالی سے نوازے۔ بہر حال عورت کے کسی ظاہری عیب کو دیکھ کر بے صبری کے ساتھ ازدواجی تعلق کو برباد نہ کیجیے بلکہ حکیمانہ طرز عمل سے دھیرے دھیرے گھر کی فضا کو زیادہ سے زیادہ خوشگوار بنانے کی کوشش کیجیے۔

۳۔ عفو و کرم کی روش اختیار کیجیے اور بیوی کی کوتاہیوں، نادانیوں اور سرکشیوں سے چشم پوشی کیجیے۔ عورت عقل و خرد کے اعتبار سے کمزور اور نہایت ہی جذباتی ہوتی ہے، اس لیے صبر و سکون، رحمت و شفقت اور دل سوزی کے ساتھ اس کو سدھارنے کی کوشش کیجیے اور صبر و ضبط سے کام لیتے ہوئے نباہ کیجیے۔

اللہ کا ارشاد ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ وَاِنْ تَعْفُوْا وَتَصْفَحُوْا وَتَغْفِرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (التغابن14/64)

"مومنو! تمہاری بعض بیویاں اور بعض اولاد تمہارے دشمن ہیں۔ سو ان سے بچے رہو، اور اگر تم عفو و کرم، درگزر اور چشم پوشی سے کام لو تو یقین رکھو کہ خدا بہت ہی زیادہ رحم کرنے والا ہے۔"

نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

"عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے اور پسلیوں میں سب سے زیادہ اوپر کا حصہ ٹیڑھا ہے، اس کو سیدھا کرو گے تو ٹوٹ جائے گی اور اس کو چھوڑے رہو تو ٹیڑھی ہی رہے گی۔ پس عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔" (بخاری، مسلم)

۴۔ بیوی کے ساتھ خوش اخلاقی کا برتاؤ کیجیے اور پیار و محبت سے پیش آیئے نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

"کامل ایمان والے مومن وہ ہیں جو اپنے اخلاق میں سب سے اچھے ہوں اور تم میں سب سے اچھے لوگ وہ ہیں جو اپنی بیویوں کے حق میں سب سے اچھے ہوں۔" (ترمذی)

اپنی خوش اخلاقی اور نرم مزاجی کو جانچنے کا اصل میدان گھریلو زندگی ہے گھر والوں ہی سے ہر وقت کا واسطہ رہتا ہے اور گھر کی بے تکلف زندگی میں ہی مزاج اور اخلاق کا ہر رخ سامنے آتا ہے اور یہ حقیقت ہے کہ وہی مومن اپنے ایمان میں کامل ہے جو گھر والوں کے ساتھ خوش اخلاق، خندہ پیشانی اور مہربانی کا برتاؤ رکھے۔ گھر والوں کی دلجوئی کرے اور پیار و محبت سے پیش آئے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نبی ﷺ کے یہاں گڑیوں سے کھلا کرتی تھی اور میری سہیلیاں بھی میرے ساتھ کھلتیں، جب نبی ﷺ تشریف لاتے تو سب ادھر ادھر چھپ جاتیں۔ آپ ﷺ ڈھونڈ ڈھونڈ کر ایک ایک کو میرے پاس بھیجتے تاکہ میرے ساتھ کھیلیں۔" (بخاری، مسلم)

ایک بار حج کے موقع پر حضرت صفیہؓ کا اونٹ بیٹھ گیا اور وہ سب سے پیچھے رہ گئی۔ نبی ﷺ نے دیکھا کہ وہ زار و قطار رو رہی ہیں۔ آپ ﷺ رک گئے اور اپنے دستِ مبارک سے چادر کا پلو لے کر ان کے آنسو پونچھے۔ آپ ﷺ آنسو پونچھتے جاتے تھے اور وہ بے اختیار روتی جاتی تھیں۔

۵۔ پوری فراخ دلی کے ساتھ رفیقۂ حیات کی ضرورت فراہم کیجیے اور خرچ میں کبھی تنگی نہ کیجیے۔ اپنی محنت کی کمائی گھر والوں پر صرف کر کے سکون و مسرت کیجیے۔ کھانا کپڑا بیوی کا حق ہے اور اس حق کو خوش دلی اور کشادگی کے ساتھ ادا کرنے کے لیے دوڑ دھوپ کرنا شوہر کا انتہائی خوشگوار فریضہ ہے، اس فریضے کو کھلے دل سے انجام دینے سے نہ صرف دنیا میں خوشگوار ازدواجی زندگی کی نعمت ملتی ہے، بلکہ مومن آخرت میں بھی اجر و ثواب کا مستحق بنتا ہے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

"ایک دینار تو وہ ہے جو تم نے اللہ کی راہ میں خرچ کیا، ایک دینار وہ ہے جو تم نے غلام کو آزاد کرانے میں صرف کیا۔ ایک دینار وہ ہے جو تم نے کسی فقیر کو دیا اور ایک دینار وہ ہے جو تم نے اپنے گھر والوں پر صرف کیا۔ ان میں سب سے زیادہ اجر و ثواب اس دینار کے خرچ کرنے کا ہے جو تم نے اپنے گھر والوں پر صرف کیا ہے۔" (مسلم)

۶۔بیوی کو دینی احکام اور تہذیب سکھائیے۔دین کی تعلیم دیجیے۔اسلامی اخلاق سے آراستہ کیجیے اور اس کی تربیت اور سدھار کے لیے، ہر ممکن کوشش کیجیے تاکہ وہ ایک اچھی بیوی، اچھی ماں اور اللہ کی نیک بندی بن سکے اور اپنے منصبی فرائض کو بحسن وخوبی ادا کرسکے۔اللہ کا ارشار ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا

"ایمان والو!اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ۔"

نبی ﷺ جس طرح باہر تبلیغ و تعلیم میں مصروف رہتے تھے۔اسی طرح گھر میں بھی اس فریضے کو ادا کرتے رہتے۔اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے قرآن نے نبی ﷺ کی بیویوں کو خطاب کیا ہے۔

"اور تمہارے گھروں میں جو اللہ کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں اور حکمت کی باتیں سنائی جاتی ہیں ان کو یاد رکھو۔"

قرآن میں نبی ﷺ کے واسطے سے مومنوں کو ہدایت کی گئی ہے۔

وَأْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَ اصْطَبِرْ عَلَيْهَا

"اور اپنے گھر والوں کو نماز کی تاکید کیجیے اور خود بھی اس کے پورے پابند رہیے۔"

نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

"جب کوئی مرد رات کو اپنی بیوی کو جگاتا ہے اور وہ دونوں مل کر دو رکعت نماز پڑھتے ہیں تو شوہر کا نام ذکر کرنے والوں میں اور بیوی کا نام ذکر کرنے والیوں میں لکھ لیا جاتا ہے۔"(ابوداؤد)

خلیفہ ثانی حضرت عمرؓ شب کو اللہ کے حضور کھڑے عبادت کرتے رہتے پھر جب سحر کا وقت آتا تو اپنی رفیقۂ حیات کو جگاتے اور کہتے اٹھو انماز پڑھو، اور پھر یہ آیت بھی پڑھتے:

وَأْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَ اصْطَبِرْ عَلَيْهَا

۷۔اگر کئی بیویاں ہوں تو سب کے ساتھ برابری کا سلوک کیجیے۔نبی ﷺ بیویوں کے ساتھ برتاؤ میں برابری کا بڑا اہتمام فرماتے۔سفر پر جاتے تو قرعہ نکالتے اور قرعہ میں جس بیوی کا نام آتا اسی کو ساتھ لے جاتے۔

حضرت ابوہریرہؓ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اگر کسی شخص کی دو بیویاں ہوں اور اس نے ان کے ساتھ انصاف اور برابری کا سلوک نہ کیا تو قیامت کے روز وہ شخص اس حال میں آئے گا کہ اس کا آدھا دھڑ گر گیا ہوگا۔"(ترمذی)

انصاف اور برابری سے مراد، معاملات اور برتاؤ میں مساوات برتنا ہے۔رہی یہ بات کہ کسی ایک بیوی کی طرف دل کا جھکاؤ اور محبت کے جذبات زیادہ ہوں تو یہ انسان کے بس میں نہیں ہے اور اس پر اللہ کے یہاں کوئی گرفت نہ ہوگی۔

۸۔خواتین نہایت خوش دلی کے ساتھ اپنے شوہر کی اطاعت کیجیے اور اس اطاعت میں مسرت اور سکون محسوس کیجیے، اس لیے کہ یہ اللہ کا حکم ہے اور جو بندی اللہ کے حکم کی تعمیل کرتی ہے وہ اپنے اللہ کو خوش کرتی ہے۔قرآن میں ہے:

فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ

"نیک بیویاں(شوہر کی)اطاعت کرنے والی ہوتی ہیں۔"

نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

"کوئی عورت شوہر کی اجازت کے بغیر نفل روزہ نہ رکھے۔"(ابوداؤد)

شوہر کی اطاعت اور فرماں برداری کی اہمیت واضح کرتے ہوئے نبی ﷺ نے عورت کو تنبیہ کی ہے:

"دو قسم کے آدمی وہ ہیں جن کی نمازیں ان کے سروں سے اونچی نہیں اٹھتیں........اس غلام کی نماز جو اپنے آقا سے فرار ہو جائے جب تک لوٹ نہ آئے اور اس عورت کی نماز جو شوہر کی نافرمانی کرے جب تک کہ شوہر کی نافرمانی سے باز نہ آجائے۔"(الترغیب والترہیب)

۹۔اپنی آبرو اور عصمت کی حفاظت کا اہتمام کیجیے اور ان تمام باتوں اور کاموں سے بھی دور رہیے جن سے دامن عصمت پر دھبہ لگنے کا اندیشہ بھی ہو، اللہ کی ہدایت کا تقاضا بھی یہی ہے اور ازدواجی زندگی کو خوشگوار بنائے رکھنے کے لیے بھی یہ انتہائی ضروری ہے۔اس لیے کہ اگر شوہر کے دل میں اس طرح کا کوئی شبہ پیدا ہو جائے تو عورت کی کوئی خدمت واطاعت اور کوئی بھلائی شوہر کو اپنی طرف مائل نہیں کر سکتی اور اس معاملہ میں معمولی سی کوتاہی سے بھی شوہر کے دل میں شیطان شبہ ڈالنے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔لہٰذا انسانی کمزوری کو نگاہ میں رکھتے ہوئے انتہائی احتیاط کیجیے۔

نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

"عورت جب پانچوں وقت کی نماز پڑھے،اپنی آبرو کی حفاظت کرے،اپنے شوہر کی فرمانبردار رہے تو وہ جنت میں جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے۔(الترغیب والترہیب)

۱۰۔شوہر کی اجازت اور مرضی کے بغیر باہر نہ جایے اور نہ ایسے گھروں میں جایے جہاں شوہر آپ کا جانا پسند نہ کرے اور نہ ایسے لوگوں کو اپنے گھر میں آنے کی اجازت دیجیے جن کا آنا شوہر کو ناگوار ہو۔

حضرت معاذ بن جبلؓ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اللہ پر ایمان رکھنے والی عورت کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے شوہر کے گھر میں کسی ایسے شخص کو آنے کی اجازت دے جس کا آنا شوہر کو ناگوار ہو،اور وہ گھر سے ایسی صورت میں نکلے جب کہ اس کا نکلنا شوہر کو ناگوار ہو اور عورت شوہر کے معاملے میں کسی دوسرے کا کہنا مانے۔"(الترغیب و الترتیب)

یعنی شوہر کے معاملے میں شوہر کی مرضی اور اشارۂ چشم وابرو ہی پر عمل کیجیے اور اس کے خلاف ہرگز دوسروں کے مشورے کو نہ اپنایئے۔

۱۱۔ہمیشہ اپنے قول وعمل اور انداز واطوار سے شوہر کو خوش رکھنے کی کوشش کیجیے۔کامیاب ازدواجی زندگی کا راز بھی یہی ہے اور اللہ کی رضا اور جنت کے حصول کا راستہ بھی یہی ہے۔

نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

"جس عورت نے بھی اس حالت میں انتقال کیا کہ اس کا شوہر اس سے راضی اور خوش تھا تو وہ جنت میں داخل ہوگی۔"(ترمذی)

نبی ﷺ نے یہ بھی فرمایا:

"جب کوئی آدمی اپنی بیوی کو جنسی ضرورت کے لیے بلائے اور وہ نہ آئے اور اس بناء پر شوہر رات بھر اس سے خفا رہے تو ایسی عورت پر صبح تک فرشتے لعنت کرتے رہتے ہیں۔"(بخاری،مسلم)

۱۲۔اپنے شوہر سے محبت کیجیے اور اس کی رفاقت کی قدر کیجیے۔یہ زندگی کی زینت کا سہارا اور راہِ حیات کا عظیم معین ومددگار ہے۔اللہ کی اس عظیم نعمت پر اللہ کا بھی شکر ادا کیجیے اور اس نعمت کی بھی دل وجان سے قدر کیجیے۔نبی ﷺ نے ایک موقع پر فرمایا:

"نکاح سے بہتر کوئی چیز دو محبت کرنے والوں کے لیے نہیں پائی گئی۔"

حضرت صفیہؓ کو نبی ﷺ سے انتہائی محبت تھی۔چنانچہ جب آپ ﷺ بیمار ہوئے تو انتہائی حسرت کے ساتھ بولیں:"کاش آپ ﷺ کے بجائے میں بیمار ہوتی۔"نبی ﷺ کی دوسری بیویوں نے اس اظہارِ محبت پر تعجب سے ان کی طرف دیکھا تو نبی ﷺ نے فرمایا:"دکھاوا نہیں ہے بلکہ سچ کہہ رہی ہیں۔"

۱۳۔شوہر کااحسان مانیے اس کی شکر گزار رہیے۔آپ کا سب سے بڑا محسن آپ کا شوہر ہی تو ہے جو ہر طرح آپ کو خوش کرنے میں لگا رہتا ہے،آپ کی ہر ضرورت کو پورا کرتا ہے،اور آپ کو ہر طرح کاآرام پہنچاکرآرام محسوس کرتا ہے۔

حضرت اسماءؓ کہتی ہیں کہ ایک بار نبیﷺ میرے پاس سے گزرے میں اپنی پڑوسن سہیلیوں کے ساتھ تھی۔آپﷺ نے ہمیں سلام کیا،اور ارشاد فرمایا: "تم پر جن کا احسان ہے ان کی ناشکری سے بچو۔تم میں سے کوئی ایک اپنے ماں باپ کے یہاں کافی دنوں تک بن بیاہی بیٹھی رہتی ہے پھر اللہ اس کو شوہر عطافرماتا ہے پھر اللہ اس کو اولاد سے نوازتا ہے (ان تمام احسانات کے باوجود) اگر کبھی کسی بات پر شوہر سے خفا ہوتی ہے تو کہہ اٹھتی ہے۔میں نے تو کبھی تمہاری طرف سے کوئی بھلائی دیکھی ہی نہیں۔" (الادب المفرد)

ناشکر گزار اور احسان فراموش بیوی کو تنبیہ کرتے ہوئے نبیﷺ نے ارشاد فرمایا: "خدا قیامت کے روز اس عورت کی طرف نظر اٹھاکر بھی نہیں دیکھے گا،جو شوہر کی ناشکر گزار ہوگی حالانکہ عورت کسی وقت بھی شوہر سے بے نیاز نہیں ہوسکتی۔" (نسائی)

۱۴۔شوہر کی خدمت کر کے خوشی محسوس کیجیے اور جہاں تک ہو سکے خود تکلیف اٹھاکر شوہر کوآرام پہنچایئے اور ہر طرح اس کی خدمت کر کے اس کا دل اپنے ہاتھ میں لینے کی کوشش کیجیے۔حضرت عائشہؓ اپنے ہاتھ سے نبیﷺ کے کپڑے دھوتیں، سر میں تیل لگاتیں، کنگھا کرتیں، خوشبو لگاتیں اور یہی حال دوسری صحابیہؓ خواتین کا بھی تھا۔

ایک بات نبیﷺ نے فرمایا:

"کسی انسان کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ کسی دوسرے انسان کو سجدہ کرے۔اگر اس کی اجازت ہوتی تو بیوی کو حکم دیا جاتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے، شوہر کا اپنی بیوی پر عظیم حق ہے،اتنا عظیم حق کہ اگر شوہر کا سارا جسم زخمی ہو اور بیوی شوہر کے زخمی جسم کو چاٹے تب بھی شوہر کا حق ادا نہیں ہوسکتا۔" (مسند احمد)

۱۵۔شوہر کے گھر اور مال واسباب کی حفاظت کیجیے، شادی کے بعد شوہر کے گھر ہی کو اپنا گھر سمجھیے اور شوہر کے مال کو شوہر کے گھر کی رونق بڑھانے، شوہر کی عزت بنانے اور اس کے بچوں کا مستقبل سنوارنے میں حکمت اور کفایت وسلیقے سے خرچ کیجیے، شوہر کی ترقی اور خوشحالی کو اپنی ترقی اور خوشحالی سمجھیے۔قریش کی عورتوں کی تعریف کرتے ہوئے نبیﷺ نے فرمایا:

"قریش کی عورتیں کیا ہی خوب عورتیں ہیں۔بچوں پر نہایت مہربان ہیں،اور شوہر کے گھر بار کی انتہائی حفاظت کرنے والی ہیں۔" (بخاری)

اور نبیﷺ نے نیک بیوی کی خوبیاں بیان کرتے ہوئے فرمایا:

"مومن کے لیے اللہ کے خوف بعد سب سے زیادہ مفید اور باعثِ خیر نعمت نیک بیوی ہے کہ جب وہ اس سے کسی کام کو کہے تو وہ خوش دلی سے انجام دے اور جب وہ اس پر نگاہ ڈالے تو وہ اس کو خوش کر دے،اور جب وہ اس کے بھروسے پر قسم کھا بیٹھے تو وہ اس کی قسم پوری کر دے،اور جب وہ کہیں چلا جائے تو وہ اس کے پیچھے اپنی عزت وآبرو کی حفاظت کرے اور شوہر کے مال واسباب کی نگرانی میں شوہر کی خیر خواہ اور وفادار رہے۔(ابن ماجہ)

۱۶۔صفائی، سلیقہ اور آرائش وزیبائش کا بھی پورا اہتمام کیجیے۔گھر کو بھی صاف ستھرا رکھیے اور ہر چیز کو سلیقے سے سجایئے اور سلیقے سے استعمال کیجیے، صاف ستھرا گھر، قرینے سے سجے ہوئے صاف ستھرے کمرے، گھریلو کاموں میں سلیقہ اور سگھڑپن، بناؤ سنگھار کی ہوئی بیوی کی پاکیزہ مسکراہٹ سے نہ صرف گھریلو زندگی، پیار ومحبت اور خیر وبرکت سے مالا مال ہوتی ہے، بلکہ ایک بیوی کے لیے اپنی عاقبت بنانے اور اللہ کو خوش کرنے کا بھی یہی ذریعہ ہے۔

ایک بار بیگم عثمان بن مظعونؓ سے حضرت عائشہؓ کی ملاقات ہوئی توآپؓ نے دیکھا کہ بیگم عثمان نہایت سادہ کپڑوں میں ہیں اور اور کوئی بناؤ سنگھار بھی نہیں کیا ہے تو حضرت عائشہؓ کو بہت تعجب ہوا اور ان سے پوچھا:

"بی بی! کیا عثمان کہیں باہر سفر پر گئے ہوئے ہیں؟"

اس تعجب سے اندازہ کیجیے کہ سہاگنوں کا اپنے شوہروں کے لیے بناؤ سنگھار کیسا پسندیدہ فعل ہے۔

ایک بار ایک صحابیہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں وہ اپنے ہاتھوں میں سونے کے کنگن پہنے ہوئے تھیں، آپ ﷺ نے ان کو پہننے سے منع فرمایا تو کہنے لگیں:

یا رسول اللہ ﷺ! اگر عورت شوہر کے لیے بناؤ سنگھار نہ کرے گی تو اس کی نظروں سے گر جائے گی۔ (نسائی)

اولاد کی پرورش کے آداب

۱۔ اولاد کو اللہ کا انعام سمجھیے، ان کی پیدائش پر خوشی منایئے ایک دوسرے کو مبارکباد دیجیے خیر و برکت کی دعاؤں کے ساتھ استقبال کیجیے، اور اللہ کا شکر ادا کیجیے کہ اس نے آپ کو اپنے ایک بندے کی پرورش کی توفیق بخشی اور یہ موقع فراہم فرمایا کہ آپ اپنے پیچھے اپنے دین و دنیا کا جانشین چھوڑ جائیں۔

۲۔ اولاد نہ ہو تو اللہ سے صالح اولاد کے لیے دعا کیجیے، جس طرح اللہ کے برگزیدہ پیغمبر حضرت زکریا علیہ السلام نے صالح اولاد کے لیے دعا فرمائی:

رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْکَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً اِنَّکَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ (آل عمران:38/3)

"میرے رب! تو اپنے پاس سے مجھے پاکباز اولاد عطا فرما، بے شک تو دعا کا سننے والا ہے۔"

۳۔ اولاد کی پیدائش پر کبھی دل تنگ نہ ہوں، معاشی تنگی صحت کی خرابی یا کسی اور وجہ سے اولاد کی پیدائش پر کڑھنے یا اس کو اپنے حق میں ایک مصیبت سمجھنے سے سختی کے ساتھ پرہیز کیجیے۔

۴۔ اولاد کو کبھی ضائع نہ کیجیے، پیدا ہونے سے پہلے یا پیدا ہونے کے بعد اولاد کو ضائع کرنا بدترین سنگ دلی، بھیانک ظلم، انتہائی بزدلی اور دونوں جہان کی تباہی ہے۔ اللہ کا ارشاد ہے:

قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ قَتَلُوْٓا اَوْلَادَهُمْ سَفَهًام بِغَيْرِ عِلْمٍ (الانعام/140/6)

"وہ لوگ انتہائی گھاٹے میں ہیں جنھوں نے اپنی اولاد کو ناسمجھی میں اپنی حماقت سے موت کے گھاٹ اتار دیا۔"

اور اللہ نے انسانی کوتاہ نظری کا دل نشیں جواب دیتے ہوئے صاف صاف ممانعت فرمائی ہے کہ اپنی اولاد کو قتل نہ کرو۔"

وَ لَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَ اِيَّاكُمْ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا (بنی اسرائیل:31/17)

"اور اپنی اولاد کو فقر و فاقے کے خوف سے قتل نہ کرو، ہم ان کو بھی رزق دیں گے اور ہم ہی تمہیں بھی رزق دے رہے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اولاد کا قتل کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔"

ایک بار ایک صحابی نے دریافت کیا، یا رسول اللہ ﷺ سب سے بڑا گناہ کیا ہے؟ فرمایا۔"شرک" پوچھا اس کے بعد، فرمایا:"والدین کی نافرمانی"، پھر پوچھا اس کے بعد، فرمایا:"تم اپنی اولاد کو اس ڈر سے مار ڈالو کہ وہ تمہارے ساتھ کھائے گی۔"

۵۔ ولادت کے وقت ولادت والی عورت کے پاس آیۃ الکرسی اور سورۃ الاعراف کی نیچے لکھی ہوئی دو آیتوں کی تلاوت کیجیے اور سورۃ الفلق اور سورۃ الناس پڑھ پڑھ کر دم کیجیے۔

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّ لَا نَوْمٌ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ وَ لَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَلَا يَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا وَ هُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ (البقرۃ : 255/2)

"اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ زندہ و جاوید، نظام کائنات کو سنبھالے ہوئے ہے نہ وہ سوتا ہے اور نہ اسے اونگھ آتی ہے۔ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے اسی کا ہے، کون ہے جو اس کی جناب میں اس کی اجازت کے بغیر سفارش کر سکے جو کچھ بندوں کے سامنے ہے اسے بھی وہ جانتا ہے اور جو کچھ ان سے اوجھل ہے اس سے بھی وہ واقف ہے اور انسان اس کے علم میں سے کسی بات کا بھی احاطہ نہیں کر سکتا سوائے اس کے کہ جتنا علم وہ خود انسان کو دینا چاہے، اس کی حکومت آسمانوں اور زمین پر چھائی ہوئی ہے اور ان کی حفاظت و نگہبانی اس کے لیے کوئی تھکا دینے والا کام نہیں۔ وہ بڑا ہی بلند مرتبہ اور صاحب عظمت ہے۔"

سورہ اعراف کی دو آیتیں یہ ہیں:

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِى الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا وَّ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ وَ النُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍۭ بِاَمْرِهٖ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَ الْاَمْرُ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ o اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ o

(الاعراف:55,54/7)

"حقیقت یہ ہے کہ اللہ ہی تمہارا پروردگار ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا۔ پھر اپنے تختِ حکومت پر جلوہ گر ہوا۔ وہی رات کو دن پر ڈھانپ دیتا ہے اور پھر دن، رات کے پیچھے دوڑا چلا آتا ہے، اسی نے سورج، چاند و تارے پیدا کیے جو اسکے حکم سے کام میں لگے ہوئے ہیں، سن رکھو اسی کا کام ہے پیدا کرنا اور اسی کا حق ہے حکم دینا۔ پس کیا ہی برکت والا ہے خدا سارے جہانوں کا مالک اور پروردگار، اپنے رب کو پکارو گڑگڑاتے ہوئے اور چپکے چپکے، بے شک وہ حد سے گزرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔"

۶۔ ولادت کے بعد نہلا دھلا کر دائیں کان میں آذان اور بائیں کان میں اقامت کہیے جب حضرت حسینؓ کی ولادت ہوئی تو نبی ﷺ نے ان کے کان میں آذان و اقامت فرمائی۔ (طبرانی)

اور نبی ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ جس کے یہاں بچے کی ولادت ہو اور وہ اس بچے کے دائیں کان میں آذان اور بائیں کان میں اقامت کہے تو بچہ ام الصبیان[1] کی تکلیف سے محفوظ رہے گا۔ (ابو یعلی ابن سنی)

پیدا ہوتے ہی بچے کے کان میں اللہ اور رسول ﷺ کا نام پہنچانے میں بڑی حکمت ہے، علامہ ابن قیم اپنی کتاب "تحفۃ الودود" میں فرماتے ہیں:

"اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان کے کان میں سب سے پہلے اللہ تعالی کی عظمت اور کبریائی کی آواز پہنچے اور جس شہادت کو وہ شعوری طور پر ادا کرنے کے بعد داخل اسلام ہو گا اس کی تلقین پیدائش کے دن ہی سے کی جائے۔ جس طرح مرنے کے وقت اس کو کلمۂ توحید کی تلقین کی جاتی ہے، آذان اور اقامت کا دوسرا فائدہ یہ بھی ہے کہ شیطان جو گھات میں بیٹھا ہوتا ہے اور چاہتا ہے کہ پیدا ہوتے ہی انسان کو آزمائش میں مبتلا کرے آذان سنتے ہی بھاگ جاتا ہے اور شیطان کی دعوت سے پہلے بچے کو اسلام اور عبادت الٰہی کی دعوت دے دی جاتی ہے۔

۷۔ آذان و اقامت کے بعد کسی نیک مرد یا عورت سے کھجور چبوا کر بچے کے تالو میں لگوائیے اور بچے کے لیے خیر و برکت کی دعا کرائیے۔ حضرت اسماءؓ فرماتی ہیں کہ عبداللہ بن زبیرؓ جب پیدا ہوئے تو میں نے ان کو نبی ﷺ کی گود میں دیا۔ آپ ﷺ نے خرما منگوایا اور چبا کر لعاب مبارک عبداللہ بن زبیرؓ کے منہ میں لگا دیا اور خرما ان کے تالو میں ملا اور خیر و برکت کی دعا فرمائی۔

حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ کے یہاں بچے لائے جاتے تھے۔ آپ ﷺ تحنیک[2] فرماتے اور ان کے حق میں دعا کرتے۔" (مسلم)

[1] مرگی جو بچوں کو فاسد ہوا لگنے سے ہو جاتی ہے اور بچے اس مرض میں بے ہوش ہو جاتے ہیں۔

[2] کھجور وغیرہ کو چبا کر خوب نرم کر کے بچے کے تالو میں لگانے کو تحنیک کہتے ہیں۔

حضرت امام احمد بن حنبلؒ کے یہاں بچے کی ولادت ہوئی تو آپ نے اس کی تحنیک کے لیے مکے کی کھجور منگوائی جو آپ کے گھر میں موجود تھی اور ایک نیک بی بی ام علیؒ سے تحنیک کے لیے درخواست کی۔

۸۔ بچے کے لیے اچھا سا نام تجویز کیجیے جو یا تو پیغمبروں کے نام پر ہو یا اللہ کے نام سے پہلے عبد لگا کر ترکیب دیا گیا ہو جیسے عبداللہ، عبدالرحمن وغیرہ۔

نبی ﷺ کا ارشاد ہے: "قیامت کے روز تمہیں اپنے اپنے ناموں سے پکارا جائے گا، اس لیے بہتر نام رکھا کرو۔"(ابوداؤد)

اور نبی ﷺ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ اللہ کو تمہارے ناموں میں سے عبداللہ اور عبدالرحمن سب سے زیادہ پسند ہیں اور آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ انبیاء کے ناموں پر نام رکھو۔

اور بخاری میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "میرے نام پر نام رکھو میری کنیت پر مت رکھو۔"

۹۔ اگر کبھی لاعلمی میں غلط نام رکھ دیا ہو تو اس کو بدل کر اچھا نام رکھ دیجیے۔ نبی ﷺ غلط نام کو بدل دیا کرتے تھے، حضرت عمرؓ کی ایک صاحبزادی کا نام عاصیہ تھا۔ آپ ﷺ نے بدل کر جمیلہ رکھ دیا۔(مسلم)

حضرت زینب، ابوسلمہؓ کی بیٹی ہیں، ان کا نام برہ تھا، برہ کے معنی ہیں پاکباز، نبی ﷺ نے یہ سنا تو فرمایا خود ہی اپنی پاکبازی کا دم بھرتی ہو، لوگوں نے کہا پھر کیا نام رکھیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: زینب نام رکھو۔"(ابوداؤد)

۱۰۔ ساتویں دن عقیقہ کیجیے۔ لڑکے کی طرف سے دو بکرے اور لڑکی کی طرف سے ایک بکرا کیجیے۔ لیکن لڑکے کی طرف سے دو بکرے کرنا ضروری نہیں ہے۔ ایک بکرا بھی کر سکتے ہیں اور بچے کے بال منڈوا کر اس کے برابر سونا یا چاندی خیرات کیجیے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

ساتویں روز بچے کا نام تجویز کیا جائے اور اس کے بال اتروا کر اس کی طرف سے عقیقہ کیا جائے۔"(ترمذی)

۱۱۔ ساتویں دن ختنہ بھی کرا دیجیے، لیکن کسی وجہ سے نہ کرائیں تو سات سال کی عمر کے اندر اندر ضرور کرا دیں، ختنہ اسلامی شعار ہے۔

۱۲۔ جب بچہ بولنے لگے تو سب سے پہلے اسے کلمہ "لاالہ الااللہ" سکھایئے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے۔

"جب تمہاری اولاد بولنے لگے تو اس کو "لاالہ الا اللہ" سکھا دو، پھر مت پروا کرو کہ کب مرے اور جب دودھ کے دانت گر جائیں تو نماز کا حکم دو۔"(نسائی)

اور حدیث میں یہ بھی ہے کہ حضور ﷺ کے خاندان میں جب کسی بچے کی زبان کھل جاتی تو آپ ﷺ اس کو سورۃ الفرقان کی دوسری آیت سکھاتے، جس میں توحید کی پوری تعلیم کو بڑی خوبی کے ساتھ سمیٹ دیا گیا ہے۔

الَّذِیْ لَہٗ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ یَکُنْ لَّہٗ شَرِیْکٌ فِی الْمُلْکِ وَ خَلَقَ کُلَّ شَیْءٍ فَقَدَّرَہٗ تَقْدِیْرًا

"وہ خدا جو آسمانوں اور زمین کی بادشاہی کا مالک ہے جس نے کسی کو بیٹا نہیں بنایا ہے جس کے ساتھ بادشاہی میں کوئی شریک نہیں ہے، جس نے ہر چیز کی تخلیق کی اور پھر اس کی موزوں تقدیر مقرر فرمائی۔"

۱۳۔ بچے کو اپنا دودھ بھی پلایئے، ماں پر بچے کا یہ حق ہے، قرآن نے اولاد کو ماں کا یہی احسان یاد دلا کر ماں کے ساتھ غیر معمولی سلوک کی تاکید کی ہے۔ ماں کا فرض یہ ہے کہ وہ بچے کو اپنے دودھ کے ایک ایک قطرے کے ساتھ توحید کا درس، رسول ﷺ کا عشق اور دین کی محبت بھی پلائے اور اس محبت کو اس کے قلب و روح میں بسانے کی کوشش کرے۔ پرورش کرے۔ پرورش کی ذمہ داری ماما پر ڈال کر اپنا بوجھ ہلکا نہ کیجیے بلکہ اس خوشگوار دینی فریضے کو انجام دے کر روحانی سکون اور سرور محسوس کیجیے۔

۱۴۔ بچوں کو ڈرانے سے پرہیز کیجیے۔ ابتدائی عمر کا یہ ڈر ساری عمر ذہن و دماغ پر چھایا رہتا ہے اور ایسے بچے بالعموم زندگی میں کوئی بڑا کارنامہ انجام دینے کے لائق نہیں رہتے۔

۱۵۔اولاد کو بات بات پر ڈانٹنے، جھڑکنے اور برا بھلا کہنے سے سختی کے ساتھ پرہیز کیجیے اور ان کی کوتاہیوں پر بیزار ہونے اور نفرت کا اظہار کرنے کی بجائے حکمت و سوز کے ساتھ ان کی تربیت کرنے کی محبت آمیز کوشش کیجیے اور اپنے طرزِ عمل سے بچوں کے ذہن پر یہ خوف بہر حال غالب رکھیے کہ ان کی کوئی خلاف شرع بات آپ ہر گز برداشت نہ کریں گے۔

۱۶۔اولاد کے ساتھ ہمیشہ، شفقت، محبت، نرمی کا برتاؤ کیجیے اور حسب ضرورت وحیثیت ان کی ضروریات پوری کر کے ان کو خوش رکھیے اور اطاعت وفرمانبرداری کے جذبات ابھاریئے۔

ایک بار حضرت امیر معاویہؓ نے احنف بن قیسؓ سے پوچھا، کہیے اولاد کے سلسلے میں کیا سلوک ہونا چاہیے۔احنف بن قیسؓ نے کہا:

"امیر المومنین! اولاد ہمارے قلوب کا ثمرہ ہیں، کمر کی ٹیک ہیں، ہماری حیثیت ان کے لیے زمین کی طرح ہے جو نہایت نرم اور بے ضرر ہے اور ہمارا وجود ان کے لیے سایہ فگن آسمان کی طرح ہے اور ہم انہی کے ذریعہ بڑے بڑے کام انجام دینے کی ہمت کرتے ہیں۔پس اگر وہ آپ سے کچھ مطالبہ کریں تو ان کو خوب دیجیے اور اگر کبھی گرفتہ دل ہوں تو ان کے دلوں کا غم دور کیجیے۔نتیجہ میں وہ آپ سے محبت کریں گے،آپ کی پدرانہ کوششوں کو پسند کریں گے اور کبھی ان پر ناقابل برداشت بوجھ نہ بنیے کہ وہ آپ کی زندگی سے اکتا جائیں اور آپ کی موت کے خواہاں ہوں،آپ کے قریب آنے سے نفرت کریں۔"

حضرت امیر معاویہؓ، یہ حکیمانہ باتیں سن کر بہت متاثر ہوئے اور فرمایا:

"احنف! اللہ کی قسم جس وقت آپ میرے پاس آکر بیٹھے، میں یزید کے خلاف غصے میں بھرا بیٹھا تھا۔"

پھر جب حضرت احنف تشریف لے گئے تو حضرت امیر معاویہؓ کا غصہ ٹھنڈا ہو گیا اور یزید سے راضی ہو گئے اور اسی وقت یزید کو دو سو درہم اور دو سو جوڑے بھجوائے۔یزید کے پاس جب یہ تحفے پہنچے تو یزید نے یہ تحفے دو برابر برابر حصوں میں تقسیم کر کے سو درہم اور سو جوڑے حضرت احنف بن قیسؓ کی خدمت میں بھجوا دیے۔

۱۷۔چھوٹے بچوں پر شفقت کا ہاتھ پھیریئے۔بچوں کو گود میں لیجیے، پیار کیجیے اور ان کے ساتھ خوش طبعی کا سلوک کیجیے۔ہر وقت تند خو اور سخت گیر حاکم نہ بنے رہیے،اس طرزِ عمل سے بچوں کے دل میں والدین کے لیے والہانہ جذبۂ محبت بھی پیدا نہیں ہوتا،ان کے اندر خود اعتمادی بھی نہیں پیدا ہوتی اور ان کی فطری نشوونما پر بھی خوشگوار اثر نہیں پڑتا۔

ایک مرتبہ اقرع بن حابسؓ نبی ﷺ کے پاس آئے۔حضور ﷺ اس وقت حضرت حسنؓ کو پیار کر رہے تھے اقرع کو دیکھ کر تعجب ہوا اور بولے یا رسول اللہ ﷺ! آپ بھی بچوں کو پیار کرتے ہیں، میرے تو دس بچے ہیں لیکن میں نے تو کبھی کسی ایک کو بھی پیار نہیں کیا.......... نبی ﷺ نے اقرع کی طرف نظر اٹھائی اور فرمایا اگر اللہ نے تمہارے دل سے رحمت و شفقت کو نکال دیا ہے تو میں کیا کر سکتا ہوں؟

فاروق اعظمؓ کے دور میں حضرت عامرؓ کسی اہم عہدے پر تھے،ایک بار حضرت عمرؓ سے ملنے کے لیے ان کے گھر پہنچے۔کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت عمرؓ لیٹے ہوئے ہیں اور بچے سینے پر چڑھے ہوئے کھیل رہے ہیں......................... حضرت عامر کو یہ بات کچھ گراں گزری۔امیر المومنین نے پیشانی کے اتار چڑھاؤ سے ان کی ناگواری کو بھانپ لیا اور حضرت عامرؓ سے بولے: کہیے! آپ کا اپنے بچوں کے ساتھ کیسا برتاؤ رہتا ہے؟

عامرؓ کو موقع مل گیا، بولے امیر المومنین! جب میں گھر میں داخل ہوتا ہوں تو گھر والوں پر سکتہ طاری ہو جاتا ہے۔سب اپنی اپنی جگہ دم سادھ کر چپ ہو جاتے ہیں، حضرت عمرؓ نے بڑے سوز کے ساتھ کہا۔

"عامرؓ! آپ امت محمدیہ ﷺ کے فرزند ہو کر یہ نہیں جانتے کہ مسلمان کو اپنے گھر والوں کے ساتھ کس طرح نرمی اور محبت کا سلوک کرنا چاہیے۔"

۱۸۔اولاد کو پاکیزہ تعلیم و تربیت سے آراستہ کرنے کے لیے اپنی کوشش وقف کر دیجیے اور اس راہ میں بڑی سے بڑی قربانی سے بھی دریغ نہ کیجیے۔یہ آپ کی دینی ذمہ داری بھی ہے،اولاد کے ساتھ عظیم احسان بھی اور اپنی ذات کے ساتھ سب سے بڑی بھلائی بھی۔قرآن میں ہے:

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا

"مومنو!بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو جہنم کی آگ سے۔"

اور جہنم کی آگ سے بچنے کا واحد راستہ یہ ہے کہ آدمی دین کے ضروری علم سے بہرہ مند ہو اور اس کی زندگی اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری میں گزر رہی ہو۔

نبی ﷺ کا ارشاد ہے:"باپ اپنی اولاد کو جو کچھ دے سکتا ہے اس میں سب سے بہتر عطیہ اولاد کی اچھی تعلیم و تربیت ہے۔"(مشکوۃ)

اور آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ جب انسان مر جاتا ہے تو اس کا عمل ختم ہو جاتا ہے مگر تین قسم کے اعمال ایسے ہیں کہ ان کا اجر و ثواب مرنے کے بعد بھی ملتا رہتا ہے۔ایک یہ کہ وہ صدقہ جاریہ کر جائے،دوسرے یہ کہ وہ ایسا علم چھوڑ جائے جس سے لوگ فائدہ اٹھائیں،تیسرے صالح اولاد جو باپ کے لیے دعا کرتی رہے۔"(مسلم)

دراصل اولاد ہی آپ کی تہذیبی روایات،دینی تعلیمات اور پیغام توحید کو زندہ رکھنے کا ذریعہ ہے اور مومن نیک اولاد کی آرزوئیں اسی لیے کرتا ہے تاکہ وہ اس کے بعد اس کے پیغام کو زندہ رکھ سکے۔

۱۹۔بچے جب سات سال کے ہو جائیں تو ان کو نماز سکھائیے،نماز پڑھنے کی تلقین کیجیے اور اپنے ساتھ مسجد لے جا کر شوق پیدا کیجیے اور جب وہ دس سال کے ہو جائیں اور نماز میں کوتاہی کریں تو انہیں مناسب سزا بھی دیجیے قول و عمل سے ان پر واضح کر دیجیے کہ نماز کی کوتاہی کو آپ برداشت نہ کریں گے۔

۲۰۔بچے جب دس سال کے ہو جائیں تو ان کے بستر الگ کر دیجیے اور ہر ایک کو الگ الگ چارپائی پر سلائیے۔نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

"اپنی اولاد کو نماز پڑھنے کی تلقین کرو جب وہ سات سال کے ہو جائیں اور نماز کے لیے ان کو سزا دو جب وہ دس سال کے ہو جائیں،اور اس عمر کو پہنچنے کے بعد ان کے بستر الگ کر دو۔"

۲۱۔بچوں کو ہمیشہ صاف ستھرا رکھیے۔ان کی طہارت،نظافت اور غسل وغیرہ کا خیال رکھیے،کپڑے بھی پاک صاف رکھیے،البتہ زیادہ بناؤ سنگھار اور نمود و نمائش سے پرہیز کیجیے۔لڑکی کے کپڑے بھی نہایت سادہ رکھیے اور زرق برق لباس پہنا کر بچوں کے مزاج خراب نہ کیجیے۔

۲۲۔دوسروں کے سامنے بچوں کے عیب نہ بیان کیجیے اور کسی کے سامنے ان کو شرمندہ کرنے اور ان کی عزت نفس کو ٹھیس لگانے سے بھی سختی کے ساتھ پرہیز کیجیے۔

۲۳۔بچوں کے سامنے کبھی بچوں کی اصلاح سے مایوسی کا اظہار نہ کیجیے،بلکہ ان کی ہمت بڑھانے کے لیے ان کی معمولی اچھائیوں کی بھی دل کھول کر تعریف کیجیے۔ہمیشہ ان کا دل بڑھانے اور ان میں خود اعتمادی اور حوصلہ پیدا کرنے کی کوشش کیجیے تاکہ یہ کارگاہ حیات میں اونچے سے اونچا مقام حاصل کر سکیں۔

۲۴۔بچوں کو نبیوں کے قصے،صالحین کی کہانیاں اور صحابہ کرامؓ کے مجاہدانہ کارنامے ضرور سناتے رہیں۔تربیت و تہذیب،کردار سازی اور دین سے شغف کے لیے اس کو انتہائی ضروری سمجھیے۔اور ہزار مصروفیتوں کے باوجود اس کے لیے وقت نکالیے اکثر و بیشتر ان کو قرآن پاک بھی خوش الحانی کے ساتھ پڑھ کر سنائیے اور موقع موقع سے نبی ﷺ کی پر اثر باتیں بھی بتائیے اور ابتدائی عمر ہی سے ان کے دلوں میں عشق رسول ﷺ کی تڑپ پیدا کرنے کی کوشش کیجیے۔

۲۵۔ کبھی کبھی بچوں کے ہاتھ سے غریبوں کو کچھ کھانا یا پیسے وغیرہ بھی دلوایئے تاکہ ان میں غریبوں کے ساتھ سلوک اور سخاوت و خیرات کا جذبہ پیدا ہو اور کبھی کبھی یہ موقع بھی فراہم کیجیے کہ کھانے پینے کی چیزیں بہن بھائیوں میں خود ہی تقسیم کریں، تاکہ ایک دوسرے کے حقوق کا احساس اور انصاف کی عادت پیدا ہو۔

۲۶۔ بچوں کی ہر جا و بے جا ضد پوری نہ کیجیے، بلکہ حکمت کے ساتھ ان کی یہ عادت چھڑانے کی کوشش کیجیے، کبھی کبھی مناسب سختی بھی کیجیے، بے جا لاڈ پیار سے ان کو ضدی اور خود سر نہ بنایئے۔

۲۷۔ کرخت آواز سے بولنے اور گلا پھاڑ کر چیخنے چلانے سے خود بھی پرہیز کیجیے اور ان کو بھی تاکید کیجیے کہ درمیانی آواز میں نرمی کے ساتھ گفتگو کریں اور آپس میں بھی ایک دوسرے پر چیخنے چلانے سے سختی کے ساتھ بچیں۔

۲۸۔ بچوں کو عادت ڈالیے کہ اپنا کام اپنے ہاتھ سے کریں، ہر کام میں نوکروں کا سہارا نہ لیں۔ اس سے بچے کاہل سست اور اپاہج بن جاتے ہیں بچوں کو جفاکش، محنتی اور سخت کوش بنایئے۔

۲۹۔ بچوں میں باہم لڑائی ہو جائے تو اپنے بچے کی بے جا حمایت نہ کیجیے۔ یہ خیال رکھیے کہ اپنے بچے کے لیے آپ کے سینے میں جو جذبات ہیں وہی جذبات دوسروں کے سینے میں اپنے بچوں کے لیے ہیں، آپ ہمیشہ اپنے بچے کے قصوروں پر نگاہ رکھیے اور ہر پیش آنے والے ناخوشگوار واقعہ میں اپنے بچے کی کوتاہی اور غلطی کی کھوج لگا کر حکمت اور مسلسل توجہ سے اس کو دور کرنے کی پر زور کوشش کیجیے۔

۳۰۔ اولاد کے ساتھ ہمیشہ برابری کا سلوک کیجیے اور اس معاملے میں بے اعتدالی سے بچنے کی پوری پوری کوشش کیجیے۔ اگر طبعاً کسی ایک بچے کی طرف زیادہ میلان ہو تو معذوری ہے، لیکن سلوک و برتاؤ اور لین دین میں ہمیشہ انصاف کا لحاظ رکھیے اور کبھی کبھی کسی ایک کے ساتھ ایسا امتیازی سلوک نہ کیجیے جس کو دوسرے بچے محسوس کریں۔ اس سے دوسرے بچوں میں احساس کمتری، نفرت، مایوسی اور آخر کار بغاوت پیدا ہوگی اور یہ بُرے جذبات فطری صلاحیتوں کے پروان چڑھنے میں زبردست رکاوٹ اور اخلاق اور روحانی ترقی کے لیے سم قاتل ہیں۔

ایک بار حضرت نعمانؓ کے والد حضرت بشیرؓ اپنے بیٹے کو ساتھ لیے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا: یا رسول اللہ ﷺ! میرے پاس ایک غلام تھا، وہ میں نے اپنے اس لڑکے کو بخش دیا۔ نبی ﷺ نے پوچھا کیا تم نے اپنے ہر لڑکے کو ایک ایک غلام بخشا ہے؟ بشیرؓ بولے: نہیں۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس غلام کو تم واپس لے لو اور فرمایا اللہ سے ڈرو اور اپنی اولاد کے ساتھ مساوات اور برابری کا سلوک کرو، اب حضرت بشیر گھر واپس آئے اور نعمان سے اپنا دیا ہوا غلام واپس لے لیا۔ ایک روایت میں یہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"تو پھر مجھے گناہ پر گواہ نہ بناؤ، میں ظلم کا گواہ نہ بنوں گا۔"

اور ایک روایت میں یہ ہے کہ حضور ﷺ نے پوچھا کیا تم یہ پسند کرتے ہو کہ سب لڑکے تمہارے ساتھ اچھا سلوک کریں۔ حضرت بشیرؓ نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ کیوں نہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: "پھر ایسا کام مت کرو۔" (بخاری، مسلم)

۳۱۔ بچوں کے سامنے ہمیشہ اچھا عملی نمونہ پیش کیجیے۔ آپ کی زندگی بچوں کے لیے ایک ہمہ وقتی خاموش معلم ہے جس سے بچے ہر وقت پڑھتے اور سیکھتے رہتے ہیں بچوں کے سامنے کبھی مذاق میں بھی جھوٹ نہ بولیے۔

حضرت عبداللہ بن عامرؓ اپنا ایک قصہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن حضور ﷺ ہمارے گھر تشریف رکھتے تھے۔ میری والدہ نے مجھے بلایا اور کہا: "یہاں آ! میں تجھے چیز دوں گی۔ حضور ﷺ نے دیکھ لیا پوچھا: "تم بچے کو کیا دینا چاہتی ہو؟ والدہ بولیں: "میں اس کو کھجور دینا چاہتی ہوں۔" آپ ﷺ نے والدہ سے فرمایا: "اگر تم دینے کا بہانہ کر کے بلاتیں اور بچے کے آنے پر کچھ نہ دیتیں تو تمہارے اعمال نامہ میں جھوٹ لکھ دیا جاتا۔" (ابوداؤد)

۳۲۔لڑکی کی پیدائش پر بھی اسی طرح خوشی منائیے جس طرح لڑکے کی پیدائش پر مناتے ہیں، لڑکی ہو یا لڑکا دونوں ہی اللہ کا عطیہ ہیں اور اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ آپ کے حق میں لڑکی اچھی ہے یا لڑکا۔ لڑکی کی پیدائش پر ناک بھوں چڑھانا اور دل شکستہ ہونا اطاعت شعار مومن کے لیے کسی طرح زیب نہیں دیتا۔ یہ ناشکری بھی ہے اور خدائے علیم و کریم کی توہین بھی۔

حدیث میں ہے کہ "جب کسی کے یہاں لڑکی پیدا ہوتی ہے تو اللہ اس کے ہاں فرشتے بھیجتا ہے جو آکر کہتے ہیں، اے گھر والو! تم پر سلامتی ہو، وہ لڑکی کو اپنے پروں کے سائے میں لے لیتے ہیں اور اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہتے ہیں: "یہ کمزور جان ہے جو کمزور جان سے پیدا ہوئی ہے جو اس بچی کی نگرانی اور پرورش کرے گا قیامت تک اللہ کی مدد اس کے شامل حال رہے گی۔" (طبرانی)

۳۳۔لڑکیوں کی تربیت و پرورش انتہائی خوش دلی، روحانی مسرت اور دینی احساس کے ساتھ کیجیے اور اس کے صلے میں اللہ سے بہشت بریں کی آرزو کیجیے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے: "جس شخص نے تین لڑکیوں یا تین بہنوں کی سرپرستی کی انہیں تعلیم و تہذیب سکھائی اور ان کے ساتھ رحم کا سلوک کیا۔ یہاں تک کہ اللہ ان کو بے نیاز کر دے تو ایسے شخص کے لیے اللہ نے جنت واجب فرمادی اس پر ایک آدمی بولا، اگر دو ہی ہوں تو نبی ﷺ نے فرمایا۔ دو لڑکیوں کی پرورش کا بھی یہی صلہ ہے۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اگر لوگ ایک کے بارے میں پوچھتے تو آپ ﷺ ایک کی پرورش پر بھی یہی بشارت دیتے۔" (مشکوٰۃ)

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ ایک دن ایک عورت اپنی دو بچیوں کے لیے میرے پاس آئی اور اس نے کچھ مانگا۔ میرے پاس صرف ایک ہی کھجور تھی، وہ میں نے اس کے ہاتھ پر رکھ دی۔ اس عورت نے کھجور کے دو ٹکڑے کیے اور آدھی آدھی دونوں بچیوں میں بانٹ دی اور خود نہ کھائی اس کے بعد وہ اٹھ کھڑی ہوئی اور باہر نکل گئی۔ اسی وقت نبی ﷺ گھر تشریف لائے میں نے آپ ﷺ کو یہ سارا ماجرا کہہ سنایا، آپ ﷺ نے سن کر فرمایا: "جو شخص بھی بچیوں کی پرورش کے ذریعے آزمایا جائے اور وہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کر کے آزمائش میں کامیاب ہو تو یہ لڑکیاں اس کے لیے قیامت کے روز جہنم کی آگ سے ڈھال بن جائیں گی۔" (مشکوٰۃ)

۳۴۔لڑکی کو حقیر نہ جانیے، نہ لڑکے کو اس پر کسی معاملے میں ترجیح دیجیے دونوں کے ساتھ یکساں محبت کا اظہار کیجیے اور یکساں سلوک کیجیے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے: "جس کے ہاں لڑکی پیدا ہوئی اور اس نے جاہلیت کے طریقے پر اسے زندہ دفن نہیں کیا اور نہ اس کو حقیر جانا اور نہ لڑکے کو اس کے مقابلے میں ترجیح دی اور زیادہ سمجھا تو ایسے آدمی کو اللہ جنت میں داخل کرے گا۔" (ابوداؤد)

۳۵۔جائیداد میں لڑکی کا مقررہ حصہ پوری خوش دلی اور اہتمام کے ساتھ دیجیے۔ یہ اللہ کا فرض کردہ حصہ ہے اس میں کمی بیشی کرنے کا کسی کو کوئی اختیار نہیں، لڑکی کا حصہ دینے میں حیلے کرنا یا اپنی صواب دید کے مطابق کچھ دے دلا کر مطمئن ہو جانا اطاعت شعار مومن کا کام نہیں ہے۔ ایسا کرنا خیانت بھی ہے اور اللہ کے دین کی توہین بھی۔

۳۶۔ان تمام عملی تدبیروں کے ساتھ ساتھ نہایت سوز اور دل کی لگن کے ساتھ اولاد کے حق میں دعا بھی کرتے رہیے۔ خدائے رحمٰن و رحیم سے توقع ہے کہ وہ والدین کے دل کی گہرائیوں سے نکلی ہوئی پر سوز دعائیں ضائع نہ فرمائے گا۔

دوستی کے آداب

۱۔دوستوں سے محبت کیجیے اور دوستوں کے لیے مرکز محبت بنیے۔ وہ شخص انتہائی خوش نصیب ہے جس کو اس کے دوست احباب عزیز رکھتے ہوں اور وہ دوست احباب کو عزیز رکھتا ہو اور وہ شخص انتہائی محروم ہے جس سے لوگ بیزار رہتے ہوں اور وہ لوگوں سے دور بھاگتا ہو۔ مفلس وہ نہیں ہے

جس کے پاس دولت نہ ہو بلکہ حقیقت میں سب سے مفلس وہ ہے جس کا کوئی دوست نہ ہو، دوست زندگی کی زینت، سفرِ حیات کا سہارا، اور اللہ کا انعام ہے۔ دوست بنائیے اور دوست بنیے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

"مومن سراپا الفت و محبت ہے اور اس آدمی میں سرے سے کوئی خیر نہیں ہے جو نہ تو دوسروں سے محبت کرے اور نہ دوسرے ہی اس سے محبت کریں۔ (مشکوۃ باب الشفقۃ)

قرآن پاک میں ہے:

وَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ (التوبہ:71/9)

"مومن مرد اور مومن عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے دوست اور معاون ہیں۔"

نبی ﷺ اپنے ساتھیوں سے انتہائی محبت فرماتے تھے اور ہر ایک یہ محسوس کرتا کہ نبی ﷺ سب سے زیادہ اسی کو چاہتے ہیں۔

حضرت عمروؓ بن العاص کہتے ہیں کہ نبی ﷺ اس توجہ اور خلوص کے ساتھ مجھ سے گفتگو فرماتے اور اتنا خیال رکھتے کہ مجھے یہ خیال ہونے لگا کہ شاید میں اپنی قوم کا سب سے بہتر آدمی ہوں اور ایک دن نبی ﷺ سے پوچھ بیٹھا کہ یا رسول اللہ ﷺ! میں افضل ہوں یا ابو بکرؓ؟ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: "ابو بکر افضل ہیں۔" پھر میں نے پوچھا: "میں افضل ہوں یا عمرؓ؟ فرمایا: "عمرؓ۔" میں نے پھر پوچھا یا رسول اللہ ﷺ میں افضل ہوں یا عثمانؓ؟ ارشاد فرمایا: "عثمان۔" پھر میں نے نبی ﷺ سے بڑی وضاحت کے ساتھ حقیقت معلوم کی اور آپ ﷺ نے بلا رورعایت صاف صاف بات کہہ دی تب تو مجھے اپنی اس حرکت پر بڑی ہی شرم آئی اور میں دل میں خیال کرنے لگا کہ بھلا ایسی بات پوچھنے کی مجھے کیا ضرورت تھی۔

۲۔ دوستوں کے ساتھ مل جل کر میل محبت کی زندگی گزاریئے اور مخلصانہ تعلقات قائم کرنے اور قائم رکھنے کی کوشش کیجیے۔ دوستوں سے نفرت، بیزاری اور لیے دیے رہنے کی روش چھوڑیئے۔ جب آدمی دوستوں میں مل جل کر رہتا ہے اور ہر معاملہ میں ان کا شریک رہتا ہے تو اس کے نتیجے میں اس کو طرح طرح کی تکلیفیں پہنچتی ہیں، کبھی اس کے جذبات کو ٹھیس لگتی ہے، کبھی اس کے وقار کو صدمہ پہنچتا ہے، کبھی اس کے آرام میں خلل پڑتا ہے، کبھی اس کے معمولات متاثر ہوتے ہیں، کبھی اس کی خواہش اور رجحان کے خلاف کچھ باتیں سامنے آتی ہیں، کبھی اس کے صبر و برداشت کی آزمائش ہوتی ہے، کبھی اس کو مالی نقصان پہنچتا ہے۔ غرض مختلف قسم کی اذیتیں اور تکلیفیں اس کو پہنچتی ہیں لیکن جب یہ شخص ان اذیتوں کو برداشت کرتا ہے تو اس کے قلب میں اس سے جلا پیدا ہوتا ہے اچھے اخلاق نشو و نما پاتے ہیں اور وہ تربیت و تزکیے کے فطری منازل سے گزرتا ہوا روحانی اور اخلاقی ترقی کرتا ہے اس میں تحمل و بردباری، ایثار و شفقت، ہمدردی و غمگساری، مروّت و وفاداری، خیر خواہی و تعاون، خلوص و محبت، سخاوت و شجاعت، اور مرحمت و مواساۃ کے اعلیٰ ترین جذبات پیدا ہوتے ہیں اور وہ انسانی معاشرے کے لیے سراپا خیر و برکت بن جاتا ہے۔ ہر دل میں اس کے لیے قدر و عظمت کے جذبات ہوتے ہیں اور ہر انسان اس کے وجود کو اپنے حق میں رحمت کا سایہ سمجھتا ہے، نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

"جو مسلمان لوگوں کے ساتھ مل جل کر رہتا ہے اور ان کی طرف سے پہنچنے والی تکلیفوں کو برداشت کرتا ہے وہ کہیں بہتر ہے اس شخص سے جو لوگوں سے الگ تھلگ رہتا ہے، اور ان کی طرف سے پہنچنے والی تکلیفوں پر برداشتہ خاطر ہوتا ہے۔" (ترمذی)

۳۔ ہمیشہ نیک و صالح لوگوں سے دوستی کیجیے، دوستی کے انتخاب میں اس بات کا ضرور لحاظ رکھیے کہ جن لوگوں سے آپ قلبی تعلق بڑھا رہے ہیں وہ دین و اخلاق کے پہلو سے آپ کے لیے کس حد تک مفید ہو سکتے ہیں۔ ایک مشہور مثل ہے کہ "اگر کسی کی اخلاقی حالت معلوم کرنا چاہو تو اس کے دوستوں کی اخلاقی حالت معلوم کرو۔" اور نبی ﷺ کا ارشاد ہے: "آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے اس لیے ہر آدمی کو غور کر لینا چاہیے کہ وہ کس سے دوستی کر رہا ہے۔" (مسند احمد، مشکوۃ)

دوست کے دین پر ہونے کے معنی یہ ہیں کہ جب وہ دوست کی صحبت میں بیٹھے گا تو وہی جذبات وخیالات اور وہی ذوق ورجان اس میں بھی پیدا ہوگا جو دوست میں ہے اور پسند وناپسند کا وہی معیار اس کا بھی بنے گا جو اس کے دوست کا ہے اس لیے آدمی کو دوست کے انتخاب میں انتہائی غور وفکر سے کام لینا چاہیے اور قلبی لگاؤ اسی سے بڑھانا چاہیے جس کا ذوق ورجان، افکار وخیالات اور دوڑ دھوپ دین وایمان کے تقاضوں کے مطابق ہو۔
نبی ﷺ نے تاکید فرمائی کہ مومن ہی سے رشتۂ محبت استوار کرو اور اسی کے ساتھ اپنا کھانا پینا رکھو، آپ ﷺ کا ارشاد ہے:
"مومن ہی کی صحبت میں رہو اور تمہارے دستر خوان پر پرہیز گار ہی کھانا کھائے۔"
ایک دستر خوان پر بیٹھ کر کھانا پینا قلبی تعلق اور محبت کا فطری محرک ہے اور یہ تعلق و محبت اسی مومن سے ہونا چاہیے جو متقی اور پرہیز گار ہو۔ اللہ سے غافل، غیر ذمہ دار، بے عمل، اور بداخلاق لوگوں سے ہمیشہ دور رہیے۔ نبی ﷺ نے اچھے اور برے دوست سے تعلق کی کیفیت کو ایک بلیغ تمثیل میں یوں بیان فرمایا ہے:
"اچھے اور بُرے دوست کی مثال مشک بیچنے والے اور بھٹی دھونکنے والے لوہار کی طرح ہے۔ مشک بیچنے والے کی صحبت سے تم کو کچھ فائدہ ضرور پہنچے گا یا مشک خریدو گے یا مشک کی خوشبو پاؤ گے۔ لیکن لوہار کی بھٹی تمہارا گھر یا کپڑے جلائے گی یا تمہارے دماغ میں اس کی بدبو پہنچے گی۔" (بخاری، مسلم)
اور ابوداؤد میں حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں:
"نیک دوست کی مثال ایسی ہے جیسے مشک بیچنے والے کی دکان کہ اگر کچھ فائدہ نہ بھی ہو تو خوشبو تو ضرور آئے گی اور بُرا دوست ایسا ہے جیسے بھٹی سے آگ نہ لگے تب بھی دھوئیں سے کپڑے تو ضرور کالے ہوں گے۔"
۴۔ دوستوں سے صرف اللہ کے لیے محبت کیجیے، اللہ کے محبوب بندے وہی ہیں، جو اللہ کے دین کی بنیاد پر باہم جڑے ہیں اور کندھے سے کندھا اور دل سے دل ملا کر اس طرح اللہ کے دین کی اقامت اور حفاظت کا فریضہ انجام دیتے ہیں کہ وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار معلوم ہوتے ہیں۔
قرآن پاک میں ہے:
اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ
"حقیقت میں اللہ کے محبوب وہ لوگ ہیں جو اللہ کی راہ میں اس طرح پیر جما کر لڑتے ہیں گویا کہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں۔"
اور نبی ﷺ کا ارشاد ہے:
"قیامت میں خدا فرمائے گا، وہ لوگ کہاں ہیں جو صرف میرے لیے لوگوں سے محبت کیا کرتے تھے۔ آج میں ان کو اپنے سایے میں جگہ دوں گا۔" (مسلم)
اور قیامت کے دن ایسے لوگوں کو جو قابل رشک شان وشوکت حاصل ہوگی اس کا ذکر کرتے ہوئے نبی ﷺ نے فرمایا:
"اللہ کے بندوں میں کچھ (ایسے سعادت مند) ہیں جو نبی اور شہید تو نہیں ہیں لیکن قیامت کے روز اللہ ان کو ایسے مرتبوں پر سرفراز فرمائے گا کہ انبیاء اور شہید بھی ان کے رتبوں پر رشک کریں گے۔ صحابہؓ نے پوچھا: یہ کون خوش نصیب ہوں گے یا رسول اللہ ﷺ ارشاد فرمایا: "یہ وہ لوگ ہیں جو آپس میں ایک دوسرے سے محض اللہ کے دین کی بنیاد پر محبت کرتے تھے۔ نہ آپس میں رشتہ دار تھے اور نہ ان کے درمیان کوئی مالی لین دین کا تعلق تھا۔ اللہ کی قسم قیامت کے روز ان کے چہرے نور سے جگمگا رہے ہوں گے بلکہ یہ سراپا نور ہوں گے اور جب سارے لوگ خوف سے کانپ رہے ہوں گے تو انہیں کوئی خوف نہ ہوگا اور جب سارے لوگ غم میں مبتلا ہوں گے اس وقت انہیں قطعاً کوئی غم نہ ہوگا اور آپ نے قرآن پاک کی یہ آیت تلاوت فرمائی:

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَيْھِمْ وَ لَا ھُمْ يَحْزَنُوْنَ

"سنو! اللہ کے چاہنے والوں کے لیے نہ کسی بات کا کوئی خوف ہو گا اور نہ (گزری ہوئی زندگی کے بارے میں) کسی قسم کا غم۔"

حضرت ابوالدرداءؓ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"قیامت کے روز کچھ لوگ اپنی قبروں سے آئیں گے اور ان کے چہرے نور سے جگمگا رہے ہوں گے، وہ موتیوں کے منبروں پر بٹھائے جائیں گے، لوگ ان کی شان پر رشک کریں گے یہ لوگ نہ نبی ہوں گے، نہ شہید۔ ایک بدو نے سوال کیا: "یارسول اللہ ﷺ یہ کون لوگ ہیں ہمیں ان کی پہچان بتادیجیے؟ فرمایا: "یہ وہ لوگ ہیں جو آپس میں اللہ کی خاطر محبت کرتے ہیں۔" (طبرانی)

۵۔ نیک لوگوں سے محبت کو آخرت کی نجات اور اللہ کی خوشنودی کا ذریعہ سمجھیے اور اللہ سے دعا کیجیے کہ الٰہی! نیک لوگوں کی محبت عطا کر اور نیک لوگوں میں شامل فرما۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا یارسول اللہ ﷺ! ایک شخص کسی نیک آدمی سے اس کی نیکی کی بنا پر محبت کرتا ہے مگر خود اس شخص جیسے اچھے اعمال نہیں کرتا، ارشاد فرمایا: "کوئی مضائقہ نہیں! آدمی قیامت کے روز اسی کی معیت میں ہو گا جس سے وہ محبت کرے گا۔" (بخاری)

ایک شب نبی ﷺ کو اللہ کا دیدار ہوا، اللہ نے نبی ﷺ سے کہا مانگیے تو نبی ﷺ نے یہ دعا مانگی:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَ تَرْکَ الْمُنْکَرَاتِ وَ حُبَّ الْمَسَاکِيْنِ وَ اَنْ تَغْفِرَلِیْ وَ تَرْحَمَنِیْ وَ اِذَا اَرَدْتَّ فِتْنَۃً فِیْ قَوْمٍ فَتَوَفَّنِیْ غَيْرَ مَفْتُوْنٍ وَ اَسْئَلُکَ حُبَّکَ وَ حُبَّ مَنْ يُّحِبُّکَ وَ حُبَّ عَمَلٍ يُقَرِّبُنِیْ اِلٰی حُبِّکَ (مسند احمد)

"الٰہی! میں تجھ سے نیک کاموں کی توفیق چاہتا ہوں اور بُرے کاموں سے بچنے کی قوت چاہتا ہوں اور مسکینوں کی محبت چاہتا ہوں اور یہ کہ تو میری مغفرت فرمادے اور مجھ پر رحم فرمائے اور جب تو کسی قوم کو عذاب میں مبتلا کرنا چاہے تو مجھے اس حال میں اٹھا کہ میں اس سے محفوظ رہوں اور میں تجھ سے تیری محبت کا سوال کرتا ہوں اور اس شخص کی محبت کا سوال کرتا ہوں جو تجھ سے محبت کرتا ہے اور اس عمل کی توفیق چاہتا ہوں جو تیرے قرب کا ذریعہ ہو۔"

اور حضرت معاذ بن جبلؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ مجھ پر واجب ہے کہ میں ان لوگوں سے محبت کروں جو لوگ میری خاطر آپس میں محبت اور دوستی کرتے ہیں اور میرا ذکر کرنے کے لیے ایک جگہ جمع ہو کر بیٹھتے ہیں اور میری محبت کے سبب ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں اور میری خوشنودی چاہنے کے لیے ایک دوسرے کے ساتھ نیک سلوک کرتے ہیں۔" (احمد، ترمذی)

نبی ﷺ دو دوستوں کی ملاقات کا ایمان افروز نقشہ کھینچتے ہوئے فرماتے ہیں:

"ایک شخص اپنے دوست سے جو کسی دوسری بستی میں رہتا تھا ملاقات کے لیے چلا۔ اللہ نے اس کے راستہ میں فرشتے کو بٹھادیا، فرشتے نے اس سے پوچھا کہاں کا ارادہ ہے؟ اس نے جواب دیا، اس گاؤں میں اپنے بھائی سے ملاقات کے لیے جا رہا ہوں۔ فرشتے نے کہا، کیا تمہارا اس پر کوئی حق نعمت ہے جو وصول کرنے جا رہے ہو؟ اس نے کہا نہیں بس اس غرض سے اس کے پاس جا رہا ہوں کہ میں اس سے اللہ کی خاطر محبت کرتا ہوں۔ فرشتہ بولا لو سنو! مجھے اللہ نے تمہارے پاس بھیجا ہے اور یہ بشارت دی ہے کہ وہ بھی تجھ سے ایسی ہی محبت رکھتا ہے جیسی تو اس کی خاطر اپنے دوست سے رکھتا ہے۔" (مسلم)

۶۔ دوستی ایسے لوگوں سے کیجیے جو اسلامی نقطۂ نظر سے دوستی کے لائق ہوں اور پھر عمر بھر اس دوستی کو نباہنے کی کوشش کیجیے، جس طرح یہ ضروری ہے کہ دوستی کے لیے اچھے لوگوں کا انتخاب کیا جائے اسی طرح یہ بھی ضروری ہے کہ دوستی کو ہمیشہ ہمیشہ نباہنے اور قائم رکھنے کی بھی کوشش کی جائے۔

نبی ﷺ کا ارشاد ہے کہ قیامت کے روز جب عرش الٰہی کے سوا کہیں کوئی سایہ نہ ہوگا۔اس روز سات قسم کے افراد عرش الٰہی کے سائے میں ہوں گے،ان میں ایک قسم کے افراد وہ دو آدمی ہوں گے جو محض اللہ کے لیے ایک دوسرے کے دوست ہوں گے،اللہ کی محبت ہی نے ان کو باہم جوڑا ہوگا اور اسی بنیاد پر وہ ایک دوسرے سے جدا ہوئے ہوں گے یعنی ان کی دوستی اللہ کی خاطر ہوگی اور زندگی بھر وہ اس دوستی کو قائم رکھنے اور نباہنے کی کوشش کریں گے اور جب ان میں سے کوئی ایک دوسرے سے جدا ہو کر دنیا سے رخصت ہو رہا ہوگا تو اسی حال میں کہ ان کی یہ دوستی قائم ہوگی اور اسی دوستی کی حالت میں وہ ایک دوسرے سے علیحدہ ہوں گے۔

۷۔دوستوں پر اعتماد کیجیے،ان کے درمیان ہشاش بشاش رہیے،افسردہ رہنے اور دوستوں کو افسردہ کرنے سے پرہیز کیجیے،دوستوں کی صحبت میں بے تکلف اور خوش مزاج رہیے،تیوری چڑھانے اور لیے دیے رہنے سے پرہیز کیجیے۔دوستوں کے ساتھ ایک بے تکلف ساتھ،خوش مزاج ہم نشین اور خوش طبع رفیق بننے کی کوشش کیجیے۔آپ کی صحبت سے احباب اکتائیں نہیں بلکہ مسرت،زندگی اور کشش محسوس کریں۔

حضرت عبداللہ بن حارثؓ فرماتے ہیں:"میں نے نبی ﷺ سے زیادہ کسی کو مسکراتے ہوئے نہیں دیکھا۔"(ترمذی)

حضرت جابر بن سمرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کی صحبت میں سو مجلسوں سے بھی زیادہ بیٹھا ہوں،ان مجلسوں میں صحابہ کرامؓ اشعار بھی پڑھتے تھے اور زمانہ جاہلیت کے قصے کہانیاں بھی سناتے تھے نبی ﷺ خاموشی سے یہ سب سنتے رہتے تھے بلکہ کبھی کبھی خود بھی ان کے ساتھ ہنسنے میں شریک ہو جایا کرتے تھے۔(ترمذی)

حضرت شرید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں ایک بار نبی ﷺ کے ساتھ سواری پر آپ ﷺ کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا...سواری پر بیٹھے بیٹھے میں نے نبی ﷺ کو امیہ بن صلت کے سو شعر سنائے،ہر شعر پر آپ ﷺ فرماتے کچھ اور سناؤ اور میں سناتا۔(ترمذی)

اسی طرح نبی ﷺ اپنی مجلس میں خود بھی کبھی کبھی قصے سناتے،حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک بار آپ ﷺ نے گھر والوں کو ایک قصہ سنایا،ایک عورت نے کہا یہ عجیب وغریب قصہ تو بالکل خرافہ کے قصوں کی طرح ہے۔نبی ﷺ نے فرمایا،تمہیں خرافہ کا صحیح قصہ بھی معلوم ہے اور پھر خود ہی آپ ﷺ نے خرافہ کا اصل قصہ تفصیل سے سنایا۔اسی طرح ایک بار حضرت عائشہؓ کو گیارہ عورتوں کی ایک بہت ہی دلچسپ کہانی سنائی۔

حضرت بکر بن عبداللہؓ صحابہ کرامؓ کی بے تکلفی اور خوش طبعی کا حال بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔"صحابہ کرام ہنسی اور تفریح کے طور پر ایک دوسرے کی طرف تربوز کے چھلکے پھینکا کرتے تھے،لیکن جب لڑنے اور مدافعت کرنے کا وقت آتا تو اس میدان کے شہسوار بھی صحابہؓ ہی ہوتے تھے۔"(الادب المفرد)

حضرت محمد بن زیادؒ فرماتے ہیں:"میں نے سلف صالحین کو دیکھا ہے کہ ان کے کئی کئی کنبے ایک ہی حویلی میں رہتے بستے تھے۔بارہا ایسا ہوتا کہ ان میں سے کسی ایک کے یہاں مہمان آتا اور کسی دوسرے کے چولہے پر ہانڈی چڑھی ہوتی تو مہمان والا دوست اپنے مہمان کے لیے اپنے دوست کی ہانڈی اتار لے جاتا،بعد میں ہانڈی والا اپنی ہانڈی ڈھونڈتا پھرتا اور لوگوں سے پوچھتا میری ہانڈی کون لے گیا؟یہ میزبان دوست بتاتا کہ بھائی اپنے مہمان کے لیے ہم لے گئے تھے۔اس وقت ہانڈی والا کہتا،خدا تمہارے لیے اس میں برکت دے اور محمد بن زیاد فرماتے ہیں کہ یہ لوگ جب روٹی پکاتے تب بھی یہی صورت حال پیش آتی۔"(الادب المفرد)

حضرت علیؓ کا قول ہے:"دل کو آزاد بھی چھوڑ دیا کرو،خوش کن نکتے بھی سوچا کرو،کیونکہ جسم کی طرح دل بھی تھک جاتا ہے۔"

۸۔خشک مزاج اور مردہ دل نہ بنیے،خوش طبع اور ہشاش بشاش رہیے،لیکن اس بات کی احتیاط ضرور کیجیے کہ آپ کی خوش طبعی اور ظرافت حد سے بڑھنے نہ پائے خوش مزاجی اور تفریح کے ساتھ ساتھ،دینی وقار،حمیت وغیرت اور توازن واعتدال کا بھی لحاظ رکھیے۔

نبی ﷺ کے صحابی حضرت عبدالرحمنؒ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کے صحابیؓ نہ خشک مزاج تھے اور نہ مردوں کی سی چال چلتے تھے، وہ اپنی مجلسوں میں شعر و شاعری بھی کرتے تھے اور دور جاہلیت کے قصے کہانیاں بھی بیان کرتے تھے، لیکن جب ان سے کسی معاملے میں حق کے خلاف کسی بات کا مطالبہ ہوتا تو ان کی آنکھوں کی پتلیاں غصے میں اس طرح پھر جاتیں کہ جیسے ان پر جنون کی کیفیت طاری ہے۔(الادب المفرد)

مشہور محدث حضرت سفیان بن عینیہؒ سے کسی نے کہا کہ مذاق بھی ایک آفت ہے، انہوں نے جواب دیا نہیں بلکہ سنت ہے مگر اس شخص کے لیے جو اس کے مواقع جانتا ہو اور اچھا مذاق کر سکتا ہو۔(شرح شمائل ترمذی)

۹۔آپ جس شخص سے محبت رکھتے ہوں اس سے اپنی محبت کا اظہار ضرور کیجیے۔اس کا نفسیاتی اثر یہ ہو گا کہ اس کو بھی قرب کا احساس ہو گا اور دونوں طرف کے جذبات و احساسات کے تبادلے سے محبت و خلوص میں غیر معمولی اضافہ ہو گا اور پھر محبت محض ایک قلبی کیفیت نہیں رہے گی، بلکہ اس کے تقاضے عملی زندگی پر اثر انداز ہوں گے اور اس طرح شخصی معاملات میں دلچسپی لینے اور زیادہ سے زیادہ ایک دوسرے سے قریب رہنے کا موقع ملے گا۔

نبی ﷺ کا ارشاد ہے: "جب کسی شخص کے دل میں اپنے بھائی کے لیے خلوص و محبت کے جذبات ہوں تو اسے چاہیے کہ وہ اپنے دوست کو بھی ان جذبات سے آگاہ کر دے اور اسے بتادے کہ وہ اس سے محبت رکھتا ہے۔"(ابوداؤد)

ایک بار آپ ﷺ کے سامنے سے ایک شخص گزرا، کچھ لوگ آپ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے ان میں سے ایک نے کہا: "یا رسول اللہ ﷺ مجھے اس شخص کے ساتھ محض اللہ کی خاطر محبت ہے۔ یہ سن کر نبی ﷺ نے پوچھا تو کیا تم نے اس شخص کو یہ بات بتادی ہے؟ وہ شخص بولا نہیں تو نبی ﷺ نے فرمایا جاؤ اور اس پر ظاہر کرو کہ تم اللہ کے لیے اس سے محبت کرتے ہو، وہ شخص فوراً اٹھا اور جا کر اس جانے والے سے اپنے جذبات کا اظہار کیا۔اس کے جواب میں اس نے کہا تجھ سے وہ ذات محبت کرے جس کی خاطر تو مجھ سے محبت کرتا ہے۔"(ترمذی، ابوداؤد)

دوستانہ تعلقات کو زیادہ سے زیادہ استوار اور نتیجہ خیز بنانے اور دوستوں سے قریب ہونے کے لیے ضروری ہے کہ آپ دوستوں کے شخصی اور ذاتی معاملات میں معروف حد تک دلچسپی لیں اور ان سے اپنے قرب اور خصوصی تعلق کا اظہار کریں۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

"جب ایک آدمی دوسرے سے دوستی اور اخوت کا رشتہ جوڑے تو اس سے اس کا نام، اس کے باپ کا نام اور اس کے خاندان کے حالات معلوم کر لے کہ اس سے باہمی محبت کی جڑیں مضبوط ہوتی ہیں۔"(ترمذی)

۱۰۔محبت کے اظہار اور تعلقات کی نوعیت میں ہمیشہ میانہ روی اختیار کیجیے نہ تو ایسی سرد مہری کا مظاہرہ کیجیے کہ آپ کی محبت اور تعلق مشکوک نظر آئے اور نہ ہی جوش محبت میں اتنا آگے بڑھیے کہ آپ کی محبت اور دوستی جنون کی شکل اختیار کر لے اور اللہ نہ کرے کسی وقت آپ کو پچھتانا پڑے توازن اور اعتدال کا ہمیشہ لحاظ رکھیے اور مستقل مزاجی کے ساتھ ایسی متوازن روش اختیار کیجیے جس کو آپ برابر نباہ سکیں۔ حضرت اسلمؒ کا بیان ہے:

"حضرت عمرؓ نے فرمایا تمہاری محبت جنون کی شکل نہ اختیار کرنے پائے اور تمہاری دشمنی ایذا رسانی کا باعث نہ بننے پائے۔ میں نے کہا حضرت وہ کیسے؟ آپ نے فرمایا(وہ ایسے کہ)جب محبت کرنے لگو تو بچوں کی طرح چمٹنے اور طفلانہ حرکتیں کرنے لگو اور جب کسی سے ناراض ہو تو اس کے جان و مال تک کی تباہی اور بربادی کے درپے ہو جاؤ۔"(الادب المفرد)

حضرت عبید کندیؒ فرماتے ہیں: "میں نے حضرت علیؓ سے سنا۔ فرمارہے تھے: "اپنے دوست سے دوستی میں نرمی اور میانہ روی اختیار کرو ہو سکتا ہے کہ وہ کسی وقت تمہارا دشمن بن جائے اسی طرح دشمن سے دشمنی میں نرمی اور اعتدال کا رویہ اختیار کرو ہو سکتا ہے کہ وہ کسی وقت تمہارا دوست بن جائے۔"(الاداب المفرد)

۱۱۔ دوستوں کے ساتھ وفاداری اور خیر خواہی کا سلوک کیجیے۔ دوست کے ساتھ سب سے بڑی خیر خواہی یہ ہے کہ آپ اس کو اخلاقی اعتبار سے زیادہ سے زیادہ اونچا اٹھانے کی کوشش کریں اور اس کی دنیا بنانے سے زیادہ اس کی آخرت بنانے کی فکر کریں۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

"دین سرتاپیر خیر خواہی ہے۔"

خیر خواہی کا اصل معیار یہ ہے کہ آپ اپنے دوست کے لیے بھی وہی پسند کریں جو اپنے لیے پسند کرتے ہیں، اس لیے کہ آدمی اپنا بُرا کبھی نہیں چاہتا۔

نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

"اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے: کوئی بندہ مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ بھائی کے لیے بھی وہی نہ پسند کرے جو اپنے لیے کرتا ہے۔"

اور مسلمان پر مسلمان کے چھ حقوق بیان کرتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا:

"اور یہ کہ وہ اپنے بھائی کی خیر خواہی چاہے خواہ وہ غائب ہو یا موجود۔"

اور آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا:

"بے شک اللہ نے اس شخص پر آگ کو واجب کر دیا ہے اور جنت حرام کر دی ہے جس نے قسم کھا کر کسی مسلمان کا حق مارا، صحابہؓ میں سے کسی نے پوچھا: "اگرچہ وہ کوئی معمولی سی چیز ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "ہاں اگرچہ وہ پیلو کی معمولی سی شاخ ہی کیوں نہ ہو۔"

۱۲۔ دوستوں کے دکھ درد میں شریک رہیے اور اسی طرح ان کی خوشیوں میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیجیے۔ ان کے غم میں شریک ہو کر غم غلط کرنے کی کوشش کیجیے اور ان کی مسرتوں میں شریک ہو کر مسرتوں میں اضافہ کرنے کی کوشش کیجیے۔ ہر دوست اپنے مخلصین سے بجا طور پر توقع رکھتا ہے کہ وہ مصیبت میں اس کا ساتھ دیں گے اور وقت پڑنے پر اس کا ساتھ نہ چھوڑیں گے۔ اسی طرح وہ یہ بھی توقع رکھتا ہے کہ اس کے دوست اس کی خوشیوں میں اضافہ کریں اور اس کی اجتماعی تقریبات کی زینت اور رونق بڑھائیں۔

نبی ﷺ کا ارشاد ہے: "ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے لیے ایک عمارت کی طرح ہے کہ ایک دوسرے کو قوت پہنچاتا اور سہارا دیتا ہے جیسے عمارت کی ایک اینٹ دوسری اینٹ کا سہارا بنتی ہے اور قوت پہنچاتی ہے۔"

اس کے بعد آپ ﷺ نے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال دیں (اور اس طرح مسلمانوں کے باہمی تعلق اور قرب کو واضح فرمایا") (بخاری، مسلم)

اور آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا: "تم مسلمانوں کو باہم رحم دلی، باہم الفت و محبت، اور باہم تکلیف کے احساس میں ایسا پاؤ گے جیسے ایک جسم کہ اگر ایک عضو بیمار پڑ جائے تو سارا جسم بخار اور بے خوابی میں اس کا شریک رہتا ہے۔" (بخاری، مسلم)

۱۳۔ دوستوں سے خوش دلی، نرم خوئی، اور مسرت و اخلاص سے ملیے اور نہایت توجہ اور خندہ پیشانی سے ان کا استقبال کیجیے۔ لاپروائی، بے نیازی اور روکھے پن سے پرہیز کیجیے، یہ دلوں کو پھاڑنے والی برائیاں ہیں۔ ملاقات کے وقت ہمیشہ مسرت، اطمینان اور شکر و حمد کے کلمات کہیے۔ کہ آپ کے دوست، خوشی اور زندگی محسوس کریں ایسے افسردہ چہرے سے ان کا استقبال نہ کیجیے کہ ان کا دل بجھ جائے وہ آپ کی ملاقات کو وبالِ جان سمجھنے لگیں۔

نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

"نیکیوں میں کسی نیکی کو حقیر نہ جانو چاہے وہ اتنی ہی ہو کہ تم اپنے بھائی سے خندہ پیشانی سے ملو۔" (مسلم)

ایک اور موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا: "اپنے بھائی کو دیکھ کر تمہارا مسکرا دینا بھی صدقہ ہے۔" (ترمذی)

نرم خوئی، خوش اخلاقی اور نرمی سے ہی دونوں میں الفت و محبت پیدا ہوتی ہے اور انہی صفات کی بدولت اچھا معاشرہ وجود میں آتا ہے۔

نبی ﷺ فرماتے ہیں:

"میں تمہیں اس آدمی کی پہچان بتاتا ہوں جس پر جہنم کی آگ حرام ہے اور وہ آگ پر حرام ہے یہ وہ آدمی ہے جو نرم مزاج ہو، نرم طبیعت ہو اور نرم خو ہو۔" (ترمذی)

صحابہؓ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ جب ملاقات کے وقت کسی کی طرف متوجہ ہوتے تو پورے جسم سے متوجہ ہوتے اور جب کوئی آپ ﷺ پوری طرح متوجہ ہو کر اس کی بات سنتے۔

ایک مرتبہ آپ ﷺ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک شخص آیا تو آپ ﷺ نے اپنے جسم کو حرکت دی اور ذرا سمٹے، اس شخص نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! جگہ تو کشادہ ہے، نبی ﷺ نے فرمایا:

"مسلمان کا یہ حق ہے کہ جب اس کا بھائی اسے دیکھے تو وہ اس کے لیے ذرا اپنے جسم کو حرکت دے۔" (بیہقی)

مومنین کی تعریف میں قرآن کا ارشاد ہے:

اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ

"وہ مومنوں کے لیے بڑے نرم خو ہوتے ہیں۔"

اور نبی ﷺ نے اس حقیقت کو یوں واضح فرمایا ہے:

"مومن بردبار اور نرم خو ہوتے ہیں اس اونٹ کی طرح جس کی ناک میں نکیل پڑی ہو، اس کو کھینچا جائے تو وہ کھنچتا چلا آئے اور پتھر پر بٹھایا جائے تو پتھر پر بیٹھ جائے۔" (ترمذی)

۱۴۔ اگر کبھی کسی بات پر اختلاف ہو جائے تو فوراً صلح صفائی کر لیجیے اور ہمیشہ معافی طلب کرنے اور اپنے قصور کا اعتراف کرنے میں پیش قدمی کیجیے۔

حضرت ابوالدرداؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ میں کسی معاملے میں سخت کلامی ہو گئی۔ بعد میں حضرت ابو بکرؓ کو بہت احساس ہوا اور وہ انتہائی مغموم نبی ﷺ کی خدمت میں پہنچے اور فرمایا: یا رسول اللہ ﷺ! میرے اور عمرؓ کے درمیان کچھ اختلاف ہو گیا مجھے غصہ آ گیا اور کچھ سخت باتیں ہو گئیں۔ مجھے بعد میں بڑی شرمندگی ہوئی اور میں نے عمرؓ سے معافی چاہی لیکن یا رسول اللہ ﷺ! وہ معاف کرنے کو تیار نہ ہوئے۔ میں پریشان ہو کر آپ ﷺ کی خدمت میں آیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا اللہ تمہیں معاف فرمائے گا اور تمہیں بخش دے گا، اسی دوران حضرت عمرؓ کو بھی اپنی غلطی کا احساس ہوا اور وہ دوڑے دوڑے حضرت ابو بکرؓ کے گھر پہنچے وہاں معلوم ہوا کہ ابو بکرؓ نبی ﷺ کی خدمت میں گئے ہیں تو وہ بھی اسی وقت حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت عمرؓ کو دیکھ کر نبی ﷺ کے چہرے پر غصے کے آثار نمودار ہوئے۔ یہ دیکھ کر حضرت ابو بکرؓ بہت ڈرے اور نہایت عاجزی اور انکساری کے ساتھ گھٹنوں کے بل ہو کر نبی ﷺ سے عرض کیا، "یا رسول اللہ ﷺ! عمرؓ کا کوئی قصور نہیں۔ قصور سارا میرا ہی ہے میں نے زیادتی کی ہے اور میں نے ہی انہیں سخت سست کہا ہے۔"

یہ دیکھ کر نبی ﷺ نے فرمایا:

"اللہ نے مجھے تمہارے پاس پیغمبر بنا کر بھیجا اور جب ابتداء میں تم لوگ مجھے جھٹلا رہے تھے اس وقت ابو بکرؓ نے میری تصدیق کی اور جان و مال سے ہر طرح میرا ساتھ دیا تو کیا اب تم میرے ساتھی کو رنجیدہ کر کے چھوڑو گے؟"

صلح صفائی کی کوشش میں کبھی تاخیر نہ کیجیے، جتنی تاخیر ہوتی جاتی ہے اتنی ہی خرابی جڑ پکڑتی جاتی ہے اور دلوں میں دوری پیدا ہوتی جاتی ہے۔ انجیل میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی یہ نصیحت بڑی ہی ایمان افروز ہے:

"پس اگر تو قربان گاہ پر اپنی نذر گزارتا ہو اور وہاں تجھے یاد آئے کہ بھائی کو مجھ سے شکایت ہے تو وہیں قربان گاہ کے آگے ہی اپنی نذر چھوڑ دے اور جا کر اپنے بھائی سے ملاپ کر تب اپنی نذر گزار۔"

نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

"لوگوں کے اعمال ہر پیر اور جمعرات کو ہفتہ میں دو روز پیش ہوتے ہیں اور ہر مومن کو بخش دیا جاتا ہے سوائے اس کے جس کے دل میں اپنے مومن بھائی سے کوئی عداوت ہو کہا جاتا ہے ان کو چھوڑ دو تاکہ یہ آپس میں صلح کر لیں۔"

کسے معلوم کہ آئندہ لمحہ زندگی کا ہے یا موت کا اور کون جانتا ہے کہ اسے پیر یا جمعرات کا دن زندگی میں دیکھنا نصیب ہو گا یا نہیں تو پھر قلب کی صفائی اور دوستوں کی شکایت دور کرنے میں تاخیر کیوں اور کس امید پر؟ کیا یوم آخر پر یقین رکھنے والا ہوش منداس کے لیے تیار ہے کہ وہ کھوٹ کھپٹ سے بھرا ہوا تاریک اور گھناؤنا دل لے کر اللہ کے حضور پہنچے۔

اسی کے ساتھ ساتھ اس کا بھی خیال رکھیے کہ جب آپ کا دوست اپنی غلطی کا اعتراف کرے اور معافی چاہے تو اس کا عذر قبول کیجیے اور اس کو معاف کر دیجیے۔

نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

"جس نے کسی مسلمان بھائی سے اپنی غلطی پر عذر کیا اور اس نے اس کو معذور نہ سمجھا اس کے عذر کو قبول نہ کیا اس پر اتنا گناہ ہو گا جتنا ایک ناجائز محصول وصول کرنے والے پر اس ظلم وزیادتی کا گناہ ہوتا ہے۔"

۱۵۔ دوستوں کی جانب سے اگر کوئی بات طبیعت اور ذوق کے خلاف بھی ہو جائے تو آپ اپنی زبان پر قابو رکھیے اور جواب میں کبھی سخت کلامی یا بدزبانی نہ کیجیے بلکہ حکمت اور نرمی کے ساتھ بات کو ٹال جائیے۔

نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

"حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے پوچھا۔ اے میرے رب! آپ کے نزدیک آپ کے بندوں میں کون سب سے پیارا ہے اللہ نے جواب دیا وہ جو انتقام کی قدرت رکھنے کے باوجود معاف کر دے گا۔" (مشکوٰۃ)

اور نبی ﷺ نے یہ بھی فرمایا:

"مومن کی میزان میں قیامت کے روز جو سب سے زیادہ وزنی چیز رکھی جائے گی وہ اس کا حسن اخلاق ہو گا اور اللہ کو وہ شخص بڑا ہی مبغوض ہے جو زبان سے بے حیائی کی بات نکالتا اور بدزبانی کرتا ہے۔"

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ نے حسن اخلاق کی تعریف تین باتوں سے فرمائی ہے۔

(۱)۔ جب آدمی کسی سے ملے تو ہنستے چہرے سے ملے۔

(۲)۔ اللہ کے محتاج اور ضرورت مندوں پر خرچ کرے۔

(۳)۔ اور کسی کو تکلیف نہ پہنچائے۔

حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اللہ کی نظر میں بدترین آدمی قیامت کے روز وہ ہو گا جس کی بدزبانی اور فحش کلامی کی وجہ سے لوگ اسے ملنا چھوڑ دیں۔" (بخاری، مسلم)

۱۶۔ اپنے دوستوں کی اصلاح و تربیت سے کبھی غفلت نہ کیجیے اور اپنے دوستوں میں وہ بیماری کبھی نہ پیدا ہونے دیجیے جو اصلاح و تربیت کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ یعنی خود پسندی اور کبر، دوستوں کو ہمیشہ آمادہ کرتے رہیے کہ وہ اپنی کوتاہیوں اور غلطیوں کو محسوس کریں، اپنی خطاؤں

کے اعتراف میں جرأت سے کام لیں اور اس حقیقت کو ہمہ وقت نگاہ میں رکھیں کہ اپنی کوتاہی کو محسوس نہ کرنے اور اپنی جرأت پر اصرار کرنے سے نفس کو بدترین غذا ملتی ہے۔

دراصل نمائشی عاجزی دکھانا، الفاظ میں حقیر کہنا، رفتار اور انداز میں خشوع کا اظہار کرنا۔ یہ نہایت آسان ہے لیکن اپنے نفس پر چوٹ سہنا، اپنی کوتاہیوں کو ٹھنڈے دماغ سے سننا اور تسلیم کرنا اور اپنے نفس کے خلاف دوستوں کی تنقید برداشت کرنا انتہائی مشکل کام ہے لیکن حقیقی دوست وہی ہیں جو بیدار ذہن کے ساتھ ایک دوسرے کی زندگی پر نگاہ رکھیں اور اس پہلو سے ایک دوسرے کی تربیت و اصلاح کرتے ہوئے کبر اور خودپسندی سے بچاتے رہیں۔

نبی ﷺ فرماتے ہیں:

"تین باتیں ہلاکت میں ڈالنے والی ہیں۔

(۱)۔ایسی خواہش کہ انسان اس کا تابع اور غلام بن کر رہ جائے۔

(۲)۔ایسی حرص جس کو پیشوا مان کر آدمی اس کی پیروی کرنے لگے۔

(۳)۔خودپسندی........اور یہ بیماری ان تینوں میں سب سے زیادہ خطرناک ہے۔" (بیہقی، مشکوٰۃ)

تنقید اور احتساب ایک ایسا نشتر ہے جو اخلاقی وجود کے تمام فاسد مادوں کو باہر نکال پھینکتا ہے اور اخلاقی توانائیوں میں خاطر خواہ اضافہ کرکے فرد اور معاشرے میں نئی زندگی کی روح پھونک دیتا ہے۔ دوستوں کے احتساب اور تنقید پر بپھرنا، ناک بھوں چڑھانا اور خود کو اس سے بے نیاز سمجھنا بھی ہلاکت ہے اور اس خوشگوار فریضے کو ادا کرنے میں کوتاہی برتنا بھی ہلاکت ہے۔ دوستوں کے دامن پر گھناؤنے دھبے نظر آئیں تو بے چینی محسوس کیجیے اور انہیں صاف کرنے کی حکیمانہ تدبیریں کیجیے اور اسی طرح خود بھی فراخ دلی اور عاجزی کے ساتھ دوستوں کو یہ موقع دیجیے کہ وہ آپ کے داغ دھبوں کو آپ پر نمایاں کریں اور جب وہ یہ تلخ فریضہ انجام دیں تو اپنے نفس کو بھلانے کے بجائے انتہائی عالی ظرفی، خوش دلی اور احسان مندی کے جذبات سے ان کی تنقید کا استقبال کیجیے اور ان کے اخلاص و کرم کا شکریہ ادا کیجیے۔ نبی ﷺ نے مثالی دوستی کی اس کیفیت کو ایک بلیغ تمثیل سے اس طرح واضح فرمایا:

"تم میں سے ہر ایک "اپنے بھائی کا آئینہ" ہے پس اگر وہ اپنے بھائی میں کوئی خرابی دیکھے تو اسے دور کردے۔" (ترمذی)

اس تمثیل میں پانچ ایسے روشن اشارے ملتے ہیں جس کو پیش نظر رکھ کر آپ اپنی دوستی کو واقعی مثالی دوستی بنا سکتے ہیں۔

(۱)۔آئینہ آپ کے داغ دھبے اسی وقت ظاہر کرتا ہے جب آپ اپنے داغ دھبے دیکھنے کے ارادے سے اس کے سامنے جا کھڑے ہوتے ہیں اور جب آپ اس کے سامنے سے ہٹ جاتے ہیں تو وہ بھی مکمل خاموشی اختیار کرلیتا ہے۔

اسی طرح آپ بھی دوست کے عیوب اسی وقت واضح کریں جب وہ خود کو تنقید کے لیے آپ کے سامنے پیش کرے اور فراخ دلی سے تنقید و احتساب کا موقع دے اور آپ بھی محسوس کریں کہ اس وقت اس کا ذہن تنقید سننے کے لیے تیار ہے اور دل میں اصلاح قبول کرنے کے لیے جذبات موجزن ہیں اور اگر آپ یہ کیفیت نہ پائیں تو حکمت کے ساتھ اپنی بات کو کسی اور موقع کے لیے اٹھا رکھیں اور خاموشی اختیار کریں اور اس کی غیر موجودگی میں تو اس قدر احتیاط کریں کہ آپ کی زبان پر کوئی ایسا لفظ بھی نہ آئے جس سے اس کے کسی عیب کی طرف اشارہ ہوتا ہو اس لیے کہ یہ غیبت ہے اور غیبت سے دل جڑتے نہیں بلکہ پھٹتے ہیں۔

(۲)۔آئینہ چہرے کے انہی داغ دھبوں کی صحیح صحیح تصویر پیش کرتا ہے جو فی الواقع چہرے پر موجود ہوتے ہیں۔ نہ وہ کم بتاتا ہے اور نہ وہ ان کی تعداد کو بڑھا کر پیش کرتا ہے۔ پھر وہ چہرے کے صرف انہی عیوب کو نمایاں کرتا ہے جو اس کے سامنے آتے ہیں، وہ چھپے ہوئے کا تجسس نہیں کرتا اور نہ

کرید کرید کر عیوب کی کوئی خیالی تصویر پیش کرتا ہے۔اسی طرح آپ بھی اپنے دوست کے عیوب بلا کم وکاست بیان کریں نہ تو بے جا مروت اور خوشامد میں عیوب چھپائیں اور نہ اپنی خطابت اور زورِ بیان سے اس میں اضافہ کریں اور پھر صرف وہی عیوب بیان کریں جو عام زندگی سے آپ کے سامنے آئیں۔ تجسس اور ٹوہ میں نہ لگیں پوشیدہ عیبوں کو کرید نا کوئی اخلاقی خدمت نہیں بلکہ ایک تباہ کن اور اخلاق سوز عیب ہے۔

نبی ﷺ ایک بار منبر پر چڑھے اور نہایت اونچی آواز میں آپ ﷺ نے حاضرین کو تنبیہ فرمائی۔

"مسلمانوں کے عیوب کے پیچھے نہ پڑو جو شخص اپنے مسلمان بھائیوں کے پوشدہ عیوب کے درپے ہوتا ہے تو پھر اللہ اس کے پوشیدہ عیوب کو طشت از بام کرنے پر تل جاتا ہے اور جس کے عیب افشا کرنے پر خدا تل جائے تو وہ اس کو رسوا کر کے ہی چھوڑتا ہے اگرچہ وہ اپنے گھر کے اندر گھس کر ہی کیوں نہ بیٹھ جائے۔"(ترمذی)

(۳)۔آئینہ غرض سے پاک ہو کر بے لاگ انداز میں اپنا فرض ادا کرتا ہے اور جو شخص بھی اس کے سامنے اپنا چہرہ پیش کرتا ہے وہ بغیر کسی غرض کے اس کا صحیح صحیح نقشہ اس کے سامنے رکھ دیتا ہے نہ وہ کسی سے بغض اور کینہ رکھتا ہے اور نہ کسی سے انتقام لیتا ہے۔آپ بھی ذاتی اغراض، جذبہ انتقام، بغض و کینہ اور ہر طرح کی بدنیتی سے پاک ہو کر بے لاگ احتساب کیجیے اور اس لیے کیجیے کہ آپ کا دوست اپنے کو سنوار لے جس طرح آئینہ کو دیکھ کر آدمی اپنے کو سنوار لیتا ہے۔

(۴)۔آئینہ میں اپنی صحیح تصویر دیکھ کر نہ تو کوئی جھنجھلاتا ہے اور نہ غصے سے بے قابو ہو کر آئینہ توڑ دینے کی حماقت کرتا ہے، بلکہ فوراً اپنے کو سنوارنے میں لگ جاتا ہے اور دل ہی دل میں آئینے کی قدر و قیمت محسوس کرتے ہوئے زبان حال سے اس کا شکریہ ادا کرتا ہے اور کہتا ہے واقعی آئینے نے میرے بنانے سنوارنے میں میری بڑی مدد کی اور فطری فریضہ انجام دیا اور پھر نہایت احتیاط کے ساتھ دوسرے وقت کے لیے اس کو بحفاظت رکھ دیتا ہے،اسی طرح آپ کا دوست اپنے الفاظ کے آئینے میں آپ کے سامنے آپ کی صحیح تصویر رکھے تو جھنجھلا کر دوست پر جوابی حملہ نہ کریں، بلکہ اس کے شکر گزار ہوں کہ اس نے دوستی کا حق ادا کیا اور نہ صرف زبان سے بلکہ دل سے اس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اسی لمحے سے اپنی اصلاح و تربیت کے لیے فکر مند ہو جائیں اور انتہائی فراخ دلی اور احسان مندی کے ساتھ دوست کی قدر و عظمت محسوس کرتے ہوئے اس سے درخواست کریں کہ آئندہ بھی وہ آپ کو اپنے قیمتی مشوروں سے نوازتا رہے۔

(۵)۔اور آخری اشارہ یہ ہے کہ مسلمانوں میں سے ہر ایک "اپنے بھائی کا آئینہ" ہے اور بھائی بھائی کے لیے اخلاص و محبت کا پیکر ہوتا ہے، وفادار اور خیر خواہ ہوتا ہے، ہمدرد اور غمگسار ہوتا ہے، بھائی کو مصیبت میں دیکھ کر تڑپ اٹھتا ہے اور خوش دیکھ کر باغ باغ ہو جاتا ہے اس لیے بھائی اور دوست جو تنقید کرے گا اس میں انتہائی دل سوزی اور غم خواری ہو گی، محبت اور خلوص ہو گا، بے پایاں دردمندی اور خیر خواہی ہو گی اور لفظ لفظ جذبۂ اصلاح کا آئینہ ہو گا اور ایسی تنقید سے دلوں کو جوڑنے اور زندگیوں کو بنانے کی توقع کی جاسکتی ہے۔

۱۷۔دوستوں سے خلوص و محبت کا اظہار کرنے اور محبت کو اور زیادہ بڑھانے کے لیے ہدیوں اور تحفوں کا تبادلہ بھی کیجیے۔ہدیوں کے لینے دینے سے دل جڑتے ہیں اور محبتوں میں اضافہ ہوتا ہے۔

نبی ﷺ کا ارشاد ہے: "ایک دوسرے کو ہدیہ بھیجا کرو تو آپس محبت پیدا ہو گی اور دلوں کی کدورت جاتی رہے گی۔"(مشکوٰۃ)

نبی ﷺ خود اپنے اصحابؓ کو کثرت سے ہدیے دیتے تھے اور آپ ﷺ کے صحابہؓ بھی آپس میں کثرت سے ایک دوسرے کو ہدیے اور تحفے دیتے رہتے تھے۔

ہدیہ دیتے وقت اپنی حیثیت کو سامنے رکھیے اور یہ نہ سوچیے کہ آپ جس کو ہدیہ دیں قیمتی ہدیہ دیں، جو میسر ہو دیجیے، ہدیہ کے قیمتی ہونے نہ ہونے کا انحصار آپ کے اخلاص اور جذبات پر ہے اور یہی اخلاص و جذبات دلوں کو جوڑتے ہیں۔ ہدیے کی قیمت نہیں جوڑتی، اسی طرح دوست کے ہدیے کو بھی کبھی حقیر نہ سمجھیے اس کے اخلاص و محبت پر نگاہ رکھیے۔

نبی ﷺ کا ارشاد ہے: "اگر مجھے تحفے میں کوئی بکری کا ایک پایا بھی پیش کرے تو میں ضرور قبول کروں گا۔ اگر کوئی دعوت میں ایک پایا ہی کھلائے تو میں ضرور اس کی دعوت میں جاؤں گا۔" (ترمذی)

ہدیے کے بدلے میں ہدیہ ضرور دیجیے۔ نبی ﷺ اس کا اہتمام فرماتے تھے۔ آپ ﷺ کے نزدیک پسندیدہ تحفہ، خوشبو کا تحفہ تھا۔ آپ بھی اس تحفے کو پسندیدہ سمجھیے اور آج کے حالات میں کتاب بھی بہترین تحفہ ہے۔

اسی سلسلہ میں کبھی کبھی ساتھ مل کر کھانے پینے کا بھی اہتمام کیجیے۔ دوستوں کو اپنے یہاں کھانے پر بلایئے، دوست احباب دعوت کریں تو نہایت خوشی سے ان کی یہاں جایئے۔ اس سے بھی محبت اور خلوص کے جذبات بڑھتے اور مستحکم ہوتے ہیں البتہ اس طرح کے مواقع پر غیر معمولی تکلفات برتنے اور سامان خورد ونوش میں فراوانی دکھانے کے بجائے آپ اخلاص و محبت کے جذبات کی مقدار بڑھانے پر زیادہ توجہ دیجیے۔

۱۸۔ دوستوں کی خبر گیری کیجیے۔ ضرورتوں میں ان کے کام آیئے اور ہر طرح جان ومال سے ان کی مدد کیجیے۔ اصبہانی کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے پاس ایک آدمی آیا اور پوچھا کہ لوگوں میں اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ آپ نے جواب دیا:

"تمام لوگوں میں اللہ کے نزدیک محبوب وہ آدمی ہے جو انسانوں کو زیادہ نفع پہنچانے والا ہو اور اعمال میں اللہ کے نزدیک زیادہ پسندیدہ یہ ہے کہ تو کسی مسلمان کو خوش کردے۔ اس طرح کہ اس کی مصیبت و مشکل دور کرے یا اس کی بھوک مٹادے اور یہ بات کہ میں کسی بھائی کے ساتھ اس کی ضرورت پوری کرنے کے لیے جاؤں مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ میں (نبی ﷺ کی) اس مسجد میں اعتکاف کروں اور جس شخص نے اپنا غصہ اس حال میں پی لیا کہ اگر وہ چاہتا تو اپنے غصہ کو پورا کرلیتا تو قیامت کے روز اللہ اس کے دل کو اپنی خوشنودی سے بھر دے گا اور جو اپنے بھائی کے ساتھ اس کی ضرورت پوری کرنے کی خاطر چلا اور اس کی وہ ضرورت پوری کردی تو اللہ اس کے دونوں قدموں کو اس دن ثبات بخشے گا جب قدم لڑکھڑا رہے ہوں گے۔"

نبی ﷺ کا ارشاد ہے: "جو شخص اپنے بھائی کی حاجت پوری کرے گا تو اللہ اس کی ضرورت پوری کرنے میں لگا رہے گا اور جو کسی مسلمان کی کوئی مصیبت دور کرے گا تو خدا قیامت کی مصیبتوں میں سے کسی مصیبت کو اس سے دور فرمائے گا۔" (بخاری، مسلم)

اور آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ اپنے بندے کی مدد میں اس وقت تک لگا رہتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں لگا رہتا ہے۔" (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "کسی مسلمان کی حاجت پوری کرنے کا اجر وثواب دس سال کے اعتکاف سے بھی زیادہ ہے۔" (طبرانی)

اور حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جو آدمی اپنے مسلمان بھائی کے پاس خوشی اور مسرت کی بات لے کر پہنچا ہے اور اس بات سے اس کو خوش کردیتا ہے تو خدا قیامت کے دن اس بندے کو خوش کردے گا۔" (طبرانی)

۱۹۔ بہترین رازدار بنیے۔ دوست آپ پر اعتماد کرکے آپ سے دل کی بات کہہ دے تو اس کی حفاظت کیجیے۔ اور کبھی دوست کے اعتماد کو ٹھیس نہ لگایئے۔ اپنے سینے کو رازوں کا محفوظ دفینہ بنایئے تاکہ دوست بغیر کسی جھجک کے ہر معاملہ میں مشورہ لے سکے۔ اور آپ دوست کو اچھے مشورے دے سکیں اور تعاون کرسکیں۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ حفصہؓ جب بیوہ ہوئیں تو میں عثمانؓ سے ملا اور کہا کہ اگر تم چاہو تو حفصہ کا نکاح تم سے کر دوں، عثمانؓ نے جواب دیا میں اس معاملے پر غور کروں گا، میں نے کئی راتوں تک ان کا انتظار کیا پھر عثمانؓ مجھ سے ملے اور بولے میرا ابھی شادی کرنے کا خیال نہیں ہے، پھر میں ابو بکر کے پاس گیا اور کہا اگر آپ پسند فرمائیں تو حفصہؓ کو اپنی زوجیت میں لے سکتے ہیں۔ وہ خاموش رہے اور کوئی جواب نہیں دیا مجھے ان کی خاموشی بہت کھلی، عثمانؓ سے بھی زیادہ کھلی۔ اس طرح کئی دن گزر گئے پھر نبی ﷺ نے حفصہؓ کا پیغام بھیجا اور میں نے نبی ﷺ سے حفصہؓ کا نکاح کر دیا۔ اس کے بعد ابو بکرؓ مجھ سے ملے اور فرمایا: تم نے مجھ سے حفصہؓ کا ذکر کیا تھا اور میں نے خاموشی اختیار کی تھی ہو سکتا ہے تمہیں میری خاموشی سے تکلیف ہوئی ہو۔ میں نے کہا ہاں تکلیف تو ہوئی تھی۔

فرمایا: مجھے معلوم تھا کہ رسول اللہ ﷺ کا خود ایسا خیال ہے اور یہ آپ کا ایک راز تھا جس کو میں ظاہر کرنا نہ چاہتا تھا۔ اگر نبی ﷺ ذکر نہ فرماتے تو میں ضرور قبول کر لیتا۔ (بخاری)

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میں لڑکوں میں کھیل رہا تھا کہ اتنے میں نبی ﷺ تشریف لائے اور ہمیں سلام کیا پھر اپنی ایک ضرورت بتا کر مجھے بھیجا مجھے اس کام کے کرنے میں دیر لگی۔ کام سے فارغ ہو کر جب میں گھر گیا تو ماں نے پوچھا: اتنی دیر کہاں لگائی! میں نے کہا: نبی ﷺ نے اپنی ایک ضرورت سے بھیجا تھا۔ بولیں کیا ضرورت تھی؟ میں نے کہا وہ راز کی بات ہے۔ ماں نے کہا دیکھو رسول اللہ ﷺ کا راز کسی کو نہ بتانا۔ (مسلم)

۲۰۔ اجتماعی اخلاق میں ایسی وسعت، ہمہ جہتی، تحمل اور سمائی پیدا کیجیے کہ ہر ذوق وطبیعت اور ہر فکر و رجان رکھنے والا آپ کی ذات میں غیر معمولی کشش محسوس کرے اور آپ ہر ایک کے مخصوص ذوق و رجان اور مخصوص افتاد طبع کی رعایت کرتے ہوئے ایسا حکیمانہ سلوک کیجیے کہ کسی کے جذبات کو ٹھیس نہ لگے۔ ہر ایک کو اپنے مخصوص ذوق کے پیمانے سے ناپنے کی غیر حکیمانہ کوشش نہ کیجیے اور نہ ہر ایک کو اپنی افتاد طبع پر ڈھالنے کی ناکام اور مہمل کوشش کیجیے، ذوق وطبیعت کا اختلاف ایک فطری حسن ہے فطرت کے حسن کو مصنوعی حسن کی بجا توقع میں مسخ نہ کیجیے۔ ہر دوست کو اس کے فطری مقام پر رکھتے ہوئے اس سے دلچسپی لیجیے اور اس کی قدر و عظمت کیجیے اور اپنے ہمہ گیر اخلاق کے ذریعہ اس کو اپنی ذات سے وابستہ رکھنے کی کوشش کیجیے۔

نبی ﷺ کی ہمہ جہتی عبقریت ہی کا یہ کمال تھا کہ ہر ذوق اور ہر طبیعت کا انسان آپ کی مجلس میں سکون پاتا اور اپنی افتاد طبع کی حکیمانہ رعایت پاتے ہوئے کوئی ادنیٰ اجنبیت بھی محسوس نہ کرتا۔ آپ کی مجلس میں ابو بکرؓ جیسے سراپا حلم و شفقت بھی تھے اور عمر فاروقؓ جیسے برہنہ شمشیر بھی، حسان بن ثابتؓ جیسے جنگ سے لرزنے والے بھی اور علیؓ جیسے فاتح خیبر بھی، ابوذر غفاری جیسے فقیر منش، غم پسند بھی، اور عبدالرحمن بن عوفؓ جیسے صاحب دولت و جمال بھی۔ لیکن نبی ﷺ کے وسعت اخلاق، اعلیٰ کردار، اور حسن فکر و تدبیر کا کمال یہ تھا کہ یہ بھی سب نبی ﷺ کی ذات سے بے مثال والہانہ عشق رکھتے اور نبی ﷺ بھی ان کا اس قدر لحاظ رکھتے کہ ہر ایک یہ سمجھتا کہ شاید نبی ﷺ سب سے زیادہ مجھی کو چاہتے ہیں، اور اس وسعت اخلاق، حسن فکر و تدبیر اور غیر معمولی ایثار کی بدولت آپ نے صحابہ کرامؓ کا وہ مثالی جتھہ تیار کیا جن میں طبیعتوں کے باہمی اختلاف کے باوجود وہ بے مثال یکجہتی، غیر معمولی اتحاد و تعاون اور قابل رشک الفت و لگاؤ تھا کہ انسانی تاریخ اپنے ان صفحات کو بجا طور پر اپنی طویل عمر کا حاصل سمجھتی ہے۔

آپ کی دوستیاں درحقیقت اسی وقت کامیاب اور پائیدار ہو سکتی ہیں جب آپ اجتماعی اخلاق میں حکیمانہ لچک اور غیر معمولی صبر و تحمل پیدا کریں اور دوستانہ تعلقات میں رواداری، عفو و درگزر، فیاضانہ برتاؤ، جذباتی ایثار، باہمی مراعات، کسر و انکسار، ایک دوسرے کے جذبات کا پاس و لحاظ اور خیر خواہی کا ضروری حد تک اہتمام کریں۔ نبی ﷺ کے چند واقعات سے اندازہ کیجیے کہ آپ کس عالی ظرفی، فراخ دلی، تحمل و بردباری اور رواداری

کے ساتھ لوگوں کی فطری ضروریات، جذبات اور کمزوریوں کا لحاظ فرماتے تھے۔ "میں نماز کے لیے آتا ہوں اور جی چاہتا ہے کہ لمبی نماز پڑھاؤں پھر کسی بچے کے رونے کی آواز کان میں آتی ہے تو میں نماز کو مختصر کر دیتا ہوں کیونکہ مجھ پر یہ بات انتہائی گراں ہے کہ میں نماز کو طول دے کر بچے کی ماں کو زحمت میں مبتلا کروں۔" (بخاری)

حضرت مالک بن الحویرثؓ فرماتے ہیں کہ "ہم چند ہم عمر نوجوان دین کا علم حاصل کرنے کے لیے نبی ﷺ کے یہاں پہنچے۔ ہم نے بیس دن آپ ﷺ کے یہاں قیام کیا، نبی ﷺ انتہائی رحیم و نرم معاملہ کرنے والے تھے۔ (جب آپ ﷺ کے یہاں رہتے ہوئے ہمیں بیس دن ہو گئے تو) آپ ﷺ نے محسوس کیا کہ ہم گھر جانے کے شوق میں ہیں تو آپ ﷺ نے ہم سے پوچھا تم اپنے گھروں میں اپنے پیچھے کن کن لوگوں کو چھوڑ آئے ہو۔ ہم نے گھر کے حالات بتائے تو آپ ﷺ نے فرمایا جاؤ اپنے بیوی بچوں میں واپس جاؤ اور ان کے درمیان رہ کر انہیں بھی وہ سکھاؤ جو تم نے سیکھا ہے۔ اور انہیں بھلے کاموں کی تلقین کرو اور فلاں فلاں نماز فلاں وقت پڑھو اور جب نماز کا وقت آجائے تو تم میں سے کوئی اذان دے اور جو تم لوگوں میں علم واخلاق کے لحاظ سے بڑھا ہوا ہو وہ نماز پڑھائے۔" (بخاری، مسلم)

حضرت معاویہ بن حکم سلمیؓ اپنا قصہ سناتے ہیں کہ "میں نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا کہ اتنے میں ایک آدمی کو چھینک آئی، نماز پڑھتے ہی میری زبان سے: یرحمک اللہ "نکل گیا تو لوگ مجھے گھورنے لگے میں نے کہا خدا تمہیں سلامت رکھے مجھے کیوں گھور رہے ہو! پھر جب میں نے دیکھا کہ وہ مجھ سے خاموش رہنے کو کہہ رہے ہیں تو میں خاموش ہو گیا جب نبی ﷺ نماز سے فارغ ہو گئے........ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں میں نے نبی ﷺ سے زیادہ بہتر تعلیم و تربیت کرنے والا نہ تو پہلے دیکھا نہ بعد میں۔ آپ ﷺ نے نہ تو مجھے ڈانٹا، نہ مارا اور نہ برا بھلا کہا، صرف اتنا کہا: "یہ نماز ہے، نماز میں بات چیت کرنا مناسب نہیں۔ نماز تو نام ہے اللہ کی پاکی بیان کرنے کا، اس کی بڑائی بیان کرنے کا اور قرآن پڑھنے کا۔" (مسلم)

۲۱۔ دعا کا خصوصی اہتمام کیجیے خود بھی دوستوں کے لیے دعا کیجیے اور ان سے بھی دعا کی درخواست کیجیے۔ دعا دوستوں کے سامنے بھی کیجیے اور ان کی عدم موجودگی میں بھی، عدم موجودگی میں دوستوں کا خیال کر کے اور ان کا نام لے کر بھی دعا کیجیے۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں: "میں نے نبی ﷺ سے عمرہ کی اجازت چاہی۔" آپ ﷺ نے اجازت دیتے ہوئے فرمایا: "اے میرے بھائی اپنی دعاؤں میں ہمیں نہ بھولنا۔" حضرت عمرؓ کہتے ہیں: "مجھے اس بات سے اتنی خوشی ہوئی کہ اگر اس کے بدلے مجھے پوری دنیا بھی ملتی تو اتنی خوشی نہ ہوتی۔"

نبی ﷺ کا ارشاد ہے کہ: "جب کوئی مسلمان اپنے مسلمان بھائی کے لیے غائبانہ دعا کرتا ہے تو اللہ اس کو قبول فرماتا ہے اور دعا کرنے والے کے سرہانے ایک فرشتہ مقرر رہتا ہے کہ جب وہ شخص اپنے بھائی کے لیے اچھی دعا کرتا ہے تو فرشتہ آمین کہتا ہے اور کہتا ہے تیرے لیے بھی وہی کچھ ہے جو تو اپنے بھائی کے لیے مانگ رہا ہے۔" (صحیح مسلم)

اپنی مخلصانہ دعاؤں میں اللہ سے درخواست کرتے رہیے کہ الٰہی! ہمارے دلوں سے بغض و عناد اور کدورتوں کو غبار سے دھو دے اور ہمارے سینوں کو خلوص و محبت سے جوڑ دے اور ہمارے تعلقات کو باہمی اتحاد والفت کے ذریعے خوشگوار بنا۔

قرآن پاک کی اس دعا کا بھی اہتمام کیجیے:

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَ لِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَ لَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ

"اے ہمارے رب! ہماری اور ہمارے بھائیوں کی مغفرت فرما جو ایمان میں ہم سے سبقت لے گئے اور ہمارے دلوں میں ایک دوسرے کے خلاف کینہ اور کدورت نہ رہنے دے۔ اے ہمارے رب! تو بڑا ہی مہربان اور بہت ہی رحم فرمانے والا ہے۔"

میزبانی کے آداب

۱۔ مہمان کے آنے پر خوشی اور محبت کا اظہار کیجیے اور نہایت خوش دلی، مسرت قلب اور عزت و اکرام کے ساتھ اس کا استقبال کیجیے۔ تنگ دلی، بے رخی، سرد مہری، اور کڑھن کا اظہار ہر گز نہ کیجیے۔

نبی ﷺ کا ارشاد ہے: "جو لوگ اللہ اور یوم آخر پر یقین رکھتے ہیں انہیں اپنے مہمان کی خاطر تواضع کرنی چاہیے۔" (بخاری، مسلم)

خاطر تواضع کرنے میں وہ ساری ہی باتیں داخل ہیں جو مہمان کے اعزاز و اکرام، آرام و راحت، سکون و مسرت اور تسکین جذبات کے لیے ہوں، خندہ پیشانی اور خوش اخلاقی سے پیش آنا، ہنسی خوشی کی باتوں سے دل بہلانا، عزت و اکرام کے ساتھ بیٹھنے لیٹنے کا انتظام کرنا۔ اپنے معزز دوستوں سے تعارف اور ملاقات کرانا، اس کی ضروریات کا لحاظ رکھنا، نہایت خوش دلی اور فراخی کے ساتھ کھانے پینے کا انتظام کرنا اور خود بنفس نفیس خاطر مدارت میں لگے رہنا یہ سب ہی باتیں "اکرام ضیف" میں داخل ہیں۔

"نبی ﷺ کے پاس جب معزز مہمان آتے تو آپ ﷺ خود بنفس نفیس ان کی خاطر داری فرماتے۔"

جب آپ ﷺ مہمان کو اپنے دستر خوان پر کھانا کھلاتے تو بار بار فرماتے: "اور کھایئے اور کھایئے۔" جب مہمان خوب آسودہ ہو جاتا اور انکار کرتا تب آپ ﷺ اصرار سے باز آتے۔

۲۔ مہمان کے آنے پر سب سے پہلے اس سے سلام دعا کیجیے اور خیر و عافیت معلوم کیجیے۔ قرآن میں ہے:

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ الْمُكْرَمِيْنَ o اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا قَالَ سَلٰمٌ o (الذاریات)

"کیا آپ کو ابراہیمؑ کے معزز مہمانوں کی حکایت بھی پہنچی ہے کہ جب وہ ان کے پاس آئے تو آتے ہی سلام کیا۔ ابراہیمؑ نے جواب میں سلام کیا۔"

۳۔ دل کھول کر مہمان کی خاطر تواضع کیجیے اور جو اچھے سے اچھا میسر ہو مہمان کے سامنے فوراً پیش کیجیے۔ حضرت ابراہیمؑ کے مہمان جب آئے تو حضرت ابراہیمؑ فوراً ان کے کھانے پینے کے انتظام میں لگ گئے اور جو موٹا تازہ بچھڑا انہیں میسر تھا اسی کا گوشت بھون کر مہمانوں کی خدمت میں پیش کیا۔

قرآن میں ہے:

فَرَاغَ اِلٰٓى اَهْلِهٖ فَجَآءَ بِعِجْلٍ سَمِيْنٍ فَقَرَّبَهٗٓ اِلَيْهِمْ

"تو جلدی سے گھر میں جا کر ایک موٹا تازہ بچھڑا (ذبح کر کے بھنوا) لائے اور مہمانوں کے سامنے پیش کیا۔"

فَرَاغَ اِلٰٓى اَهْلِهٖ کا مفہوم یہ بھی ہے کہ وہ چپکے سے گھر میں مہمانوں کی خاطر تواضع کرنے کا انتظام کرنے کے لیے چلے گئے اس لیے کہ مہمانوں کو دکھا کر اور جتا کر ان کے کھانے پینے اور خاطر تواضع کرنے کی دوڑ دھوپ ہو گی تو وہ شرم اور میزبان کی تکلیف کی وجہ سے منع کریں گے اور پسند نہ کریں گے کہ ان کی وجہ سے میزبان کسی غیر معمولی زحمت میں پڑے اور پھر میزبان کے لیے مواقع نہ ہو گا کہ وہ خاطر خواہ خاطر داری کر سکے۔

نبی ﷺ نے مہمان کی خاطر داری پر جس انداز سے ابھارا ہے اس کا نقشہ کھینچتے ہوئے حضرت ابو شریحؓ فرماتے ہیں:

"میری ان دو آنکھوں نے دیکھا اور ان دو کانوں نے سنا جب کہ نبی ﷺ یہ ہدایت دے رہے تھے۔ جو لوگ اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہوں، انہیں اپنے مہمانوں کی خاطر تواضع کرنی چاہیے مہمان کے انعام کا موقع پہلا شب و روز ہے۔" (بخاری، مسلم)

پہلے شب و روز کی میزبانی کو انعام سے تعبیر کرنے کا مفہوم یہ ہے کہ جس طرح انعام دینے والا دل کی انتہائی خوشی اور محبت کے گہرے جذبات کے ساتھ انعام دیتے ہوئے روحانی سرور محسوس کرتا ہے، ٹھیک یہی کیفیت پہلے شب و روز میں میزبان کی ہونی چاہیے اور جس طرح انعام لینے والا

مسرت وشادمانی کے جذبات سے سرشار انعام دینے والے کے احساسات کی قدر کرتے ہوئے اپنا حق سمجھ کو انعام وصول کرتا ہے، ٹھیک اسی کیفیت کا مظاہرہ پہلے شب وروز میں مہمان کو بھی کرنا چاہیے اور بغیر کسی جھجھک کے اپنا حق سمجھتے ہوئے خوشی اور قربت کے جذبات کے ساتھ میزبان کی پیش کش قبول کرنی چاہیے۔

۴۔ مہمان کے آتے ہی اس کی انسانی ضرورتوں کا احساس کیجیے۔ رفع حاجت کے لیے پوچھیے۔ منہ ہاتھ دھونے کا انتظام کیجیے، ضرورت ہو تو غسل کا انتظام بھی کیجیے، کھانے پینے کا وقت نہ ہو جب بھی معلوم کیجیے اور اس خوش اسلوبی سے کہ مہمان تکلف میں انکار نہ کرے کمرے میں لیٹنے بیٹھنے کا جو نظم ہو وہ مہمان کو بتادیجیے۔

۵۔ ہر وقت مہمان کے پاس دھرنا مارے بیٹھے نہ رہیے اور اسی طرح رات گئے تک مہمان کو پریشان نہ کیجیے، تاکہ مہمان کو آرام کرنے کا موقع ملے اور وہ پریشانی محسوس نہ کرے۔ حضرت ابراہیمؑ کے پاس جب مہمان آئے تو ان کے کھانے پینے کا انتظام کرنے کے لیے مہمانوں سے کچھ دیر کے لیے لگ ہو گئے۔

۶۔ مہمانوں کے کھانے پینے پر مسرت محسوس کیجیے، تنگ دلی، کڑھن اور کوفت محسوس نہ کیجیے۔ مہمان زحمت نہیں بلکہ رحمت اور خیر و برکت کا ذریعہ ہوتا ہے اور خدا جس کو آپ کے یہاں بھیجتا ہے اس کا رزق بھی اتار دیتا ہے، وہ آپ کے دستر خوان پر آپ کی قسمت کا نہیں کھاتا بلکہ اپنی قسمت کا کھاتا ہے اور آپ کے اعزاز واکرام میں اضافہ کا باعث بنتا ہے۔

۷۔ مہمان کی عزت وآبرو کا بھی لحاظ رکھیے اور اس کی عزت وآبرو کو اپنی عزت وآبرو سمجھیے۔ آپ کے مہمان کی عزت پر کوئی حملہ کرے تو اس کو اپنی غیرت وحمیت کے خلاف چیلنج سمجھیے۔

قرآن میں ہے کہ جب حضرت لوطؑ کے مہمانوں پر بستی کے لوگ بدنیتی کے ساتھ حملہ آور ہوئے تو وہ مدافعت کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا: "یہ لوگ میرے مہمان ہیں ان کے ساتھ بدسلوکی کر کے مجھے رسوانہ کرو، ان کی رسوائی میری رسوائی ہے۔"

قَالَ اِنَّ ہٰٓؤُلَآءِ ضَیْفِیْ فَلَا تَفْضَحُوْنِ o وَاتَّقُوا اللّٰہَ وَلَا تُخْزُوْنِ o

"لوطؑ نے کہا: "بھائیو! یہ میرے مہمان ہیں مجھے رسوانہ کرو۔ اللہ سے ڈرو اور میری بے عزتی سے باز رہو۔"

۸۔ تین دن تک انتہائی شوق وولولے کے ساتھ میزبانی کے تقاضے پورے کیجیے۔ تین دن کی ضیافت مہمان کا حق ہے اور حق ادا کرنے میں مومن کو انتہائی فراخ دل ہونا چاہیے۔ پہلا دن خصوصی خاطر مدارت کا ہے اس لیے پہلے روز مہمان نوازی کا پورا پورا اہتمام کیجیے...... بعد کے دو دنوں میں اگر وہ غیر معمولی اہتمام نہ رہ سکے تو کوئی مضائقہ نہیں، نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

وَالضِّیَافَۃُ ثَلَاثَۃُ اَیَّامٍ فَمَا بَعْدَ ذٰلِکَ فَھُوَ لَہٗ صَدَقَۃٌ (بخاری ، مسلم)

"اور مہمان نوازی تین دن تک ہے اس کے بعد میزبان جو کچھ کرے گا وہ اس کے لیے صدقہ ہوگا۔"

۹۔ مہمان کی خدمت کو اپنا اخلاقی فرض سمجھیے اور مہمان کو ملازموں یا بچوں کے حوالے کرنے کے بجائے خود اس کی خدمت اور آرام کے لیے کمربستہ رہیے۔ نبی ﷺ معزز مہمانوں کی مہمان نوازی خود فرماتے تھے۔ حضرت امام شافعیؒ جب امام مالکؒ کے ہاں جا کر بطور مہمان ٹھہرے تو امام مالکؒ نے نہایت عزت واحترام سے انہیں ایک کمرے میں سلا دیا۔ سحر کے وقت امام شافعیؒ نے سنا کہ کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا اور بڑی ہی شفقت سے آواز دی: "آپ پر اللہ کی رحمت ہو نماز کا وقت ہو گیا ہے۔" امام شافعیؒ فوراً اٹھے کیا دیکھتے ہیں کہ امام مالک ہاتھ میں پانی کا بھرا ہوا لوٹا لیے کھڑے ہیں۔ امام شافعیؒ کو کچھ شرم سی محسوس ہوئی۔ امام مالکؒ تاڑ گئے اور نہایت محبت کے ساتھ بولے: "بھائی! تم کوئی خیال نہ کرو۔ مہمان کی خدمت تو کرنا ہی چاہیے۔"

۱۰۔ مہمان کو ٹھہرانے کے بعد، بیت الخلاء بتا دیجیے۔ پانی کا لوٹا دے دیجیے، قبلے کا رخ بتا دیجیے، نماز کی جگہ اور مصلے وغیرہ مہیا کر دیجیے۔ امام شافعیؒ کو امام مالکؒ کے خادم نے ایک کمرے میں ٹھہرانے کے بعد کہا: "حضرت قبلہ کا رخ یہ ہے، پانی کا برتن یہاں رکھا ہے، بیت الخلاء اس طرف ہے۔"

۱۱۔ کھانے کے لیے جب ہاتھ دھلائیں تو پہلے خود ہاتھ دھو کر دستر خوان پر پہنچیے اور پھر مہمان کے ہاتھ دھلوایئے، امام مالکؒ نے جب یہی عمل کیا، تو امام شافعیؒ نے اس کی وجہ پوچھی، تو فرمایا: "کھانے سے پہلے میزبان کو پہلے ہاتھ دھونا چاہیے اور دستر خوان پر پہنچ کر مہمان کو خوش آمدید کہنے کے لیے تیار ہو جانا چاہیے اور کھانے کے بعد مہمانوں کے ہاتھ دھلوانے چاہئیں اور سب کے بعد میزبان کو ہاتھ دھونے چاہئیں ہو سکتا ہے کہ اٹھتے اٹھتے کوئی اور پہنچے۔

۱۲۔ دستر خوان پر خورد و نوش کا سامان اور برتن وغیرہ مہمان کی تعداد سے کچھ زیادہ رکھیے ہو سکتا ہے کہ کھانے کے دوران کوئی اور صاحب آجائیں اور پھر ان کے لیے انتظام کرنے کو دوڑنا بھاگنا پڑے اور اگر برتن اور سامان پہلے سے موجود ہو گا تو آنے والا بھی سبکی کے بجائے مسرت اور عزت افزائی محسوس کرے گا۔

۱۳۔ مہمان کے لیے ایثار سے کام لیجیے۔ خود تکلیف اٹھا کر اس کو آرام پہنچایئے۔

ایک مرتبہ نبی ﷺ کی خدمت میں ایک شخص آیا اور بولا حضور ﷺ! میں بھوک سے بے تاب ہوں، آپ ﷺ نے اپنی کسی بیوی کے یہاں کہلایا، کھانے کے لیے جو کچھ موجود ہے بھیج دو۔ جواب آیا، اس اللہ کی قسم جس نے آپ ﷺ کو پیغمبر بنا کر بھیجا ہے یہاں تو پانی کے سوا اور کچھ نہیں ہے پھر آپ ﷺ نے دوسری بیوی یہاں کہلا بھیجا، وہاں سے بھی یہی جواب آیا۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ نے ایک ایک کر کے سب بیویوں کے یہاں کہلوایا اور سب کے یہاں سے اسی طرح کا جواب آیا۔

اب آپ ﷺ اپنے صحابیوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا آج رات کے لیے کون اس مہمان کو قبول کرتا ہے۔ ایک انصاری صحابیؓ نے کہا: "یا رسول اللہ ﷺ! میں قبول کرتا ہوں۔

انصاری مہمان کو اپنے گھر لے گئے اور گھر جا کر بیوی کو بتایا: "میرے ساتھ یہ رسول اللہ ﷺ کے مہمان ہیں ان کی خاطر داری کرو۔" بیوی نے کہا: "میرے پاس تو صرف بچوں کے لائق کھانا ہے۔" صحابیؓ نے کہا: "بچوں کو کسی طرح بہلا کر سلا دو اور جب مہمان کے سامنے کھانا رکھو تو کسی بہانے چراغ بجھا دینا اور کھانے پر مہمان کے ساتھ بیٹھ جانا تاکہ اس کو محسوس ہو کہ ہم بھی کھانے میں شریک ہیں۔"

اس طرح مہمان نے تو پیٹ بھر کر کھایا اور گھر والوں نے ساری رات فاقے سے گزاری۔ صبح جب یہ صحابیؓ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے دیکھتے ہی فرمایا: تم دونوں نے رات اپنے مہمان کے ساتھ جو حسن سلوک کیا وہ اللہ کو بہت ہی پسند آیا۔ (بخاری، مسلم)

۱۴۔ اگر آپ کے مہمان نے کبھی کسی موقع پر آپ کے ساتھ بے مروتی اور روکھے پن کا سلوک کیا ہو تب بھی آپ اس کے ساتھ نہایت فراخ دل، وسعتِ ظرف اور فیاضی کا سلوک کیجیے۔

حضرت ابوالاحوص جشمیؒ اپنے والد کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ ایک بار انہوں نے نبی ﷺ سے پوچھا: "اگر کسی کے پاس میرا گزر ہو اور وہ میری ضیافت اور مہمان کا حق ادا نہ کرے اور پھر کچھ دنوں کے بعد اس کا گزر میرے پاس ہو تو کیا میں اس کی مہمانی کا حق ادا کروں؟ یا اس (بے مروتی اور بے رخی) کا بدلہ اسے چکھاؤں؟ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: "نہیں بلکہ تم بہر حال اس کی مہمانی کا حق ادا کرو۔" (مشکوٰۃ)

۱۵۔ مہمان سے اپنے حق میں خیر و برکت کی دعا کے لیے درخواست کیجیے بالخصوص اگر مہمان نیک، دیندار اور صاحب فضل ہو۔ حضرت عبداللہ بن بسرؓ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ میرے والد کے یہاں مہمان ٹھہرے۔ ہم نے آپ ﷺ کے سامنے ہریسہ پیش کیا۔ آپ ﷺ نے تھوڑا سا تناول فرمایا پھر ہم نے کھجوریں پیش کیں، آپ ﷺ کھجوریں کھاتے تھے اور گٹھلیاں شہادت کی انگلی اور بیچ کی انگلی میں پکڑ پکڑ کر پھینکتے جاتے تھے پھر

پینے کے لیے کچھ پیش کیا گیا۔آپ ﷺ نے نوش فرمایااور اپنے دائیں طرف بیٹھنے والے کے آگے بڑھادیا جب آپ ﷺ تشریف لے جانے لگے تو والد محترم نے آپ ﷺ کی سواری کی لگام پکڑلی اور درخواست کی کہ حضور ﷺ ہمارے لیے دعا فرمائیں........ اور نبی ﷺ نے دعا فرمائی:
اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَھُمْ فِیْمَا رَزَقْتَھُمْ وَاغْفِرْلَھُمْ وَارْحَمْھُمْ
"الٰہی !تونے ان کو جو رزق دیا ہے اس میں برکت فرما۔ان کی مغفرت فرمااور ان پر رحم کر۔"

مہمانی کے آداب

ا۔کسی کے یہاں مہمان جائیں تو حسب حیثیت میز بان،یا میز بان کے بچوں کے لیے کچھ تحفے تحائف لیتے جایئے اور تحفے میں میز بان کے ذوق اور پسند کا لحاظ کیجیے۔تحفوں اور ہدیوں کے تبادلے سے محبت اور تعلق کے جذبات بڑھتے ہیں اور تحفہ دینے والے کے لیے دل میں گنجائش پیدا ہوتی ہے۔

۲۔جس کے یہاں بھی مہمان بن کر جائیں کوشش کریں کہ تین دن سے زیادہ نہ ٹھہریں الاّ یہ کہ خصوصی حالات ہوں اور میز بان ہی شدید اصرار کرے۔

نبی ﷺ کا ارشاد ہے:"مہمان کے لیے جائز نہیں کہ وہ میز بان کے ہاں اتنا ٹھہرے کہ اس کو پریشانی میں مبتلا کردے۔"(الادب المفرد)
اور صحیح مسلم میں ہے کہ "مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی کے یہاں اتنا ٹھہرے کہ اس کو گنہگار کردے۔"لوگوں نے کہا:"یارسول اللہ ﷺ ! گنہگار کیسے کرے گا؟فرمایا:"اس طرح کہ وہ اس کے پاس اتنا ٹھہرے کہ میز بان کے پاس ضیافت کے لیے کچھ نہ رہے۔"

۳۔ہمیشہ دوسروں کے ہی مہمان نہ بنیے،دوسروں کو بھی اپنے یہاں آنے کی دعوت دیجیے اور دل کھول کر خاطر تواضع کیجیے۔

۴۔مہمانی میں جائیں تو موسم کے لحاظ سے ضروری سامان اور بستر وغیرہ لے کر جایئے۔جاڑے میں خاص طور پر بغیر بستر کے ہر گز نہ جایئے ورنہ میز بان کو ناقابل برداشت تکلیف ہوگی اور یہ ہر گز مناسب نہیں کہ مہمان میز بان کے لیے وبالِ جان بن جائے۔

۵۔میز بان کی مصروفیات اور ذمہ داری کا بھی لحاظ رکھیے اور اس کا اہتمام کیجیے کہ آپ کی وجہ سے میز بان کی مصروفیات متاثر نہ ہوں اور ذمہ داریوں میں خلل نہ پڑے۔

۶۔میز بان سے طرح طرح کے مطالبے نہ کیجیے،وہ آپ کی خاطر مدارت اور دل جوئی کے لیے از خود جو اہتمام کرے اسی پر میز بان کا شکریہ ادا کیجیے، اور اس کو کسی بے جا مشقت میں نہ ڈالیے۔

۷۔اگر آپ میز بان کی خواتین کے لیے غیر محرم ہیں تو میز بان کی غیر موجودگی میں بلاوجہ ان سے گفتگو نہ کیجیے نہ ان کو آپس کی گفتگو پر کان نہ لگایئے اور اس انداز سے رہیے کہ آپ کی گفتگو اور طرز عمل سے انہیں کوئی پریشانی بھی نہ ہو،اور کسی وقت بے پردگی بھی نہ ہونے پائے۔

۸۔اور اگر کسی وجہ سے آپ میز بان کے ساتھ نہ کھانا چاہیں یا روزے سے ہوں تو نہایت اچھے انداز میں معذرت کریں اور میز بان کے لیے خیر وبرکت کی دعا مانگیں۔

جب حضرت ابراہیمؑ نے آنے والے مہمانوں کے سامنے پُر تکلف کھانا رکھا اور وہ ہاتھ کھینچتے ہی رہے تو حضرت ابراہیمؑ نے درخواست کی:"آپ حضرات کھاتے کیوں نہیں؟"جواب میں فرشتوں نے حضرت کو تسلی دیتے ہوئے کہا:"آپ ناگوار نہ محسوس فرمائیں،دراصل ہم کھا نہیں سکتے ہم تو صرف آپ کو ایک لائق بیٹے کے پیدا ہونے کی خوش خبری دینے آئے ہیں۔"

۹۔جب کسی کے ہاں دعوت میں جائیں تو کھانے پینے کے بعد میز بان کے لیے کشادہ روزی، خیر و برکت اور مغفرت ورحمت کی دعا کیجیے۔ حضرت الہیثم ابن تیہانؓ نے نبی ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہؓ کی دعوت کی، جب سب لوگ کھانے سے فارغ ہوئے تو نبی ﷺ نے فرمایا: "اپنے بھائی کا صلہ دو۔" صحابہؓ نے پوچھا: "صلہ کیا دیں؟ یا رسول اللہ ﷺ!" فرمایا "جب آدمی اپنے بھائی کے یہاں جائے اور وہاں کھائے پیئے تو اس کے حق میں خیر و برکت کی دعا کرے، یہ اس کا صلہ ہے۔" (ابو داؤد)

نبی ﷺ ایک بار حضرت سعد بن عبادہؓ کے یہاں تشریف لے گئے۔ حضرت سعدؓ نے روٹی اور زیتون پیش کیا۔ آپ ﷺ نے تناول فرمایا اور یہ دعا فرمائی:

اَفْطَرَ عِنْدَكُمُ الصَّائِمُوْنَ وَ اَكَلَ طَعَامَكُمُ الْاَبْرَارُ وَصَلَّتْ عَلَيْكُمُ الْمَلَائِكَةُ (ابوداؤد)

"تمہارے یہاں روزے دار روزہ افطار کریں، نیک لوگ تمہارا کھانا کھائیں اور فرشتے تمہارے لیے رحمت و مغفرت کی دعا کریں۔"

مجلس کے آداب

۱۔ ہمیشہ اچھے لوگوں کی صحبت میں بیٹھنے کی کوشش کیجیے۔

۲۔ مجلس میں جو گفتگو ہو رہی ہو، اس میں حصہ لیجیے مجلس کی گفتگو میں شریک نہ ہونا اور ماتھے پر شکنیں ڈالے بیٹھے رہنا، غرور کی علامت ہے، مجلس میں صحابہ کرامؓ جس گفتگو میں مصروف ہوتے نبی ﷺ بھی اسی گفتگو میں شریک رہتے، مجلس میں غمگیں اور مضمحل ہو کر نہ بیٹھیے۔ مسکراتے چہرے کے ساتھ ہشاش بشاش ہو کر بیٹھیے۔

۳۔ کوشش کیجیے کہ آپ کی کوئی مجلس اللہ اور آخرت کے ذکر سے خالی نہ رہے اور جب آپ محسوس کریں کہ حاضرین دینی گفتگو میں دلچسپی نہیں لے رہے ہیں تو گفتگو کا رخ کسی دنیوی مسئلہ کی طرف پھیر دیں اور پھر جب مناسب موقع پائیں تو گفتگو کا رخ حکمت کے ساتھ دینی موضوع کی طرف پھیرنے کی کوشش کریں۔

۴۔ مجلس میں جہاں جگہ ملے بیٹھ جایئے، مجمع کو چیرتے اور کودتے پھلانگتے آگے جانے کی کوشش نہ کیجیے۔ ایسا کرنے سے پہلے آنے والوں اور بیٹھنے والوں کو بھی تکلیف ہوتی ہے اور ایسا کرنے والوں میں بھی اپنی بڑائی کا احساس اور غرور پیدا ہوتا ہے۔

۵۔ مجلس میں سے کسی بیٹھے ہوئے آدمی کو اٹھا کر اس کی جگہ بیٹھنے کی کوشش نہ کیجیے، یہ انتہائی بُری عادت ہے اس سے دوسروں کے دل میں نفرت اور کدورت بھی پیدا ہوتی ہے اور اپنے کو بڑا سمجھنے اور اہمیت جتانے کا اظہار بھی ہوتا ہے۔

۶۔ اگر مجلس میں لوگ گھیر اڈالے بیٹھے ہوں تو ان کے بیچ میں نہ بیٹھیے یہ سخت قسم کی بد تمیزی اور مسخرہ پن ہے۔ نبی ﷺ نے ایسا کرنے والے پر لعنت بھیجی ہے۔

۷۔ مجلس میں بیٹھے ہوئے لوگوں میں سے اگر کوئی کسی ضرورت سے اٹھ کر چلا جائے تو اس کی جگہ پر قبضہ نہ کیجیے۔ اس کی جگہ محفوظ رکھیے ہاں اگر یہ معلوم ہو جائے کہ وہ شخص اب واپس نہ آئے گا تو پھر بے تکلف اس جگہ بیٹھ سکتے ہیں۔

۸۔ اگر مجلس میں دو آدمی ایک دوسرے کے قریب بیٹھ گئے ہوں تو ان کو اجازت لیے بغیر الگ الگ نہ کیجیے کیونکہ آپس کی بے تکلفی یا محبت یا کسی اور مصلحت سے قریب بیٹھے ہوں گے اور ان کو الگ الگ کرنے سے ان کے دل کو تکلیف ہو گی۔

۹۔ مجلس میں کسی امتیازی جگہ پر بیٹھنے سے پرہیز کیجیے، کسی کے یہاں جائیں تو وہاں بھی اس کی معزز جگہ پر بیٹھنے کی کوشش نہ کیجیے۔ ہاں اگر وہ خود ہی اصرار کرے تو بیٹھنے میں کوئی حرج نہیں اور مجلس میں ہمیشہ ادب سے بیٹھے، پاؤں پھیلا کر یا پنڈلیاں کھول کر نہ بیٹھے۔

۱۰۔ یہ کوشش نہ کیجیے کہ آپ بہر حال صدر کے قریب ہی بیٹھیں بلکہ جہاں جگہ ملے بیٹھ جایئے اور اس طرح بیٹھیے کہ بعد میں آنے والوں کو جگہ ملنے اور بیٹھنے میں کوئی زحمت نہ ہو اور جب لوگ زیادہ آجائیں تو سمٹ کر بیٹھ جایئے اور آنے والوں کو کشادہ دلی سے جگہ دے دیجیے۔

۱۱۔ مجلس میں کسی کے سامنے یا ارد گرد کھڑا نہ رہنا چاہیے، تعظیم کا یہ طریقہ اسلامی مزاج کے خلاف ہے۔

۱۲۔ مجلس میں دو آدمی آپس میں چپکے چپکے باتیں نہ کریں اس سے دوسروں کو یہ احساس بھی ہوتا ہے کہ انہوں نے ہمیں اپنی راز کی باتوں میں شریک کرنے کے قابل نہ سمجھا اور یہ بدگمانی بھی ہوتی ہے کہ شاید ہمارے بارے میں کوئی بات کہہ رہے ہوں۔

۱۳۔ مجلس میں جو کچھ کہنا ہو، صدر مجلس سے اجازت لے کر کہیے اور گفتگو یا سوال و جواب میں ایسا انداز اختیار نہ کیجیے کہ آپ ہی صدر مجلس معلوم ہونے لگیں، یہ خود نمائی بھی ہے اور صدر مجلس کے ساتھ زیادتی بھی۔

۱۴۔ ایک وقت میں ایک ہی شخص کو بولنا چاہیے اور ہر شخص کی بات غور سے سننا چاہیے۔ اپنی بات کہنے کے لیے ایسی بے تابی نہیں ہونی چاہیے کہ سب بیک وقت بولنے لگیں اور مجلس میں ہڑبونگ ہونے لگے۔

۱۵۔ مجلس میں جو باتیں راز کی ہوں ان کو جگہ جگہ بیان نہ کرنا چاہیے۔ مجلس کا یہ حق ہے کہ اس کے رازوں کی حفاظت کی جائے۔

۱۶۔ مجلس میں جس موضوع پر گفتگو ہو رہی ہو، جب تک اس کے بارے میں کچھ طے نہ ہو جائے دوسرا موضوع نہ چھیڑیے اور نہ دوسروں کی بات کاٹ کر اپنی بات شروع کیجیے، اگر کبھی کوئی ایسی ضرورت پیش آجائے کہ آپ کے لیے فوراً بولنا ضروری ہو تو بولنے والے سے پہلے اجازت لے لیجیے۔

۱۷۔ صدر مجلس کو مسائل پر گفتگو کرتے وقت سارے ہی حاضرین کی طرف توجہ رکھنی چاہیے اور دائیں بائیں ہر طرف رخ پھیر پھیر کر باتیں کرنی چاہیے اور آزادی کے ساتھ ہر ایک کو اظہار کا موقع دینا چاہیے۔

۱۸۔ مجلس برخاست ہونے سے پہلے یہ دعا پڑھیے اور پھر مجلس برخاست کیجیے۔

اَللّٰھُمَّ اقْسِمْ لَنَا مِنْ خَشْیَتِکَ مَا تَحُوْلُ بَیْنَنَا وَ بَیْنَ مَعْصِیَتِکَ وَ مِنْ طَاعَتِکَ مَا تُبَلِّغُنَا بِہٖ جَنَّتَکَ ، وَ مِنَ الْیَقِیْنِ مَا تُھَوِّنُ بِہٖ عَلَیْنَا مَضَارَ الدُّنْیَا ۔ اَللّٰھُمَّ مَتِّعْنَا بِاَسْمَاعِنَا وَ اَبْصَارِنَا وَ قُوَّتِنَا مَا اَحْیَیْتَنَا وَ اجْعَلْہُ الْوَارِثَ مِنَّا ، وَاجْعَلْ ثَارَنَا عَلٰی مَنْ ظَلَمَنَا وَانْصُرْنَا عَلٰی مَنْ عَادَانَا وَ لَا تَجْعَلْ مُصِیْبَتَنَا فِیْ دِیْنِنَا وَ لَا تَجْعَلِ الدُّنْیَا اَکْبَرَ ھَمِّنَا، وَ لَا مَبْلَغَ عِلْمِنَا وَ لَا تَسَلِّطْ عَلَیْنَا مَنْ لَا یَرْحَمُنَا۔ (ترمذی)

"الٰہی! تو ہمیں اپنا خوف اور اپنی خشیت نصیب کر جو ہمارے اور معصیت کے درمیان آڑ بن جائے اور وہ فرماں برداری دے جو ہمیں تیری جنت میں پہنچا دے اور ہمیں وہ پختہ یقین عطا فرما جس سے ہمارے لیے دنیا کے نقصانات ہیچ ہو جائیں۔ الٰہی! تو جب تک ہمیں زندہ رکھے، ہمیں ہماری سننے، دیکھنے کی قوتوں اور جسمانی توانائیوں سے فائدہ اٹھانے کا موقع دے اور اس خیر کو ہمارے بعد بھی برقرار رکھ اور جو ہم پر ظلم کرے اس سے ہمارا بدلہ لے اور جو ہم سے دشمنی کرے اس پر ہمیں غلبہ عطا فرما اور ہمیں دین کی آزمائش میں مبتلا نہ کر اور دنیا کو ہمارا مقصود اعظم نہ بنا اور نہ دنیا کو ہمارے علم و بصیرت کی انتہا ٹھہرا اور نہ ہم پر اس شخص کو قابو دے جو ہم پر رحم نہ کرے۔"

سلام کے آداب

۱۔ جب کسی مسلمان بھائی سے ملاقات ہو تو اس سے اپنے تعلق اور مسرت کا اظہار کرنے کے لیے "السلام علیکم" کہیے۔ قرآن پاک میں ہے:

وَ اِذَا جَآءَکَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِاٰیٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَیْکُمْ (انعام 54/6)

"اے نبی ﷺ! جب آپ ﷺ کے پاس وہ لوگ آئیں جو ہماری آیات پر ایمان لاتے ہیں تو ان سے کہیے ,,السلام علیکم،،۔"

اس آیت میں نبی ﷺ سے خطاب کرتے ہوئے بالواسطہ امت کو یہ اصولی تعلیم دی گئی ہے کہ مسلمان جب بھی مسلمان سے ملے تو دونوں ہی جذبات محبت و مسرت کا تبادلہ کریں اور اس کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ وہ ایک دوسرے کے لیے سلامتی اور عافیت کی دعا کریں۔ایک السلام علیکم کہے تو دوسرا وعلیکم السلام کہے۔ سلام باہمی الفت و محبت کو بڑھانے اور استوار کرنے کا ذریعہ ہے۔

نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

"تم لوگ جنت میں نہیں جا سکتے جب تک مومن نہیں بنتے اور تم مومن نہیں بن سکتے جب تک کہ ایک دوسرے سے محبت نہ کرو میں تمہیں وہ تدبیر کیوں نہ بتادوں جس کو اختیار کر کے تم آپس میں ایک دوسرے سے محبت کرنے لگو، آپس میں سلام کو پھیلاؤ۔"(مشکوٰۃ)

۲۔ہمیشہ اسلامی طریقے پر سلام کیجیے۔ کسی سے ہم کلام ہوں یا مکاتبت کریں۔ ہمیشہ کتاب و سنت کے بتائے یہ الفاظ ہی استعمال کیجیے اس اسلامی طریقے کو چھوڑ کر سوسائٹی کے رائج کیے ہوئے الفاظ و انداز اختیار نہ کیجیے۔اسلام کا بتایا ہوا یہ انداز خطاب نہایت سادہ، بامعنی اور پُر اثر بھی ہے اور سلامتی و عافیت کی جامع ترین دعا بھی۔آپ جب اپنے کسی بھائی سے ملتے ہوئے السلام علیکم کہتے ہیں تو اس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ خدا تم کو ہر قسم کی سلامتی اور عافیت سے نوازے۔ خدا تمہارے جان و مال کو سلامت رکھے۔ گھر بار کو سلامت رکھے، اہل و عیال اور متعلقین کو سلامت رکھے۔ دین و ایمان کو سلامت رکھے دنیا بھی سلامت رہے اور آخرت بھی، خدا تمہیں ان سلامتیوں سے بھی نوازے جو میرے علم میں ہیں اور ان سلامتیوں سے بھی نوازے جو میرے علم میں نہیں ہیں۔ میرے دل میں تمہارے لیے نصح و خیر خواہی، محبت و خلوص اور سلامتی و عافیت کے انتہائی گہرے جذبات ہیں۔اس لیے تم میری طرف سے کبھی کوئی اندیشہ محسوس نہ کرنا۔ میرے طرز عمل سے تمہیں کوئی دکھ نہ پہنچے گا۔ سلام کے لفظ پر الف لام داخل کر کے اور السلام علیکم کہہ کر آپ مخاطب کے لیے سلامتی اور عافیت کی ساری دعائیں سمیٹ لیتے ہیں۔آپ اندازہ کیجیے کہ اگر یہ الفاظ شعور کے ساتھ سمجھ کر آپ اپنی زبان سے نکالیں تو مخاطب کی ملاقات پر قلبی مسرت کا اظہار کرنے اور خلوص و محبت، خیر خواہی اور وفاداری کے جذبات کو ظاہر کرنے کے لیے اس سے بہتر الفاظ کیا ہو سکتے ہیں۔السلام علیکم کے الفاظ سے بھائی کا استقبال کر کے آپ یہ کہتے ہیں کہ آپ کو وہ ہستی سلامتی سے نوازے جو عافیت کا سرچشمہ اور سراپا سلام ہے۔ جس کا نام ہی السلام ہے اور وہی سلامتی اور عافیت پا سکتا ہے جس کو وہ سلامت رکھے اور جس کو وہ سلامتی سے محروم کر دے۔ وہ دونوں جہان میں سلامتی سے محروم ہے۔

نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

"السلام" اللہ کے نام میں سے ایک نام ہے، جس کو خدا نے زمین میں (زمین والوں کے لیے) رکھ دیا ہے۔ پس "السلام" کو آپس میں خوب پھیلاؤ۔"(الادب المفرد)

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "اللہ نے جب حضرت آدمؑ کو پیدا فرمایا تو ان کو فرشتوں کی ایک جماعت کے پاس بھیجتے ہوئے حکم دیا کہ جاؤ اور ان بیٹھے ہوئے فرشتوں کو سلام کرو اور وہ سلام کے جواب میں جو دعا دیں اس کو غور سے سننا اور محفوظ رکھنا اس لیے کہ یہی تمہاری اور تمہاری اولاد کی دعا ہو گی۔ چنانچہ حضرت آدمؑ فرشتوں کے پاس پہنچے اور کہا "السلام علیکم" فرشتوں نے جواب میں کہا: "السلام علیک ورحمۃ اللہ "یعنی "ورحمۃ اللہ" کا اضافہ کر کے جواب دیا۔ (بخاری، مسلم)

قرآن حکیم میں ہے کہ فرشتے جب مومنوں کی روح قبض کرنے آتے ہیں تو آکر السلام علیکم کہتے ہیں:

كَذٰلِكَ يَجْزِي اللّٰهُ الْمُتَّقِيْنَ الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ طَيِّبِيْنَ ۙ يَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (النحل:32,31)

"ایسی ہی جزا دیتا ہے خدا متقی لوگوں کو، ان متقی لوگوں کو جن کی روحیں پاکیزگی کی حالت میں جب فرشتے قبض کرتے ہیں تو کہتے ہیں: "السلام علیکم" جاؤ جنت میں داخل ہو جاؤ اپنے اعمال (صالحہ) کے صلہ میں۔"

جنت کے دروازوں پر جب یہ متقی لوگ پہنچیں گے تو جنت کے ذمہ دار بھی انہی الفاظ کے ساتھ ان کا شاندار خیر مقدم کریں گے:

وَسِيْقَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ اِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَآءُوْهَا وَ فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَ قَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ (الزمر:73)

"اور جو لوگ پاکیزگی اور فرماں برداری کی زندگی گزارتے رہے۔ ان کے جتھے جنت کی طرف روانہ کر دیے جائیں گے اور جب وہ وہاں پہنچیں گے تو اس کے دروازے پہلے ہی سے (ان کے استقبال میں) کھلے ہوئے ہوں گے۔ تو جنت کے ذمہ داران سے کہیں گے "السلام علیکم" بہت ہی اچھے رہے داخل ہو جاؤ اس جنت میں ہمیشہ کے لیے۔"

اور جب یہ لوگ جنت میں داخل ہو جائیں گے تو فرشتے جنت کے ہر ہر دروازے سے داخل ہو کر اس کو السلام علیکم کہیں گے۔

وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ۚ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ (الرعد:23)

اور فرشتے ہر ہر دروازے سے ان کے استقبال کے لیے آئیں گے اور ان سے کہیں گے۔ "السلام علیکم" صلہ ہے تمہارے صبر و ثبات کی روش کا پس کیا ہی خوب ہے یہ آخرت کا گھر۔"

اور اہل جنت آپس میں خود بھی ایک دوسرے کا استقبال انہی کلمات کے ساتھ کریں گے:

دَعْوٰىهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَ تَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ (یونس:۱۰)

"وہاں ان کی زبان پر یہ صدا ہو گی کہ "اے خدا تو پاک و برتر ہے اور ان کی باہمی دعا یہ ہو گی کہ "سلام" (ہو تم پر)۔"

اور اللہ کی طرف سے بھی ان کے سلام و رحمت کی صدائیں ہوں گی۔

اِنَّ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِيْ شُغُلٍ فٰكِهُوْنَ ۝ هُمْ وَ اَزْوَاجُهُمْ فِيْ ظِلٰلٍ عَلَى الْاَرَآئِكِ مُتَّكِـُٔوْنَ ۝ لَهُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ وَّلَهُمْ مَّا يَدَّعُوْنَ ۝ سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ (یسین:55-58)

"جنت والے اس دن عیش و نشاط کے مشغلوں میں ہوں گے۔ وہ اور ان کی بیگمات گھنے سایوں میں مسہریوں پر تکیہ لگائے (شاد کام بیٹھے) ہوں گے۔ ان کے لیے جنت میں ہر قسم کے لذیذ میوے ہوں گے اور وہ سب کچھ ہو گا جو وہ طلب کریں گے۔ رب رحیم کی جانب سے ان کے لیے سلام کی صدا ہے۔" غرض جنت میں مومنوں کے لیے چار سو سلام ہی سلام کی صدا ہو گی۔

لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا تَاْثِيْمًا ۝ اِلَّا قِيْلًا سَلٰمًا سَلٰمًا (واقعہ:26,25)

"نہ وہ وہاں بے ہودہ بکواس سنیں گے اور نہ گناہ کی باتیں بس (ہر سو) سلام ہی کی صدا ہو گی۔"

کتاب و سنت کی ان واضح ہدایات اور شہادتوں کے ہوتے ہوئے مومن کے لیے کسی طرح جائز نہیں کہ وہ اللہ اور رسول ﷺ کے بتائے طریقے کو چھوڑ کر اظہار محبت و مسرت کے لیے دوسرے طریقے اختیار کرے۔

۳۔ ہر مسلمان کو سلام کیجیے چاہے اس سے پہلے سے تعارف اور تعلقات ہوں یا نہ ہوں۔ ربط اور تعارف کے لیے اتنی بات بالکل کافی ہے کہ وہ آپ کا مسلمان بھائی ہے اور مسلمان کے لیے مسلمان کے دل میں محبت و خلوص اور خیر خواہی اور وفاداری کے جذبات ہونا ہی چاہئیں۔ ایک شخص نے نبی ﷺ سے پوچھا اسلام کا بہترین عمل کون سا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "غریبوں کو کھانا کھلانا اور ہر مسلمان کو سلام کرنا، چاہے تمہاری اس سے جان پہچان ہو یا نہ ہو۔" (بخاری، مسلم)

۴۔ جب آپ اپنے گھر میں داخل ہوں تو گھر والوں کو سلام کیجیے۔ قرآن میں ہے:

فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً ؕ (النور:61)

"پس جب تم اپنے گھروں میں داخل ہوا کرو تو اپنے (گھر والوں) کو سلام کیا کرو، دعائے خیر اللہ کی طرف سے تعلیم کی ہوئی بڑی ہی بابرکت اور پاکیزہ۔"

حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ مجھے نبی ﷺ نے تاکید فرمائی پیارے بیٹے! جب تم اپنے گھر میں داخل ہوا کرو تو گھر والوں کو سلام کیا کرو۔ یہ تمہارے گھر والوں کے لیے خیر و برکت ہے۔" (ترمذی)

اسی طرح جب آپ کسی دوسرے کے گھر جائیں تو گھر میں داخل ہونے سے پہلے سلام کیجیے، سلام کیے بغیر گھر کے اندر نہ جایئے۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَ تُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا (النور:27)

"اے مومنو! اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں داخل نہ ہوا کرو جب تک کہ گھر والوں کی رضا نہ لے لو اور گھر والوں کو سلام نہ کر لو۔"

حضرت ابراہیمؑ کے پاس جب فرشتے معزز مہمانوں کی حیثیت سے پہنچے تو انہوں نے آکر سلام کیا اور ابراہیمؑ نے جواب میں ان کو سلام کیا۔

۵۔ چھوٹے بچوں کو بھی سلام کیجیے۔ یہ بچوں کو سلام سکھانے کا بہترین طریقہ بھی ہے اور نبی ﷺ کی سنت بھی۔ حضرت انسؓ بچوں کے پاس سے گزرے تو ان کو سلام کیا اور فرمایا نبی ﷺ بھی ایسا ہی کرتے تھے۔ (بخاری، مسلم)

اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ خط میں بھی بچوں کو سلام لکھا کرتے تھے۔ (الادب المفرد)

۶۔ خواتین، مردوں کو سلام کر سکتی ہیں اور مرد بھی خواتین کو سلام کر سکتے ہیں۔ حضرت اسماء انصاریہؓ فرماتی ہیں کہ میں اپنی سہیلیوں میں بیٹھی ہوئی تھی کہ نبی ﷺ کا ہمارے پاس سے گزر ہوا تو آپ ﷺ نے ہم لوگوں کو سلام کیا۔ (الادب المفرد)

اور حضرت ام ہانیؓ فرماتی ہیں کہ "میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی آپ ﷺ اس وقت غسل فرما رہے تھے میں نے آپ ﷺ کو سلام کیا تو آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کون ہو؟ میں نے کہا ام ہانی ہوں۔ فرمایا خوب! خوش آمدید۔"

۷۔ زیادہ سے زیادہ سلام کرنے کی عادت ڈالیے اور سلام کرنے میں کبھی بخل نہ کیجیے۔ آپس میں زیادہ سے زیادہ سلام کیا کیجیے، سلام کرنے سے محبت بڑھتی ہے اور خدا ہر دکھ اور نقصان سے محفوظ رکھتا ہے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

"میں تمہیں ایسی تدبیر بتاتا ہوں جس کو اختیار کرنے سے تمہارے مابین دوستی اور محبت بڑھ جائے گی، آپس میں کثرت سے ایک دوسرے کو سلام کیا کرو۔" (مسلم)

اور آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا: "سلام" کو خوب پھیلاؤ خدا تم کو سلامت رکھے گا۔"

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ کے صحابہؓ بہت زیادہ سلام کیا کرتے تھے۔ سلام کی کثرت کا حال یہ تھا کہ اگر کسی وقت آپ ﷺ کے ساتھی کسی درخت کی اوٹ میں ہو جاتے اور پھر سامنے آتے تو پھر سلام کرتے اور آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

"جو شخص اپنے مسلمان بھائی سے ملے تو اس کو سلام کرے اور اگر درخت یا دیوار یا پتھر بیچ میں اوٹ بن جائے اور پھر اس کے سامنے آئے تو اس کو پھر سلام کرے۔" (ریاض الصالحین)

حضرت طفیلؒ کہتے ہیں کہ میں اکثر حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہوتا اور آپؓ کے ہمراہ بازار جایا کرتا۔ پس جب ہم دونوں بازار جاتے تو حضرت عبداللہ بن عمرؓ جس کے پاس سے بھی گزرتے اس کو سلام کرتے، چاہے وہ کوئی کباڑیہ ہوتا، چاہے کوئی دکاندار ہوتا، چاہے کوئی غریب اور مسکین ہوتا، غرض کوئی بھی ہوتا آپؓ اس کو سلام ضرور کرتے۔

ایک دن میں آپؓ کی خدمت میں آیا تو آپؓ نے کہا چلو بازار چلیں۔ میں نے کہا حضرت بازار جا کے کیا کیجیے گا۔آپؓ نہ تو کسی سودے کی خریداری کے لیے کھڑے ہوتے ہیں نہ کسی مال کے بارے میں معلومات کرتے ہیں۔نہ مول بھاؤ کرتے ہیں۔نہ بازار کی محفلوں میں بیٹھتے ہیں۔آیئے یہیں بیٹھ کر کچھ بات چیت کریں۔ حضرتؓ نے فرمایا: "اے ابو بطن!(توند والے)ہم تو صرف سلام کرنے کی عرض سے بازار جاتے ہیں کہ ہمیں جو ملے ہم اسے سلام کریں۔"(موطاامام مالکؒ)

۸۔ سلام اپنے مسلمان بھائی کا حق تصور کیجیے اور اس حق کو ادا کرنے میں فراخ دلی کا ثبوت دیجیے۔ سلام کرنے میں کبھی بخل نہ کیجیے۔

نبی ﷺ کا ارشاد ہے: "کہ ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر یہ حق ہے کہ جب مسلمان بھائی سے ملے تو اس کو سلام کرے۔"(مسلم)

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ سب سے بڑا بخیل وہ ہے جو سلام کرنے میں بخل کرے۔(الادب المفرد)

۹۔ سلام کرنے میں ہمیشہ پہل کیجیے اور اگر کبھی اللہ نہ کرے کسی سے ان بن ہو جائے تب بھی سلام کرنے اور صلح صفائی کرنے میں پہل کیجیے۔

نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

"وہ آدمی اللہ کے زیادہ قریب ہے جو سلام کرنے میں پہل کرتا ہے۔"(ابو داؤد)

اور آپ ﷺ نے فرمایا: "کسی مسلمان کے لیے یہ بات جائز نہیں کہ وہ اپنے مسلمان بھائی سے تین دن سے زیادہ تک قطع تعلق کیے رہے کہ جب دونوں ملیں تو ایک ادھر کترا جائے اور دوسرا اُدھر،ان میں افضل وہ ہے جو سلام میں پہل کرے۔"(الادب المفرد)

نبی ﷺ سے کسی نے پوچھا کہ جب دو آدمی ایک دوسرے سے ملیں تو ان دونوں میں سے کون پہلے سلام کرے۔ فرمایا: "جو ان دونوں میں اللہ کے نزدیک زیادہ بہتر ہو۔"(ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سلام میں پہل کرنے کا اتنا اہتمام فرماتے کہ کوئی شخص اس سے سلام کرنے میں پہل نہیں کر پاتا تھا۔

۱۰۔ ہمیشہ زبان سے السلام علیکم کہہ کر سلام کیجیے اور ذرا اونچی آواز سے سلام کیجیے تاکہ وہ شخص سن سکے جس کو آپ سلام کر رہے ہیں۔البتہ اگر کہیں زبان سے السلام علیکم کہنے کے ساتھ ہاتھ یا سر سے اشارہ کرنے کی ضرورت ہو تو کوئی مضائقہ نہیں۔ مثلاً آپ جس کو سلام کر رہے ہیں وہ دور ہے اور خیال ہے کہ آپ کی آواز اس تک نہ پہنچ سکے گی یا کوئی بہرہ ہے اور آپ کی آواز نہیں سن سکتا۔ تو ایسی حالت میں اشارہ بھی کیجیے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جب کسی کو سلام کرو تو اپنا سلام اس کو سناؤ اس لیے کہ سلام اللہ کی طرف سے نہایت پاکیزہ اور برکت والی دعا ہے۔"(الادب المفرد)

۱۱۔ اپنے بڑوں کو سلام کرنے کا اہتمام کیجیے،جب آپ پیدل چل رہے ہوں اور کچھ لوگ بیٹھے ہوں تو بیٹھنے والوں کو سلام کیجیے اور جب آپ کسی چھوٹی ٹولی کے ساتھ ہوں اور کچھ زیادہ لوگوں سے ملاقات ہو جائے تو سلام کرنے میں پہل کیجیے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

"چھوٹا شخص بڑے کو،چلنے والا بیٹھے ہوئے کو،اور تھوڑے افراد زیادہ لوگوں کو سلام کرنے میں پہل کریں۔"(الادب المفرد)

۱۲۔ اگر آپ سواری پر چل رہے ہوں۔ تو پیدل چلنے والوں اور راہ میں بیٹھے ہوئے لوگوں کو سلام کیجیے۔

نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

"سواری پر چلنے والے،پیدل چلنے والوں کو اور پیدل چلنے والے بیٹھے ہوئے لوگوں کو اور تھوڑے آدمی زیادہ آدمیوں کو سلام کرنے میں پہل کریں۔(الادب المفرد)

۱۳۔ کسی کے ہاں ملنے جائیں،یا کسی کی بیٹھک یا نشست گاہ میں پہنچیں،یا کسی مجمع کے پاس سے گزریں یا کسی مجلس میں پہنچیں تو پہنچتے وقت بھی سلام کیجیے اور جب وہاں سے رخصت ہونے لگیں تب بھی سلام کیجیے۔

نبی ﷺ کا ارشاد ہے:
"جب تم کسی مجلس میں پہنچو تو سلام کرو۔ اور جب وہاں سے رخصت ہونے لگو تو پھر سلام کرو اور یاد رکھو کہ پہلا سلام دوسرے سلام سے زیادہ مستحق اجر نہیں ہے (کہ جاتے وقت تو آپ سلام کا بڑا اہتمام کریں اور جب رخصت ہونے لگیں تو سلام نہ کریں اور رخصتی سلام کو کوئی اہمیت نہ دیں)۔(ترمذی)

۱۴۔ مجلس میں جائیں تو پوری مجلس کو سلام کیجیے، مخصوص طور پر کسی کا نام لے کر سلام نہ کیجیے۔ ایک دن عبداللہؓ مسجد میں تھے کہ ایک سائل آیا اور اس نے آپؓ کا نام لے کر سلام کیا۔ حضرت نے فرمایا: "اللہ نے سچ فرمایا اور رسول اللہ ﷺ نے تبلیغ کا حق ادا کر دیا۔" اور پھر آپؓ اُٹھ کر گھر تشریف لے گئے اور لوگ انتظار میں بیٹھے رہے کہ آپؓ کے فرمانے کا مطلب کیا ہے۔ خیر جب آپؓ تشریف لائے تو حضرت طارقؓ نے پوچھا: "حضرت! ہم لوگ آپؓ کی بات کا مطلب نہ سمجھ سکے؟ تو فرمایا: نبی ﷺ کا ارشاد ہے کہ قیامت کے قریب لوگ مجلسوں میں لوگوں کو مخصوص کر کے سلام کرنے لگیں گے۔" (الادب المفرد)

۱۵۔ اگر اپنے کسی بزرگ یا عزیز اور دوست کو کسی دوسرے کے ذریعے سلام کہلانے کا موقع ہو یا کسی کے خط میں سلام لکھوانے کا موقع ہو تو اس موقع سے ضرور فائدہ اٹھایئے اور سلام کہلوایئے۔

حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ نبی ﷺ نے مجھ سے فرمایا: "عائشہ! جبرائیل علیہ السلام تم کو سلام کہہ رہے ہیں، میں نے کہا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔(بخاری، مسلم)

۱۶۔ اگر آپ کسی ایسی جگہ پہنچیں جہاں کچھ لوگ سو رہے ہوں تو ایسی آواز میں سلام کیجیے کہ جاگنے والے سن لیں اور سونے والوں کی نیند میں خلل نہ پڑے۔

حضرت مقدادؓ فرماتے ہیں کہ ہم نبی ﷺ کے لیے کچھ دودھ رکھ لیا کرتے تھے جب آپ ﷺ رات گئے تشریف لاتے تو آپ ﷺ اس طرح سلام کرتے کہ سونے والا جاگے نہیں اور جاگنے والا سن لے۔ پس نبی ﷺ تشریف لائے اور حسب معمول سلام کیا۔(مسلم)

۱۷۔ سلام کا جواب نہایت خوش دلی اور خندہ پیشانی سے دیجیے، یہ مسلمان بھائی کا حق ہے، اس حق کو ادا کرنے میں کبھی بخل نہ دکھایئے۔

نبی ﷺ کا ارشاد ہے: "مسلمان پر مسلمان کے پانچ حق ہیں؛"

(۱)۔ سلام کا جواب دینا۔

(۲)۔ مریض کی عیادت کرنا۔

(۳)۔ جنازے کے ساتھ جانا۔

(۴)۔ دعوت قبول کرنا۔

(۵)۔ چھینک کا جواب دینا۔(متفق علیہ)

اور نبی ﷺ نے فرمایا: "راستوں میں بیٹھنے سے پرہیز کرو۔" لوگوں نے کہا: "یا رسول اللہ ﷺ! ہمارے لیے تو راستوں میں بیٹھنا تو ناگزیر ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: "اگر تمہارے لیے راستوں میں بیٹھنا ایسا ہی ضروری ہے تو بیٹھو لیکن راستے کا حق ضرور ادا کرو۔" لوگوں نے کہا: "راستے کا حق کیا ہے یا رسول اللہ ﷺ؟ فرمایا: "نگاہیں نیچی رکھنا، دکھ نہ دینا، سلام کا جواب دینا، اور نیکیوں کی تلقین کرنا، اور برائیوں سے روکنا۔" (متفق علیہ)

۱۸۔ سلام کے جواب میں وعلیکم السلام پر ہی اکتفاء نہ کیجیے بلکہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کے الفاظ کا اضافہ کیجیے۔

قرآن پاک میں ہے:

وَ اِذَا حُیِّیْتُمْ بِتَحِیَّةٍ فَحَیُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا ؕ (النساء:86)

"اور جب کوئی تمہیں دعا سلام کرے تو اس کو اس سے بہتر دعا دو یا پھر وہی الفاظ جواب میں کہہ دو۔"

مطلب یہ ہے کہ سلام کے جواب میں بخل نہ کرو۔ سلام کے الفاظ میں کچھ اضافہ کر کے اس سے بہتر دعا دو ورنہ کم از کم وہی الفاظ دہرا دو۔ بہر حال جواب ضرور دو۔ حضرت عمران بن حصینؓ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ تشریف فرما تھے کہ ایک آدمی آیا اور اس نے آکر "السلام علیکم" کہا۔ آپ ﷺ نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا دس (یعنی دس نیکیاں ملیں) پھر ایک دوسرا آدمی آیا اور اس نے السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہا آپ ﷺ نے سلام کا جواب دے دیا اور فرمایا بیس (یعنی بیس نیکیاں ملیں) اس کے بعد ایک تیسرا آدمی آیا اور اس نے آکر کہا: "السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ "آپ ﷺ نے جواب دیا اور فرمایا تیس (یعنی تیس نیکیاں ملیں)۔ (ترمذی)

حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ "ایک مرتبہ میں حضرت ابو بکرؓ کے پیچھے سوار تھا۔ ہم جن جن لوگوں کے پاس سے گزرتے۔ ابو بکرؓ انہیں السلام علیکم کہتے اور وہ جواب دیتے وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ! اور ابو بکرؓ کہتے السلام علیکم ورحمۃ اللہ تو لوگ جواب دیتے: "وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ و برکاتہ "اس پر ابو بکرؓ نے فرمایا آج تم لوگ فضیلت میں ہم سے بڑھ گئے۔ (الادب المفرد)

۱۹۔ جب کسی سے ملاقات ہو تو سب سے پہلے السلام علیکم کہیے، یک بارگی گفتگو شروع کر دینے سے پرہیز کیجیے۔ جو بات چیت بھی کرنی ہو سلام کے بعد کیجیے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

"جو کوئی سلام سے پہلے کچھ بات کرنے لگے اس کا جواب نہ دو۔"

۲۰۔ ان حالات میں سلام کرنے سے پرہیز کیجیے۔

(۱)۔ جب لوگ قرآن و حدیث پڑھنے پڑھانے یا سننے میں مصروف ہوں۔

(۲)۔ جب کوئی خطبہ دینے اور سننے میں مصروف ہو۔

(۳)۔ جو کوئی آذان یا تکبیر کہہ رہا ہو۔

(۴)۔ جب کسی مجلس میں کسی دینی موضوع پر گفتگو ہو رہی ہو یا کوئی کسی کو کوئی دینی احکام سمجھا رہا ہو۔

(۵)۔ جب استاد پڑھانے میں مصروف ہو۔

(۶)۔ جب کوئی قضائے حاجت کے لیے بیٹھا ہو۔

اور ذیل کے حالات میں نہ صرف سلام کرنے سے پرہیز کیجیے بلکہ اپنی بے تکلفی اور روحانی اذیت کا اظہار بھی حکمت کے ساتھ کیجیے۔

(۱)۔ جب کوئی فسق و فجور اور خلاف شرع لہو و لعب اور عیش و طرب میں مبتلا ہو کر دین کی توہین کر رہا ہو۔

(۲)۔ جب کوئی گالی گلوچ، بے ہودہ بکواس، جھوٹی سچی غیر سنجیدہ باتیں اور فحش مذاق کر کے دین کو بدنام کر رہا ہو،

(۳)۔ جب کوئی خلاف دین و شریعت افکار و نظریات کی تبلیغ کر رہا ہو اور لوگوں کو دین سے برگشتہ کرنے اور بدعت و بے دینی اختیار کرنے پر ابھار رہا ہو۔

(۴)۔ جب کوئی دینی عقائد و شعائر کی بے حرمتی کر رہا ہو، اور شریعت کے اصول و احکام کا مذاق اڑا کر اپنی اندرونی خباثت اور منافقت کا ثبوت دے رہا ہو۔

۲۱۔ یہود و نصاریٰ کو سلام کرنے میں پہل نہ کیجیے۔ قرآن شاہد ہے کہ یہود اپنی بد دینی، حق دشمنی، ظلم و درندگی، دجل و فریب اور خباثتِ نفس میں بدترین قوم ہے۔ اللہ نے اس پر بے پایاں انعامات کی بارش کی لیکن اس نے ہمیشہ ناشکری اور بد کرداری کا ثبوت دیا۔ یہی وہ قوم ہے جس نے اللہ کے بھیجے ہوئے برگزیدہ پیغمبروں تک کو قتل کر ڈالا۔ اس لیے مومن کو اس روش سے پرہیز کرنا چاہیے جس میں یہود کے اکرام و احترام کا شائبہ بھی ہو۔ بلکہ ایسی روش رکھنی چاہیے جس سے باربار ان کو محسوس ہو کہ حق کی بدترین مخالفت کا انجام ہمیشہ کی ذلت و مسکنت ہے۔

نبی ﷺ نے فرمایا:

"یہود و نصاریٰ کو سلام کرنے میں پہل نہ کیا کرو اور جب تم راہ میں ان سے ملو تو ان کو ایک طرف سمٹ جانے پر مجبور کر دو۔" (الادب المفرد)

یعنی اس طرح وقار اور دبدبے کے ساتھ گزرو کہ یہ راستے میں خود ایک طرف کو سمٹ کر تمہارے لیے راستہ کشادہ چھوڑ دیں۔

۲۲۔ جب کسی مجلس میں مسلمان اور مشرکین دونوں جمع ہوں تو وہاں سلام کیجیے۔ نبی اکرم ﷺ ایک بار ایسی مجلس کے پاس سے گزرے جس میں مسلم اور مشرک سب ہی شریک تھے تو آپ ﷺ نے ان سب کو سلام کیا۔ (الادب المفرد)

۲۳۔ اگر کسی غیر مسلم کو سلام کرنے کی ضرورت پیش آئے تو السلام علیکم نہ کہیے بلکہ آداب عرض، تسلیمات وغیرہ قسم کے الفاظ استعمال کیجیے اور ہاتھ یا سر سے بھی کوئی اشارہ نہ کیجیے جو اسلامی عقیدے اور اسلامی مزاج کے خلاف ہو۔

ہرقل کے نام نبی ﷺ نے جو مکتوب بھیجا تھا۔ اس میں سلام کے الفاظ یہ تھے:

سَلَامٌ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی

"سلام ہے اس پر جو ہدایت کی پیروی کرے۔"

۲۴۔ سلام کے بعد محبت و مسرت یا عقیدت کے اظہار کے لیے مصافحہ بھی کیجیے۔ نبی ﷺ خود بھی مصافحہ فرماتے اور آپ ﷺ کے صحابہؓ بھی آپس میں ملتے تو مصافحہ کرتے۔ آپ ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو مصافحہ کی تاکید فرمائی اور اس کی فضیلت اور اہمیت پر مختلف انداز سے روشنی ڈالی۔

حضرت قتادہؓ نے حضرت انس سے دریافت کیا: "کیا صحابہؓ میں مصافحہ کرنے کا رواج تھا؟ حضرت انس نے جواب دیا: "جی ہاں تھا۔" (بخاری)

حضرت سلمہ بن وردانؓ کہتے ہیں کہ: میں نے حضرت مالک بن انسؓ کو دیکھا کہ لوگوں سے مصافحہ کر رہے ہیں، مجھ سے پوچھا تم کون ہو؟ میں نے کہا: "بنی لیث کا غلام ہوں۔" آپ نے میرے سر پر تین بار ہاتھ پھیرا اور فرمایا: "خدا تمہیں خیر و برکت سے نوازے۔"

ایک بار جب یمن کے کچھ لوگ آئے تو نبی ﷺ نے صحابہؓ سے کہا: "تمہارے پاس یمن کے کچھ لوگ آئے ہیں اور آنے والوں میں یہ مصافحے کے زیادہ حق دار ہیں۔" (ابوداؤد)

حضرت حذیفہ بن یمانؓ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جب دو مومن ملتے ہیں اور سلام کے بعد مصافحے کے لیے ایک دوسرے کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے ہیں تو دونوں کے گناہ اس طرح جھڑ جاتے ہیں، جس طرح درخت سے (سوکھے) پتے۔" (طبرانی)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "مکمل سلام یہ ہے کہ مصافحہ کے لیے ہاتھ بھی ملائے جائیں۔"

۲۵۔ کوئی دوست، عزیز یا بزرگ سفر سے واپس آئے تو معانقہ بھی کیجیے۔ حضرت زید بن حارثہؓ جب مدینے آئے تو نبی ﷺ کے یہاں پہنچ کر دروازہ کھٹکھٹایا۔ آپ ﷺ اپنی چادر گھسیٹتے ہوئے دروازے پر پہنچے ان سے معانقہ کیا اور پیشانی کو بوسہ دیا۔ (ترمذی)

حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ جب صحابہ کرامؓ آپس میں ملتے تو مصافحہ کرتے اور اگر سفر سے واپس آتے تو معانقہ کرتے۔ (طبرانی)

عیادت کے آداب

۱۔ مریض کی عیادت ضرور کیجیے۔ عیادت کی حیثیت محض یہی نہیں ہے کہ وہ اجتماعی زندگی کی ایک ضرورت ہے یا باہمی تعاون، غمخواری کے جذبے کو ابھارنے کا ایک ذریعہ ہے، بلکہ یہ ایک مسلمان پر دوسرے مسلمان بھائی کا دینی حق ہے اور اللہ سے محبت کا ایک لازمی تقاضا ہے، اللہ سے تعلق رکھنے والا، اللہ کے بندوں سے بے تعلق نہیں ہو سکتا۔ مریض کی غم خواری، دردمندی اور تعاون سے غفلت برتنا در اصل اللہ سے غفلت ہے۔

نبی ﷺ کا ارشاد ہے: "قیامت کے روز اللہ فرمائے گا۔ "اے آدم کے بیٹے! میں بیمار پڑا اور تو نے میری عیادت نہیں کی؟ بندہ کہے گا: "پروردگار!

آپ ساری کائنات کے رب، بھلا میں آپ کی عیادت کیسے کرتا! اللہ کہے گا: میرا فلاں بندہ بیمار پڑا تو تو نے اس کی عیادت نہیں کی اگر تو اس کی عیادت کو جاتا تو مجھ وہاں پاتا (یعنی تو میری خوشنودی اور رحمت کا مستحق قرار پاتا)۔ (مسلم)

اور نبی ﷺ نے فرمایا:

"ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حقوق ہیں۔ پوچھا گیا یا رسول اللہ ﷺ! وہ کیا کیا ہیں؟ فرمایا:

- جب تم مسلمان بھائی سے ملو تو اس کو سلام کرو۔
- جب وہ تمہیں دعوت کے لیے مدعو کرے تو اس کی دعوت قبول کرو۔
- جب وہ تم سے نیک مشورے کا طالب ہو تو اس کی خیر خواہی کرو اور نیک مشورہ دو۔
- جب اس کو چھینک آئے اور وہ "الحمد للہ" کہے تو اس کے جواب میں کہو: "یرحمک اللہ۔"
- جب وہ بیمار پڑ جائے تو اس کی عیادت کرو۔
- اور جو وہ مر جائے تو اس کے جنازے کے ساتھ جاؤ۔ (مسلم)

اور نبی ﷺ نے یہ بھی فرمایا: "جس نے اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کی وہ جنت کے بالاخانے میں ہوگا۔ (الادب المفرد)

حضرت ابوہریرہؓ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

"جب کوئی بندہ اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کرتا ہے یا اس سے ملاقات کے لیے جاتا ہے تو ایک پکارنے والا آسمان سے پکارتا ہے تم اچھے رہے، تمہارا چلنا اچھا رہا، تم نے اپنے لیے جنت میں ٹھکانا بنالیا۔" (ترمذی)

۲۔ مریض کے سرہانے بیٹھ کر اس کے سر یا بدن پر ہاتھ پھیریے اور تسلی و تشفی کے کلمات کہیے تاکہ اس کا ذہن آخرت کے اجر و ثواب کی طرف متوجہ ہو، اور بے صبری اور شکوہ و شکایت کا کوئی کلمہ اس کی زبان پر نہ آئے۔

حضرت عائشہؓ بنت سعدؓ بیان کرتی ہیں کہ میرے والد نے اپنا قصہ سنایا کہ "میں ایک بار مکے میں سخت بیمار پڑا۔ نبی ﷺ میری عیادت کے لیے تشریف لائے۔ تو میں نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ! میں کافی مال چھوڑ رہا ہوں اور میری صرف ایک ہی بچی ہے۔ کیا میں اپنے مال میں سے دو تہائی کی وصیت کر جاؤں اور ایک تہائی بچی کے لیے چھوڑ دوں؟ فرمایا: "نہیں" میں نے کہا: "آدھے مال کی وصیت کر جاؤں اور آدھا لڑکی کے لیے چھوڑ جاؤں؟ فرمایا: "نہیں" تو میں نے عرض کیا: "یا رسول اللہ ﷺ! پھر ایک تہائی کی وصیت کر جاؤں؟ فرمایا: "ہاں ایک تہائی کی وصیت کر جاؤ اور ایک تہائی بہت ہے۔" اس کے بعد نبی ﷺ نے اپنا ہاتھ میری پیشانی پر رکھا اور میرے منہ پر، اور میرے پیٹ پر پھیرا، پھر دعا کی:

"اے اللہ سعد کو شفا عطا فرما۔ اور اس کی ہجرت کو مکمل فرما دے۔" اس کے بعد سے آج تک جب کبھی خیال آتا ہے تو نبی ﷺ کے دست مبارک کی ٹھنڈک اپنے جگر پر محسوس کرتا ہوں۔" (الادب المفرد)

حضرت زید بن ارقمؓ کہتے ہیں کہ ایک بار میری آنکھیں دکھنے آگئیں تو نبی ﷺ میری عیادت کے لیے تشریف لائے اور کہنے لگے زید! تمہاری آنکھ میں یہ تکلیف ہے تو تم کیا کرتے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ صبر و برداشت کرتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: "تم نے آنکھوں کی اس تکلیف میں صبر و برداشت سے کام لیا تو تمہیں اس کے صلے میں جنت نصیب ہو گی۔"

حضرت ابن عباسؓ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ جب کسی مریض کی عیادت کو جاتے تھے تو اس کے سرہانے بیٹھتے تھے اس کے بعد سات بار فرماتے:

اَسْأَلُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اَنْ يَّشْفِيَكَ

"میں عظیم اللہ سے جو عرش عظیم کا رب ہے۔ سوال کرتا ہوں کہ وہ تجھے شفا بخشے۔"

اور آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ دعا سات بار پڑھنے سے مریض ضرور شفایاب ہوگا، الّا یہ کہ اس کی موت ہی آگئی ہو۔ (مشکوٰۃ)

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ (ایک بوڑھی خاتون) ام السائب کی عیادت کو آئے۔ ام السائب بخار کی شدت میں کانپ رہی تھیں پوچھا کیا حال ہے؟ خاتون نے کہا۔ اللہ اس بخار سے سمجھے اس نے گھیر رکھا ہے۔ یہ سن کر نبی ﷺ نے فرمایا: "بخار کو برا بھلا نہ کہو! یہ مومن کے گناہوں کو اس طرح صاف کر دیتا ہے جیسے آگ کی بھٹی لوہے کے زنگ کو صاف کر دیتی ہے۔" (الادب المفرد)

۳۔ مریض کے پاس جا کر اس کی طبیعت کا حال پوچھیے اور اس کے لیے صحت کی دعا کیجیے۔ نبی اکرم ﷺ جب مریض کے پاس پہنچتے تو پوچھتے: "كَيْفَ تَجِدُكَ" کہیے طبیعت کیسی ہے؟ پھر تسلی دیتے اور فرماتے: "لَا بَأْسَ طُهُوْرٌ اِنْ شَآءَ اللّٰهَ" گھبرانے کوئی بات نہیں، اللہ نے چاہا تو یہ مرض جا رہا ہے گا اور یہ مرض گناہوں سے پاک ہونے کا ذریعہ ثابت ہوگا۔" اور تکلیف کی جگہ پر سیدھا پھیرتے ہوئے یہ دعا فرماتے:

اللهم اذهب الباس رب الناس اشفه و انت الشافی لا شفاء الا شفآئک شفاء لا يغادر سقما۔ (بخاری، مسلم)

"الٰہی! اس تکلیف کو دور فرما، اے انسانوں کے رب اس کو شفا عطا فرما۔ تو ہی شفا دینے والا ہے، تیرے سوا کسی سے شفا کی توقع نہیں، ایسی شفا بخش کہ بیماری کا نام و نشان نہ رہے۔"

۴۔ مریض کے پاس زیادہ دیر تک نہ بیٹھیے اور نہ شور و غوغا کیجیے۔ ہاں اگر مریض آپ کا کوئی بے تکلف دوست یا عزیز ہو اور وہ خود آپ کو دیر تک بٹھائے رکھنے کا خواہش مند ہو تو آپ ضرور اس کے جذبات کا احترام کیجیے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ مریض کے پاس زیادہ دیر تک نہ بیٹھنا اور شور و شغب نہ کرنا سنت ہے۔

۵۔ مریض کے متعلقین سے بھی مریض کا حال پوچھیے اور ہمدردی کا اظہار کیجیے اور جو خدمت اور تعاون کر سکتے ہو، ضرور کیجیے۔ مثلاً ڈاکٹر کو دکھانا، حال کہنا، دوا وغیرہ لانا اور اگر ضرورت ہو تو مالی امداد بھی کیجیے۔

حضرت ابراہیم بن ابی حیلہؒ کہتے ہیں: "ایک بار میری بیوی بیمار پڑ گئیں۔ میں ان دنوں حضرت ام الدرداءؓ کے پاس آیا جایا کرتا تھا۔ جب میں ان کے پاس پہنچتا تو فرماتیں کہو تمہاری بیوی کی طبیعت کیسی ہے؟ میں جواب دیتا ابھی تو بیمار ہیں پھر وہ کھانا منگواتیں اور میں ان کے یہاں بیٹھ کر کھانا کھاتا اور واپس جاتا۔ ایک دن جب میں پہنچا اور انہوں نے حال پوچھا تو میں نے بتایا کہ اللہ کے فضل و کرم سے اب قریب قریب اچھی ہو گئی ہیں۔ فرمانے لگیں جب تم کہتے تھے کہ بیوی بیمار ہیں تو میں تمہارے لیے کھانے کا انتظام کر دیا کرتی تھی اب جب وہ ٹھیک ہو گئی ہیں تو اس انتظام کی کیا ضرورت ہے۔"

۶۔ غیر مسلم مریض کی عیادت کے لیے بھی جائیے اور مناسب موقع پا کر حکمت کے ساتھ اس کو دین حق کی طرف متوجہ کیجیے، بیماری میں آدمی اللہ کی طرف نسبتاً زیادہ متوجہ ہوتا ہے اور قبولیت کا جذبہ بھی بالعموم زیادہ بیدار ہوتا ہے۔

حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ ایک یہودی لڑکا نبی ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا۔ ایک بار وہ بیمار پڑا تو آپ ﷺ اس کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ اس کے سرہانے بیٹھے تو اس کو اسلام کی دعوت دی، لڑکا اپنے باپ کی طرف دیکھنے لگا جو پاس ہی موجود تھا (کہ باپ کا خیال کیا ہے؟) باپ نے لڑکے سے کہا (بیٹے!) ابوالقاسم ﷺ کی بات مان لے، چنانچہ لڑکا مسلمان ہو گیا۔ اب نبی ﷺ اس کے یہاں سے یہ کہتے ہوئے باہر آئے: "شکر ہے اس اللہ کا جس نے اس لڑکے کو جہنم سے بچا لیا۔" (بخاری)

۷۔ مریض کے گھر عیادت کے لیے پہنچیں تو ادھر ادھر تاکنے سے پرہیز کیجیے اور احتیاط کے ساتھ اس انداز سے بیٹھیے کہ گھر کی خواتین پر نگاہ نہ پڑے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ایک بار کسی مریض کی عیادت کے لیے گئے۔ان کے ہمراہ کچھ اور لوگ بھی تھے۔گھر میں ایک خاتون بھی موجود تھیں۔ حضرت کے ساتھیوں میں سے ایک صاحب اس خاتون کو گھورنے لگے۔ حضرت عبداللہؓ کو جب محسوس ہوا تو فرمایا اگر تم اپنی آنکھیں پھوڑ لیتے تو تمہارے حق میں بہت بہتر ہوتا۔

۸۔جو لوگ اعلانیہ فسق وفجور میں مبتلا ہوں اور نہایت بے شرمی اور ڈھٹائی کے ساتھ اللہ کی نافرمانی کر رہے ہوں ان کی عیادت کے لیے نہ جایئے۔

۹۔مریض کی عیادت کے لیے جایئے تو مریض سے بھی اپنے لیے دعا کرایئے۔

"ابن ماجہ" میں ہے: "جب تم کسی مریض کی عیادت کو جاؤ تو اس سے اپنے لیے دعا کی درخواست کرو۔مریض کی دعا ایسی ہے جیسے فرشتوں کی دعا۔"(یعنی فرشتے اللہ کی مرضی پا کر ہی دعا کرتے ہیں اور ان کی دعا مقبول ہوتی ہے)۔

ملاقات کے آداب

۱۔ملاقات کے وقت مسکراتے چہرے کے ساتھ استقبال کیجیے،مسرت ومحبت کا اظہار کیجیے اور سلام میں پہل کیجیے اس کا بڑا ثواب ہے۔

۲۔سلام اور دعا کے لیے ادھر ادھر کے الفاظ نہ استعمال کیجیے،نبی ﷺ کے بتائے ہوئے الفاظ "السلام علیکم" استعمال کیجیے،پھر موقعہ ہو تو مصافحہ کیجیے،مزاج پوچھیے اور مناسب ہو تو گھر والوں کی خیریت بھی معلوم کیجیے،نبی ﷺ کے بتائے ہوئے الفاظ (السلام علیکم) بہت جامع ہیں،اس میں دین ودنیا کی تمام سلامتیاں اور ہر طرح کی خیر وعافیت شامل ہے یہ بھی خیال رکھیے کہ نبی ﷺ مصافحہ کرتے وقت اپنا ہاتھ فوراً چھڑانے کی کوشش نہ کرتے،انتظار فرماتے کہ دوسرا شخص خود ہی ہاتھ چھوڑ دے۔

۳۔جب کسی سے ملنے جایئے تو صاف ستھرے کپڑے پہن کر جایئے۔میلے کچیلے کپڑوں میں نہ جایئے،اور نہ اس نیت سے جایئے کہ آپ اپنے بیش بہا لباس سے اس پر اپنا رعب قائم کریں۔

۴۔جب کسی سے ملاقات کا ارادہ ہو تو پہلے اس سے وقت لے لیجیے،یوں ہی وقت بے وقت کسی کے یہاں جانا مناسب نہیں،اس سے دوسروں کا وقت بھی خراب ہوتا ہے اور ملاقات کرنے والا بھی بعض اوقات نظروں سے گر جاتا ہے۔

۵۔جب کوئی آپ سے یہاں ملنے آئے تو محبت آمیز مسکراہٹ سے استقبال کیجیے۔عزت سے بٹھایئے اور حسب موقع مناسب خاطر تواضع بھی کیجیے۔

۶۔کسی کے پاس جایئے تو کام کی باتیں کیجیے۔بے کار باتیں کر کے اس کا اور اپنا وقت ضائع نہ کیجیے ورنہ آپ کا لوگوں کے یہاں جانا اور بیٹھنا ان کو کھلنے لگے گا۔

۷۔کسی کے یہاں جایئے تو دروازے سے اجازت لیجیے اور اجازت ملنے پر،السلام علیکم کہہ کر اندر جایئے اور اگر تین بار السلام علیکم کہنے کے بعد کوئی جواب نہ ملے تو خوشی خوشی لوٹ آیئے۔

۸۔کسی کے یہاں جاتے وقت کبھی کبھی مناسب تحفہ بھی ساتھ لیتے جایئے۔تحفہ دینے دلانے سے محبت بڑھتی ہے۔

۹۔جب کوئی ضرورت مند آپ سے ملنے آئے،تو جہاں تک امکان ہو اس کی ضرورت پوری کیجیے۔سفارش کی درخواست کرے تو سفارش کر دیجیے اور اگر اس کی ضرورت پوری نہ کر سکیں تو پیار بھرے انداز سے منع کر دیجیے۔خواہ مخواہ اس کو امید نہ بنائے رکھیے۔

۱۰۔آپ کسی کے یہاں اپنی ضرورت سے جائیں تو مہذب انداز میں اپنی ضرورت بیان کر دیجیے پوری ہو جائے تو شکریہ ادا کیجیے نہ ہو سکے تو سلام کر کے خوشی خوشی لوٹ آیئے۔

۱۱۔ہمیشہ یہی خواہش نہ رکھیے کہ لوگ آپ سے ملنے آئیں۔خود بھی دوسروں سے ملنے جایئے۔آپس میں میل جول بڑھانا اور ایک دوسرے کے کام آنا بڑی پسندیدہ بات ہے مگر خیال رکھیے کہ مومنوں کا میل جول ہمیشہ نیک مقاصد کے لیے ہوتا ہے۔

۱۲۔ملاقات کے وقت اگر آپ دیکھیں کہ ملنے والے کے چہرے یا ڈاڑھی یا کپڑوں پر کوئی تنکا یا کوئی اور چیز ہے تو ہٹا دیجیے۔اور اگر کوئی دوسرا آپ کے ساتھ یہ حسن سلوک کرے تو شکریہ ادا کیجیے اور یہ دعا دیجیے: مَسَّحَ اللّٰہُ عَنْکَ مَا تَکْرَہُ "اللہ آپ سے ان چیزوں کو دور فرمائے جو آپ کو ناگوار ہیں۔"

۱۳۔رات کے وقت کسی کے یہاں جانے کی ضرورت ہو تو اس کے آرام کا لحاظ رکھیے۔زیادہ دیر نہ بیٹھیے اور اگر جانے کے بعد اندازہ ہو کہ وہ سو گیا ہے تو بغیر کسی کڑھن کے خوشی خوشی واپس آجایئے۔

۱۴۔چند افراد مل کر کسی سے ملاقات کے لیے جائیں تو گفتگو کرنے والے کو گفتگو میں سب کی نمائندگی کرنی چاہیے۔گفتگو میں اپنی امتیازی شان ظاہر کرنے،اپنی اہمیت جتانے،اپنے ساتھیوں کو نظر انداز کرنے اور مخاطب کو صرف اپنی ذات کی طرف متوجہ کرنے سے سختی کے ساتھ پرہیز کیجیے۔

گفتگو کے آداب

۱۔ہمیشہ سچ بولیے۔سچ بولنے میں کبھی جھجک نہ محسوس کیجیے چاہے کیسا ہی عظیم نقصان ہو۔

۲۔ضرورت کے وقت بات کیجیے اور جب بھی بات کیجیے کام کی بات کیجیے۔ہر وقت بولنا اور بے ضرورت باتیں کرنا وقار اور سنجیدگی کے خلاف ہے اور اللہ کے یہاں ہر بات کا جواب دینا ہے۔آدمی جو بات بھی منہ سے نکالتا ہے اللہ کا فرشتہ اسے فوراً نوٹ کر لیتا ہے۔

مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ (ق:18)

"کوئی بات اس کی زبان پر آتی ہی ہے کہ ایک نگراں (اس کو محفوظ کرنے کے لیے) مستعد رہتا ہے۔"

۳۔جب بات کیجیے نرمی کے ساتھ کیجیے،مسکراتے ہوئے میٹھے لہجے میں کیجیے۔ہمیشہ درمیانی آواز میں بولیے نہ اتنا آہستہ بولیے کہ مخاطب سن ہی نہ سکے اور نہ اتنا چیخ کر بولیے کہ مخاطب پر رعب جمانے کا خطرہ ہونے لگے۔قرآن شریف میں ہے:

اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ (لقمان:19)

"سب سے زیادہ کریہہ اور ناگوار آواز گدھے کی آواز ہے۔"

۴۔کبھی کسی بُری بات سے زبان گندی نہ کیجیے،دوسروں کی برائی نہ کیجیے،چغلی نہ کھایئے،شکایتیں نہ کیجیے،دوسروں کی نقلیں نہ اتاریئے،جھوٹا وعدہ نہ کیجیے،کسی کی ہنسی نہ اڑایئے،اپنی بڑائی نہ جتایئے،اپنی تعریف نہ کیجیے،کٹ حجتی نہ کیجیے،منہ دیکھی بات بھی نہ کیجیے،فقرے نہ کسیے،کسی پر طنز نہ کیجیے،کسی کو ذلت کے نام سے نہ پکاریئے،بات بات پر قسم نہ کھایئے۔

۵۔ہمیشہ انصاف کی بات کہیے،چاہے اس میں اپنا یا اپنے کسی دوست اور رشتہ دار کا نقصان ہی کیوں نہ ہو۔

وَ اِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى (انعام :152)

"اور جب زبان سے کچھ کہو تو انصاف کی بات کہو چاہے وہ تمہارے رشتہ دار ہی ہوں۔"

۶۔نرمی،معقولیت اور دل جوئی کی بات کیجیے،کھری،بے لوث اور تکلیف دہ سخت بات نہ کہیے۔

۷۔عورتوں کو اگر کبھی مردوں سے بولنے کا اتفاق ہو،تو صرف،سیدھے اور کھرے لہجے میں بات کرنی چاہیے،لہجے میں کوئی نزاکت اور گھلاوٹ نہ پیدا کریں کہ سننے والا کوئی برا خیال دل میں لائے۔

۸۔جاہل باتوں میں الجھانا چاہیں تو مناسب انداز سے سلام کر کے وہاں سے رخصت ہو جایئے۔فضول باتیں کرنے والے اور بکواس میں مبتلا رہنے والے لوگ امت کے بدترین لوگ ہیں۔

۹۔ مخاطب کو اچھی طرح سمجھانے کے لیے یا کسی بات کی اہمیت جتانے کے لیے مخاطب کے ذہن و فکر کو سامنے رکھ کر مناسب انداز اختیار کیجیے اور اگر مخاطب نہ سمجھ سکے یا نہ سن سکے تو پھر اپنی بات دہرا دیجیے اور ذرا نہ کڑھیے۔

۱۰۔ ہمیشہ مختصر اور مقصد کی بات کیجیے، بلاوجہ گفتگو کو طول دینا نامناسب ہے۔

۱۱۔ کبھی کوئی دین کی بات سمجھانی ہو یا تقریر کے ذریعے دین کے کچھ احکام اور مسائل ذہن نشین کرانے ہوں تو نہایت سادہ انداز میں سوز کے ساتھ اپنی بات کی وضاحت کیجیے۔

تقریر کے ذریعے شہرت چاہنا، اپنی چرب زبانی سے لوگوں کو مرعوب کرنا، لوگوں کو اپنا گرویدہ بنانا، فخر و غرور کرنا یا محض دل لگی اور تفریح کے لیے تقریریں کرنا وہ بدترین عادت ہے جس سے دل سیاہ ہو جاتا ہے۔

۱۲۔ کبھی خوشامد اور چاپلوسی کی باتیں نہ کیجیے، اپنی عزت کا ہمیشہ خیال رکھیے اور کبھی اپنے مرتبے سے گری ہوئی بات نہ کیجیے۔

۱۳۔ دو آدمی بات کر رہے ہوں تو اجازت لیے بغیر دخل نہ دیجیے، اور نہ کبھی کسی کی بات کاٹ کر بولنے کی کوشش کیجیے۔ بولنا ضروری ہی ہو تو اجازت لے کر بولیے۔

۱۴۔ ٹھہر ٹھہر کر سلیقے اور وقار کے ساتھ گفتگو کیجیے، جلدی اور تیزی نہ کیجیے نہ ہر وقت ہنسی مذاق کیجیے، اس سے آدمی کی وقعت جاتی رہتی ہے۔

۱۵۔ کوئی کچھ پوچھے تو پہلے غور سے اس کا سوال سن لیجیے اور خوب سوچ کر جواب دیجیے۔ بغیر سوچے سمجھے الٹ جواب دینا بڑی نادانی ہے اور اگر کوئی دوسرے سے سوال کر رہا ہو تو خود بڑھ بڑھ کر جواب نہ دیجیے۔

۱۶۔ کوئی کچھ بتا رہا ہو تو پہلے ہی نہ کہیے کہ ہمیں معلوم ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اس کے بتانے سے کوئی نئی بات سمجھ میں آجائے یا کسی خاص بات کا دل پر کوئی خاص اثر ہو جائے۔ اس لیے کہ بات کے ساتھ ساتھ بات کرنے والے کا اخلاص اور نیکی بھی اثر کرتی ہے۔

۱۷۔ جس سے بھی بات کریں، اس کی عمر، مرتبے، اور اس سے اپنے تعلق کا لحاظ رکھتے ہوئے بات کیجیے۔ ماں، باپ، استاد اور دوسرے بڑوں اور دوستوں کی طرح گفتگو نہ کیجیے۔ اسی طرح چھوٹوں سے گفتگو کریں، تو اپنے مرتبے کا لحاظ رکھتے ہوئے شفقت اور بڑے پن کی گفتگو کیجیے۔

۱۸۔ گفتگو کرتے وقت کسی کی طرف اشارہ نہ کیجیے کہ دوسرے کو بدگمانی ہو اور خواہ مخواہ اس کے دل میں شک بیٹھے۔ دوسروں کی باتیں چھپ کر سننے سے پرہیز کیجیے۔

۱۹۔ دوسروں کی زیادہ سنیے اور خود کم سے کم بات کیجیے اور جو بات کیجیے اور جو بات راز کی ہو، وہ کسی سے بھی بیان نہ کیجیے۔ اپنا راز دوسرے کو بتا کر اس سے حفاظت کی امید رکھنا سراسر نادانی ہے۔

خط و کتابت کے آداب

۱۔ خط کی ابتداء ہمیشہ "بسم اللہ الرحمن الرحیم" سے کیجیے، اختصار کے لیے "باسمہ تعالیٰ" لکھیے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: "جس کام کے شروع میں بسم اللہ نہیں پڑھی جاتی وہ ادھورا اور بے برکت رہتا ہے، بعض لوگ الفاظ کے بجائے ۷۸۶ لکھتے ہیں اس سے پرہیز کیجیے۔ اس لیے کہ اللہ کے تلقین لیے ہوئے الفاظ میں ہی برکت ہے۔

۲۔ اپنا پتہ خط میں ضرور لکھیے۔ یہ سوچ کر پتہ لکھنے میں ہر گز سستی نہ کیجیے کہ آپ مکتوب الیہ کو اپنے پتہ اس سے پہلے لکھ چکے ہیں یا اس کو یاد ہو گا۔ یہ ضروری نہیں کہ آپ کا پتہ مکتوب الیہ کے پاس محفوظ ہو اور یہ بھی ضروری نہیں کہ مکتوب الیہ کو آپ کا پتہ یاد ہی ہو۔

۳۔ اپنا پتہ دائیں جانب ذرا حاشیہ چھوڑ کر لکھیے۔ پتہ ہمیشہ صاف اور خوشخط لکھیے اور پتے کی صحت اور املا کی طرف سے ضرور اطمینان کیجیے۔

۴۔اپنے پتے کے نیچے یا بائیں جانب سر نوشت پر تاریخ ضرور لکھ دیا کیجیے۔

۵۔تاریخ لکھنے کے بعد مختصر القاب اور آداب کے ذریعے مکتوب الیہ کو مخاطب کیجیے۔القاب وآداب ہمیشہ مختصر اور سادہ لکھئے، جس سے خلوص اور محبت محسوس ہو،ایسے القاب سے پرہیز کیجیے جن سے تصنع اور بناوٹ محسوس ہو۔القاب وآداب کے ساتھ ہی یا القاب کے نیچے دوسری سطر میں سلام مسنون یا السلام علیکم لکھئے،آداب وتسلیمات وغیرہ الفاظ نہ لکھئے۔

۶۔غیر مسلم کو خط لکھ رہے ہوں تو السلام علیکم یا سلام مسنون لکھنے کے بجائے آداب وتسلیمات وغیرہ جیسے الفاظ لکھئے۔

۷۔القاب وآداب کے بعد اپنا وہ اصل مطلب و مدعا لکھئے جس غرض سے آپ خط لکھنا چاہتے ہیں،مطلب و مدعا کے بعد مکتوب الیہ سے اپنا تعلق ظاہر کرنے والے الفاظ کے ساتھ اپنا نام لکھ کر خط کو ختم کیجیے۔مثلاً آپ کا خادم،دعا کا طالب،خیر اندیش،دعا گو وغیرہ۔

۸۔خط نہایت صاف،سادہ اور خوش خط لکھئے کہ آسانی سے پڑھا اور سمجھا جا سکے اور مکتوب الیہ کے دل میں اس کی وقعت ہو۔

۹۔خط میں نہایت شائستہ،آسان اور سلجھی ہوئی زبان استعمال کیجیے۔

۱۰۔خط مختصر لکھئے اور ہر بات کھول کر وضاحت سے لکھئے،محض اشاروں سے کام نہ لیجیے۔

۱۱۔پورے خط میں القاب وآداب سے لے کر خاتمہ تک مکتوب الیہ کے مرتبہ کا لحاظ رکھیے۔

۱۲۔نیا پیرگراف شروع کرتے وقت لفظ کی جگہ چھوڑ دیجیے۔

۱۳۔خط میں ہمیشہ سنجیدہ انداز رکھیے۔غیر سنجیدہ باتوں سے پرہیز کیجیے۔

۱۴۔خط کبھی غصے میں نہ لکھئے اور نہ کوئی سخت سست بات لکھئے۔خط ہمیشہ نرم لہجے میں لکھئے۔

۱۵۔عام خط میں کوئی راز کی بات نہ لکھئے۔

۱۶۔جملہ کے ختم پر ڈیش(۔)ضرور لگائیے۔

۱۷۔کسی کا مکتوب بغیر اجازت ہر گز نہ پڑھیے،یہ زبردست اخلاقی خیانت ہے۔البتہ گھر کے بزرگوں اور سرپرستوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ چھوٹوں کے خطوط پڑھ کر ان کی تربیت فرمائیں۔اور انہیں مناسب مشورے دیں۔لڑکیوں کے خطوط پر خصوصی نظر رکھنی چاہیے۔

۱۸۔رشتہ داروں اور دوستوں کو خیر وعافیت کے خطوط برابر لکھتے رہیے۔

۱۹۔کوئی بیمار ہو جائے،اللہ نہ کرے کوئی حادثہ ہو جائے یا کسی مصیبت میں کوئی پھنس جائے تو اس کو ہمدردی کا خط ضرور لکھئے۔

۲۰۔کسی کے یہاں کوئی تقریب ہو،کوئی عزیز آیا ہو یا ہو یا خوشی کا کوئی اور موقع ہو تو مبارکباد کا خط ضرور لکھئے۔

۲۱۔خطوط ہمیشہ نیلی یا سیاہ روشنائی سے لکھئے۔پنسل یا سرخ روشنائی سے ہر گز نہ لکھئے۔

۲۲۔کوئی شخص ڈاک میں ڈالنے کے لیے خط دے تو نہایت ذمہ داری کے ساتھ بروقت ضرور ڈال دیا کیجیے لاپرواہی اور تاخیر ہر گز نہ کیجیے۔

۲۳۔غیر متعلق لوگوں کو جواب طلب باتوں کے لیے جوابی کارڈ یا ٹکٹ بھیج دیا کیجیے۔

۲۴۔لکھ کر کاٹنا چاہیں تو ہلکے ہاتھ سے اس پر خط کھینچ دیا کیجیے۔

۲۵۔خط میں صرف اپنی دلچسپی اور اپنے ہی مطلب کی باتیں نہ لکھئے بلکہ مخاطب کے جذبات واحساسات اور دلچسپیوں کا بھی خیال رکھیے،صرف اپنے ہی متعلقین کی خیر وعافیت نہ بتائیے بلکہ مخاطب کے متعلقین کی خیر وعافیت بھی معلوم کیجیے اور یاد رکھیے،خطوط میں بھی کسی سے زیادہ مطالبے نہ کیجیے،زیادہ مطالبے کرنے سے آدمی کی وقعت نہیں رہتی۔

کاروبار کے آداب

ا۔ دلچسپی اور محنت کے ساتھ کاروبار کیجیے اپنی روزی خود اپنے ہاتھوں سے کمائیے اور کسی پر بوجھ نہ بنیے۔ایک بار نبی ﷺ کی خدمت میں ایک انصاری آئے اور انہوں نے نبی ﷺ سے کچھ سوال کیا۔آپ ﷺ نے دریافت فرمایا تمہارے گھر میں کچھ سامان بھی ہے؟ صحابیؓ نے کہا یارسول اللہ ﷺ! صرف دو چیزیں ہیں، ایک ٹاٹ کا بچھونا ہے جس کو ہم اوڑھتے بھی ہیں اور بچھاتے بھی ہیں اور ایک پانی پینے کا پیالہ آپ ﷺ نے فرمایا یہ دونوں چیزیں میرے پاس لے آؤ! صحابیؓ دونوں چیزیں لے کر حاضر ہو گئے۔آپ ﷺ نے وہ دونوں چیزیں دو درہم میں نیلام کر دیں اور دونوں درہم ان کے حوالے کرتے ہوئے فرمایا، جاؤ ایک درہم میں تو کچھ کھانے پینے کا سامان خرید کر گھر والوں کو دے آؤ۔ایک درہم میں کلہاڑی خرید کر لاؤ۔ پھر کلہاڑی میں آپ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے دستہ لگایا اور فرمایا جاؤ جنگل سے لکڑیاں کاٹ کاٹ کر لاؤ اور بازار میں بیچو۔پندرہ دن کے بعد ہمارے پاس آکر روداد سنانا۔پندرہ روز کے بعد جب وہ صحابیؓ حاضر ہوئے تو انہوں نے دس درہم جمع کر لیے تھے۔آپ ﷺ خوش ہوئے اور فرمایا، یہ محنت کی کمائی تمہارے لیے اس سے کہیں بہتر ہے کہ تم لوگوں سے مانگتے پھرو اور قیامت کے روز تمہارے چہرے پر بھیک مانگنے کا داغ ہو۔

۲۔ جم کر کاروبار کیجیے اور خوب کمائیے تاکہ آپ لوگوں کے محتاج نہ رہیں۔ نبی ﷺ سے لوگوں نے ایک بار پوچھا یارسول اللہ ﷺ! سب سے بہتر کمائی کون سی ہے؟ فرمایا: "اپنے ہاتھ کی کمائی اور ہر وہ کاروبار جس میں جھوٹ اور خیانت نہ ہو۔" حضرت ابو قلابہؓ فرمایا کرتے تھے۔ بازار میں جم کر کاروبار کرو۔ تم دین پر مضبوطی کے ساتھ جم سکو گے اور لوگوں سے بے نیاز ہو گے۔

۳۔ کاروبار کو فروغ دینے کے لیے سچائی اختیار کیجیے۔ جھوٹی قسموں سے سختی کے ساتھ پرہیز کیجیے۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

"قیامت کے روز اللہ تعالیٰ نہ اس شخص سے بات کرے گا نہ اس کی طرف منہ اٹھا کر دیکھے گا اور نہ اس کو پاک صاف کرکے جنت میں داخل کرے گا جو جھوٹی قسمیں کھا کھا کر اپنے کاروبار کو فروغ دینے کی کوشش کرتا ہے۔" (مسلم)

اور آپ ﷺ نے فرمایا: "کہ اپنا مال بیچنے کے لیے کثرت سے جھوٹی قسمیں کھانے سے بچو! یہ چیز وقتی طور پر تو فروغ کی معلوم ہوتی ہے لیکن آخر کار کاروبار سے برکت ختم ہو جاتی ہے۔" (مسلم)

۴۔ کاروبار میں ہمیشہ دیانت و امانت اختیار کیجیے اور کبھی کسی کو خراب مال دے کر یا معروف نفع سے زیادہ غیر معمولی نفع لے کر اپنی حلال کمائی کو حرام نہ بنائیے، اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے: "سچا اور امانت دار تاجر قیامت میں نبیوں، صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ساتھ ہوگا۔" (ترمذی)

۵۔ خریداروں کو اچھے سے اچھا مال فراہم کرنے کی کوشش کیجیے جس مال پر آپ کو اطمینان نہ ہو وہ ہرگز کسی خریدار کو نہ دیجیے اور اگر کوئی خریدار آپ سے مشورہ طلب کرے تو اس کو مناسب مشورہ دیجیے۔

۶۔ خریداروں کو اپنے اعتماد میں لینے کی کوشش کیجیے کہ وہ آپ کو اپنا خیر خواہ سمجھیں، آپ پر بھروسہ کریں اور ان کو پورا پورا اطمینان ہو کہ وہ آپ کے یہاں کبھی دھوکہ نہ کھائیں گے، نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

"جس نے پاک کمائی پر گزارا کیا، میری سنت پر عمل کیا، اور لوگوں کو اپنے شر سے محفوظ رکھا تو یہ شخص جنتی ہے، بہشت میں داخل ہوگا۔" لوگوں نے عرض کیا: "یارسول اللہ ﷺ! اس زمانے میں تو ایسے لوگ کثرت سے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا: "میرے بعد بھی ایسے لوگ ہوں گے۔" (ترمذی)

۷۔ وقت کی پابندی کا پورا پورا خیال رکھیے۔ وقت پر دکان پر پہنچ جائیے اور جم کر صبر کے ساتھ بیٹھیے۔

نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

"رزق کی تلاش اور حلال کمائی کے لیے صبح سویرے ہی چلے جایا کرو کیونکہ صبح کے کاموں میں برکت اور کشادگی ہوتی ہے۔"

۸۔ خود بھی محنت کیجیے اور ملازمین کو بھی محنت کا عادی بنایئے، البتہ ملازمین کے حقوق فیاضی اور ایثار کے ساتھ ادا کیجیے اور ہمیشہ ان کے ساتھ نرمی اور کشادگی کا سلوک کیجیے، بات بات پر غصہ کرنے اور شبہ کرنے سے پرہیز کیجیے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے: "اللہ اس امت کو پاکیزگی سے نہیں نوازتا جس کے ماحول میں کمزوروں کو ان کا حق نہ دلوایا جائے۔"

۹۔ خریداروں کے ساتھ ہمیشہ نرمی کا معاملہ کیجیے اور قرض مانگنے والوں کے ساتھ نہ سختی کیجیے نہ انہیں مایوس کیجیے اور نہ ان سے تقاضے میں شدت کیجیے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

"اللہ اس شخص پر رحم فرمائے جو خرید و فروخت اور تقاضا کرنے میں نرمی اور خوش اخلاقی سے کام لیتا ہے۔" (بخاری) اور آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ: "جس شخص کی یہ خواہش ہو کہ اللہ اس کو روزِ قیامت کے غم و گھٹن سے بچائے تو اسے چاہیے کہ تنگ دست قرضدار کو مہلت دے یا قرض کا بوجھ اس کے اوپر سے اتار دے۔" (مسلم)

۱۰۔ مال کا عیب چھپانے اور خریدار کو فریب دینے سے پرہیز کیجیے۔ مال کی خرابی اور عیب خریدار پر واضح کر دیجیے۔ نبی ﷺ غلے کے ایک ڈھیر کے پاس سے گزرے، آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ اس ڈھیر میں ڈالا تو انگلیوں میں کچھ تری محسوس ہوئی۔ آپ ﷺ نے غلے والے سے پوچھا: "یہ کیا؟" دکاندار نے کہا: "یا رسول اللہ ﷺ اس ڈھیر پر بارش ہو گئی تھی۔" آپ ﷺ نے فرمایا: "پھر تم نے بھیگے ہوئے غلے کو اوپر کیوں نہیں رکھ دیا کہ لوگ اسے دیکھ لیتے، جو شخص دھوکا دے اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔"

۱۱۔ قیمتیں چڑھنے کے انتظار میں کھانے پینے کی چیزیں روک کر اللہ کی مخلوق کو پریشان کرنے سے سختی کے ساتھ بچیے۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

"ذخیرہ اندوزی کرنے والا گناہ گار ہے۔" ایک اور موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا: "ذخیرہ اندوزی کرنے والا کیسا برا آدمی ہے۔ جب خدا چیزوں کو سستا فرما دیتا ہے تو وہ غم میں گھلتا ہے اور جب قیمتیں چڑھ جاتی ہیں تو اس کا دل باغ باغ ہو جاتا ہے۔" (مشکوۃ)

۱۲۔ خریدار کو اس کا حق پورا پورا دیجیے۔ ناپ تول میں دیانت داری کا اہتمام کیجیے۔ لینے اور دینے کا پیمانہ ایک رکھیے۔ نبی ﷺ نے ناپ، تول والے تاجروں کو خطاب کرتے ہوئے آگاہ کیا:

"تم لوگ دو ایسے کاموں کے ذمہ دار بنا دیے گئے ہو جن کی وجہ سے تم سے پہلے گزری ہوئی قومیں ہلاک ہوئیں۔"

قرآن میں ہے:

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ o الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ o وَ اِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ o اَلَا يَظُنُّ اُولٰٓئِكَ اَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ o لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ o يَّوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ o (مطففین:1-6)

"ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لیے ہلاکت ہے۔ جو لوگوں سے ناپ کر لیں تو پورا پورا لیں اور جب ان کو ناپ یا تول کر دیں تو کم دیں۔ کیا یہ لوگ نہیں جانتے کہ یہ زندہ کر کے اٹھائے جائیں گے۔ ایک بڑے ہی سخت دن میں جس دن تمام انسان رب العالمین کے حضور کھڑے ہوں گے۔"

۱۳۔ تجارتی کوتاہیوں کا کفارہ ضرور ادا کرتے رہیے اور اللہ کی راہ میں دل کھول کر صدقہ و خیرات کرتے رہا کیجیے۔ نبی ﷺ نے تاجروں کو ہدایت فرمائی کہ: "اے کاروبار کرنے والو! مال کے بیچنے میں لغویات کرنے اور جھوٹی قسم کھا جانے کا بہت امکان رہتا ہے تو تم لوگ اپنے مالوں میں سے صدقہ ضرور کیا کرو۔" (ابوداؤد)

۱۴۔ اور اس تجارت کو کبھی ذہنوں سے اوجھل نہ ہونے دیجیے جو دردناک عذاب سے نجات دلانے والی ہے اور جس کا منافع فانی دولت نہیں بلکہ ہمیشہ کی کامرانی اور لازوال عیش ہے۔

قرآن میں ہے:

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا ہَلۡ اَدُلُّکُمۡ عَلٰی تِجَارَۃٍ تُنۡجِیۡکُمۡ مِّنۡ عَذَابٍ اَلِیۡمٍ o تُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰہِ وَ رَسُوۡلِہٖ وَ تُجَاہِدُوۡنَ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ بِاَمۡوَالِکُمۡ وَ اَنۡفُسِکُمۡ ؕ ذٰلِکُمۡ خَیۡرٌ لَّکُمۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَo (الصف:10)

"اے مومنو! میں تمہیں ایسی تجارت کیوں نہ بتاؤں جو تمہیں دردناک عذاب سے نجات دلائے (یہ کہ) تم اللہ پر اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لاؤ اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور اپنی جانوں سے جہاد کرو۔ یہ تمہارے حق میں بہت بہتر ہے۔ اگر تم علم سے کام لو۔"

باب چہارم:

دعوت دین

داعیانہ کردار کے آداب

۱۔اپنے منصب کا حقیقی شعور پیدا کیجیے،آپ نبی ﷺ کے جانشین ہیں اور دعوت دین، شہادت حق کا وہی فریضہ آپ کو انجام دینا ہے جو اللہ کے نبی ﷺ انجام دیتے رہے۔لہٰذا وہی داعیانہ تڑپ پیدا کرنے کی کوشش کیجیے جو نبی ﷺ کا خصوصی اور امتیازی وصف ہے۔

قرآن کا ارشاد ہے:

ہُوَ اجۡتَبٰىکُمۡ وَمَا جَعَلَ عَلَیۡکُمۡ فِی الدِّیۡنِ مِنۡ حَرَجٍ ؕ مِلَّۃَ اَبِیۡکُمۡ اِبۡرٰہِیۡمَ ؕ ہُوَ سَمّٰىکُمُ الۡمُسۡلِمِیۡنَ ۬ۙ مِنۡ قَبۡلُ وَفِیۡ ہٰذَا لِیَکُوۡنَ الرَّسُوۡلُ شَہِیۡدًا عَلَیۡکُمۡ وَتَکُوۡنُوۡا شُہَدَآءَ عَلَی النَّاسِ

سُوۡرَۃُ اس نے تمہیں منتخب فرمالیا ہے اور دین کے معاملے میں تم پر کوئی تنگی نہیں رکھی ہے، پیروی کرو اس دین کی جو تمہارے باپ ابراہیمؑ کا دین ہے۔اس نے پہلے ہی تمہیں مسلم کے نام سے نوازا تھا اور اس سلسلے میں بھی تاکہ رسول ﷺ تمہارے لیے دین حق کی شہادت دیں اور تم سارے انسانوں کے سامنے دین حق کی شہادت دو۔"

یعنی امت مسلمہ رسول ﷺ کی جانشین ہے اور اس کو وہی کام انجام دینا ہے جو رسول ﷺ نے انجام دیا۔جس طرح آخری رسول ﷺ نے اپنے قول و عمل اور شب و روز کی تگ و دو سے اللہ کے دین کو واضح کرنے کا حق ادا کر دیا۔ٹھیک اسی طرح امت کو بھی دنیا کے سارے ہی انسانوں کے سامنے اللہ کے دین کو واضح کرنا ہے اور اسی احساسِ فرض اور داعیانہ تڑپ کے ساتھ دینِ حق کی زندہ شہادت بن کر زندہ رہنا ہے۔

۲۔اپنی اصل حیثیت کو ہمیشہ نگاہ میں رکھیے اور اس کے شایانِ شان اپنی زندگی کو بنانے اور بنائے رکھنے کی کوشش پیہم جاری رکھیے۔آپ دنیا کی عام امتوں کی طرح ایک امت نہیں ہیں بلکہ اللہ نے آپ کو امتیازی شان بخشی ہے۔آپ کو دنیا کی تمام قوتوں میں صدر کی طرح رہنمائی کا مقام حاصل ہے۔آپ ہر افراط و تفریط سے پاک،اللہ کی سیدھی شاہراہ پر اعتدال کے ساتھ قائم ہیں۔قرآن میں ہے:

وَکَذٰلِکَ جَعَلۡنٰکُمۡ اُمَّۃً وَّسَطًا لِّتَکُوۡنُوۡا شُہَدَآءَ عَلَی النَّاسِ وَیَکُوۡنَ الرَّسُوۡلُ عَلَیۡکُمۡ شَہِیۡدًا ٥ (البقرۃ : 123)

اور اسی طرح ہم نے تم کو ایک "امت وسط" بنایا تاکہ تم سارے انسانوں کے لیے دین حق کے گواہ بنو،اور ہمارے رسول ﷺ تمہارے لیے گواہ ہوں۔"

۳۔اپنے نصب العین کا واقعی علم حاصل کیجیے اور شرح صدر کے ساتھ اس کو اپنانے کی کوشش کیجیے۔اللہ کی نظر میں امت مسلمہ کا نصب العین قطعی طور پر یہ ہے کہ وہ کامل یکسوئی اور اخلاص کے ساتھ اس پورے دین کو قائم اور نافذ کرے جو حضرت محمد ﷺ لے کر آئے اور جو عقائد و عبادات، اخلاق و معاشرت اور معیشت و سیاست غرض انسانی زندگی سے متعلق تمام آسمانی ہدایات پر مشتمل ہے۔آپ ﷺ نے عقائد و اخلاق کی تعلیم بھی دی،عبادات کے طریقے بھی سکھائے،دین کی بنیادوں پر سماج کی تعمیر بھی فرمائی اور انسانی زندگی کو منظم کرنے اور خیر و عافیت سے مالا مال کرنے والی ایک بابرکت اسٹیٹ بھی قائم کی۔اللہ کا ارشاد ہے:

شَرَعَ لَکُمۡ مِّنَ الدِّیۡنِ مَا وَصّٰی بِہٖ نُوۡحًا وَّ الَّذِیۡۤ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلَیۡکَ وَمَا وَصَّیۡنَا بِہٖۤ اِبۡرٰہِیۡمَ وَ مُوۡسٰی وَ عِیۡسٰۤی اَنۡ اَقِیۡمُوا الدِّیۡنَ وَ لَا تَتَفَرَّقُوۡا فِیۡہِ ؕ (شوریٰ:13)

"مسلمانو! اللہ نے تمہارے لیے دین کا وہی طریقہ مقرر کیا ہے جس کی وصیت اس نے نوحؑ کو کی تھی اور جس کی وحی اے رسول ﷺ! ہم نے آپ کی طرف بھیجی ہے اور جس کی ہدایت ہم ابراہیمؑ اور موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو دے چکے ہیں کہ اس دین کو قائم کرو اور اس میں تفرقہ نہ ڈالو۔"

۴۔ برائیوں کو مٹانے اور بھلائیوں کو قائم کرنے کے لیے ہمہ وقت کمربستہ رہیے۔ یہی آپ کے ایمان کا تقاضا ہے اور یہی آپ کے ملی وجود کا مقصد ہے۔ اسی مقصد کے لیے زندہ رہیے اور اسی کے لیے جان دیجیے۔ اسی کام کو انجام دینے کے لیے اللہ نے آپ کو "خیر امت" کے عظیم لقب سے سرفراز کیا ہے۔

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ؕ (آل عمران:110)

"تم خیر امت (بہترین امت) ہو جو سارے انسانوں کے لیے وجود میں لائی گئی ہے۔ تم بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو، اور اللہ پر کامل ایمان رکھتے ہو۔"

نبی ﷺ کا ارشاد ہے: "اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے، تم لوگ لازماً نیکی کا حکم دیتے رہو اور برائی سے روکتے رہو، ورنہ عنقریب خدا تم پر ایسا عذاب بھیج دے گا کہ پھر تم پکارتے رہو گے اور کوئی شنوائی نہ ہو گی۔"

۵۔ اللہ کا پیغام پہنچانے اور بندگانِ رب کو جہنم کے ہولناک عذاب سے بچانے کے لیے داعیانہ تڑپ اور مثالی درد و سوز پیدا کیجیے۔ نبی ﷺ کی بے مثال اور بے پایاں درد کا اعتراف قرآن نے ان الفاظ میں فرمایا ہے:

فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا (الکہف:6)

"شاید آپ ان لوگوں کے پیچھے اپنی جان ہلاک ہی کر ڈالیں گے اگر یہ لوگ اس کلام ہدایت پر ایمان نہ لائیں۔"

اور نبی ﷺ نے اپنی کیفیت کو ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے:

"میری مثال اس شخص کی سی ہے جس نے آگ جلائی اور جب آس پاس کا ماحول آگ کی روشنی سے چمک اٹھا تو کیڑے پتنگے اس پر گرنے لگے اور وہ شخص پوری قوت سے ان کیڑوں پتنگوں کو روک رہا ہے، لیکن پتنگے ہیں کہ اس کوشش کو ناکام بنائے دیتے ہیں اور آگ میں گھسے پڑ رہے ہیں (اسی طرح) میں تمہیں کمر سے پکڑ پکڑ کر آگ سے روک رہا ہوں اور تم ہو کہ آگ میں گرے پڑ رہے ہو۔" (مشکوٰۃ)

ایک بار حضرت عائشہؓ نے آپ ﷺ سے پوچھا: "یا رسول اللہ ﷺ! احد کا سے زیادہ سخت دن بھی آپ ﷺ پر کوئی گزرا ہے۔" فرمایا: "ہاں عائشہ! میری زندگی میں سب سے زیادہ سخت دن عقبہ کا دن تھا۔" یہ وہ دن ہے جب آپ ﷺ مکے والوں سے مایوس ہو کر طائف والوں کو اللہ کا پیغام پہنچانے کے لیے تشریف لے گئے، وہاں کے سردار عبد یالیل نے غنڈوں کو آپ ﷺ کے پیچھے لگا دیا اور انہوں نے پیغام رحمت کے جواب میں آپ ﷺ پر پتھر برسائے۔ آپ ﷺ لہولہان ہو گئے اور بے ہوش ہو کر گر پڑے پھر آپ ﷺ انتہائی پریشان اور غمگیں وہاں سے چلے۔ جب قرن الثعالب پہنچے تو غم کچھ ہلکا ہوا، اللہ نے عذاب کے فرشتے کو آپ ﷺ کی خدمت میں بھیجا۔ عذاب کے فرشتے نے کہا: "یا رسول اللہ ﷺ! اگر آپ ﷺ فرمائیں تو میں ابو قبیس اور جبل احمر کو آپس میں ٹکرا دوں اور ان دونوں پہاڑوں کے بیچ میں یہ بدبخت پس کر اپنے انجام کو پہنچ جائیں۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا: "نہیں نہیں! مجھے چھوڑ دو کہ میں اپنی قوم کو اللہ کے عذاب سے ڈراتا ہوں، شاید کہ اللہ انہی کے دلوں کو ہدایت کے لیے کھول دے یا پھر ان کی اولاد میں ایسے لوگ پیدا ہوں جو ہدایت کو قبول کر لیں۔" (بخاری، مسلم)

آپ ﷺ مدینے میں ہیں اور مکے کے لوگوں میں آپ ﷺ کے خلاف سازشیں ہو رہی ہیں۔ کوئی کہتا ہے انہیں شہر سے نکال دو۔ کوئی کہتا ہے انہیں قتل کر دو۔ انہی دنوں مکے کو اچانک قحط نے آگھیرا۔ ایسا قحط کہ قریش کے لوگ پتے اور چھال کھانے پر مجبور ہو گئے۔ بچے بھوک سے بلبلاتے اور بڑے ان کی حالت زار دیکھ کر تڑپ تڑپ اٹھتے۔

رحمت عالم ﷺ ان لوگوں کو اس لرزہ خیز مصیبت میں مبتلا دیکھ کر بے قرار ہو گئے۔ آپ ﷺ کے مخلص ساتھی بھی آپ ﷺ کا اضطراب دیکھ کر تڑپ اٹھے۔ آپ ﷺ نے اپنے ان جانی دشمنوں کو جن کے پہنچائے زخم ابھی بالکل تازہ تھے، اپنی دلی ہمدردی کا پیغام بھیجا اور ابو سفیان اور صفوان کے پاس پانچ سو دینار بھیج کر کہلوایا کہ یہ دینار اس قحط کے مارے ہوئے غریبوں میں تقسیم کر دیے جائیں۔ حقیقت یہ ہے کہ گمراہ بندوں کے غم میں گھلنا، ان کی گمراہی اور مصیبت پر کڑھنا، ان کو اللہ کے غضب سے بچانے کے لیے تڑپنا، ان کی تکلیف دیکھ کر بے قرار ہونا اور ان کی ہدایت کے لیے غیر معمولی حریص ہونا یہی ایک داعی حق کے وہ جوہر ہیں جن کے ذریعے اس کی زندگی انتہائی دل کش اور غیر معمولی اثر انگیز بن جاتی ہے۔

۶۔ قوم کی بے لوث خدمت کیجیے اور اپنی کسی خدمت کا صلہ بندوں سے طلب نہ کیجیے۔ جو کچھ کیجیے محض اللہ کی خوشنودی کے لیے کیجیے اور اسی سے اپنے اجر و ثواب کی توقع رکھیے۔ اللہ کی رضا اور اللہ ہی سے اجر و ثواب کی طلب ایسا محرک ہے جو آدمی کی بات میں اثر پیدا کرتا ہے اور آدمی کو مسلسل سر گرم رکھتا ہے۔ خدا ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ نہ اسے نیند آتی ہے، نہ اونگھ۔ اس کی نظر سے بندے کا کوئی عمل پوشیدہ نہیں۔ وہ اپنے مخلصین کا اجر کبھی ضائع نہیں کرتا۔ وہ محنت سے کہیں زیادہ دیتا ہے اور کسی کو محروم نہیں کرتا۔ پیغمبر بار بار اپنی قوم سے کہتے تھے:

"میں تم سے کسی اجر اور بدلے کا مطالبہ نہیں کرتا۔ میرا اجر تو رب العالمین کے ذمہ ہے۔"

۷۔ اسلام کی گہری بصیرت حاصل کیجیے اور یقین رکھیے کہ اللہ کے نزدیک دین تو بس اسلام ہی ہے، اس دین حق کو چھوڑ کر جو طریق زندگی بھی اختیار کیا جائے گا۔ اللہ کے یہاں اس کی کوئی قدر و قیمت نہ ہوگی۔ اللہ کے یہاں تو وہی دین مقبول ہے جو قرآن میں ہے اور جس کی عملی تفسیر حضرت محمد ﷺ نے اپنی مبارک زندگی سے پیش فرمائی۔ قرآن پاک میں نبی ﷺ سے کہا گیا ہے لوگوں کو صاف صاف بتا دیجیے کہ میں نے جو راہ بھی اپنائی ہے، سوچ سمجھ کر پوری بصیرت کے ساتھ اپنائی ہے:

قُلْ ہٰذِہٖ سَبِیْلِیْۤ اَدْعُوْۤا اِلَى اللّٰهِ ۚ عَلٰى بَصِیْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِیْ ؕ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَاۤ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ (یوسف:108)

"(اے رسول ﷺ!) آپ ان سے صاف صاف کہہ دیجیے کہ میرا راستہ تو یہ ہے، میں اور میرے پیچھے چلنے والے پوری بصیرت کے ساتھ اللہ کی طرف دعوت دے رہے ہیں اور خدا ہر عیب سے پاک ہے اور میرا ان سے کوئی واسطہ نہیں جو اللہ کے ساتھ شرک کر رہے ہیں۔"

اور اللہ کا صاف صاف ارشاد ہے:

وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ (آل عمران:85)

"اور جو کوئی اسلام کے سوا کسی دوسرے دین کو اختیار کرنا چاہے گا اس کا وہ دین ہرگز قبول نہ کیا جائے گا اور آخرت میں وہ ناکام و نامراد ہوگا۔"

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ (آل عمران:۱۹) "اور اللہ کے نزدیک دین تو بس اسلام ہی ہے۔"

۸۔ اپنے نصب العین کی عظمت اور اہمیت کو ہمیشہ نگاہ میں رکھیے اور خیال رکھیے کہ یہ وہ عظیم کام ہے جس کے لیے اللہ کی طرف سے ہمیشہ انبیاء مبعوث ہوتے رہے ہیں اور یہ یقین رکھیے کہ اللہ نے آپ کو دین کی جو دولت عطا فرمائی ہے یہی دونوں جہان کی عظمت و سربلندی کا سرمایہ ہے۔ بھلا اس کے مقابلہ میں دنیا کی دولت اور شان و شوکت کی کیا قدر و قیمت ہے جو چند روزہ بہار ہے۔ قرآن میں ہے:

"اور ہم نے آپ ﷺ کو سات دہرائی جانے والی آیتیں اور عظمت والا قرآن عطا کیا ہے تو آپ ﷺ اس فانی متاع کی طرف نگاہ اٹھا کر بھی نہ دیکھیے جو ہم نے ان کے مختلف طبقوں کو دے رکھا ہے۔" اور اہل کتاب کو خطاب کرتے ہوئے کہا گیا ہے۔

یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لَسْتُمْ عَلٰى شَیْءٍ حَتّٰى تُقِیْمُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِیْلَ وَمَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ (المائدہ:68)

"اے اہل کتاب! تم کچھ نہیں ہو، جب تک تم تورات و انجیل اور دوسری کتابوں کو قائم نہ کرو جو تمہارے رب نے نازل فرمائی ہیں۔"

۹۔ دین کا صحیح فہم حاصل کرنے اور دین کی حکمتوں کو سمجھنے کی برابر کوشش کرتے رہیے، نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

"خدا جس شخص کو خیر سے نواز نا چاہتا ہے اسے اپنے دین کا صحیح فہم اور گہری سوجھ بوجھ عطا فرماتا ہے۔(بخاری، مسلم)
حقیقت یہ ہے کہ دین کا صحیح فہم اور دین کی حکمت ہی تمام بھلائیوں کا سرچشمہ ہے اور جو شخص اس خیر سے محروم ہے وہ دونوں جہان کی سعادتوں سے محروم ہے۔ نہ اس کی زندگی میں توازن اور یکسانیت پیدا ہو سکتی ہے اور نہ وہ زندگی کے ہر میدان میں دین کی صحیح نمائندگی کر سکتا ہے۔
۱۰۔ جو کچھ دنیا کے سامنے پیش کریں اس کا مخاطب سب سے پہلے اپنی ذات کو بنایئے۔ دوسروں کو بتانے سے پہلے خود کو بتایئے اور جو دوسروں سے چاہیں پہلے خود کر کے دکھایئے۔ دین حق کے داعی کا امتیاز یہ ہے کہ وہ اپنی دعوت کا سچا نمونہ ہوتا ہے۔ جو کچھ وہ کہتا ہے، اپنے عمل و کردار کو اس پر گواہ بناتا ہے، جن حقیقتوں کو قبول کرنے میں وہ دنیا کی بھلائی دیکھتا ہے خود اس کا سب سے زیادہ حریص ہوتا ہے۔ پیغمبر جب جب قوم کے سامنے دعوت دینے اٹھے تو انہوں نے اعلان کیا" اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ "میں خود سب سے پہلا مسلمان ہوں۔"
آپ زبان و قلم سے بھی گواہی دیجیے کہ حق وہی ہے جو آپ پیش کر رہے ہیں اور اپنے انفرادی عمل، خانگی تعلقات، سماجی معاملات اور سیاسی اور ملکی سرگرمیوں سے بھی یہ ثابت کیجیے کہ دین حق کو اپنا کر ہی پاکیزہ کردار وجود میں آتا ہے، مستحکم خاندان بنتا ہے، اچھا سماج تشکیل پاتا ہے، اور ایک ایسا نظام تہذیب و تمدن بنتا ہے جس کی بنیاد عدل و انصاف پر ہو، جو لوگ اپنی تربیت و اصلاح سے غافل ہو کر دوسروں کی اصلاح و تربیت کی باتیں کرتے ہیں وہ انتہائی نادان ہیں۔ وہ اپنا گھر جلتا ہوا دیکھ کر بے فکر ہیں اور پانی کی بالٹیاں لیے تلاش کر رہے ہیں کہ کسی کے گھر آگ لگی مل جائے تو اس کو بجھا دیں۔ ایسے لوگ دنیا میں بھی ناکام ہیں اور آخرت میں بھی ناکام رہیں گے۔ یہاں تو ان کی بے عملی ان کی پند و نصیحت کو بے وزن اور بے اثر کرتی رہے گی اور آخرت میں یہ انتہائی عبرت ناک عذاب بھگتیں گے۔ اللہ کو یہ بات انتہائی ناگوار ہے کہ دوسروں کو نصیحت کرنے والے خود بے عمل رہیں اور وہ کہیں جو خود نہ کرتے ہوں۔ نبی ﷺ نے ایسے بے عمل داعیوں کو انتہائی عذاب سے ڈرایا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:
"قیامت کے روز ایک آدمی لایا جائے گا اور آگ میں پھینک دیا جائے گا، اس کی انتڑیاں اس آگ میں باہر نکل پڑیں گی اور پھر وہ آدمی ان انتڑیوں کو اس طرح لیے لیے پھر رہا ہو گا جس طرح گدھا اپنی چکی میں پھرتا ہے۔ یہ دیکھ کر دوسرے جہنمی لوگ اس کے پاس جمع ہوں گے اور پوچھیں گے اے فلاں! یہ تمہارا کیا حال ہے؟ کیا تم دنیا میں ہمیں نیکیوں کی تلقین نہیں کرتے تھے؟ اور برائیوں سے نہیں روکتے تھے؟ (ایسے نیکی کے کام کرنے کے باوجود تم یہاں کیسے آ گئے) وہ آدمی کہے گا، میں تمہیں نیکیوں کا سبق دیتا تھا لیکن خود نیکی کے قریب بھی نہیں جاتا تھا، تمہیں تو برائیوں سے روکتا تھا لیکن خود برائیوں پر عمل کرتا تھا۔"(بخاری، مسلم)
معراج کی شب جو عبرت انگیز مناظر نبی ﷺ نے لوگوں کے سامنے رکھے ہیں ان کا ایک اہم مقصد یہ بھی ہے کہ کوتاہ کار لوگوں کو تنبیہ ہو اور وہ اپنی اصلاحِ حال کی فکر کریں۔
نبی ﷺ نے فرمایا:
"میں نے معراج کی شب میں کچھ لوگوں کو دیکھا کہ ان کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے تھے۔ میں نے جبریلؑ سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ جبریلؑ نے کہا: "یہ آپ ﷺ کی امت کے مقررین ہیں۔ یہ لوگوں کو نیکی اور تقویٰ کی تلقین کرتے تھے اور خود کو بھولے ہوئے تھے۔"(مشکوٰۃ)
صحابہ کرامؓ بھی اس قسم کے کوتاہ کاروں اور بے عملوں کو سخت تنبیہ فرماتے تھے۔ ایک بار حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے ایک شخص نے کہا: "حضرت میں چاہتا ہوں کہ لوگوں کو نیکی کا حکم دوں، اور برائیوں سے روکوں اور دعوت و تبلیغ کا کام کروں! حضرت نے فرمایا کیا تم اس مرتبے پر پہنچ چکے ہو کہ مبلغ بنو۔ اس نے کہا: "ہاں توقع تو ہے، حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا، اگر تمہیں یہ اندیشہ نہ ہو کہ قرآن پاک کی تین آیتیں تمہیں رسوا کر دیں گی تو شوق سے تبلیغ دین کا کام کرو۔ وہ شخص بولا۔ حضرت وہ کون سی تین آیتیں ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا:

پہلی آیت یہ ہے:اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَکُمْ(البقرہ:44)

"کیا تم لوگوں کو نیکی کی تلقین کرتے ہو اور اپنے کو بھول جاتے ہو۔"

ابن عباسؓ نے کہا اس آیت پر اچھی طرح عمل کر لیا ہے؟ اس نے کہا: نہیں۔ فرمایا دوسری آیت یہ ہے:

لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ (الصف:2)

"تم وہ بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں ہو۔"

تو تم نے اس آیت پر اچھی طرح عمل کر لیا ہے؟ اس نے کہا: نہیں۔ فرمایا اور تیسری آیت یہ ہے:

وَمَآ اُرِیْدُ اَنْ اُخَالِفَکُمْ اِلٰی مَآ اَنْہٰکُمْ عَنْہُ (ہود:88)

"(حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم کے لوگوں سے کہا) جن بری باتوں سے میں تمہیں منع کرتا ہوں ان کو بڑھ کر خود کرنے لگوں میری یہ خواہش نہیں ہے۔ (بلکہ میں تو ان باتوں سے بہت دور رہوں گا)۔"

بتاؤ تم نے اس آیت پر بخوبی عمل کر لیا ہے وہ شخص بولا نہیں، تو حضرت نے فرمایا۔ جاؤ پہلے اپنے آپ کو نیکی کا حکم دو اور برائی سے روکو۔

۱۱۔ نماز کو اس کے پورے آداب و شرائط اور شغف کے ساتھ ادا کیجیے۔ نوافل کا بھی اہتمام کیجیے۔ اللہ سے گہرا تعلق قائم کیجیے بغیر اس کی دعوت و تبلیغ کا کام ممکن نہیں۔ اور اللہ سے وابستگی پیدا کرنے کا یقینی ذریعہ نماز ہے جو خود اللہ ہی نے اپنے بندوں کو بتایا ہے۔

نبی ﷺ سے خطاب کرتے ہوئے اللہ نے فرمایا:

یٰۤاَیُّہَا الْمُزَّمِّلُ o قُمِ الَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا o نِّصْفَہٗۤ اَوِانْقُصْ مِنْہُ قَلِیْلًا o اَوْزِدْ عَلَیْہِ وَ رَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا o اِنَّا سَنُلْقِیْ عَلَیْکَ قَوْلًا ثَقِیْلًا o (مزمل:1-5)

"اے چادر لپیٹنے والے! رات میں قیام کیجیے۔ مگر کچھ رات، آدھی رات یا اس سے کچھ کم یا کچھ زیادہ اور قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھیے۔ ہم جلد آپ پر ایک بھاری فرمان (کی ذمہ داری) ڈالنے والے ہیں۔"

بھاری فرمان کی ذمہ داری سے مراد دین حق کی تبلیغ ہے اور حقیقت یہ ہے کہ یہ ذمہ داری دنیا کی تمام ذمہ داریوں میں زیادہ بھاری اور گراں ہے اس عظیم ذمہ داری کا حق ادا کرنے کے لیے ضروری ہے کہ آپ نماز سے قوت حاصل کریں اور اللہ سے تعلق مضبوط کریں۔

۱۲۔ قرآن پاک سے شغف پیدا کیجیے اور پابندی کے ساتھ اس کی تلاوت کیجیے۔ نماز میں بھی انتہائی توجہ کے ساتھ تلاوت کیجیے اور نماز کے باہر بھی ذوق و شوق کے ساتھ ٹھہر ٹھہر کر پڑھیے۔ دل کی آمادگی اور طبیعت کی حاضری کے ساتھ جو تلاوت کی جاتی ہے اس سے قرآن کو سمجھنے اور غور و فکر کرنے میں بھی مدد ملتی ہے اور ذوق و شوق میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔ قرآن پاک ہدایت و عبرت کا واحد سرچشمہ ہے۔ یہ اسی لیے نازل ہوا ہے کہ اس کی آیات پر غور کیا جائے اور اس کی تذکیر و نصیحت سے فائدہ اٹھایا جائے، لہٰذا اس میں غور و تدبر کی عادت ڈالیے اور اس عزم کے ساتھ اس کی تلاوت کیجیے کہ اسی کی رہنمائی میں اپنی زندگی بھی تعمیر کرنی ہے اور اسی کی ہدایت کے مطابق سماج کو بھی بدلنا ہے۔ اللہ کے دین کو وہی لوگ قائم کر سکتے ہیں جو اپنے غور و فکر کا مرکز اور اپنی دلچسپیوں کا محور قرآن پاک کو بنائیں۔ اس سے بے نیاز ہو کر نہ تو خود دین پر قائم رہنا ممکن ہے اور نہ اقامت دین کی کوشش میں حصہ لینے ہی کا کوئی امکان ہے۔ تلاوت کرنے والوں کو ہدایت کی گئی ہے:

کِتٰبٌ اَنْزَلْنٰہُ اِلَیْکَ مُبٰرَکٌ لِّیَدَّبَّرُوْا اٰیٰتِہٖ وَ لِیَتَذَکَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ(ص:29)

"کتاب جو ہم نے آپ ﷺ کی طرف بھیجی ہے سرتاپا برکت ہے تاکہ لوگ اس کی آیتوں میں غور و تدبر کریں، اور عقل سلیم رکھنے والے اس سے سبق حاصل کریں۔"

اور ہدایت کی گئی ہے: "اور قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھیے۔" (المزمل:۴)

نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

"یہ قلوب زنگ آلود ہو جاتے ہیں، جس طرح لوہا زنگ آلود ہو جاتا ہے جب اس پر پانی پڑتا ہے، پوچھا گیا یا رسول اللہ ﷺ! پھر دلوں کے زنگ کو دور کرنے والی چیز کیا ہے؟ فرمایا: "دل کا زنگ اس طرح دور ہوتا ہے کہ آدمی موت کو کثرت سے یاد کرے اور دوسرے یہ کہ قرآن کی تلاوت کرے۔" (مشکوٰۃ)

۱۳۔ ہر حال میں اللہ کا شکر ادا کیجیے اور جذبہ شکر پیدا کرنے کے لیے ان لوگوں پر نگاہ رکھیے جو دنیاوی شان و شوکت اور مال و دولت میں آپ سے کمتر ہوں۔

نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

"ان لوگوں کی طرف دیکھو جو تم سے مال و دولت اور دنیاوی جاہ و مرتبے میں کم ہیں (تو تمہارے اندر شکر کا جذبہ پیدا ہو گا) اور ان لوگوں کی طرف نہ دیکھو جو تم سے مال و دولت میں اور دنیاوی ساز و سامان میں بڑھے ہوئے ہیں تاکہ جو نعمتیں اس وقت ملی ہوئی ہیں وہ تمہاری نگاہ میں حقیر نہ ہوں، (ورنہ اللہ کی ناشکری کا جذبہ پیدا ہو گا)۔

۱۴۔ عیش کوشی سے بچیے۔ اور حق کے ایسے سپاہی بنیے جو ہر وقت ڈیوٹی پر ہو اور کسی وقت بھی ہتھیار نہ اتارئیے۔

نبی ﷺ کا ارشاد ہے: "میں عیش و سہولت کی زندگی کیسے گزاروں! جب کہ اسرافیل صور منہ میں لیے کان لگائے، سر جھکائے انتظار کر رہے ہیں کہ کب صور پھونکنے کا حکم ہوتا ہے۔" اور قرآن پاک میں مومنوں کو خطاب کرتے ہوئے اللہ نے ارشاد فرمایا:

وَ اَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ وَ اٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ ۚ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ o (الانفال: 60)

"اور تم لوگ جہاں تک تمہارا بس چلے، زیادہ سے زیادہ طاقت اور تیاری بندھے رہنے والے گھوڑے ان کے مقابلے کے لیے مہیا رکھو تاکہ اس کے ذریعے سے اللہ کے دشمنوں اور خود اپنے دشمنوں کو اور ان دوسرے اعداء دین کو خوف زدہ کر دو۔ جنہیں تم نہیں جانتے خدا جانتا ہے۔ اللہ کی راہ میں تم جو کچھ بھی خرچ کرو گے۔ اس کا پورا پورا بدلہ تمہاری طرف پلٹایا جائے گا اور تمہارا حق دینے میں ذرا کمی نہ کی جائے گی۔"

۱۵۔ دین کی خاطر ہر قربانی دینے اور ضرورت پڑنے پر اپنے وطن عزیز سے ہجرت کرنے کے لیے بھی خود کو آمادہ رکھیے اور خود کو برابر تولتے رہیے کہ کس حد تک آپ کے اندر جذبہ قوت پکڑ رہا ہے۔ قرآن میں حضرت ابراہیمؑ کا واقعہ ہجرت بیان کرتے ہوئے ہجرت کی ترغیب اور قربانیوں کے لیے تیار رہنے کی تلقین اس طرح کی گئی ہے:

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ ؕ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا o اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ يٰۤاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَ لَا يُبْصِرُ وَ لَا يُغْنِيْ عَنْكَ شَيْـًٔا o يٰۤاَبَتِ اِنِّيْ قَدْ جَآءَنِيْ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ يَاْتِكَ فَاتَّبِعْنِيْۤ اَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا o يٰۤاَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطٰنَ ؕ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِيًّا o يٰۤاَبَتِ اِنِّيْۤ اَخَافُ اَنْ يَّمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَتَكُوْنَ لِلشَّيْطٰنِ وَلِيًّا o قَالَ اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِهَتِيْ يٰۤاِبْرٰهِيْمُ ۚ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ لَاَرْجُمَنَّكَ وَاهْجُرْنِيْ مَلِيًّا o قَالَ سَلٰمٌ عَلَيْكَ ۚ سَاَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّيْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِيْ حَفِيًّا o وَاَعْتَزِلُكُمْ وَمَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ اَدْعُوْا رَبِّيْ عَسٰۤى اَلَّاۤ اَكُوْنَ بِدُعَآءِ رَبِّيْ شَقِيًّا o (مریم: 21-28)

"اور اس کتاب میں ابراہیمؑ کے قصے سے نصیحت حاصل کیجیے۔ بلاشبہ وہ ایک سچے نبی تھے (لوگوں کو اس وقت کا ذکر سنایئے) جب انہوں نے اپنے والد سے کہا۔ ابا جان! آپ ان چیزوں کی عبادت کیوں کر رہے ہیں؟ جو نہ سنتی ہیں اور نہ دیکھتی ہیں اور نہ آپ کے کسی کام آسکتی ہیں، ابا جان! میرے پاس وہ علم آیا ہے جو آپ کے پاس نہیں آیا ہے، آپ میرے کہے پر چلیں، میں آپ کو سیدھی راہ پر چلاؤں گا، ابا جان! آپ شیطان کی بندگی نہ کیجیے۔

شیطان تو رحمان کا بڑا نافرمان ہے، ابا جان! مجھے ڈر ہے کہ (آپ اسی روش پر اگر رہے تو) رحمان کا عذاب آپ کو پکڑے اور آپ شیطان کے ساتھی بن کر رہ جائیں۔"

باپ نے کہا ابراہیمؑ! کیا تم میرے معبودوں سے پھر گئے ہو؟ اگر تم باز نہ آئے تو میں تمہیں پتھر مار مار کر ہلاک کر دوں گا، اور جاؤ ہمیشہ کے لیے مجھ سے دور ہو جاؤ۔ ابراہیمؑ نے کہا آپ کو میرا اسلام ہے۔ میں اپنے پروردگار سے دعا کروں گا کہ وہ آپ کی بخشش فرما دے۔ بے شک میرا رب مجھ پر بڑا مہربان ہے۔ میں آپ لوگوں سے بھی کنارا کرتا ہوں اور ان ہستیوں سے بھی جن کو تم اللہ کو چھوڑ کر پکارا کرتے ہو۔ میں تو اپنے رب ہی کو پکاروں گا۔ مجھے پوری امید ہے کہ میں اپنے رب کو پکار کر ہرگز نامراد نہ رہوں گا۔"

۱۶۔ اللہ کی راہ میں نکلنے کی تڑپ، جان و مال سے جہاد کرنے کا جذبہ اور اس کی راہ میں شہادت پانے کی پاکیزہ آرزو پیدا کیجیے۔ واقعہ یہ ہے کہ جہاد ایمان کا معیار ہے اور جس دل میں اس کی آرزو نہ ہو وہ ایمان و ہدایت سے محروم ایک بے رونق اور ویران کھنڈر ہے۔ میدانِ جہاد میں پہنچنے کی توفیق اور اللہ کی راہ میں جان و مال قربان کر دینے کا موقع پانا واقعی بہت بڑی سعادت ہے لیکن اگر ایسے حالات نہ ہوں کہ آپ اس کا موقع پا سکیں یا وسائل و ذرائع نہ ہوں کہ آپ میدان جہاد میں پہنچ کر ایمان کے جوہر دکھا سکیں تب بھی آپ کا شمار اللہ کی راہ کے ان مجاہدوں میں ہو سکتا ہے، جو راہِ خدا میں شہید ہوئے یا غازی بن کر لوٹے بشر طیکہ آپ کے دل میں راہِ خدا میں نکلنے کی تڑپ ہو، دین کی راہ میں قربان ہونے کا جذبہ ہو، اور شہادت کی آرزو ہو۔ اس لیے کہ اللہ کی نظر ان قلبی جذبات پر ہوتی ہے جو مجاہدانہ کارناموں کے لیے آدمی کو بے چین کرتے ہیں۔ غزوۂ تبوک سے جب نبی ﷺ واپس ہو رہے تھے تو راہ میں آپ ﷺ نے اپنے ساتھیوں کو خطاب فرماتے ہوئے کہا تھا:

"مدینے میں کچھ لوگ ایسے ہیں کہ تم نے جو کوچ بھی کیا اور جو وادی بھی طے کی وہ برابر تمہارے ساتھ رہے۔" نبی ﷺ کے ساتھیوں نے تعجب سے پوچھا: "کیا مدینے میں رہتے ہوئے؟" فرمایا: "ہاں مدینے میں رہتے ہوئے، کیونکہ ان کو مجبوری نے روک لیا تھا اور وہ خود رکنے والے نہ تھے۔"

قرآن پاک میں بھی اللہ نے ایسے لوگوں کی تعریف فرمائی ہے جو جذبہ رکھنے کے باوجود شرکتِ جہاد سے محروم رہے، اور اپنی محرومی پر ان کی آنکھیں آنسو بہاتی رہیں:

وَّلَا عَلَى الَّذِيْنَ اِذَا مَآ اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَآ اَجِدُ مَآ اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ تَوَلَّوْا وَّ اَعْيُنُهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا اَلَّا يَجِدُوْا مَا يُنْفِقُوْنَ (التوبۃ:92)

"اور نہ ان (بے سر و سامان) لوگوں پر الزام ہے جو خود آپ ﷺ کے پاس آئے کہ آپ ان کے لیے سواریاں مہیا فرما دیں اور جب آپ ﷺ نے کہا کہ میں تمہارے لیے سواریوں کا انتظام نہیں کر سکتا تو وہ اس حال میں واپس ہوئے کہ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اس غم میں کہ ان کے پاس جہاد میں شریک ہونے کے لیے خرچ کرنے کو کچھ موجود نہیں ہے۔"

اور نبی ﷺ نے فرمایا:

"جو شخص اللہ کی راہ میں جہاد کیے بغیر مر گیا۔ اور اس کے دل میں اس کی آرزو بھی نہیں تھی تو وہ نفاق کی ایک کیفیت میں مرا۔" (مسلم)

حقیقت یہی ہے کہ اللہ کی راہ میں لڑنے اور جان و مال کی قربانی پیش کرنے کے جذبے سے جو سینہ خالی ہے وہ مومن کا سینہ نہیں ہو سکتا۔

دعوت و تبلیغ کے آداب

۱۔دعوت و تبلیغ میں حکمت اور سلیقے کا پورا پورا خیال رکھیے اور ایسا طریقہ کار اختیار کیجیے جو ہر لحاظ سے انتہائی موزوں پُر وقار مقصد سے ہم آہنگ اور مخاطب میں شوق اور ولولہ پیدا کرنے والا ہو۔قرآن پاک کا ارشاد ہے:

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَ الْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ وَجَادِلْہُمْ بِالَّتِیْ ہِیَ اَحْسَنُ ؕ (النحل:126)

"اپنے رب کے راستے کی طرف دعوت دیجیے حکمت کے ساتھ اور عمدہ نصیحت کے ساتھ اور مباحثہ کیجیے تو ایسے طریقے پر جو انتہائی بھلا ہو۔"

قرآن کی اس جامع آیت سے تین اصولی ہدایات ملتی ہیں:

(۱)۔دعوت حکمت کے ساتھ دی جائے۔

(۲)۔نصیحت اور فہمائش عمدہ انداز سے کی جائے۔

(۳)۔مباحثہ بھلے طریقے پر کیا جائے۔

"حکمت کے ساتھ دعوت دینے کا مطلب یہ ہے کہ خود آپ کو اپنی دعوت کے تقدس اور عظمت کا پورا پورا احساس ہو،اور آپ اس گراں بہا دولت کو نادانی کے ساتھ یوں ہی جا بے جا نہ بکھیریں بلکہ آپ موقع محل کا بھی پورا پورا لحاظ رکھیے اور مخاطب کا بھی،ہر طبقے،ہر گروہ اور ہر فرد سے اس کی فکری رسائی،استعداد،صلاحیت،ذہنی کیفیت،اور سماجی حیثیت کے مطابق بات کیجیے اور ان اٹل قدروں کو باہمی افہام و تفہیم اور دعوت کی بنیاد بنایئے جن میں باہم اتفاق ہو اور جو قرابت و قبولیت کے لیے راہ ہموار کریں۔

عمدہ نصیحت کرنے کا مطلب یہ ہے کہ آپ اس سوز،خیر خواہی اور خلوص کے ساتھ نیک جذبات کو ابھاریئے کہ مخاطب شوق و رغبت کے جذبات سے سرشار ہو جائے اور دین سے اس کا تعلق محض ذہنی اطمینان کی حد تک نہ رہے بلکہ دین اس کے دل کی آواز،روح کی غذا اور جذبات کی تسکین بن جائے۔

تنقید و مباحثے میں اچھا طریقہ اختیار کرنے کا مفہوم یہ ہے کہ آپ کی تنقید تعمیری ہو،دلسوزی اور اخلاص کی آئینہ دار ہو،اور انداز ایسا دل نشین اور سادہ ہو کہ مخاطب میں،ضد،نفرت،ہٹ دھرمی،تعصب اور حمیتِ جاہلیت کے جذبات نہ ابھریں بلکہ وہ واقعی کچھ سوچنے سمجھنے پر مجبور ہو،اور اس میں حق کی طلب پیدا ہو،اور جہاں یہ کیفیتیں پیدا ہوتی نظر نہ آئیں آپ اپنی زبان بند کر لیجیے اور اس مجلس سے اٹھ کر چلے آیئے۔

۲۔ہر حال میں پورے دین کی دعوت دیجیے اور اپنی سمجھ سے اس میں کانٹ چھانٹ نہ کیجیے۔اسلام کی دعوت دینے والے کو یہ حق ہر گز نہیں ہے کہ وہ اپنی صوابدید کے مطابق اس کے کچھ اجزاء پیش کرے اور کچھ چھپائے رکھے۔

اللہ کا ارشاد ہے:

وَ اِذَا تُتْلٰی عَلَیْہِمْ اٰیَاتُنَا بَیِّنٰتٍ قَالَ الَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا ائْتِ بِقُرْاٰنٍ غَیْرِ ہٰذَآ اَوْ بَدِّلْہُ ؕ قُلْ مَا یَکُوْنُ لِیْٓ اَنْ اُبَدِّلَہٗ مِنْ تِلْقَآیِٔ نَفْسِیْ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰٓی اِلَیَّ ۚ اِنِّیْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَیْتُ رَبِّیْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ O قُلْ لَّوْ شَآءَ اللّٰہُ مَا تَلَوْتُہٗ عَلَیْکُمْ وَلَآ اَدْرٰکُمْ بِہٖ فَقَدْ لَبِثْتُ فِیْکُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِہٖ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ O فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا اَوْ کَذَّبَ بِاٰیٰتِہٖ ؕ اِنَّہٗ لَا یُفْلِحُ الْمُجْرِمُوْنَ (یونس:15-17)

"اور جب ان کو ہماری کھلی کھلی آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو جو لوگ ہماری ملاقات کا یقین نہیں رکھتے وہ کہتے ہیں،اس قرآن کی بجائے کوئی دوسرا قرآن لایئے یا اسی میں کچھ تغیر و تبدل کر دیجیے۔آپ ﷺ فرما دیجیے کہ میں اپنی طرف سے ہر گز اس میں کچھ کمی بیشی نہیں کر سکتا۔میں تو خود اسی وحی کا پیرو ہوں جو میری طرف بھیجی جاتی ہے۔اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو مجھے ایک بڑے ہولناک دن کے عذاب کا خوف ہے۔اور کہیے

اگر اللہ نے یہ نہ چاہا ہوتا کہ میں یہ قرآن تمہیں سناؤں تو میں کبھی نہ سنا سکتا اور نہ تمہیں اس سے واقف کرتا۔ آخر اس سے پہلے میں ایک عمر تمہارے درمیان گزار چکا ہوں۔ کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے؟ پھر اس سے بڑھ کر ظالم اور کون ہوگا جو ایک جھوٹی بات گھڑ کر اللہ کی طرف منسوب کرے یا اللہ کی (واقعی) آیات کو جھوٹا قرار دے۔ یقیناً مجرم لوگ کبھی فلاح نہیں پا سکتے۔"

حالات کیسے ہی ناسازگار ہوں داعی کا کام بہر حال یہی ہے کہ دین کو اپنی اصل اور مکمل حالت میں پیش کرے، اللہ کے دین میں کمی پیشی، اور حالات کے تقاضوں کے تحت اپنی سمجھ سے اس میں تغیر و تبدل بہت بڑا ظلم ہے اور ایسے لوگوں کی دنیا بھی تباہ ہوتی ہے اور آخرت بھی۔ اسلام، اس اللہ کا بھیجا ہوا دین ہے، جس کا علم پوری کائنات کا احاطہ کیے ہوئے ہے، جو ازل سے ابد تک کا یقینی علم رکھتا ہے اور جس کا نقطۂ نظر غلطی سے قطعاً پاک ہے، جو انسانی زندگی کے آغاز سے بھی واقف ہے اور انجام سے بھی اور جس کی مشیت کے تحت انسانی معلومات میں روز بروز حیرت انگیز وسعت پیدا ہو رہی ہے اور انسانی زندگی میں غیر معمولی ترقیاں رونما ہوتی جا رہی ہیں، کسی اور کے لیے تو بھلا کسی کمی بیشی کی کیا گنجائش ہو گی جب کہ خود داعی اوّل کا مقام یہ بتایا گیا ہے کہ وہ ایک مثالی فرمانبردار کی طرح اس دین کی پیروی کریں اور نافرمانی کے تصور سے لرزتے رہیں۔

۳۔ دین کو حکمت کے ساتھ فطری انداز میں پیش کیجیے کہ وہ غیر فطری بوجھ نہ محسوس ہو اور لوگ بدکنے اور متنفر ہونے کے بجائے، اس کو قبول کرنے میں سکون اور راحت محسوس کریں، اور آپ کی نرمی، شیریں زبانی، اور حکیمانہ طرزِ دعوت سے لوگ دین میں غیر معمولی کشش محسوس کریں، حضرت معاویہ بن حکمؓ فرماتے ہیں: "ایک بار میں نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا کہ ایک آدمی کو چھینک آئی، میں نے نماز ہی میں "یرحمک اللہ" کہہ کر چھینک کا جواب دے دیا۔ لوگ مجھے گھورنے لگے۔ میں نے کہا خدا تمہارا بھلا کرے مجھے کیوں گھور رہے ہو؟ تو لوگوں نے مجھے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ میں خاموش ہو گیا۔ جب نبی ﷺ نماز سے فارغ ہوئے۔ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان، میں نے ایسا بہترین تعلیم و تربیت کرنے والا نہ ان سے پہلے کبھی دیکھا اور نہ ان کے بعد۔ آپ ﷺ نے نہ تو مجھے ڈانٹا۔ نہ مارا۔ اور نہ برا بھلا کہا۔ صرف یہ فرمایا: "دیکھو! یہ نماز ہے۔ نماز میں بات چیت کرنا مناسب نہیں۔ نماز تو نام ہے اللہ کی پاکی اور برتری بیان کرنے۔ اس کی بڑائی بیان کرنے اور قرآن پڑھنے کا۔"

۴۔ اپنی تحریر، تقریر اور دعوتی گفتگوؤں میں ہمیشہ اس اعتدال کا اہتمام رکھیے کہ سننے والوں پر امید کی کیفیت بھی طاری رہے اور خوف کی بھی۔ نہ تو خوف پر ایسا مبالغہ آمیز زور دیجیے کہ وہ اللہ کی رحمت سے مایوس رہنے لگیں اور اپنی اصلاح اور نجات انہیں نہ صرف مشکل بلکہ محال نظر آنے لگے اور نہ اللہ کی رحمت اور بخشش کا ایسا تصور پیش کیجیے کہ وہ بالکل ہی بے باک اور غیر ذمہ دار بن جائیں اور اللہ کی بے پایاں رحمت و بخشش کا سہارا لے کر نافرمانیوں پر کمر باندھ لیں۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں:

"بہترین عالم وہ ہے جو لوگوں کو (ایسے انداز سے اللہ کی طرف دعوت دیتا ہے کہ) اللہ سے مایوس نہیں کرتا اور نہ اللہ کی نافرمانی کے لیے انہیں رخصتیں دیتا ہے اور نہ اللہ کے عذاب سے انہیں بے خوف بناتا ہے۔"

۵۔ دعوتی کوششوں میں دوام اور تسلسل پیدا کیجیے اور جو پروگرام بنائیں اسے استقلال اور ذمہ داری کے ساتھ برابر چلاتے رہنے کی کوشش کیجیے۔ پروگراموں کو ادھورا چھوڑنے اور نئے نئے پروگرام بنانے کی عادت سے بچیے۔ تھوڑا کام کیجیے لیکن مسلسل کیجیے۔

نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

"بہترین عمل وہ ہے جو مسلسل کیا جاتا رہے، چاہے وہ کتنا ہی تھوڑا ہو۔"

۶۔ دعوت و تبلیغ کی راہ میں پیش آنے والی مشکلات، تکالیف اور آزمائشوں کا خندہ پیشانی سے استقبال کیجیے اور صبر و استقامت دکھائیے۔

قرآن میں ہے:

وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْہَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰى مَآ اَصَابَكَ ۚ (لقمان:17)

"اور نیکی کا حکم دو، اور برائی سے روکو اور اس راہ میں جو مصائب بھی آئیں ان کو استقلال کے ساتھ برداشت کرتے رہو۔"

راہِ حق میں مصائب اور مشکلات کا آنا ضروری ہے، آزمائش کی منزلوں سے گزر کر ہی ایمان میں قوت آتی ہے اور اخلاق و کردار میں پختگی پیدا ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ اپنے ان بندوں کو ضرور آزماتا ہے جو ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں اور جو اپنے دین و ایمان میں جتنا زیادہ پختہ ہوتا ہے اس کی آزمائش بھی اسی لحاظ سے سخت ہوتی ہے۔

اللہ کا ارشاد ہے:

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ۗ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ Oالَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ Oۗ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۫ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ (البقرہ:155-157)

"اور ہم ضرور تمہیں خوف و خطر، فاقہ کشی، جان و مال کے نقصانات اور آمدنیوں کے گھاٹے میں مبتلا کر کے تمہاری آزمائش کریں گے۔ ان حالات میں جو لوگ صبر کریں اور جب کوئی مصیبت پڑے تو کہیں کہ "ہم اللہ ہی کے ہیں اور اللہ ہی کی طرف ہمیں پلٹ کر جانا ہے۔ انہیں خوش خبری دے دیجیے، ان پر ان کے رب کی طرف سے عنایات ہوں گی۔ اس کی رحمت ان پر سایہ کرے گی اور ایسے ہی لوگ راست رو ہیں۔"

حضرت سعدؓ نے نبی ﷺ سے پوچھا۔ یا رسول اللہ ﷺ! سب سے زیادہ سخت آزمائش کس شخص کی ہوتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "انبیاء کی پھر جو دین و ایمان میں ان سے زیادہ قریب ہو اور پھر جو اس سے قریب ہو۔ آدمی کی آزمائش اس کے دین کے اعتبار سے ہوتی ہے، پس جو شخص اپنے دین میں پختہ ہوتا ہے اس کی آزمائش سخت ہوتی ہے اور جو دین میں کمزور ہوتا ہے اس کی آزمائش ہلکی ہوتی ہے۔ اور یہ آزمائش برابر ہوتی رہتی ہے یہاں تک کہ وہ زمین پر اس حال میں چلتا ہے کہ اس پر گناہ کا کوئی اثر نہیں رہ جاتا۔" (مشکوۃ)

اور نبی ﷺ نے اپنا حال بیان کرتے ہوئے فرمایا: "مجھے اللہ کی راہ میں اتنا ستایا گیا کہ کبھی کوئی انسان اتنا نہیں ستایا گیا اور مجھے اللہ کی راہ میں اتنا ڈرایا گیا کہ کوئی شخص اتنا نہیں ڈرایا گیا اور ہم پر تیس ۳۰ شب و روز ایسے گزرے ہیں کہ میرے اور بلالؓ کے کھانے کے لیے کوئی ایسی چیز نہ تھی جسے کوئی جاندار کھا سکے سوائے اس مختصر توشے کے جو بلالؓ کی بغل میں تھا۔" (ترمذی)

اور نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جو شخص صبر کرنے کی کوشش کرے گا اللہ اس کو صبر بخشے گا اور صبر سے زیادہ بہتر اور بہت سی بھلائیوں کو سمیٹنے والی بخشش اور کوئی نہیں۔ (بخاری، مسلم)

دراصل آزمائشیں تحریک کو قوت پہنچانے اور آگے بڑھانے کا لازمی ذریعہ ہیں۔ آزمائشوں کی منزلوں سے گزرے بغیر کوئی تحریک کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی۔ بالخصوص وہ تحریک جو علم انسانی میں ایک ہمہ گیر انقلابات کی دعوت دیتی ہو اور پوری انسانی زندگی کو نئی بنیادوں پر تعمیر کرنے کا منصوبہ رکھتی ہو۔

جس زمانے میں مکے کے سنگ دل لوگ، نبی ﷺ اور نبی ﷺ کے ساتھیوں پر بے پناہ ظلم و ستم توڑ رہے تھے انہی دنوں کا ایک واقعہ حضرت خباب بن الارتؓ بیان کرتے ہیں:

"نبی ﷺ بیت اللہ کے سایے میں چادر سر کے نیچے رکھے آرام فرما رہے تھے۔ ہم آپ ﷺ کے پاس شکایت لے کر پہنچے۔ یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ ہمارے لیے اللہ سے مدد مطلب نہیں فرماتے۔ آپ ﷺ اس ظلم کے خاتمے کی دعا نہیں کرتے۔ (آخر یہ سلسلہ کب تک دراز رہے گا اور کب یہ مصائب کا دور ختم ہو گا؟) نبی ﷺ نے یہ سن کر فرمایا: "تم سے پہلے ایسے لوگ گزرے ہیں کہ ان میں سے بعض کے لیے گڑھا کھودا

جاتا۔ پھر اس کو اس گڑھے میں کھڑا کر دیا جاتا، پھر آرا لایا جاتا اور اس کے جسم کو چیرا جاتا۔ یہاں تک کہ اس کے جسم کے دو ٹکڑے کر دیے جاتے۔ پھر بھی وہ اپنے دین سے نہ پھرتا اور اس کے جسم میں لوہے کے کنگھے چبھوئے جاتے جو گوشت سے گزر کر ہڈیوں اور پٹھوں تک پہنچ جاتے مگر وہ اللہ کا بندہ حق سے نہ پھرتا۔ قسم ہے اللہ کی، یہ دین غالب ہو کر رہے گا۔ یہاں تک کہ سوار (یمن کے دار الخلافہ) صنعاء سے حضر موت تک کا سفر کرے گا اور راستے میں اللہ کے سوا اس کو کسی کا خوف نہ ہوگا۔ البتہ چرواہوں کو صرف بھڑیوں کا خوف رہے گا کہ کہیں بکری اٹھا نہ لے جائیں لیکن افسوس کہ تم جلدی مچا رہے ہو۔ (بخاری)

حضرت معاویہؓ فرماتے ہیں "میں نے نبی ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سنا ہے کہ: میری امت میں برابر ایک گروہ موجود رہے گا جو اللہ کے دین کا محافظ رہے گا۔ جو لوگ ان کا ساتھ نہ دیں گے اور جو لوگ ان کی مخالفت کریں گے وہ ان کو تباہ نہ کر سکیں گے یہاں تک کہ اللہ کا فیصلہ آجائے اور یہ دین کے محافظ لوگ اپنی اسی حالت میں قائم رہیں گے۔ (بخاری و مسلم)

بے جا رواداری، مداہنت اور اصولوں کی قربانی دینے سے سختی کے ساتھ پرہیز کیجیے۔ قرآن میں مومنوں کی تعریف میں کہا گیا ہے:

اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ

"وہ کافروں پر سخت ہوتے ہیں"

یعنی وہ اپنے دین اور اصولوں کے معاملے میں انتہائی شدید ہوتے ہیں۔ وہ کسی حال میں بھی کوئی مصالحت یا مداہنت نہیں کرتے۔ وہ سب کچھ برداشت کرتے ہیں لیکن دین و اصول کی قربانی نہیں دے سکتے۔ مسلمانوں کو اللہ نے نبی ﷺ کے توسط سے یہ ہدایت دی ہے:

فَلِذٰلِكَ فَادْعُ وَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ (الشوری :15)

"پس آپ اسی دین کی طرف دعوت دیجیے اور جس طرح آپ کو حکم دیا گیا ہے۔ اسی پر مضبوطی سے جمے رہیے اور ان کی خواہشات کے پیچھے نہ چلیے۔"

دین کے معاملے میں مداہنت، بے جا رواداری اور باطل سے مصالحت وہ خطرناک کمزوری ہے جو دین و ایمان کو تباہ کر کے رکھ دیتی ہے۔

نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

جب بنی اسرائیل اللہ کی نافرمانیوں کے کام کرنے لگے تو ان کے علماء نے ان کو روکا لیکن وہ نہیں رکے (تو ان کے علماء ان کا بائیکاٹ کرنے کے بجائے) ان کی مجلسوں میں بیٹھنے لگے اور ان کے ساتھ کھانے پینے لگے جب ایسا ہوا تو اللہ نے ان سب کے دل ایک جیسے کر دیے اور پھر حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی زبان سے اللہ نے ان پر لعنت کی۔

یہ اس لیے کہ انہوں نے نافرمانی کی راہ اختیار کی اور اسی میں بڑھتے چلے گئے۔ اس حدیث کے راوی عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ ٹیک لگائے بیٹھے تھے پھر سیدھے بیٹھ گئے اور فرمایا: نہیں، اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے تم ضرور لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے رہو گے اور برائی سے روکتے رہو گے اور ظالم کا ہاتھ پکڑو گے اور ظالم کو حق کے آگے جھکاؤ گے اگر تم لوگ ایسا نہ کرو گے تو تم سب کے دل بھی ایک ہی طرح کے ہو جائیں گے اور پھر خدا تمہیں اپنی رحمت اور ہدایت سے دور پھینک دے گا جس طرح بنی اسرائیل کو اس نے محروم کر دیا۔"

۸۔ اپنے بچوں کی اصلاح و تربیت اور ان کو اقامت دین کا فریضہ انجام دینے کے لیے تیار کرنا آپ کا اولین فرض بھی ہے اور آپ کی سرگرمیوں کا فطری میدان بھی۔ اس میدان کو چھوڑ کر اپنی تبلیغی اور اصلاحی کوششوں کے لیے محض باہر کے میدان تلاش کرنا غیر حکیمانہ اور غیر فطری عمل ہے اور یہ بہت بڑی کوتاہی اور فرار ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ آپ قحط کے زمانے میں اپنے گھر والوں کو بھوک پیاس سے نڈھال اور جان بلب چھوڑ کر

باہر کے ضرورت مندوں کو تلاش کر کے غلہ تقسیم کرنے کی فیاضی کا مظاہرہ کریں۔ گویا نہ تو آپ کو بھوک پیاس اور قربت و محبت کا احساس ہے اور نہ غلے کی تقسیم کی حکمت ہی سے آپ کا ذہن آشنا ہے۔ قرآن میں مومنوں کو ہدایت دی گئی ہے۔

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَ اَہْلِيْكُمْ نَارًا

"مومنو! بچاؤ اپنے کو اور گھر والوں کو جہنم کی آگ سے۔"

اور نبی ﷺ نے اس کی تشریح ان الفاظ میں فرمائی ہے:

"تم میں سے ہر ایک نگران اور ذمہ دار ہے، اور تم میں سے ہر ایک سے ان لوگوں کے بارے میں بازپرس کی جائے گی جو اس کی نگرانی میں ہوں گے۔ حاکم نگران ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا اور شوہر اپنے گھر والوں کا نگران ہے اور عورت اپنے شوہر کے گھر اور اس کے بچوں کی نگران ہے۔ تو تم میں سے ہر ایک نگران اور ذمہ دار ہے اور تم میں سے ہر ایک سے ان لوگوں کے بارے میں پوچھ گچھ ہو گی جو اس کی نگرانی میں دیے گئے ہیں۔ (بخاری، مسلم)

۹۔ اپنے پڑوسیوں اور محلے والوں کی اصلاح و تعلیم کی بھی فکر کیجیے اور اس کو بھی اپنا فریضہ سمجھے۔

نبی ﷺ نے ایک دن خطبہ دیا اور اس میں کچھ مسلمانوں کی تعریف فرمائی۔ پھر فرمایا: "ایسا کیوں ہے کہ کچھ لوگ اپنے پڑوسیوں میں دین کی سمجھ بوجھ پیدا نہیں کرتے اور انہیں دین نہیں سکھاتے اور انہیں دین سے ناواقف رہنے کے عبرتناک نتائج نہیں بتاتے۔ اور انہیں برے کاموں سے نہیں روکتے؟ اور ایسا کیوں ہے کہ کچھ لوگ اپنے پڑوسیوں سے دین کا علم حاصل نہیں کرتے اور دین کی سمجھ بوجھ پیدا نہیں کرتے اور دین سے جاہل رہنے کے عبرتناک نتائج معلوم نہیں کرتے۔ اللہ کی قسم! لوگ اپنے پڑوسیوں کو لازماً دین کی تعلیم دیں۔ ان کے اندر دین کی سمجھ بوجھ پیدا کریں۔ انہیں نصیحت کریں۔ ان کو اچھی باتیں بتائیں اور ان کو بری باتوں سے روکیں نیز لوگوں کو چاہیے کہ لازماً اپنے پڑوسیوں سے دین سیکھیں، دین کی سمجھ پیدا کریں اور ان کی نصیحتوں کو قبول کریں ورنہ میں انہیں بہت جلد سزا دوں گا۔" پھر آپ ﷺ منبر سے اتر آئے اور تقریر ختم فرمادی۔

سننے والوں میں سے بعض لوگوں نے دوسروں سے پوچھا، یہ کون لوگ تھے جن کے خلاف نبی ﷺ نے تقریر فرمائی؟ دوسرے لوگوں نے بتایا کہ آپ ﷺ کا روئے سخن قبیلۂ اشعر کے لوگوں کی طرف تھا۔ یہ لوگ دین کا علم رکھنے والے لوگ ہیں اور ان کے پڑوس میں چشموں پر رہنے والے دیہاتی اجڈ لوگ ہیں۔ جب اس تقریر کی خبر اشعری لوگوں کو پہنچی تو وہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا: "اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ﷺ نے اپنے خطبے میں کچھ لوگوں کی تعریف فرمائی اور ہمارے اوپر غصہ فرمایا تو فرمایئے ہم سے کیا قصور ہوا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "لوگوں کا فرض ہے کہ وہ اپنے پڑوسیوں کو دین کی تعلیم دیں، انہیں وعظ و نصیحت کریں، اچھی باتوں کی تلقین کریں اور بری باتوں سے روکیں، اسی طرح لوگوں کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ اپنے پڑوسیوں سے دین کا علم حاصل کریں، ان کی نصیحتوں کو قبول کریں اور اپنے اندر دین کی سمجھ پیدا کریں ورنہ میں بہت جلد ان لوگوں کو دنیا میں سزا دوں گا۔" یہ سن کر اشعر کے لوگوں نے کہا: "اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا ہم دوسرے لوگوں میں سمجھ پیدا کریں؟" آپ ﷺ نے فرمایا: "جی ہاں یہ تمہاری ذمہ داری ہے" تو یہ لوگ بولے۔ حضور ﷺ ہمیں ایک سال کی مہلت دیجیے۔ چنانچہ حضور ﷺ نے ان کو ایک سال کی مہلت دی جس میں وہ اپنے پڑوسیوں کو دین سکھائیں اور دینی سمجھ پیدا کریں۔ اس کے بعد نبی ﷺ نے یہ آیتیں تلاوت فرمائیں:

لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ عَلٰي لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۭ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ O كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ ۭ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ O (المائدہ:79,78)

"بنی اسرائیل کے کفر کرنے والوں پر لعنت کی گئی داؤدؑ کی زبان سے اور عیسیٰ ابن مریمؑ کی زبان سے اور یہ لعنت اس لیے کی گئی کہ انہوں نے نافرمانی کی راہ اختیار کی اور برابر اللہ کے احکام توڑتے چلے گئے۔ یہ آپس میں ایک دوسرے کو بری باتوں کے کرنے سے نہیں روکتے تھے۔ بلاشبہ ان کی یہ حرکت انتہائی بری تھی۔"

۱۰۔ جن لوگوں کے درمیان آپ دعوت و تبلیغ کا خوشگوار فریضہ انجام دے رہے ہوں، ان کے مذہبی تعلقات اور جذبات کا احترام ولحاظ کیجیے۔ نہ ان کے بزرگوں اور پیشواؤں کو برے نام سے یاد کیجیے، نہ ان کے معتقدات پر حملے کیجیے، نہ ان کے مذہبی نظریات کی تحقیر کیجیے۔ مثبت انداز میں حکمت کے ساتھ اپنی دعوت پیش کیجیے اور تنقید میں بھی مخاطبین کو بھڑکانے کے بجائے نہایت دل سوزی کے ساتھ ان کے دل میں اپنی بات اتارنے کی کوشش کیجیے۔ اس لیے کہ جذباتی تنقید اور توہین آمیز گفتگو سے مخاطب میں کسی خوشگوار تبدیلی کی توقع نہیں ہوتی۔ البتہ یہ اندیشہ رہتا ہے کہ کہیں حمیتِ جاہلیت اور تعصب کے ہیجان میں وہ اللہ اور دین کی شان میں گستاخی کرنے لگے اور دین سے قریب آنے کے بجائے وہ اور زیادہ دور ہو جائے۔

قرآن کی ہدایت ہے:

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًۢا بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ

"(اے مومنو!) یہ لوگ اللہ کے سوا جن لوگوں کو پکارتے ہیں ان کو گالیاں نہ دو، ایسا نہ ہو کہ یہ شرک سے آگے بڑھ کر جہالت کی بنا پر اللہ کو گالیاں دینے لگیں۔"

۱۱۔ داعی الی اللہ بن کر دعوت کا فریضہ انجام دیجیے۔ یعنی صرف اللہ کی طرف دعوت دینے والے بنیے۔ اللہ کے بندوں کو اللہ کے سوا کسی اور چیز کی طرف ہرگز نہ بلائیے۔ نہ وطن کی طرف بلائیے نہ قوم و نسل کی طرف، نہ کسی زبان کی طرف دعوت دیجیے، نہ کسی جماعت کی طرف، مومن کا نصب العین صرف اللہ کی رضا ہے، اسی نصب العین کی طرف دعوت دیجیے، اور یہ یقین پیدا کرنے کی کوشش کیجیے کہ بندے کا کام محض یہ ہے کہ وہ اپنے خالق و مالک کی بندگی کرے، اپنی انفرادی زندگی میں بھی، اور خانگی زندگی میں بھی، سماجی زندگی میں بھی اور ملکی زندگی میں بھی اور ملکی معاملات میں بھی، غرض پوری زندگی میں اپنے مالک و پروردگار کے کہنے پر چلے اور اس کے قانون کی مخلصانہ پیروی کرے۔ اس کے سوا کوئی چیز ایسی نہیں جس کو مسلمان اپنا نصب العین قرار دے۔ اور اس کی طرف لوگوں کو دعوت دے۔ مومن جب بھی اللہ کی ہدایت سے منہ موڑ کر اللہ کی رضا کے سوا کسی اور چیز کو اپنا نصب العین قرار دے گا۔ دونوں جہان میں ناکام و نامراد ہو گا۔

وَ مَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَ عَمِلَ صَالِحًا وَّ قَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ O (حم سجدہ:33)

"اس شخص کی بات سے اچھی بات اور کس کی ہو گی جس نے اللہ کی طرف دعوت دی، اور نیک عمل کیا اور کہا کہ میں اللہ کا فرمانبردار اور مسلم ہوں۔"

نظمِ جماعت کے آداب

۱۔ دعوت و تبلیغ کا فریضہ انجام دینے کے لیے مضبوط تنظیم وجود میں لائیے اور اقامت دین کے لیے اجتماعی جدوجہد کیجیے۔

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

"اور تم میں سے ایک جماعت تو ایسی ضرور ہونی چاہیے جو خیر کی طرف دعوت دے، اچھے کاموں کا حکم دے اور برے کاموں سے روکے۔"

الْخَيْرِ سے مراد ہر وہ فطری بھلائی ہے جسے ہمیشہ انسانی فطرت نے بھلائی سمجھا ہے اور جس کے بھلائی ہونے کی شہادت آسمانی کتابوں نے دی ہے ان تمام بھلائیوں اور خوبیوں کی ایک جامع اور مرتب شکل اللہ کا بھیجا ہوا وہ دین ہے جو ہر دور میں اللہ کے پیغمبر لاتے رہے ہیں جس کی آخری مکمل، مستند

اور محفوظ شکل وہ کتاب و سنت ہے جو نبی ﷺ امت کو دے گئے ہیں۔اسی خیر کی طرف دعوت دینے اور بھلائیوں سے دنیا کو مالا مال کرنے کے لیے ضروری ہے کہ مسلمان جماعت بن کر منظم طور پر اس کام کو انجام دیں اور زندگی کے ہر میدان میں باطل پر غلبہ حاصل کرنے کے لیے مضبوط اجتماعیت وجود میں لائیں اور انتہائی منظم جدوجہد کریں۔اللہ نے مومنوں کی اس مضبوط اجتماعیت اور اجتماعی جدوجہد کا نقشہ کھینچتے ہوئے ان کی مثالی اجتماعیت کی تعریف کی ہے اور ان کو اپنا محبوب قرار دیا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِہٖ صَفًّا کَاَنَّھُمْ بُنْیَانٌ مَّرْصُوْصٌ

''بلاشبہ وہ لوگ اللہ کے محبوب ہیں جو اس کی راہ میں استقلال کے ساتھ صف باندھے لڑتے رہتے ہیں گویا کہ وہ سیسہ پلائی ہوئی عمارت ہیں۔''

نبی ﷺ نے اجتماعی زندگی کی اہمیت اور جماعت بن کر زندگی گزارنے کی تلقین کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

تین آدمی جو کسی جنگل میں رہتے ہوں،ان کے لیے جائز نہیں ہے مگر یہ کہ وہ اپنے میں سے کسی کو اپنا امیر منتخب کرلیں(مشعی)

اور آپ نے یہ بھی ارشاد فرمایا:

جو شخص جنت کے وسط میں اپنا گھر بنانا چاہتا ہو اسے الجماعت سے چمٹا رہنا چاہیے۔اس لیے کہ شیطان ایک آدمی کے ساتھ ہوتا ہے اور جب وہ دو ہو جاتے ہیں تو وہ دور بھاگ جاتا ہے۔

الجماعت سے مراد مسلمانوں کی ایسی منظم اجتماعیت ہے،جب اقتدار اسلام کے ہاتھ میں ہو،اور مسلمان خلیفہ اسلامی احکام و قوانین نافذ کر رہا ہو اور سارے اہل اسلام اس کی قیادت ورہنمائی پر متفق ہوں،ایسی حالت میں کسی مسلمان کے لیے قطعاً کوئی گنجائش نہیں کہ وہ جماعت سے الگ رہ کر زندگی گزارے اور جب یہ الجماعت موجود نہ ہو تو امت کا فرض ہے کہ وہ منظم ہو کر اجتماعی جدوجہد کے ذریعے اس جماعت کو وجود میں لانے کی کوشش کرے۔

۲۔اتحاد و تنظیم کی بنیاد صرف دین کو بنائیے،اسلامی تنظیم وہی ہے جس کی بنیاد اللہ کا دین ہو۔اللہ کے دین کو چھوڑ کر کسی اور بنیاد پر مسلمانوں کا اتحاد و اتفاق وہ اتحاد نہیں ہے جس کا حکم اسلام نے دیا ہے اور ایسی تنظیم اور جماعت درحقیقت اسلامی تنظیم نہیں ہے۔مسلمانوں میں حقیقی رشتہ اخوت و اتحاد صرف دین ہے۔دین کے سوا جس چیز کو بھی یہ اپنے اتحاد کی بنیاد بنائیں گے متحد ہونے کے بجائے منتشر ہوں گے اور ایک الجماعت بننے کے بجائے گروہ،گروہ اور فرقہ،فرقہ بن جائیں گے۔

جماعت بنائیے تو صرف اس لیے کہ اللہ کا دین قائم کرنا آپ کا نصب العین ہو اور آپ کی ساری تگ و دو محض اسی کی خاطر ہو۔

قرآن کا ارشاد ہے:

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا وَاذْکُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ اِذْ کُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِکُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِہٖٓ اِخْوَانًا (آل عمران :103)

''اور تم سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑے رہنا،اور الگ الگ فرقے نہ بن جانا اور اللہ کے اس احسان کو یاد رکھنا جو اس نے تم پر کیا ہے تم ایک دوسرے کے دشمن تھے اس نے تمہارے دل جوڑ دیئے اور تم اس کے فضل و کرم سے بھائی بھائی بن گئے۔''

اللہ کی رسی سے مراد اللہ کا دین،اسلام ہے قرآن کے نزدیک مسلمانوں کی وحدت و اجتماعیت کی بنیاد یہی دین ہے اس کے سوا کوئی بھی بنیاد مسلمانوں کو جوڑنے والی نہیں بلکہ پارہ پارہ کر دینے والی ہے۔

۳۔دعوتِ حق کے کارکنوں سے دلی محبت کیجیے اور اس رشتے کو ہر رشتے سے زیادہ اہم اور قابل احترام سمجھیے۔

قرآن میں مومنوں کی تعریف میں کہا گیا ہے:

لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ وَ لَوْ کَانُوْٓا اٰبَآءَھُمْ اَوْ اَبْنَآءَھُمْ اَوْ اِخْوَانَھُمْ اَوْ عَشِیْرَتَھُمْ ؕ (المجادلۃ:22)

"تم اس گروہ کو جو اللہ اور یومِ آخر پر ایمان رکھتا ہے ان لوگوں سے محبت اور الفت کرتے نہ دیکھو گے جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی دشمنی اور مخالفت پر کمربستہ ہوں۔ چاہے وہ اس کے اپنے ہی باپ یا اپنے ہی بیٹے یا اپنے ہی بھائی یا اپنے ہی خاندان والے کیوں نہ ہوں۔"

۴۔ جماعتی رفقاء کی نصح و خیر خواہی کا اہتمام کیجیے اور جماعتی زندگی میں باہمی تلقین کے جذبے کو بیدار رکھیے۔ اس لیے کہ یہی کامیابی کی ضمانت ہے:

وَالْعَصْرِ O اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ O اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ تَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَ تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ O (العصر)

"زمانہ گواہ ہے کہ انسان گھاٹے میں ہے سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے، اور جو ایک دوسرے کو دینِ حق کی وصیت کرتے رہے اور صبر و ثبات کی تلقین کرتے رہے۔"

۵۔ جماعتی نظم کی پوری پابندی کیجیے اور اس کو محض جماعتی استحکام کا ذریعہ نہ سمجھیے بلکہ دینی فریضہ تصور کیجیے۔

اللہ کا ارشاد ہے:

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ اِذَا كَانُوْا مَعَهٗ عَلٰۤى اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ یَذْهَبُوْا حَتّٰى یَسْتَاْذِنُوْهُ ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَاْذِنُوْنَكَ اُولٰٓىِٕكَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ۚ (النور:62)

"مومن تو حقیقت میں وہی لوگ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو دل سے مانیں، اور جب کسی اجتماعی کام کے موقع پر رسول ﷺ کے ساتھ ہوں، تو ان سے اجازت لیے بغیر نہ جائیں، حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ آپ ﷺ سے اجازت لیتے ہیں وہی لوگ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ماننے والے ہیں۔"

نظمِ جماعت کی پابندی اور اپنے قائد کی اطاعت و فرمانبرداری محض ایک قانونی معاملہ ہی نہیں ہے بلکہ یہ ایک اہم شرعی معاملہ ہے اور قرآن پاک نے ان لوگوں کے ایمان کی سچائی کی شہادت دی ہے جو نظمِ جماعت کے پابند ہوں اور کسی جماعتی ڈیوٹی سے اسی وقت ہٹیں جب اپنے سربراہ کار سے اجازت حاصل کر لیں۔

۶۔ جماعتی زندگی میں نیکی کے جو کام بھی ہو رہے ہوں، خلوصِ دل سے اس میں تعاون کیجیے اور جو کچھ کر سکتے ہوں اس سے دریغ نہ کیجیے۔ خود غرضی، مطلب برآوری اور خود پرستی جیسے گندے جذبات سے اپنا اخلاقی دامن پاک رکھیے۔

قرآن کی ہدایت ہے:

وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى (المائدہ:2)

"اور نیکی اور خدا ترسی کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرتے رہو۔"

۷۔ رفقاء سے تعلقات خوش گوار رکھیے اور کبھی کسی سے کوئی اختلاف ہو جائے تو فوراً مصلح صفائی کر لیجیے اور دل کو کدورت سے پاک رکھیے:

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَصْلِحُوْا ذَاتَ بَیْنِكُمْ "پس اللہ سے ڈرو، اور آپس کے تعلقات کو خوش گوار رکھو۔" (انفال:۱)

۸۔ اسلامی جماعت کے امیر کی خوش دلی کے ساتھ اطاعت کیجیے اور اس کے خیر خواہ اور وفادار رہیے۔

نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

"مسلمانوں کو اپنے ذمہ دار کی بات سننی اور ماننی ضروری ہے چاہے وہ حکم اپنی طبیعت کے لیے خوشگوار ہو یا ناخوشگوار بشرطیکہ وہ اللہ کی نافرمانی کی بات نہ ہو، ہاں! جب اللہ کی نافرمانی کا حکم دیا جائے تو وہ بات نہ سننی چاہیے اور نہ ماننی چاہیے۔" (بخاری، مسلم)

حضرت تمیمؓ داری فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

"دین مخلصانہ خیر خواہی اور وفاداری کا نام ہے۔" ...... تین بار آپ ﷺ نے یہ بات دہرائی۔ ہم لوگوں نے پوچھا: کس کی خیر خواہی اور وفاداری۔ ارشاد فرمایا: "اللہ کی، اس کے رسول ﷺ، اس کی کتاب کی مسلمانوں کے ذمہ داروں کی اور عام مسلمانوں کی وفاداری۔" (مسلم)

۹۔ جماعتی عصبیت، تنگ نظری اور دھڑے بندی سے پرہیز کیجیے۔ کشادہ دلی اور خوش اخلاقی کے ساتھ ہر ایک سے تعاون کیجیے اور جو لوگ بھی دین کا کام کر رہے ہوں ان کی قدر کیجیے۔ ان کے ساتھ خیر خواہی اور اخلاص کا برتاؤ کیجیے اور ان کو اپنا رفیق سفر اور معین کار سمجھیے۔ دین کا کام کرنے والے در حقیقت سب ایک دوسرے کے ناصر و حامی ہیں۔ سب کا مطلب دین ہے اور سب اپنی اپنی سمجھ کے مطابق دین کی خدمت ہی کرنا چاہتے ہیں۔ خلوص کے ساتھ افہام و تفہیم کے ذریعے ایک دوسرے کی غلطی واضح کرنا اور صحیح طرز فکر و عمل کی نشاندہی کرنا تو ایک نہایت ہی مبارک عمل ہے اور یہ ہونا چاہیے۔ البتہ باہمی منافرت، کشیدگی، بغض و عناد، ایک دوسرے کو نیچا دکھانا اور ایک دوسرے کے خلاف پراپیگنڈہ کرنا، وہ رکیک طرزِ عمل ہے جو کسی طرح بھی داعیانِ دین کے شایانِ شان نہیں ہے اور ان لوگوں کا دامن اس طرح کے داغوں سے بالکل ہی صاف ہونا چاہیے جو واقعی دل کی گہرائی سے یہ چاہتے ہیں کہ اپنی قوتوں اور صلاحیتوں کو اللہ کی راہ میں لگائیں اور زندگی میں اللہ کے دین کی کچھ خدمت کر جائیں۔

قیادت کے آداب

۱۔ اسلامی جماعت کی قیادت اور رہنمائی کے لیے ایسے شخص کو منتخب کیجیے جو خدا ترسی اور پرہیزگاری میں سب سے بڑھا ہوا ہو، دین میں بزرگی اور بڑائی کا معیار نہ مال و دولت ہے نہ خاندان بلکہ دین میں وہی شخص سب سے افضل ہے جو سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہے۔

قرآن کا ارشاد ہے:

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآىِٕلَ لِتَعَارَفُوْا ؕ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ؕ (الحجرات:13)

"اے انسانو! ہم نے تم کو ایک مرد اور عورت سے پیدا کیا۔ تمہارے کنبے اور قبیلے بنائے تاکہ تم باہم پہچانے جاؤ۔ بلاشبہ اللہ کے نزدیک تم سب میں زیادہ معزز اور مکرم وہ ہے جو تم سب میں زیادہ متقی اور پرہیزگار ہے۔"

۲۔ قیادت کے انتخاب کو ایک خالص دینی فریضہ سمجھیے اور اپنی رائے کو اللہ کی امانت سمجھتے ہوئے صرف اسی شخص کے حق میں استعمال کیجیے جس کو آپ واقعی اس بار گراں کو اٹھانے اور اس کا حق ادا کرنے کے لائق سمجھتے ہوں۔

اللہ کا ارشاد ہے:

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤى اَهْلِهَا (النساء:58)

"بلاشبہ اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم اپنی امانتیں انہی کے سپرد کرو جو اس کے اہل ہیں۔"

یہ ایک اصولی اور جامع ہدایت ہے، جو ہر طرح کی امانتوں پر حاوی ہے اور سلسلہ بیان میں امانتوں سے مراد اسلامی جماعت کی ذمہ داریاں ہیں یعنی اسلامی جماعت کی قیادت اور رہنمائی کے لیے اپنی رائے اور پسند کی امانت اسی اہل تر شخص کے حوالے کیجیے جو واقعی اس بار امانت کو اٹھانے کی اہلیت اور صلاحیت رکھتا ہو، اس معاملے میں جانب داری یا بے جا رواداری اور اسی طرح کے دوسرے عوامل سے متاثر ہو کر رائے دینا خیانت ہے جس سے مومن کا دامن پاک ہونا چاہیے۔

۳۔ اگر آپ مسلمانوں کی جماعت کی ذمہ داری سنبھالیں تو اپنے فرائض کا پورا پورا شعور رکھیے اور کامل دیانت، محنت، احساس ذمہ داری اور تن دہی کے ساتھ اپنی ڈیوٹی انجام دیجیے۔

نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

"جو شخص مسلمانوں کے اجتماعی امور کا ذمہ دار ہو اور وہ ان کے ساتھ خیانت کرے تو اللہ اس پر جنت حرام کر دے گا۔" (بخاری و مسلم)

اور آپ نے یہ بھی ارشاد فرمایا:

''جس شخص نے مسلمانوں کے اجتماعی معاملات کی ذمہ داری قبول کی پھر اس نے ان کے ساتھ خیر خواہی نہ کی اور ان کے کام انجام دینے میں اپنے آپ کو اس طرح نہیں تھکا یا جس طرح وہ اپنی ذاتی ضرورت کے لیے خود کو تھکا تا ہے تو اللہ اس شخص کو منہ کے بل جہنم میں گرادے گا۔(طبرانی)

۴۔اپنے مامورین کے ساتھ نرمی، شفقت، انصاف اور بردباری کا برتاؤ کیجیے تاکہ وہ کھلے دل سے آپ کے ساتھ تعاون کریں اور اللہ آپ کی جماعت کو اپنے دین کی کچھ خدمت کرنے کی توفیق بخشے۔قرآن میں نبی ﷺ کی تعریف میں کہا گیا ہے:

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَ لَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ

''یہ اللہ کی رحمت ہی تو ہے کہ آپ ان لوگوں کے لیے انتہائی رحم دل ہیں ورنہ اگر کہیں آپ سخت مزاج اور سخت گیر ہوتے تو یہ سب آپ کے گردوپیش سے چھٹ جاتے۔''

اور آپ کو تاکید کی گئی ہے:

وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ (الشعراء 215/26)

''اور آپ اپنے شفقت کے بازو پھیلا دیجیے ان مومنوں کے لیے جو آپ کی پیروی کر رہے ہیں۔''

حضرت عمر بن خطابؓ نے ایک بار تقریر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

اے لوگو! ہمارا تم پر حق ہے کہ پیٹھ پیچھے، ہماری مخلصانہ خیر خواہی کرو اور نیکی کے امور میں ہماری مدد کرو۔پھر ارشاد فرمایا:

اے حکومت کے ذمہ دارو! سربراہ کی بردباری اور نرمی سے زیادہ نفع بخش اور اللہ کے نزدیک زیادہ پسندیدہ اور کوئی بردباری نہیں ہے۔اسی طرح سربراہ کی ناسمجھی اور جذباتیت اور بے سوچے سمجھے کام کرنے سے زیادہ نقصان دہ اور ناپسندیدہ کوئی دوسری نادانی اور بدسلیقگی نہیں ہے۔

۵۔اپنے رفقاء کی اہمیت کو محسوس کیجیے۔ان کے جذبات کا احترام کیجیے،ان کی ضرورتوں کا احساس کیجیے اور ان کے ساتھ برادرانہ سلوک کیجیے کہ وہ آپ کو اپنا سب سے بڑا خیر خواہ سمجھیں۔

حضرت مالک بن حویرثؓ کہتے ہیں،ایک بار ہم کچھ ہم عمر نوجوان نبی ﷺ کی خدمت میں رہنے کے لیے پہنچے اور ہم آپ کی خدمت میں بیس رات تک رہے، واقعی اللہ کے رسول ﷺ انتہائی نرم دل اور رحیم تھے۔جب آپ نے یہ محسوس کیا کہ اب ہمیں گھر والوں کی یاد ستا رہی ہے تو ہم سے پوچھنے لگے کہ تم لوگ اپنے پیچھے گھر میں کن کن لوگوں کو چھوڑ کر آئے ہو؟ ہم نے تفصیل بتائی تو فرمایا:

اچھا تو اب تم لوگ اپنے گھروں کو واپس جاؤ اور انہی کے ساتھ رہو اور جو کچھ تم نے سیکھا ہے ان کو سکھاؤ،اور انہیں نیک باتوں کی تلقین کرو اور فلاں نماز فلاں وقت پڑھو اور جب نماز کا وقت آجائے تو تم میں سے کوئی ایک آذان دے دے اور جو تم میں علم و کردار کے لحاظ سے سب سے بڑھ کر ہو وہ نماز پڑھائے۔

۶۔اپنے رفقاء کی قدر کیجیے،اور انہی کو اپنا اصل سرمایہ سمجھتے ہوئے پوری تن دہی اور دلسوزی کے ساتھ ان کی تربیت کیجیے،ان کو نادار اور مفلس سمجھ کر ان لوگوں کی طرف للچائی ہوئی نظروں سے نہ دیکھیے جب کو اللہ نے دنیوی شان و شوکت اور مال و اسباب دے کر ڈھیل دی ہے:

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَ الْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَ لَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا (الکہف:28/18)

"اور اپنے آپ کو ان لوگوں کی معیت اور رفاقت پر مطمئن رکھیے جو اپنے رب کی رضا کے طالب بن کر صبح و شام اس کو پکارتے رہتے ہیں اور ان کو نظر انداز کر کے دنیوی شان و شوکت کی طلب میں اپنی نگاہیں نہ دوڑائیے۔"

درحقیقت دینی جماعت کا اصل سرمایہ وہی لوگ ہیں جو تن من دھن سے دین کی تبلیغ و اشاعت میں لگ گئے ہیں۔جماعت کے قائد کا فرض ہے کہ ان کی اہمیت کا احساس کرے اور اپنی ساری توجہ انہی کی تربیت اور تیاری پر مرکوز رکھے۔

۷۔ جماعت کے سارے اہم کام رفقاء کے مشورہ سے طے کیجیے اور انجام دیجیے اور رفقاء کے مخلصانہ مشوروں سے فائدہ اٹھا کر جماعت کے کاموں سے ان کا لگاؤ اور شغف بڑھائیے۔ مومنوں کی صفت اللہ نے یہ بھی بیان کی ہے کہ ان کے معاملات باہمی مشوروں سے طے ہوتے ہیں۔

وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ "اور ان کے معاملات باہمی مشوروں سے طے پاتے ہیں۔"

وَ شَاوِرْهُمْ فِى الْاَمْرِ "اور خاص معاملے میں ان سے مشورہ کیجیے۔"

۸۔ جماعتی معاملات میں ہمیشہ فراخ دلی اور ایثار سے کام لیجیے، اپنے اور گھر والوں کو کسی معاملے میں ترجیح نہ دیجیے۔ بلکہ ہمیشہ ایثار اور فیاضی کا برتاؤ کیجیے تاکہ رفقاء خوش دلی کے ساتھ ہر قربانی دینے کے لیے پیش پیش رہیں اور ان میں جماعت سے بددلی اور بے تعلقی نہ پیدا ہو اور نہ خود غرضی اور مطلب برآری کے جذبات ابھرنے پائیں۔ حضرت ابو بکرؓ نے ایک بار حضرت عمرؓ سے کہا:

"اے خطاب کے بیٹے! میں نے مسلمانوں پر تمہیں اس لیے منتخب کیا ہے کہ تم ان کے ساتھ مشفقانہ برتاؤ کرو۔ تم نے نبی ﷺ کی صحبت اٹھائی ہے، تم نے دیکھا ہے نبی ﷺ کسی طرح ہم کو اپنے اوپر اور ہمارے گھر والوں کے اوپر ترجیح دیا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ ہم کو جو کچھ آپکی طرف سے ملتا۔ اس میں سے کچھ بچ جاتا تو وہ ہم نبی ﷺ کے گھر والوں کو ہدیہ بھیجا کرتے تھے۔ (کتاب الخراج)

۹۔ جانب داری اور خویش پروری سے ہمیشہ بچتے رہیے اور بے جا مروت اور رواداری سے بھی پرہیز کیجیے۔ حضرت یزید بن سفیانؓ کہتے ہیں کہ جب حضرت ابو بکرؓ نے مجھے سپہ سالار بنا کر شام کی طرف روانہ کیا تو اس وقت یہ نصیحت فرمائی:

"اے یزید! تمہارے کچھ عزیز اور رشتہ دار ہیں، ہو سکتا ہے کہ تم ان کو کچھ ذمہ داریاں دینے میں ترجیح دینے لگو۔ تمہارے لیے میرے نزدیک سب سے زیادہ اندیشے اور خوف کی بات یہی ہے۔"

نبی ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص مسلمانوں کے اجتماعی امور کا ذمہ دار ہو اور وہ مسلمانوں پر کسی کو محض رشتہ داری کی بنا پر یا محض دوستی کی وجہ سے حکمران بنائے تو اللہ اس کی طرف سے کوئی فدیہ قبول نہ کرے گا یہاں تک کہ جہنم میں ڈال دے گا۔" (کتاب الخراج)

۱۰۔ جماعت کے نظم کو زیادہ سے زیادہ مضبوط رکھنے کی کوشش کیجیے اور کبھی اس معاملے میں بے جا نرمی اور ڈھیل سے کام نہ لیجیے۔

اللہ کا ارشاد ہے:

فَاِذَا اسْتَاْذَنُوْكَ لِبَعْضِ شَاْنِهِمْ فَاْذَنْ لِّمَنْ شِئْتَ مِنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللّٰهَ (النور:62/24)

"جب وہ اپنے کسی خاص کام کے لیے آپ ﷺ سے اجازت مانگیں تو آپ جس کو چاہیں اجازت دے دیا کریں، اور ان لوگوں کے حق میں اللہ سے استغفار کیا کریں۔"

یعنی جب جماعت کے رفقاء کسی اجتماعی ضرورت کے لیے جمع ہوں اور پھر بعض لوگ اپنی نجی ضرورت اور معذوریوں کی وجہ سے اجازت مانگنے لگیں تو سربراہ جماعت کا فرض ہے کہ وہ نظم جماعت کی اہمیت کے پیش نظر صرف انہی لوگوں کو اجازت دے جن کی ضرورت واقعی اس اجتماعی دینی کام کے مقابلے میں زیادہ قابل ترجیح ہو یا جن کی معذوری واقعی شرعی معذوری ہو اور اس کا قبول کرنا ضروری ہو۔

باب پنجم:

احساس عبدیت

توبہ استغفار کے آداب

ا۔توبہ کی قبولیت سے کبھی مایوس نہ ہوں، کیسے ہی بڑے بڑے گناہ ہوگئے ہوں، توبہ سے اپنے نفس کو پاک کیجیے اور اللہ سے پر امید رہیے، مایوسی کافروں کا شیوہ ہے۔ مومنوں کی تو امتیازی خوبی ہی یہ ہے کہ وہ بہت زیادہ توبہ کرنے والے ہوتے ہیں اور کسی حال میں اللہ سے مایوس نہیں ہوتے۔ گناہوں کی زیادتی سے گھبرا کر مایوسی میں مبتلا ہونا اور توبہ کی قبولیت سے ناامید ہونا ذہن و فکر کی تباہ کن گمراہی ہے۔ اللہ نے اپنے محبوب بندوں کی یہ تعریف نہیں فرمائی ہے کہ ان سے گناہوں کا صدور نہیں ہوتا بلکہ فرمایا ان سے گناہ ہوتے ہیں لیکن وہ اپنے گناہوں پر اصرار نہیں کرتے۔ صفائی سے ان کا اعتراف کرتے ہیں اور خود کو پاک کرنے کے لیے بے چین ہوتے ہیں:

وَ الَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ وَ مَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَ لَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَ هُمْ يَعْلَمُوْنَ [آل عمران 135/3]

"اور اگر کبھی ان سے کوئی فحش کام سرزد ہو جاتا ہے یا وہ اپنے اوپر کبھی زیادتی کر بیٹھتے ہیں تو معاً انہیں خدا یاد آجاتا ہے اور وہ اس سے اپنے گناہوں کی معافی چاہتے ہیں اور اللہ کے سوا کون ہے جو گناہوں کو معاف کر سکتا ہے؟ اور وہ جانتے بوجھتے اپنے کیے پر ہرگز اصرار نہیں کرتے۔"

اور دوسرے مقام پر فرمایا:

اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ(الاعراف:201/7)

"فی الواقع جو لوگ اللہ سے ڈرنے والے ہیں ان کا حال یہ ہوتا ہے کہ کبھی شیطان کے اثر سے کوئی برا خیال اگر انہیں چھو بھی جاتا ہے تو وہ فوراً چوکنے ہو جاتے ہیں اور پھر انہیں صاف نظر آنے لگتا ہے کہ صحیح روش کیا ہے۔"

اور نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"سارے کے سارے انسان خطاکار ہیں اور بہترین خطاکار ہو ہیں جو بہت زیادہ توبہ کرنے والے ہیں۔" (ترمذی)

قرآن پاک میں اللہ نے اپنے پیارے بندوں کی یہ امتیازی خوبی بیان فرمائی ہے کہ وہ سحر کے اوقات میں اللہ کے حضور گڑ گڑاتے ہیں اور توبہ و استغفار کرتے ہیں اور مومنوں کو تلقین فرمائی ہے کہ وہ توبہ و استغفار کرتے رہیں اور یہ یقین رکھیں کہ اللہ ان کے گناہوں پر عفوو در گزر کا پردہ ڈال دے گا اس لیے کہ وہ بڑا ہی معاف فرمانے والا اور اپنے بندوں سے انتہائی محبت کرنے والا ہے۔ (ہود: ۹۰)

وَ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ اِنَّ رَبِّيْ رَحِيْمٌ وَّ دُوْدٌ (ھود: 90/11)

"اور اپنے پروردگار سے مغفرت چاہو اور اس کے آگے توبہ کرو۔ بلاشبہ میرا رب بڑا ہی رحم فرمانے اور بہت ہی محبت کرنے والا ہے۔"

۲۔اللہ کی رحمت سے ہمیشہ پر امید رہیے اور یہ یقین رکھیے کہ میرے گناہ خواہ کتنے ہی زیادہ ہوں اللہ کی رحمت اس سے کہیں زیادہ وسیع ہے۔ سمندر کی جھاگ سے زیادہ گناہ کرنے والا بھی جب اپنے گناہوں پر شرمسار ہو کر اللہ کے حضور گڑگڑاتا ہے تو اللہ اس کی سنتا ہے اور اس کو اپنے دامن رحمت میں پناہ دیتا ہے۔

يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ٥ وَاَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ٥ (الزمر:54,53/39)

"اے میرے وہ بندو! جو اپنی جانوں پر زیادتی کر بیٹھے ہو۔اللہ کی رحمت سے ہر گز مایوسی نہ ہونا یقیناً خدا تمہارے سارے کے سارے گناہ معاف فرما دے گا، وہ بہت ہی معاف فرمانے والا اور بڑا ہی مہربان ہے اور تم اپنے رب کی طرف رجوع کرو اور اس کی فرمانبرداری بجالاؤ اس سے پہلے کہ تم پر کوئی عذاب آپڑے اور پھر تم کہیں سے مدد نہ پا سکو۔"

۳۔زندگی کے کسی حصے میں گناہوں پر شرمساری اور ندامت کا احساس پیدا ہوا سے اللہ کی توفیق سمجھیے اور توبہ کے دروازے کو کھلا سمجھیے۔اللہ اپنے بندوں کی توبہ اس وقت تک قبول فرماتا ہے جب تک ان کی سانس نہیں اکھڑتی، البتہ سانس اکھڑنے کے بعد جب انسان دوسرے عالم میں جھانکنے لگتا ہے تو توبہ کی گنجائش ختم ہو جاتی ہے۔

نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

"اللہ اپنے بندے کی توبہ قبول کرتا ہے مگر سانس اکھڑنے سے پہلے پہلے۔"(ترمذی)

حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے ان کو اندھیرے کنویں میں دھکیل کر اپنی دانست میں انہیں ختم کر دیا۔گویا وہ نبیؑ کے قتل کا گناہ کر بیٹھے اور ان کا کُرتا خون میں رنگ کر اپنے باپ یعقوبؑ کو یقین دلانے کی کوشش کرنے لگے کہ یوسفؑ مر گئے اور ان کو بھیڑیئے نے اپنی غذا بنالیا، لیکن ایسے عظیم گناہ کا ارتکاب کرنے کے کئی سال بعد جب ان میں اپنے جرم کا احساس ابھرتا ہے اور وہ شرمسار ہو کر اپنے والد سے درخواست کرتے ہیں کہ ابا جان! ہمارے لیے اللہ سے دعا کیجیے کہ اللہ ہمارے گناہ کو معاف فرما دے تو اللہ کے پیغمبر حضرت یعقوب علیہ السلام یہ کہہ کر انہیں مایوس نہیں کرتے کہ تمہارا گناہ بہت عظیم ہے اور اس عظیم ترین گناہ پر اب برسوں گزر چکے ہیں، لہذا اب معافی کا کیا سوال؟ بلکہ وہ ان سے وعدہ کرتے ہیں کہ میں ضرور تمہارے لیے اپنے پروردگار سے دعائے مغفرت کروں گا اور انہیں یہ یقین دلاتے ہیں کہ خدا ضرور تمہیں معاف فرما دے گا اس لیے کہ وہ بہت زیادہ درگزر کرنے والا اور بڑا ہی رحم فرمانے والا ہے۔

قَالُوْا یٰۤاَبَانَا اسْتَغْفِرْلَنَا ذُنُوْبَنَآ اِنَّا كُنَّا خٰطِئِیْنَ (یوسف:97/12)

"ان سب نے کہا:"اے ابا جان! ہمارے گناہوں کی بخشش کے لیے دعا کیجیے۔واقعی ہم بڑے خطاکار تھے۔"

قَالَ سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّیْ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ (یوسف:98/12)

"حضرت یعقوبؑ نے کہا: میں اپنے رب سے تمہارے لیے ضرور معافی کی دعا کروں گا۔(اور وہ تمہیں ضرور معاف فرما دے گا)یقیناً وہ بڑا ہی معاف کرنے والا اور انتہائی رحم فرمانے والا ہے۔"

اور نبی ﷺ نے امت کو مایوسی کی تباہی سے بچانے کے لیے صحابہؓ کو ایک عجیب و غریب قصہ سنایا جس سے یہ سبق ملتا ہے کہ مومن عمر کے جس حصے میں بھی اپنے گناہوں پر شرمندہ ہو کر سچے دل سے اللہ کے حضور گڑگڑائے گا تو وہ اپنے دامنِ مغفرت میں ڈھانپ لے گا اور کبھی نہیں دھتکارے گا۔

نبی ﷺ نے فرمایا کہ پچھلی قوم میں ایک شخص تھا۔جس نے ننانوے خون کیے تھے۔اس نے لوگوں سے معلوم کیا کہ دنیا میں سب سے بڑا عالم کون ہے؟لوگوں نے اس کو ایک اللہ والے راہب کا پتہ دیا۔وہ اس راہب کے پاس گیا اور بولا۔حضرت! میں نے ننانوے خون کیے ہیں کیا میری توبہ بھی قبول ہو سکتی ہے؟راہب نے کہا نہیں تمہاری توبہ قبول ہونے کی اب کوئی صورت نہیں۔یہ سنتے ہی اس شخص نے مایوسی میں اس راہب کو بھی قتل کر دیا اور وہ اب وہ پورے سو افراد کا قاتل تھا۔اب اس نے پھر لوگوں سے دریافت کرنا شروع کیا کہ روئے زمین میں دین کا سب سے بڑا عالم کون ہے۔لوگوں نے اس کو ایک راہب کا پتہ دیا۔اب وہ توبہ کی غرض سے اس راہب کی خدمت میں پہنچا اور اس کو اپنی حالت بتاتے ہوئے کہا کہ حضرت! میں نے سو قتل کیے ہیں۔یہ بتایئے کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے؟اور میری بخشش کی بھی کوئی صورت ہے۔راہب نے کہا کیوں نہیں۔

بھلا تمہارے اور توبہ کے درمیان میں کون سی چیز رکاوٹ بن سکتی ہے، تم فلاں ملک میں جاؤ۔ وہاں اللہ کے کچھ برگزیدہ بندے اللہ کی عبادت میں مصروف ہیں تم بھی ان کے ساتھ اللہ کی عبادت میں لگ جاؤ اور پھر کبھی اپنے وطن لوٹ کر نہ آنا کیونکہ اب یہ جگہ دینی لحاظ سے تمہارے لیے مناسب نہیں ہے (یہاں تمہارے لیے توبہ پر قائم رہنا اور اصلاح حال کی کوشش کرنا بہت مشکل ہے)۔ وہ شخص روانہ ہوا۔ ابھی آدھے راستے تک ہی پہنچا تھا کہ موت کا پیغام آگیا۔ اب رحمت اور عذاب کے فرشتے باہم جھگڑنے لگے۔ رحمت کے فرشتوں نے کہا، یہ گناہوں سے توبہ کر کے اور اللہ کی طرف متوجہ ہو کر ادھر آیا ہے۔ عذاب کے فرشتوں نے کہا، نہیں! ابھی اس نے کوئی بھی نیک عمل نہیں کیا ہے۔ یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ ایک فرشتہ انسان کی صورت میں آیا۔ ان فرشتوں نے اس کو اپنا حکم بنالیا کہ وہ ان دونوں کے درمیان کوئی فیصلہ کر دے۔ اس نے کہا، دونوں طرف کی زمین ناپو اور دیکھو کہ وہ جگہ یہاں سے قریب ہے جہاں سے یہ شخص آیا ہے یا وہ جگہ یہاں سے قریب ہے جہاں اس شخص کو جانا تھا۔ فرشتوں نے زمین کو ناپا تو وہ جگہ قریب نکلی جہاں اس شخص کو جانا تھا اور جاتے ہوئے راہ میں فرشتہ رحمت نے اس کی روح قبض کر لی اور اللہ نے اس کو بخشش دیا۔ (بخاری، مسلم)

۴۔ صرف اللہ کے حضور اپنے گناہوں کا اقرار کیجیے، اسی کے حضور گڑگڑائیے اور اسی کے سامنے اپنی عاجزی، بے کسی اور خطاکاری کا اظہار کیجیے۔ عجز و انکساری انسان کا وہ سرمایہ ہے جو صرف اللہ ہی کے حضور پیش کیا جا سکتا ہے اور جو بدنصیب اپنے عجز و احتیاج کا یہ سرمایہ اپنے ہی جیسے مجبور بے بس انسانوں کے سامنے پیش کرتا ہے تو پھر اس دیوالیے کے پاس اللہ کے حضور پیش کرنے کے لیے کچھ نہیں رہ جاتا اور وہ ذلیل و رسوا ہو کر ہمیشہ کے لیے در در کی ٹھوکریں کھاتا ہے اور کہیں عزت نہیں پاتا۔

اللہ کا ارشاد ہے:

وَ رَبُّکَ الْغَفُوْرُ ذُو الرَّحْمَۃِ لَوْ یُؤَاخِذُھُمْ بِمَا کَسَبُوْا لَعَجَّلَ لَھُمُ الْعَذَابَ بَلْ لَّھُمْ مَّوْعِدٌ لَّنْ یَّجِدُوْا مِنْ دُوْنِہٖ مَوْئِلًا (الکھف :58/18)

”اور آپ کا پروردگار گناہوں کو ڈھانپنے والا اور بہت زیادہ رحم فرمانے والا ہے، اگر وہ ان کے کرتوتوں پر ان کو فوراً پکڑنے لگے تو عذاب بھیج دے مگر اس نے (اپنی رحمت سے) ایک وقت ان کے لیے مقرر کر رکھا ہے اور یہ لوگ بچنے کے لیے اس کے سوا کوئی پناہ گاہ نہ پائیں گے۔“

اور سورۂ شوریٰ میں ہے:

وَھُوَ الَّذِیْ یَقْبَلُ التَّوْبَۃَ عَنْ عِبَادِہٖ وَیَعْفُو عَنْ السَّیِّاٰتِ وَیَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ (الشوری :25/42)

"اور وہی تو ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور ان کی خطاؤں کو معاف فرماتا ہے اور وہ سب جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔"

دراصل انسان کو یہ یقین رکھنا چاہیے کہ فوز و فلاح کا ایک ہی دروازہ ہے۔ اس دروازہ سے جو دھتکار دیا گیا پھر وہ ہمیشہ کے لیے ذلیل اور محروم ہو گیا۔ مومنانہ طرز فکر یہی ہے کہ بندے سے خواہ کیسے بھی گناہ ہو جائیں اس کا کام یہ ہے کہ وہ اللہ ہی کے حضور گڑگڑائے اور اسی کے حضور اپنی ندامت کے آنسو ٹپکائے۔ بندے کے لیے اللہ کے سوا کوئی اور دروازہ نہیں جہاں اسے معافی مل سکے۔ حد یہ ہے کہ اگر آدمی اللہ کو چھوڑ کر رسول ﷺ کو خوش کرنے کی کوشش بھی کرے گا تو اللہ کے دربار میں اس کی اس کوشش کی بھی کوئی قیمت نہ لگے گی اور وہ دھتکار دیا جائے گا۔ رسول ﷺ بھی اللہ کا بندہ ہے اور وہ بھی اسی در کا فقیر ہے، اسے بھی جو عظیم مرتبہ ملا ہے اسی در سے ملا ہے اور اس کی عظمت کا راز بھی یہی ہے کہ وہ اللہ کا سب سے زیادہ عاجز بندہ ہوتا ہے اور عام انسانوں کے مقابلہ میں کہیں زیادہ اللہ کے حضور گڑگڑاتا ہے۔

نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

لوگو! اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی چاہو اور اس کی طرف پلٹ آؤ، مجھے دیکھو میں دن میں سو سو بار اللہ سے مغفرت کی دعا کرتا رہتا ہوں۔ (مسلم)

منافقوں کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

یَحْلِفُوْنَ لَکُمْ لِتَرْضَوْا عَنْھُمْ فَاِنْ تَرْضَوْا عَنْھُمْ فَاِنَّ اللہَ لَا یَرْضٰی عَنِ الْقَوْمِ الْفٰسِقِیْنَ (توبہ:96/9)

"یہ منافقین آپ کے سامنے قسمیں کھائیں گے کہ آپ ان سے راضی ہو جائیں۔ اگر آپ ان سے راضی ہو بھی گئے تو اللہ ہر گز ایسے بے دینوں سے راضی نہ ہو گا۔"

قرآن پاک میں حضرت کعب بن مالکؓ کا عبرت انگیز واقعہ ہمیشہ کے لیے سبق ہے کہ بندہ سب کچھ سہے، ہر آزمائش برداشت کرے لیکن اللہ کے در سے اٹھنے کا تصور تک دل میں نہ لائے، دین کی راہ میں آدمی پر جو کچھ بیتے اور اللہ کی طرف سے اس کو جتنا بھی روندا جائے وہ اس کی زندگی کو چمکانے اور اس کے درجات کو بلند کرنے کا ذریعہ ہے۔ بے عزتی دائمی عزت کا یقینی راستہ ہے اور جو اللہ کے دروازے کو چھوڑ کر کہیں اور عزت تلاش کرتا ہے اس کو کہیں بھی عزت میسر نہیں آسکتی۔ وہ ہر جگہ ذلیل ہو گا اور زمین و آسمان کی کوئی ایک آنکھ بھی اس کو عزت کی نظر سے نہیں دیکھ سکتی۔

وَّ عَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا حَتّٰى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَ ضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ وَ ظَنُّوْا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّاۤ اِلَيْهِ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ (التوبہ:117/9)

"اور ان تینوں کو بھی اللہ نے معاف کر دیا جن کا معاملہ ملتوی کر دیا گیا تھا جب زمین اپنی ساری وسعتوں کے باوجود ان پر تنگ ہو گئی اور ان کی جانیں بھی ان پر بار ہونے لگیں اور انہوں نے جان لیا کہ اللہ سے بچنے کے لیے کوئی پناہ گاہ نہیں ہے سوائے اس کے کہ خود اسی کی پناہ لی جائے تو اللہ اپنی مہربانی سے ان کی طرف پلٹا تاکہ وہ اس طرف پلٹ آئیں بلاشبہ وہ بڑا معاف فرمانے والا اور انتہائی مہربان ہے۔"

ان تین بزرگوں سے حضرت کعب بن مالکؓ، حضرت مرارہ بن ربیعؓ اور حضرت ہلال بن امیہؓ مراد ہیں اور ان تینوں کی مثالی توبہ رہتی زندگی تک کے لیے مومنوں کے لیے مشعل راہ ہے۔ حضرت کعب بن مالکؓ جو بڑھاپے میں نابینا ہو گئے تھے اور اپنے صاحبزادے کے سہارے چلا کرتے تھے۔ انہوں نے خود اپنی مثالی توبہ کا نصیحت آموز واقعہ اپنے بیٹے سے بیان کیا تھا جو حدیث کی کتابوں میں محفوظ ہے۔

غزوۂ تبوک کی تیاری کے زمانے میں جب نبی ﷺ مسلمانوں کو غزوہ میں شریک ہونے پر ابھارا کرتے تھے۔ میں بھی ان صحبتوں میں شریک رہتا۔ میں جب بھی آپ کی باتیں سنتا دل میں سوچتا کہ میں ضرور جاؤں گا لیکن واپس جب گھر آتا تو سستی کر جاتا اور سوچتا ابھی بہت وقت ہے، میرے پاس سفر کا سامان موجود ہے، میں صحت مند ہوں، سواری اچھی سے اچھی مہیا ہے پھر روانہ ہوتے کیا دیر لگے گی۔ اور بات ٹلتی رہی یہاں تک کہ سارے مجاہدین میدان جنگ میں پہنچ گئے اور مدینہ میں بیٹھا ارادہ ہی کرتا رہا۔

اب خبریں آنے لگیں کہ نبی ﷺ واپس آنے والے ہیں اور ایک دن معلوم ہوا کہ آپ واپس آگئے اور حسب معمول مسجد میں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ میں بھی مسجد میں پہنچا۔ یہاں منافقین حضور کی خدمت میں پہنچ رہے تھے اور لمبی چوڑی قسمیں کھا کھا کر اپنے عذرات پیش کر رہے تھے۔ نبی ﷺ ان کی بناوٹی باتیں سن کر ان کے ظاہری عذر قبول کر رہے تھے اور فرماتے جاتے خدا تمہیں معاف کرے۔

جب میری باری آئی تو نبی ﷺ نے مجھ سے کہا۔ کہو تمہیں کس چیز نے روک دیا تھا؟ میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ کی مسکراہٹ میں غصہ کے آثار ہیں اور میں نے صاف صاف بات کہہ ڈالی۔ اے اللہ کے رسول ﷺ! واقعہ یہ ہے کہ مجھے کوئی عذر نہ تھا۔ میں صحت مند تھا۔ خوشحال تھا۔ سواری بھی میرے پاس موجود تھی۔ بس میری سستی اور غفلت نے مجھے اس سعادت سے محروم رکھا۔

میری صاف صاف بات سن کر نبی ﷺ نے فرمایا اچھا جاؤ اور انتظار کرو کہ خدا تمہارے معاملہ میں کوئی فیصلہ فرمائے۔ میں اٹھا اور اپنے قبیلے کے لوگوں میں آبیٹھا۔ قبیلے کے لوگوں نے مجھے برا بھلا کہنا شروع کیا کہ تم نے کوئی بات کیوں نہ بنادی، تم ہمیشہ دین کے کاموں میں پیش پیش رہے ہو، لیکن جب مجھے یہ معلوم ہوا کہ میرے دو اور ساتھیوں نے بھی اسی طرح کی سچی بات کہی ہے تو میرا دل مطمئن ہو گیا اور میں نے طے کر لیا کہ میں اپنی سچائی پر جما رہوں گا۔

اس کے بعد نبی ﷺ نے عام اعلان فرمایا کہ ہم تینوں سے کوئی بات نہ کرے۔ یہ اعلان ہوتے ہی میرے لیے مدینے کی زمین بالکل بدل گئی اور میں اپنوں میں بے یار و مددگار بالکل اجنبی بن کر رہ گیا۔ کوئی بھی معاشرے میں مجھ سے سلام کلام نہ کرتا۔ ایک دن جب میں بہت زیادہ اکتا گیا اور طبیعت بہت گھبرائی تو میں اپنے بچپن کے دوست اور چچازاد بھائی ابو قتادہؓ کے پاس گیا۔ میں نے جا کر سلام کیا لیکن اس اللہ کے بندے نے سلام کا جواب تک نہ دیا۔ میں نے پوچھا، ابو قتادہ! میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں بتاؤ کیا مجھے اللہ اور رسول ﷺ سے محبت نہیں ہے؟ وہ خاموش رہے۔ میں نے پھر پوچھا لیکن انہوں نے جواب نہیں دیا، تیسری بار جب میں نے قسم دے کر پوچھا تو بس انہوں نے اتنا کہا: "اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں۔" میرا دل بھر آیا اور میری آنکھوں سے آنسو ٹپکنے لگے اور میں اپنا غم لیے ہوئے واپس آگیا۔

انہی دنوں بازار میں شام کے ایک تاجر نے مجھے "شاہ غسان" کا ایک خط دیا۔ عیسائیوں کے اس بادشاہ نے لکھا تھا۔ ہم نے سنا ہے کہ تمہارے صاحب تم پر بہت زیادہ ستم توڑ رہے ہیں، تم کوئی ذلیل آدمی تو ہو نہیں۔ تمہاری قدر ہم جانتے ہیں تم ہمارے پاس آؤ۔ ہم تمہارے مرتبے کے لائق سلوک کریں گے۔ خط دیکھتے ہی میری زبان سے نکلا، یہ ایک اور مصیبت نازل ہوئی، اور اسی وقت اس خط کو میں نے چولہے میں جھونک دیا۔ چالیس دن اس حالت میں گزر چکے تھے کہ نبی ﷺ کا فرستادہ نبی ﷺ کا یہ حکم لے کر آیا کہ اپنی بیوی سے بھی علیحدہ ہو جاؤ۔ میں نے پوچھا طلاق دے دوں؟ جواب ملا نہیں، بس الگ ہو رہو اور میں نے اپنی بیوی کو میکے روانہ کر دیا اور اس اللہ کی بندی سے کہہ دیا کہ اب تم بھی اللہ کے فیصلے کا انتظار کرتی رہو۔

پچاسویں دن میں فجر کی نماز کے بعد اپنی جان سے بیزار نہایت ہی مایوس اور غمزدہ اپنے مکان کی چھت پر بیٹھا ہوا تھا کہ یکایک کسی نے پکار کر کہا: "کعبؓ! مبارک ہو" یہ سنتے ہی میں سمجھ گیا اور اپنے اللہ کے حضور سجدے میں گر پڑا۔ پھر تو لوگوں کا تانتا بندھ گیا۔ فوج در فوج میرے پاس مبارک باد دینے کے لیے لوگ آنے لگے۔ میں اٹھا اور سیدھا نبی ﷺ کے پاس مسجد میں پہنچا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ نبی ﷺ کا چہرہ خوشی سے چمک رہا ہے۔ میں نے آگے بڑھ کر سلام کیا تو نبی ﷺ نے فرمایا: "کعبؓ! مبارک ہو یہ تمہاری زندگی کا سب سے بہترین دن ہے۔ میں نے کہا حضور ﷺ! یہ معافی آپ ﷺ کی طرف سے ہے یا اللہ کی طرف سے! فرمایا اللہ کی طرف سے اور سورہ توبہ کی یہ آیتیں پڑھ کر سنائیں۔

۵۔ توبہ کرنے میں کبھی تاخیر نہ کیجیے زندگی کا حال کسی کو معلوم نہیں، کب مہلت عمل ختم ہو جائے۔ کچھ خبر نہیں کہ اگلا لمحہ زندگی کا لمحہ ہے یا موت کا، ہر وقت انجام کا دھیان رکھیے اور توبہ و استغفار کے ذریعے قلب و روح اور ذہن و زبان کو گناہوں سے دھوتے رہیے۔

نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

"خدا رات میں اپنے ہاتھ پھیلاتا ہے کہ جس شخص نے دن میں کوئی گناہ کیا ہے وہ رات میں اللہ کی طرف پلٹ آئے اور دن میں اپنے ہاتھ پھیلاتا ہے تا کہ رات میں اگر کسی نے کوئی گناہ کیا ہے تو وہ دن میں اپنے رب کی طرف پلٹے اور گناہوں کی معافی مانگے یہاں تک کہ سورج مغرب سے طلوع ہو۔" (مسلم)

اللہ کے ہاتھ پھیلانے سے مراد یہ ہے کہ وہ اپنے گنہگار بندوں کو اپنی طرف بلاتا ہے اور اپنی رحمت سے ان کے گناہوں کو ڈھانپنا چاہتا ہے اگر بندے نے کسی وقتی جذبے سے مغلوب ہو کر کوئی گناہ کر لیا ہے تو اسے چاہیے کہ وہ اپنے رحیم و غفور اللہ کی طرف دوڑے اور ذرا تاخیر نہ کرے کہ گناہ سے گناہ پیدا ہوتا ہے اور شیطان ہر وقت انسان کی گھات میں لگا ہوا ہے اور اس کو گمراہ کرنے کی فکر سے کسی وقت بھی بے فکر نہیں ہے۔

۶۔ نہایت سچے دل سے خلوص کے ساتھ توبہ کیجیے جو آپ کی زندگی کی کایا پلٹ دے اور توبہ کے بعد آپ ایک دوسرے انسان نظر آئیں۔

اللہ کا فرمان ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ يَوْمَ لَا يُخْزِى اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ (التحریم:8/66)

"اے مومنو! اللہ کے آگے سچی اور خالص توبہ کرو۔ امید ہے کہ تمہارا پروردگار تمہارے گناہوں کو تم سے دور فرمادے گا۔ اور تمہیں ایسے باغوں میں داخل فرمائے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی۔ اس دن اللہ اپنے رسول ﷺ کو اور ان لوگوں کو جو ایمان لا کر اس ﷺ کے ساتھ ہو لیے ہیں رسوا نہ کرے گا۔"

یعنی ایسی توبہ کیجیے کہ پھر قلب وذہن کے کسی گوشے میں بھی گناہ کی طرف پلٹنے کا کوئی شائبہ باقی نہ رہ جائے۔ ایسی توبہ کے تین یا چار اجزا ہیں۔ اگر گناہ کا تعلق اللہ کے حق میں سے ہے تو توبہ کے تین اجزاء ہیں:

(۱)۔ انسان واقعی اپنے گناہوں کے احساس سے شرمسار ہو۔

(۲)۔ آئندہ گناہ سے بچنے کا پختہ عزم رکھے۔

(۳)۔ اور اپنی زندگی کو سنوارنے اور سدھارنے میں پورے انہماک اور فکر کے ساتھ سرگرم ہو جائے۔ اور اگر اس نے کسی بندے کی حق تلفی کی ہے تو توبہ کا چوتھا جزیہ ہے کہ:

(۴)۔ بندے کا حق ادا کرے یا اس سے معاف کرائے۔

یہی وہ توبہ ہے جس سے واقعی انسان گناہوں سے دھل جاتا ہے۔ اس کا ایک ایک گناہ اس کی روح سے ٹپک کر گر جاتا ہے اور وہ اعمال صالحہ سے سنور کر آراستہ زندگی کے ساتھ اللہ کے حضور پہنچتا ہے اور اللہ اس کو اپنی جنت میں ٹھکانا بخشتا ہے۔

نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

"بندہ جب کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے قلب میں ایک سیاہ داغ پڑ جاتا ہے۔" اب اگر وہ گناہ سے باز آجائے۔ اپنے گناہوں کے احساس سے نادم ہو کر بخشش کا طلب گار رہے۔ اور اللہ کی طرف پلٹ کر گناہ سے بچنے کا عزم مصمم کرے تو اللہ اس کے قلب کو جلا بخش دیتا ہے اور اگر وہ پھر گناہ کر بیٹھے تو اس سیاہ داغ میں اضافہ کر دیا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ پورے دل پر چھا جاتا ہے۔ یہی وہ زنگ ہے جس کا ذکر اللہ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے:

كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَى قُلُوبِهِمْ مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ (مطففین:14/83)

"ہر گز نہیں بلکہ اصل بات یہ ہے کہ ان کے قلوب پر ان کے بُرے کرتوتوں کا زنگ چڑھ گیا ہے۔"

۷۔ اپنی توبہ پر قائم رہنے کا پختہ عزم کیجیے اور شب وروز دھیان رکھیے کہ اللہ سے کیے ہوئے عہد وپیمان کے خلاف کوئی حرکت نہ ہونے پائے اور اپنی روز افزوں پاکیزگی اور اصلاح حال سے اپنے عزم کا اندازہ کرتے رہیے اور اگر اپنی ساری کوششوں کے باوجود بھی آپ پھسل جائیں اور پھر کوئی خطا کر بیٹھیں تب بھی مایوس ہر گز نہ ہوں، بلکہ پھر اللہ کے دامن مغفرت میں پناہ تلاش کیجیے اور اللہ کے حضور گڑگڑائیے کہ پروردگار! میں بہت کمزور ہوں، لیکن تو مجھے اپنے در سے ذلت کے ساتھ نہ نکال اس لیے کہ میرے لیے تیرے در کے سوا اور کوئی در نہیں ہے کہاں جا کر میں پناہ لوں۔

حضرت شیخ سعدیؒ نے فرمایا ہے:

باز آباز آن چه هستی باز آ گر کافر و گبر و بت پرستی باز آ
این درگه مادرگه نومیدی نیستصد باز اگر توبه شکستی باز آ

"پلٹ آ اللہ کی طرف، پلٹ آ تو جو کچھ اور جیسا بھی ہے اللہ کی طرف پلٹ آ۔ اگر تو کافر، آتش پرست اور بت پرست ہے تب بھی اللہ کی طرف پلٹ آ۔

ہمارا یہ دربار مایوسی اور ناامیدی کا دربار نہیں ہے اگر تونے سو بار بھی توبہ کر کر کے توڑ دی ہے تب بھی پلٹ آ۔"

اللہ کو سب سے زیادہ خوشی جس چیز سے ہوتی ہے وہ بندے کی توبہ ہے، توبہ کے معنی ہیں پلٹنا، رجوع ہونا، بندہ جب فکر وجذبات کی گمراہی میں مبتلا ہو کر گناہوں کے دلدل میں پھنستا ہے تو وہ اللہ سے بچھڑ جاتا ہے اور بہت دور جا پڑتا ہے گویا کہ اللہ سے وہ گم ہو گیا اور جب وہ پھر پلٹتا ہے اور شرمسار

ہو کر اللہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ تو یوں سمجھیے کہ گویا اللہ کو اپنا گم بندہ پھر مل گیا۔ اس پوری کیفیت کو نبی ﷺ نے انتہائی بلیغ تمثیل میں یوں بیان فرمایا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"اگر تم میں سے کسی شخص کا اونٹ ایک بے آب و گیاہ صحرا میں گم ہو گیا ہو اور اس شخص کا کھانے پینے کا سامان بھی اسی گم ہونے والے اونٹ پر لدا ہوا ہو۔ اور وہ شخص چاروں طرف اس لق و دق صحرا میں اپنے اونٹ کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر مایوس ہو چکا ہو پھر وہ زندگی سے بے آس ہو کر کسی درخت کے نیچے موت کے انتظار میں لیٹ رہا ہو۔ ٹھیک اسی حالت میں وہ اپنے اونٹ کو سارے سامان سے لدا ہوا اپنے پاس کھڑا دیکھے تو تصور تو کرو اس کو کیسی خوشی ہو گی! تمہارا پروردگار اس شخص سے بھی کہیں زیادہ اس وقت خوش ہوتا ہے جب تم میں سے کوئی بھٹکا ہوا بندہ اس کی طرف پھر پلٹتا ہے اور گمراہی کے بعد پھر وہ فرمانبرداری کی روش اختیار کرتا ہے۔ (ترمذی)

ایک اور موقع پر آپ ﷺ نے اسی حقیقت کو ایک اور تمثیل میں واضح فرمایا ہے جو نہایت ہی اثر انگیز ہے:

"ایک موقع پر کچھ جنگی قیدی گرفتار ہو کر آئے۔ ان میں ایک عورت بھی تھی جس کا دودھ پیتا بچہ چھوٹ گیا تھا۔ وہ مامتا کی ماری ایسی بے قرار تھی کہ جس چھوٹے بچے کو پا لیتی اپنی چھاتی سے لگا کر دودھ پلانے لگتی، اس عورت کا یہ حال دیکھ کر نبی ﷺ نے صحابہؓ سے پوچھا کیا تم توقع کر سکتے ہو کہ یہ ماں اپنے بچے کو خود اپنے ہاتھوں سے آگ میں پھینک دے گی؟ صحابہؓ نے کہا: "یا رسول اللہ ﷺ! خود پھینکنا تو درکنار، وہ اگر گرتا ہو تو یہ جان کی بازی لگا کر اس کو بچائے گی۔" اس پر نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اللہ اپنے بندوں پر اس سے زیادہ رحیم اور مہربان ہے جتنی یہ ماں اپنے بچے پر مہربان ہے۔"

۸۔ توبہ اور استغفار برابر کرتے رہیے۔ صبح سے شام تک انسان سے نہ معلوم کتنی خطائیں ہوتی رہتی ہیں اور بعض اوقات خود انسان کو ان کا شعور نہیں ہو پاتا۔ یہ نہ سوچیے کہ کوئی بڑا گناہ ہو جانے پر ہی توبہ کی ضرورت ہے، انسان ہر وقت توبہ و استغفار کا محتاج ہے اور قدم قدم پر اس سے کوتاہیاں ہوتی رہتی ہیں۔ خود نبی ﷺ دن میں ستر ستر بار اور سو سو بار توبہ و استغفار فرماتے تھے۔ (بخاری، مسلم)

۹۔ جو گناہ گار توبہ کر کے اپنی زندگی کو سدھار لے اس کو کبھی حقیر نہ سمجھیے۔ حضرت عمران بن الحصینؓ دورِ رسالت کا ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ قبیلہ جہینہ کی ایک عورت نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی جو بدکاری کے نتیجہ میں حاملہ ہو گئی تھی۔ کہنے لگی یا رسول اللہ ﷺ! میں زناکاری کی سزا کی مستحق ہوں۔ مجھ پر شرعی حد قائم فرمایئے اور مجھے سزا دیجیے۔ نبی ﷺ نے اس عورت کے ولی کو بلایا اور اس سے کہا تم اس کے ساتھ اچھا سلوک کرتے رہو، اور جب بچہ پیدا ہو جائے تو اس کو میرے پاس لے کر آنا۔ ولادت کے بعد جب وہ عورت آئی تو آپ ﷺ نے حکم دیا کہ اس کے کپڑے اس کے جسم پر باندھ دیے جائیں (تاکہ سنگسار ہوتے وقت کھل نہ جائیں اور بے پردگی نہ ہو) پھر اس کو سنگسار کرنے کا حکم دیا۔ اور وہ سنگسار کر دی گئی۔ پھر نبی ﷺ نے اس کے جنازے کی نماز پڑھی، تو حضرت عمرؓ نے نبی ﷺ سے کہا۔ یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ اس کے جنازے کی نماز پڑھ رہے ہیں یہ تو بدکاری کر چکی ہے، اس پر نبی ﷺ نے فرمایا اس نے توبہ کر لی اور ایسی توبہ کہ اگر اس کی توبہ مدینے کے ستر آدمیوں پر تقسیم کر دی جائے تو سب کی نجات کے لیے کافی ہو جائے۔ تم نے اس سے افضل کسی کو دیکھا ہے جس نے اپنی جان اللہ کے حضور پیش کر دی۔

۱۰۔ سید الاستغفار کا اہتمام کیجیے۔ نبی ﷺ نے حضرت شداد بن اوسؓ کو بتایا کہ سید الاستغفار یعنی سب سے عمدہ دعا یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَ اَنَا عَبْدُکَ وَ اَنَا عَلٰی عَهْدِکَ وَ وَعْدِکَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَکَ بِنِعْمَتِکَ عَلَیَّ وَ اَبُوْءُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْلِیْ فَاِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ (بخاری، ترمذی)

"الٰہی! تو میرا پروردگار ہے، تیرے سوا کوئی اور معبود نہیں۔ تو نے مجھے پیدا کیا اور میں تیرا بندہ ہوں، اور میں نے تجھ سے بندگی اور اطاعت کا جو عہد و پیمان باندھا ہے اس پر اپنے بس بھر قائم رہوں گا اور جو گناہ بھی مجھ سے سرزد ہوئے ان کے نتائج بد سے بچنے کے لیے میں تیری پناہ گاہ کا طالب

ہوں، تونے مجھے جن جن نعمتوں سے نوازا ہے ان کا میں اقرار کرتا ہوں۔ اور مجھے اعتراف ہے کہ میں گنہگار ہوں، پس اے میرے پروردگار! میرے جرم کو معاف فرمادے، تیرے سوا میرے گناہوں کو اور کون معاف کرنے والا ہے۔"

دعا کے آداب

ا۔ دعا صرف اللہ سے مانگیے، اس کے سوا کبھی کسی کو حاجت روائی کے لیے نہ پکاریئے۔ دعا، عبادت کا جوہر ہے اور عبادت کا مستحق تنہا اللہ ہے۔

قرآن پاک کا ارشاد ہے:

لَہٗ دَعْوَۃُ الْحَقِّ وَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ لَا یَسْتَجِیْبُوْنَ لَھُمْ بِشَیْءٍ اِلَّا کَبَاسِطِ کَفَّیْہِ اِلَی الْمَآءِ لِیَبْلُغَ فَاہُ وَ مَا ھُوَ بِبَالِغِہٖ وَ مَا دُعَآءُ الْکٰفِرِیْنَ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ (الرعد:14/13)

"اسی کو پکارنا برحق ہے اور یہ لوگ اس کو چھوڑ کر جن ہستیوں کو پکارتے ہیں وہ ان کی دعاؤں کا کوئی جواب نہیں دے سکتے۔ ان کو پکارنا تو ایسا ہے کہ جیسے کوئی شخص اپنے دونوں ہاتھ پانی کی طرف پھیلا کر چاہے کہ پانی (دور ہی سے) اس کے منہ میں آپہنچے، حالانکہ پانی اس تک کبھی نہیں پہنچ سکتا۔ بس اسی طرح کافروں کی دعائیں بے نتیجہ بھٹک رہی ہیں۔"

یعنی حاجت روائی اور کارسازی کے سارے جذبات اللہ ہی کے ہاتھ میں ہیں۔ اس کے سوا کسی کے پاس کوئی اختیار نہیں۔ سب اسی کے محتاج ہیں۔ اس کے سوا کوئی نہیں جو بندوں کی پکار سنے اور ان کی دعاؤں کا جواب دے۔

یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَی اللّٰہِ وَاللّٰہُ ھُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ (الفاطر:15/35)

"انسانو! تم سب اللہ کے محتاج ہو اللہ ہی ہے جو غنی اور بے نیاز اور اچھی صفات والا ہے۔"

نبی ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ نے فرمایا ہے:

"میرے بندو! میں نے اپنے اوپر ظلم حرام کر لیا ہے تو تم بھی ایک دوسرے پر ظلم وزیادتی کو حرام سمجھو، میرے بندو! تم میں سے ہر ایک گمراہ ہے سوائے اس کے جس کو میں ہدایت دوں، پس تم مجھ سے ہدایت طلب کرو میں تمہیں ہدایت دوں گا، میرے بندو! تم میں سے ہر ایک بھوکا ہے سوائے اس شخص کے جس کو میں کھلاؤں، پس تم مجھی سے روزی مانگو تو میں تمہیں روزی دوں گا، میرے بندو! تم میں سے ہر یک ننگا ہے، سوائے اس کے جس کو میں پہناؤں، پس تم مجھی سے لباس مانگو میں تمہیں پہناؤں گا۔ میرے بندو! تم رات میں بھی گناہ کرتے ہو اور دن میں بھی اور میں سارے گناہ معاف کردوں گا۔" (صحیح مسلم)

اور آپ ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ آدمی کو اپنی ساری حاجتیں اللہ ہی سے مانگنی چاہئیں۔ یہاں تک کہ اگر جوتی کا تسمہ ٹوٹ جائے تو اللہ سے مانگے اور اگر نمک کی ضرورت ہو تو وہ بھی اسی سے مانگے۔ (ترمذی)

مطلب یہ ہے کہ انسان کو اپنی چھوٹی سے چھوٹی ضرورت کے لیے بھی اللہ ہی کی طرف متوجہ ہونا چاہیے۔ اس کے سوا نہ کوئی دعاؤں کا سننے والا ہے اور نہ کوئی مرادیں پوری کرنے والا ہے۔

۲۔ اللہ سے وہی کچھ مانگیے جو حلال اور طیب ہو، ناجائز مقاصد اور گناہ کے کاموں کے لیے اللہ کے حضور ہاتھ پھیلانا انتہائی درجے کی بے ادبی، بے حیائی اور گستاخی ہے، حرام اور ناجائز مرادوں کے پورا ہونے کے لیے اللہ سے دعائیں کرنا اور منتیں ماننا دین کے ساتھ بدترین قسم کا مذاق ہے۔

اسی طرح ان باتوں کے لیے بھی دعا نہ مانگیے جو اللہ نے ازلی طور پر طے فرمادی ہیں، اور جن میں تبدیلی نہیں ہو سکتی مثلاً کوئی پستہ قد انسان اپنے قد کے

دراز ہونے کی دعا کرے یا کوئی غیر معمولی دراز قد انسان قد کے پست ہونے کی دعا کرے یا کوئی دعا کرے کہ میں ہمیشہ جوان رہوں اور کبھی بڑھاپا نہ آئے وغیرہ۔

قرآن کا ارشاد ہے:

وَ اَقِيْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّ ادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ (اعراف:29/7)

"اور ہر عبادت میں اپنا رخ ٹھیک اسی کی طرف رکھو، اور اسی کو پکارو، اس کے لیے اپنی اطاعت کو خالص کرتے ہوئے۔"

اللہ کے حضور اپنی ضرورتیں رکھنے والا نافرمانی کی راہ پر چلتے ہوئے ناجائز مرادوں کے لیے دعائیں نہ مانگے بلکہ اچھا کردار اور پاکیزہ جذبات پیش کرتے ہوئے نیک مرادوں کے لیے اللہ کے حضور اپنی درخواست رکھے۔

۳۔ دعا، گہرے اخلاص اور پاکیزہ نیت سے مانگیے اور اس یقین کے ساتھ مانگیے کہ جس اللہ سے آپ مانگ رہے ہیں وہ آپ کے حالات کا پورا پورا علم بھی رکھتا ہے اور آپ پر انتہائی مہربان بھی ہے، اور وہی ہے جو اپنے بندوں کی پکار سنتا اور ان کی دعائیں قبول کرتا ہے۔ نمود و نمائش، ریاکاری، اور شرک کے ہر شائبے سے اپنی دعاؤں کو بے آمیز رکھیے۔

قرآن میں ہے:

فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ (المومن:14/40)

"پس اللہ کو پکارو اس کے لیے اپنی اطاعت کو خالص کرتے ہوئے۔"

اور سورۂ بقرہ میں ہے:

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَ لْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ(البقرہ:182/2)

"اور اے رسول ﷺ! جب آپ سے میرے بندے میرے متعلق پوچھیں تو انہیں بتا دو کہ میں ان سے قریب ہی ہوں، پکارنے والا جب مجھے پکارتا ہے تو میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں، لہٰذا انہیں میری دعوت قبول کرنی چاہیے اور مجھ پر ایمان لانا چاہیے تاکہ وہ راہِ راست پر چلیں۔"

۴۔ دعا پوری توجہ، یک سوئی اور رقت قلب سے مانگیے اور اللہ سے اچھی امید رکھیے، اپنے گناہوں کے انبار پر نگاہ رکھنے کے بجائے اللہ کے بے پایاں عفو و کرم اور بے حد و حساب جود و سخا پر نظر رکھیے۔ اس شخص کی دعا در حقیقت دعا ہی نہیں ہے، جو غافل اور لاپرواہ ہو اور لاابالی پن کے ساتھ محض نوک زبان سے کچھ الفاظ بے دلی کے ساتھ ادا کر رہا ہو اور اللہ سے خوش گمان نہ ہو۔

حدیث میں ہے:

"اپنی دعاؤں کے قبول ہونے کا یقین رکھتے ہوئے (حضورِ قلب سے) دعا کیجیے۔ اللہ ایسی دعا کو قبول نہیں کرتا جو غافل اور بے پرواہ دل سے نکلی ہو۔" (ترمذی)

۵۔ دعا، انتہائی عاجزی اور خشوع و خضوع کے ساتھ مانگیے۔ خشوع و خضوع سے مراد یہ ہے کہ آپ کا دل اللہ کی ہیبت اور عظمت و جلال سے لرز رہا ہو اور جسم کی ظاہری حالت پر بھی اللہ کا خوف پوری طرح ظاہر ہو، سر اور نگاہیں جھکی ہوئی ہوں، آواز پست ہو، اعضاء ڈھیلے پڑے ہوئے ہوں، آنکھیں نم ہوں اور تمام انداز و اطوار سے مسکینی اور بے کسی ظاہر ہو رہی ہو، نبی ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ نماز کے دوران داڑھی کے بالوں سے کھیل رہا ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اگر اس کے دل میں خشوع ہوتا تو اس کے جسم پر بھی خشوع طاری ہوتا۔"

دراصل دعا مانگتے وقت آدمی کو اس تصور سے لرزنا چاہیے کہ میں ایک درماندہ فقیر ایک بے نوا مسکین ہوں، اگر اللہ نہ کرے میں اس در سے ٹھکرا دیا گیا تو پھر میرے لیے کہیں کوئی ٹھکانہ نہیں، میرے پاس اپنا کچھ نہیں ہے جو کچھ ملا ہے اللہ ہی سے ملا ہے اور اگر اللہ نہ دے تو دنیا میں کوئی دوسرا نہیں ہے جو مجھے کچھ دے سکے۔ اللہ ہی ہر چیز کا وارث ہے، اسی کے پاس ہر چیز کا خزانہ ہے۔ بندہ محض فقیر اور عاجز ہے۔

قرآن پاک میں ہدایت ہے:

اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا (الاعراف:55/7)

"اپنے رب کو عاجزی اور زاری کے ساتھ پکارو۔"

عبدیت کی شان ہی یہی ہے کہ بندہ اپنے پروردگار کو نہایت عاجزی اور مسکنت کے ساتھ گڑگڑا کر پکارے اور اس کا دل و دماغ، جذبات اور احساسات اور سارے اعضاء اس کے حضور جھکے ہوئے ہوں، اور اس کے ظاہر و باطن کی پوری کیفیت سے احتیاج و فریاد ٹپک رہی ہو۔

٦۔ دعا، چپکے چپکے دھیمی آواز میں مانگیے۔ اللہ کے حضور ضرور گڑگڑایئے لیکن اس گریہ وزاری کی نمائش ہر گز نہ کیجیے۔ بندے کی عاجزی اور انکساری اور فریاد صرف اللہ کے سامنے ہونا چاہیے۔

بلاشبہ بعض اوقات دعا زور زور سے بھی کر سکتے ہیں لیکن یا تو تنہائی میں ایسا کیجیے یا پھر جب اجتماعی دعا کر رہے ہوں تو اس وقت بلند آواز سے دعا کیجیے تاکہ دوسرے لوگ آمین کہیں۔ عام حالات میں خاموشی کے ساتھ پست آواز میں دعا کیجیے اور اس بات کا پورا پورا اہتمام کیجیے کہ آپ کی گریہ وزاری اور فریاد بندوں کو دکھانے کے لیے ہر گز نہ ہو:

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّ خِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ(الاعراف:205/7)

"اور اپنے رب کو دل ہی دل میں زاری اور خوف کے ساتھ یاد کرو، اور زبان سے بھی ہلکی آواز سے صبح و شام یاد کرو اور ان لوگوں میں سے نہ ہو جاؤ جو غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔"

حضرت زکریاؑ کی شان بندگی کی تعریف کرتے ہوئے قرآن میں کہا گیا ہے:

اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا (مریم:3)

"جب اس نے اپنے رب کو چپکے چپکے پکارا۔"

٧۔ دعا کرنے سے پہلے کوئی نیک عمل ضرور کیجیے، مثلاً کچھ صدقہ و خیرات کیجیے، کسی بھوکے کو کھانا کھلا دیجیے، یا نفلی نماز اور روزوں کا اہتمام کیجیے اور اگر اللہ نہ کرے کسی مصیبت میں گرفتار ہو جائیں تو اپنے اعمال کا واسطہ دے کر دعا کیجیے جو آپ نے پورے اخلاص کے ساتھ صرف اللہ کے لیے کیے ہوں۔

قرآن میں ہے:

اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهٗ (الفاطر:10)

"اسی کی طرف پاکیزہ کلمات چڑھتے ہیں اور نیک عمل انہیں بلند مدارج طے کراتے ہیں۔"

نبی ﷺ نے ایک بار تین ایسے اصحاب کا واقعہ سنایا جو ایک اندھیری رات میں ایک غار کے اندر پھنس گئے تھے۔ ان لوگوں نے اپنے مخلصانہ عمل کا واسطہ دے کر اللہ سے دعا کی اور اللہ نے ان کی مصیبت کو دور فرما دیا۔

واقعہ یہ ہوا کہ تین ساتھیوں نے ایک رات ایک غار میں پناہ لی، اللہ کا کرنا، پہاڑ سے ایک چٹان پھسل کر غار کے منہ پر آپڑی اور غار بند ہو گیا، دیو قامت چٹان تھی، بھلا ان کے بس میں کہاں تھا کہ اس کو ہٹا کر غار کا منہ کھول دیں۔ مشورہ یہ ہوا کہ اپنی اپنی زندگی کے مخلصانہ عمل کا واسطہ دے کر اللہ سے دعا کی جائے، کیا عجب کہ خدا سن لے اور اس مصیبت سے نجات مل جائے۔ چنانچہ ایک نے کہا:

"میں جنگل میں بکریاں چرایا کرتا تھا اور اسی پر میرا گزارا تھا۔ جب میں جنگل سے واپس آتا، تو سب سے پہلے اپنے بوڑھے ماں باپ کو دودھ پلاتا اور پھر اپنے بچوں کو، ایک دن میں دیر سے آیا، بوڑھے ماں باپ سو چکے تھے۔ بچے جاگ رہے تھے اور بھوکے تھے لیکن میں نے یہ گوارا نہ کیا کہ ماں باپ

سے پہلے بچوں کو پلاؤں اور یہ بھی گوارانہ کیا کہ والدین کو جگا کر تکلیف پہنچاؤں، چنانچہ میں رات پھر دودھ کا پیالہ لیے ان کے سرہانے کھڑا رہا۔ بچے میرے پیروں میں چمٹ چمٹ کر روتے رہے لیکن میں صبح تک اسی طرح کھڑا رہا۔

الٰہی! میں نے یہ عمل خالص تیری خاطر کیا! تو اس کی برکت سے غار کے منہ سے چٹان ہٹادے اور چٹان اتنی ہٹ گئی کہ آسمان نظر آنے لگا۔

دوسرے نے کہا: "میں نے کچھ مزدوروں سے کام لیا اور س کو مزدوری دے دی لیکن ایک شخص اپنی مزدوری چھوڑ کر چلا گیا۔ کچھ عرصے کے بعد جب وہ مزدوری لینے آیا تو میں نے اس سے کہا یہ گائیں بکریاں اور یہ نوکر چاکر سب تمہارے ہیں لے جاؤ۔ وہ بولا اللہ کے لیے مذاق نہ کرو میں نے کہا۔ مذاق نہیں واقعی یہ سب کچھ تمہارا ہے تم جو رقم چھوڑ کر گئے تھے۔ میں نے اس کو کاروبار میں لگایا۔ اللہ نے اس میں برکت دی اور یہ جو کچھ تم دیکھ رہے ہو۔ سب اسی سے حاصل ہوا ہے۔ یہ تم اطمینان کے ساتھ لے جاؤ۔ سب کچھ تمہارا ہے اور وہ شخص سب کچھ لے کر چلا گیا۔ الٰہی! یہ میں نے محض تیری رضا کے لیے کیا۔ الٰہی! تو اس کی برکت سے غار کے منہ سے اس چٹان کو دور فرمادے، اللہ کے کرم سے چٹان اور ہٹ گئی۔

تیسرے نے کہا: "میری ایک چچازاد بہن تھی جس سے مجھ کو غیر معمولی محبت ہو گئی تھی، اس نے کچھ رقم مانگی۔ میں نے رقم مہیا کر دی، لیکن جب میں اپنی ضرورت پوری کرنے کے لیے اس کے پاس بیٹھا تو اس نے کہا۔ اللہ سے ڈرو اور اس کام سے باز رہو، میں فوراً اٹھ بیٹھا اور میں نے وہ رقم بھی اس کو بخش دی، اے خدا تو خوب جانتا ہے کہ میں نے یہ سب محض تیری خوشنودی کے لیے کیا الٰہی! تو اس کی برکت سے غار کے منہ کو کھول دے۔ اللہ نے غار کے منہ سے چٹان ہٹادی اور تینوں کو اللہ نے اس مصیبت سے نجات بخشی۔

۸۔ نیک مقاصد کے لیے دعا کرنے کے ساتھ ساتھ اپنی زندگی کو اللہ کی ہدایت کے مطابق سنوارنے اور سدھارنے کی بھی کوشش کیجیے۔ گناہ اور حرام سے پوری طرح پرہیز کیجیے۔ ہر کام میں اللہ کی ہدایت کا پاس لحاظ کیجیے اور پرہیزگاری کی زندگی گزاریئے۔ حرام کھا کر، حرام پی کر، حرام پہن کر اور بے باکی کے ساتھ حرام کے مال سے اپنے جسم کو پال کر دعا کرنے والا یہ آرزو کرے۔ کہ میری دعا قبول ہو تو یہ زبردست نادانی اور ڈھٹائی ہے۔ دعا کو قابل قبول بنانے کے لیے ضروری ہے کہ آدمی کا قول و عمل بھی دین کی ہدایت کے مطابق ہو۔

نبی ﷺ نے فرمایا:

"خدا پاکیزہ ہے اور وہ صرف پاکیزہ مال ہی کو قبول کرتا ہے اور اللہ نے مومنوں کو اسی بات کا حکم دیا ہے، جس کا اس نے رسولوں کو حکم دیا ہے۔ چنانچہ اس نے فرمایا ہے:

يَآيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَ اعْمَلُوْا صَالِحًا (مومنون:51)

"اے رسولو! پاکیزہ روزی کھاؤ، اور نیک عمل کرو۔"

اور مومنوں کو خطاب کرتے ہوئے اس نے کہا:

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ (البقرۃ:172/2)

"اے ایمان والو! جو حلال اور پاکیزہ چیزیں ہم نے تم کو بخشی ہیں وہ کھاؤ۔"

پھر آپ ﷺ نے ایک ایسے شخص کا ذکر کیا جو لمبی مسافت طے کر کے مقدس مقام پر حاضری دیتا ہے، غبار میں اٹا ہوا ہے، گردآلود ہے، اور اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف پھیلا کر کہتا ہے اے میرے رب! اے میرے رب! حالانکہ اس کا کھانا حرام ہے، اس کا لباس حرام ہے اور حرام ہی سے اس کی نشوونما ہوئی ہے۔ تو ایسے باغی اور نافرمان شخص کی دعا کیوں کر قبول ہو سکتی ہے۔" (مسلم)

۹۔ برابر دعا کرتے رہیے۔ اللہ کے حضور، اپنی عاجزی، احتیاج اور عبودیت کا اظہار خود ایک عبادت ہے، خدا نے خود دعا کرنے کا حکم دیا ہے اور فرمایا ہے کہ بندہ جب مجھے پکارتا ہے۔ تو میں اس کی سنتا ہوں۔ دعا کرنے سے کبھی نہ اکتایئے اور اس چکر میں کبھی نہ پڑیے کہ دعا سے تقدیر بدلے گی یا

نہیں، تقدیر کا بدلنا نہ بدلنا، دعا قبول کرنا یا نہ کرنا اللہ کا کام ہے، جو علیم و حکیم ہے۔ بندے کا کام بہر حال یہ ہے کہ وہ ایک فقیر و محتاج کی طرح برابر اس سے دعا کرتا رہے اور لمحہ بھر کے لیے بھی خود کو بے نیاز نہ سمجھے۔

نبی ﷺ نے فرمایا:

"سب سے بڑا عاجز وہ ہے جو دعا کرنے میں عاجز ہے۔" (طبرانی)

اور نبی ﷺ نے یہ بھی فرمایا: "کہ اللہ کے نزدیک دعا سے زیادہ عزت و اکرام والی چیز اور کوئی نہیں ہے۔" (ترمذی)

مومن کی شان ہی یہ ہے کہ وہ رنج و راحت، دکھ اور سکھ، تنگی اور خوشحالی، مصیبت اور آرام، ہر حال میں اللہ ہی کو پکارتا ہے، اسی کے حضور اپنی حاجتیں رکھتا ہے اور برابر اس سے خیر کی دعا کرتا رہتا ہے۔

نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

"جو شخص اللہ سے دعا نہیں کرتا، اللہ اس پر غضبناک ہوتا ہے۔" (ترمذی)

۱۰۔ دعا کی قبولیت کے معاملے میں اللہ پر بھروسہ رکھیے۔ اور اگر دعا کی قبولیت کے اثرات جلد ظاہر نہ ہو رہے ہوں، تو مایوس ہو کر دعا چھوڑ دینے کی غلطی کبھی نہ کیجیے۔ قبولیت دعا کی فکر میں پریشان ہونے کے بجائے صرف دعا مانگنے کی فکر کیجیے۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں:

"مجھے دعا قبول ہونے کی فکر نہیں ہے، مجھے صرف دعا مانگنے کی فکر ہے۔ جب مجھے دعا مانگنے کی توفیق ہو گئی تو قبولیت بھی اس کے ساتھ حاصل ہو جائے گی۔"

نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

"جب کوئی مسلمان اللہ سے کچھ مانگنے کے لیے اللہ کی طرف منہ اٹھاتا ہے تو اللہ اس کا سوال ضرور پورا کر دیتا ہے، یا تو اس کی مراد پوری ہو جاتی ہے، یا اللہ اس کے لیے اس کی مانگی ہوئی چیز آخرت کے لیے جمع فرما دیتا ہے، قیامت کے دن اللہ ایک بندۂ مومن کو اپنے حضور طلب فرمائے گا اور اس کو اپنے سامنے کھڑا کر کے پوچھے گا۔ اے میرے بندے! میں نے تجھے دعا کرنے کا حکم دیا تھا اور یہ وعدہ کیا تھا کہ میں تیری دعا قبول کروں گا۔ تو کیا تو نے دعا مانگی تھی؟ وہ کہے گا پروردگار! مانگی تھی پھر اللہ فرمائے گا۔ تو نے مجھ سے دعا مانگی تھی میں نے وہ قبول کی، کیا تو نے فلاں دن یہ دعا نہ کی تھی کہ میں تیرا وہ رنج و غم دور کر دوں جس میں تو مبتلا تھا اور میں نے تجھے اس رنج و غم سے نجات بخشی تھی؟ بندہ کہے: "بالکل سچ ہے پروردگار!" پھر خدا فرمائے گا: "وہ دعا تو میں نے قبول کر کے دنیا ہی میں تیری آرزو پوری کر دی تھی اور فلاں روز پھر تو دوسرے غم میں مبتلا ہونے پر دعا کی کہ الٰہی اس مصیبت سے نجات دے مگر تو نے اس رنج و غم سے نجات نہ پائی اور برابر اس میں مبتلا رہا تھا۔" وہ کہے گا، بے شک پروردگار! تو اللہ فرمائے گا۔" میں نے اس دعا کے عوض جنت میں تیرے لیے طرح طرح کی نعمتیں جمع کر رکھی ہیں۔" اور اس طرح دوسری حاجتوں کے بارے میں بھی دریافت کر کے یہی فرمائے گا۔"

پھر نبی ﷺ نے فرمایا:

"بندہ مومن کی کوئی دعا ایسی نہ ہو گی جس کے بارے میں خدا یہ بیان نہ فرما دے کہ یہ میں نے دنیا میں قبول کی اور یہ تمہاری آخرت کے لیے ذخیرہ کر کے رکھی۔ اس وقت بندہ مومن سوچے گا کاش میری کوئی دعا بھی دنیا میں قبول نہ ہوتی۔ اس لیے بندے کو ہر حال میں دعا مانگتے رہنا چاہیے۔" (حاکم)

۱۱۔دعامانگتے وقت ظاہری آداب، طہارت پاکیزگی کا پورا پورا خیال رکھیے اور قلب کو بھی ناپاک جذبات، گندے خیالات اور بیہودہ معتقدات سے پاک رکھیے۔قرآن میں ہے:

اِنَّ اللهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ (البقرۃ:222/2)

"بے شک اللہ کے محبوب وہ بندے ہیں جو بہت زیادہ توبہ کرتے ہیں جو نہایت پاک وصاف رہتے ہیں۔"

اور سورۂ مدثر میں ہے:

وَ رَبَّکَ فَکَبِّرْ وَ ثِيَابَکَ فَطَهِّرْ (مدثر:4,3)

۱۲۔دوسروں کے لیے بھی دعا کیجیے۔لیکن ہمیشہ اپنی ذات سے شروع کیجیے۔پہلے اپنے لیے مانگیے پھر دوسروں کے لیے۔قرآن پاک میں حضرت ابراہیمؑ اور حضرت نوحؑ کی دو دعائیں نقل کی گئی ہیں جن سے یہ سبق ملتا ہے:

رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ ۖ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ ۝ رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ (ابراہیم:41,40)

"اے میرے رب! مجھے نماز قائم کرنے والا بنا، اور میری اولاد سے بھی (ایسے لوگ اٹھا جو یہ کام کریں) پروردگار! میری دعا قبول فرما اور مجھے اور میرے والدین اور سارے مسلمانوں کو اس دن معاف فرمادے جب کہ حساب قائم ہوگا۔"

رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَ لِوَالِدَيَّ وَ لِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَّ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ ؕ (نوح:28)

"میرے رب! میری مغفرت فرما اور میرے ماں باپ کی مغفرت فرما اور ان مومنوں کی مغفرت فرما جو ایمان لاکر میرے گھر میں داخل ہوئے اور سارے ہی مومن مردوں اور عورتوں کی مغفرت فرما۔"

حضرت ابی بن کعبؓ فرماتے ہیں نبی ﷺ جب کسی شخص کا ذکر فرماتے تو اس کے لیے دعا کرتے اور دعا اپنی ذات سے شروع کرتے۔(ترمذی)

۱۳۔اگر آپ امامت کررہے ہوں تو ہمیشہ جامع دعائیں مانگیے اور جمع کے صیغے استعمال کیجیے۔قرآن پاک میں جو دعائیں نقل کی گئی ہیں، ان میں بالعموم جمع ہی کے صیغے استعمال کیے گئے ہیں۔امام دراصل سب مقتدیوں کا نمائندہ ہے، جب وہ جمع کے صیغوں میں دعا مانگے تو مقتدیوں کو چاہیے کہ وہ آمین کہتے جائیں۔"

۱۴۔دعا میں تنگ نظری اور خود غرضی سے بھی بچیے اور اللہ کی عام رحمت کو محدود سمجھنے کی غلطی کرکے اس کے فیض و بخشش کو اپنے لیے خاص کرنے کی دعا نہ کیجیے۔حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ مسجد نبوی میں ایک بدو آیا، اس نے نماز پڑھی، پھر دعا مانگی، اور کہا، اے خدا مجھ پر اور محمد ﷺ پر رحم فرما اور ہمارے ساتھ کسی اور پر رحم نہ فرما۔تو نبی ﷺ نے فرمایا:

لقد تحجرت واسعا "تونے اللہ کی وسیع رحمت کو تنگ کردیا۔" (بخاری)

۱۵۔دعا میں بے تکلف قافیہ بندی سے بھی پرہیز کیجیے اور سادہ انداز میں گڑگڑا کر دعا مانگیے۔گانے اور سر ملانے سے اجتناب کیجیے۔البتہ اگر بغیر کسی تکلیف کے کبھی زبان سے موزوں الفاظ نکل جائیں یا قافیے کی رعایت ہوجائے تو کوئی مضائقہ بھی نہیں ہے۔نبی ﷺ سے بھی بعض دعائیں ایسی منقول ہیں جن میں بے ساختہ قافیہ بندی اور وزن کی رعایت ہوگئی ہے۔مثلاً آپ ﷺ کی ایک نہایت ہی جامع دعا حضرت زید بن ارقمؓ سے روایت ہے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ قَلْبٍ لَا یَخْشَعُ وَ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ وَ عِلْمٍ لَا یَنْفَعُ ، وَ دَعْوَةٍ لَا یُسْتَجَابُ لَهَا (ترمذی)

"الٰہی! میں تیری پناہ میں آتا ہوں اس دل سے جس میں خشوع نہ ہو، اس نفس سے جس میں صبر نہ ہو، اس علم سے جو نفع بخش نہ ہو، اور اس دعا سے جو قبول نہ ہو۔"

۱۶۔اللہ کی بارگاہ میں اپنی ضرورت و حاجت رکھنے سے پہلے اس کی حمد و ثنا کیجیے۔ پھر دو رکعت نفل بھی پڑھ لیجیے اور دعا کے اول و آخر نبی ﷺ پر درود پڑھنے کا بھی اہتمام کیجیے۔

نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

"جب کسی شخص کو اللہ کسی انسان سے ضرورت و حاجت پوری کرنے کا معاملہ درپیش ہو تو اس کو چاہیے کہ پہلے وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھے اور پھر اللہ کی حمد و ثنا کرے اور نبی ﷺ پر درود و سلام بھیجے (اس کے بعد اللہ کی بارگاہ میں اپنی ضرورے بیان کرے)۔(ترمذی)

نبی ﷺ کی شہادت ہے کہ بندے کی جو دعا اللہ کی حمد و ثنا اور نبی ﷺ پر درود و سلام کے ساتھ پہنچتی ہے، وہ شرف قبول پاتی ہے۔ حضرت فضالہؓ فرماتے ہیں: "کہ نبی ﷺ مسجد میں تشریف فرماتے کہ ایک شخص آیا، اس نے نماز پڑھی اور نماز کے بعد کہا: اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ۔"الٰہی میری مغفرت فرما۔"

آپ ﷺ نے یہ سن کر اس سے کہا تم نے مانگنے میں جلد بازی سے کام لیا۔ جب نماز پڑھ کر بیٹھو تو اللہ کی حمد و ثنا کرو، پھر درود شریف پڑھو۔ پھر دعا مانگو، آپ ﷺ یہ فرما ہی رہے تھے۔ کہ دوسرا آدمی آیا اور اس نے نماز پڑھ کر اللہ کی حمد و ثنا بیان کی۔ درود شریف پڑھا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: "اب دعا مانگو، دعا قبول ہو گی۔"(ترمذی)

۱۷۔اللہ سے ہر وقت اور ہر آن دعا مانگتے رہیے۔ اس لیے کہ وہ اپنے بندوں کی فریاد سننے سے کبھی نہیں اکتاتا۔ البتہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کچھ خاص اوقات اور حالات ایسے ہیں جن میں خصوصیت کے ساتھ دعائیں جلد قبول ہوتی ہیں، لہٰذا ان مخصوص اوقات اور حالات میں دعاؤں کا خصوصی اہتمام کیجیے:

(۱)۔رات کے پچھلے حصے کے سناٹے میں جب عام طور پر لوگ میٹھی نیند کے مزے میں مست پڑے ہوتے ہیں، جو بندہ اٹھ کر اپنے رب سے راز و نیاز کی گفتگو کرتا ہے اور مسکین بن کر اپنی حاجتیں اس کے حضور رکھتا ہے تو وہ خصوصی کرم فرماتا ہے۔

نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

"اللہ ہر رات کو آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے یہاں تک کہ جب رات کا پچھلا حصہ باقی رہ جاتا ہے تو فرماتا ہے کون مجھے پکارتا ہے کہ میں اس کی دعا قبول کروں، کون مجھ سے مانگتا ہے کہ میں اس کو عطا کروں، کون مجھ سے مغفرت چاہتا ہے کہ میں اسے معاف کروں۔"(ترمذی)

(۲)۔شب قدر میں زیادہ سے زیادہ دعا کیجیے کہ یہ رات اللہ کے نزدیک ایک ہزار مہینوں سے زیادہ بہتر ہے اور یہ دعا خاص طور پر پڑھیے۔(ترمذی)

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ

"الٰہی! تو بہت زیادہ معاف کرنے والا ہے، معاف کرنے کو پسند کرتا ہے پس تو مجھے معاف فرمادے۔"

(۳)۔میدان عرفات میں جب ۹۔ذوالحجہ کو اللہ کے مہمان جمع ہوتے ہیں۔(ترمذی)

(۴)۔جمعہ کی مخصوص ساعت میں جو جمعہ کا خطبہ شروع ہونے سے نماز ختم ہونے تک ہے یا نماز عصر کے بعد سے نماز مغرب تک ہے۔

(۵)۔اذان کے وقت اور میدان جہاد میں جب مجاہدوں کی صف بندی کی جا رہی ہو۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

"دو چیزیں اللہ کے دربار سے رد نہیں کی جاتیں، اذان کے وقت کی دعا، دوسری جہاد (میں صف بندی) کے وقت کی دعا۔"(ابوداؤد)

(۶)۔اذان اور تکبیر کے درمیان وقفے میں۔

نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

"اذان اور اقامت کے درمیانی وقفے کی دعا رد نہیں کی جاتی۔" صحابہ کرامؓ نے دریافت کیا، یا رسول اللہ ﷺ اس وقفے میں کیا دعا مانگا کریں۔ فرمایا یہ دعا مانگا کرو:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ فِی الدُّنْیَا وَالْآخِرَۃِ

"الٰہی! میں تجھ سے عفو و کرم اور عافیت و سلامتی مانگتا ہوں، دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔"

(۷)۔ رمضان کے مبارک ایام میں بالخصوص افطار کے وقت۔ (بزار)

(۸)۔ فرض نمازوں کے بعد۔ (چاہے آپ تنہا دعا کریں یا امام کے ساتھ)۔ (ترمذی)

(۹)۔ سجدے کی حالت میں۔

نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

"سجدے کی حالت میں بندہ اپنے رب سے بہت ہی قربت حاصل کر لیتا ہے پس تم اس حالت میں خوب خوب دعا مانگا کرو۔"

(۱۰)۔ جب آپ کسی شدید مصیبت یا انتہائی رنج و غم میں مبتلا ہوں۔ (حاکم)

(۱۱)۔ جب ذکر و فکر کی کوئی دینی مجلس منعقد ہو۔ (بخاری، مسلم)

(۱۲)۔ جب قرآن پاک کا ختم ہو۔ (طبرانی)

۱۸۔ ان مقامات پر بھی دعا کا خصوصی اہتمام کیجیے۔ حضرت حسن بصریؒ جب مکے سے بصرہ جانے لگے تو آپ نے مکے والوں کے نام ایک خط لکھا جس میں مکے کے قیام کی اہمیت اور فضائل بیان کیے اور یہ بھی واضح کیا کہ مکے میں ان پندرہ مقامات پر خصوصیت کے ساتھ دعا قبول ہوتی ہے:

(۱)۔ ملتزم (۲)۔ میزاب کے نیچے (۳)۔ کعبہ کے اندر (۴)۔ چاہ زمزم کے پاس

(۵)۔ صفا و مروہ پر (۶)۔ صفا و مروہ کے پاس جہاں سعی کی جاتی ہے (۷)۔ مقام ابراہیمؑ کے پیچھے

(۸)۔ عرفات میں (۹) مزدلفہ میں (۱۰) منیٰ میں (۱۱) تینوں جمرات کے پاس (حصن حصین)

۱۹۔ برابر کوشش کرتے رہیے کہ آپ کو اللہ سے دعا مانگنے کے لیے دعا کے وہی الفاظ یاد ہو جائیں جو قرآن پاک اور احادیث رسول ﷺ میں آئے ہیں۔ اللہ نے اپنے پیغمبروں اور نیک بندوں کو دعا مانگنے کے جو انداز اور الفاظ بتائے ہیں ان سے اچھے الفاظ اور انداز کوئی کہاں سے لائے گا۔ پھر اللہ کے بتائے ہوئے اور رسولوں کے اختیار کیے ہوئے الفاظ میں جو اثر، مٹھاس، جامعیت، برکت، اور قبولیت کی شان ہو سکتی ہے وہ کسی دوسرے کلام میں کیسے ممکن ہے۔

اسی طرح نبی ﷺ سے شب و روز جو دعائیں مانگی ہیں ان میں بھی سوز، مٹھاس، جامعیت، اور عبودیتِ کاملہ کی ایسی شان پائی جاتی ہے کہ ان سے بہتر دعاؤں، التجاؤں اور آرزوؤں کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔

قرآن و حدیث کی بتلائی ہوئی دعاؤں کا ورد رکھنے اور ان کے الفاظ اور مفہوم پر غور کرنے سے ذہن و فکر کی یہ تربیت بھی ہوتی ہے کہ مومن کی تمنائیں اور التجائیں کیا ہونی چاہیں۔ کن کاموں میں اس کو اپنی قوتوں کو کھپانا چاہیے اور کن چیزوں کو اس کا منتہائے مقصود ہونا چاہیے۔

بلاشبہ دعا کے لیے کسی زبان، انداز یا الفاظ کی کوئی قید نہیں ہے۔ بندہ اپنے اللہ سے جس زبان اور جن الفاظ میں جو چاہے مانگے۔ مگر یہ اللہ کا مزید فضل و کرم ہے کہ اس نے یہ بھی بتایا کہ مجھ سے یہ مانگو اور اس طرح مانگو اور دعاؤں کے الفاظ تلقین کر کے بتا دیا کہ مومن کو دین و دنیا کی فلاح کے لیے کیا نقطۂ نظر رکھنا چاہیے اور کن تمناؤں اور آرزوؤں سے دل کی دنیا کو آراستہ رکھنا چاہیے اور پھر دین و دنیا کی کوئی حاجت اور خیر کا کوئی پہلو ایسا نہیں جس

کے لیے دعا نہ سکھائی گئی ہو اس لیے بہتر یہی ہے کہ آپ اللہ سے، قرآن وسنت کے بتائے ہوئے الفاظ ہی میں دعا مانگیں اور انہی دعاؤں کا ورد رکھیں جو قرآن میں نقل کی گئی ہیں یا مختلف اوقات میں خود نبی ﷺ نے مانگی ہیں۔

البتہ جب تک آپ کو قرآن وسنت کی یہ دعائیں یاد نہیں ہو جاتیں اس وقت تک کے لیے آپ کم از کم یہی اہتمام کیجیے کہ اپنی دعاؤں میں کتاب وسنت کی بتائی ہوئی دعاؤں کے مفہوم ہی کو پیش نظر رکھیں۔

آگے، قرآن پاک اور نبی ﷺ کی چند جامع دعائیں نقل کی جاتی ہیں، ان مبارک دعاؤں کو دھیرے دھیرے یاد کیجیے اور پھر انہی کا ورد رکھیے۔

قرآن کی جامع دعائیں

رحمت و مغفرت کی دعا:

قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَ اِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَ تَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ (الاعراف:23/7)

"اے ہمارے رب! ہم نے اپنے بڑا ظلم کیا۔ اگر تو ہماری مغفرت نہ فرمائے اور ہم پر رحم نہ کھائے تو ہم یقیناً تباہ ہو جائیں گے۔"

بلاشبہ اگر اللہ انسان کے گناہوں کو معاف نہ کرے اور اپنی بے پایاں رحمت سے نہ نوازے تو وہ تباہ ہو جائے گا۔

فلاحِ دارین کی جامع دعا:

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ (البقرۃ:201/2)

"اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں بھی بھلائی دے اور آخرت میں بھی بھلائی دے اور آگ کے عذاب سے ہمیں بچا۔"

صبر و ثبات کی دعا:

رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ (البقرۃ:250/2)

"پروردگار! ہم پر صبر انڈیل دے اور ہمارے قدموں کو مضبوط جما دے اور کافروں پر فتح یاب کرنے کے لیے ہماری مدد فرما۔"

شیطان کے شر سے محفوظ رہنے کی دعا:

رَّبِّ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ ہَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِo وَ اَعُوْذُ بِکَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ o (المومنون:98,97)

"پروردگار! میں شیطان کی اکساہٹوں سے تیری پناہ میں آتا ہوں بلکہ اے میرے پروردگار! میں اس سے بھی تیری پناہ مانگتا ہوں کہ وہ میرے قریب پھٹکیں۔"

عذاب جہنم سے بچنے کی دعا:

رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَہَنَّمَ * اِنَّ عَذَابَہَا كَانَ غَرَامًا o اِنَّہَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّ مُقَامًاo (الفرقان:66,65)

"اے ہمارے پروردگار! عذاب جہنم ہم سے پھیر دے۔ بلاشبہ اس کا عذاب تو جان کا لاگو ہے۔ وہ بہت ہی برا ٹھکانا اور بہت ہی برا مقام ہے۔"

اصلاحِ قلب کی دعا:

رَبَّنَا لَا تُزِ غْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ ہَدَيْتَنَا وَہَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَةً ۚ اِنَّکَ اَنْتَ الْوَہَّابُo (آل عمران:8/3)

"پروردگار! جب تو نے سیدھی راہ پر لگا دیا ہے تو پھر کہیں ہمارے قلوب کو کجی میں مبتلا نہ کرنا۔ ہمیں اپنے خزانۂ فیض سے رحمت عطا فرما کہ تو ہی حقیقی فیاض ہے۔"

صفائی قلب کی دعا:

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَ لِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَ لَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّکَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (الحشر:10)

"پروردگار! ہمارے گناہ معاف فرمادے اور ہمارے ان بھائیوں کے جو ہم سے پہلے ایمان لے آئے ہیں اور ہمارے قلوب میں مومنوں کے خلاف کپٹ نہ پیدا ہونے دے بے شک تو بڑا ہی شفقت کرنے والا مہربان ہے۔"

حالات کے سدھار کی دعا:

رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَۃً وَّہَیِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا o (الکہف:10)

"پروردگار! ہم پر اپنے ہاں سے رحمت نازل فرما اور ہمارے معاملہ میں سدھار کے (سامان) مہیا فرما۔"

استغفار:

رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَیْرُ الرّٰحِمِیْنَ o(المومنون:109)

"پروردگار! ہم ایمان لائے، پس تو ہماری مغفرت فرمادے۔ ہم پر رحم کردے تو بڑا ہی رحم فرمانے والا ہے۔"

اہل و عیال کی طرف سے سکون کی دعا:

رَبَّنَا ہَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّیّٰتِنَا قُرَّۃَ اَعْیُنٍ وَّ اجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا o(الفرقان:74)

"پروردگار! ہمیں ہمارے جوڑوں کی طرف سے اور ہماری اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک دے اور ہم کو پرہیز گاروں ہی کے لیے مثال بنا۔" یعنی ہم کو ایسی نیک اور پاکیزہ زندگی عطا فرما کہ پرہیز گار لوگ ہمیں اپنے لیے نمونہ اور مثال سمجھیں۔

والدین کے لیے دعا:

رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ o (ابراہیم:41)

"پروردگار! میری اور میرے والدین کی اور تمام مومنوں کی اس دن مغفرت فرما جس دن کہ حساب قائم ہوگا۔"

آزمائش سے بچنے کی دعا:

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِیْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَیْنَآ اِصْرًا کَمَا حَمَلْتَہٗ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَۃَ لَنَا بِہٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا ۟ وَاغْفِرْ لَنَا ۟ وَارْحَمْنَا ۟ اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ o (البقرۃ:286/2)

"اے ہمارے پروردگار! ہم سے بھول چوک میں جو قصور ہو جائیں ان پر گرفت نہ کر، مالک! ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال جو تو نے ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالے تھے، پروردگار! جس بھار کو اٹھانے کی طاقت ہم میں نہیں ہے وہ ہم پر نہ رکھ! ہمارے ساتھ نرمی کر، ہم سے در گزر فرما، ہم پر رحم کر! تو ہمارا مولیٰ ہے، کافروں کے مقابلے میں ہماری مدد فرما۔"

اہل کفر سے نجات کی دعا:

عَلَی اللّٰہِ تَوَکَّلْنَا ۚ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَۃً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ۙ وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِکَ مِنَ الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ (یونس:86,85)

"ہم نے اللہ ہی پر بھروسہ کیا، اے ہمارے رب! ہمیں ظالم لوگوں کے لیے فتنہ نہ بنا اور اپنی رحمت سے ہم کو کافروں سے نجات دے۔"

خاتمہ بالخیر کی دعا:

فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۟ اَنْتَ وَلِیّٖ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ ۚ تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّ اَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ (یوسف:101)

"اے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے! تو ہی میرا ولی اور کارساز ہے۔ دنیا اور آخرت میں میرا خاتمہ اسلام پر فرما اور انجام کار مجھے اپنے صالح بندوں میں شامل فرما۔"

رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا ۖ رَبَّنَا فَاغْفِرْلَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْعَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۗ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ (آل عمران:194,193)

"پروردگار! ہم نے ایک پکارنے والے کو سنا جو ایمان کی طرف بلاتا تھا اور کہتا تھا کہ اپنے رب کو مانو، ہم نے اس کی دعوت قبول کر لی پس اے ہمارے آقا! جو قصور ہم سے ہوئے ہیں ان سے درگزر فرما۔ اور جو برائیاں ہم میں ہیں انہیں دور فرما اور ہمارا خاتمہ نیک لوگوں کے ساتھ کر۔ اے پروردگار! اپنے رسولوں کے ذریعے تو نے جو وعدے کیے ہیں تو انہیں ہمارے حق میں پورے فرما اور قیامت کے روز ہمیں رسوا نہ کر۔ بے شک تو اپنے وعدے کے خلاف کرنے والا نہیں ہے۔"

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جامع دعائیں

نبی ﷺ، شب و روز، سفر و حضر میں جو دعائیں مانگا کرتے تھے، محدثینؒ نے انتہائی محنت اور جانفشانی سے یہ سب حدیث کی کتابوں میں جمع فرمادی ہیں۔ قرآن پاک کی دعاؤں کے ساتھ آپ نبی ﷺ کی ان دعاؤں کے پڑھنے کا بھی اہتمام کیجیے۔ یہ دعائیں نہایت جامع، پر اثر اور بابرکت ہیں اور ان سے یہ ہدایت بھی ملتی ہے کہ ایک مومن کے سوچنے کا صحیح انداز، اس کی آرزوؤں کا حقیقی مرکز اور اس کی تمنائیں کیا ہونی چاہئیں۔ حقیقت یہ ہے کہ آدمی کی صحیح تصویر اس کی آرزوؤں ہی میں دیکھی جاسکتی ہے، بالخصوص ان اوقات میں جب آدمی کو بھی اطمینان ہو کہ وہ بندوں کی نظر سے اوجھل ہے اور اس کی سرگوشی کو سننے والا صرف اس کا پروردگار ہے۔ نبی ﷺ شب کی تاریکی میں، تنہائی میں، لوگوں سے الگ اور لوگوں کی موجودگی میں جو دعائیں مانگا کرتے تھے ان کے لفظ لفظ سے اخلاص، سوز، شوق اور نور ٹپکتا ہے اور محسوس ہوتا ہے کہ کوئی عظیم بندہ ہے جسے اپنے بندہ ہونے کا کامل احساس ہے، اور وہ سراپا احتیاج بن کر ہر وقت اپنے رب سے مانگتا رہتا ہے، اور اس کا شوق وانہماک برابر بڑھتا ہی جاتا ہے۔ وہ جو کچھ مانگتا ہے اس کی روح یہ ہے کہ الٰہی! مجھے اپنا قرب عطا فرما۔ اپنے غضب سے محفوظ رکھ اپنی خوشنودی سے نواز اور آخرت کی سرخروئی اور کامرانی نصیب فرما۔

صبح و شام کی دعائیں:

حضرت عثمان بن عفانؓ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

"اللہ کا جو بندہ بھی ہر صبح و شام کو یہ دعا پڑھ لیا کرے تو اس کو کوئی چیز نقصان نہیں پہنچاتی۔"

بِسْمِ اللهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ شَیْئٌ فِی الْاَرْضِ وَ لَا فِی السَّمَآئِ وَ ھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْم (مسند احمد)

"اللہ کے نام سے (ہر کام کا) آغاز ہے جس کے نام کے ساتھ زمین و آسمان کی کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی وہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔"

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ پابندی سے صبح و شام اس دعا کو پڑھا کرتے تھے اور ترک نہ فرماتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ فِی الدُّنْیَا وَالْآخِرَۃِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ فِیْ دِیْنِیْ وَ دُنْیَایَ وَ اَھْلِیْ وَ مَالِیْ اَللّٰھُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِیْ وَآمِنْ رَوْعَاتِیْ اَللّٰھُمَّ احْفِظْنِیْ مِنْ بَیْنِ یَدَیَّ وَ مِنْ خَلْفِیْ وَ عَنْ یَّمِیْنِیْ وَ عَنْ شِمَالِیْ وَ مِنْ فَوْقِیْ وَ اَعُوْذُ بِعَظْمَتِکَ اَنْ اُغْتَالَ مِنْ تَحْتِیْ (ترمذی)

"الٰہی! میں تجھ سے دنیا اور آخرت میں عافیت کا طالب ہوں، الٰہی! میں تجھ سے عفو و درگزر اور سلامتی اور عافیت چاہتا ہوں، دین و دنیا کے معاملات میں اپنے اہل و عیال اور اپنے مال و دولت میں۔ الٰہی! تو میری ستر پوشی فرما اور میری بے چینیوں کو امن و چین سے بدل دے۔ الٰہی! آگے پیچھے، دائیں بائیں اور اوپر سے میری حفاظت فرما اور میں تیری عظمت کی پناہ چاہتا ہوں، اس بات سے کہ میں ناگہاں اپنے نیچے کی طرف سے ہلاک کیا جاؤں (یعنی خدا مجھے زمین میں دھنسنے کے عذاب سے بچائے رکھے)۔"

کاہلی اور بزدلی سے بچنے کی دعا:

حضرت انس بن مالکؓ کا بیان ہے کہ میں نبی ﷺ کی خدمت گزاری میں رہتا تھا اور میں کثرت سے آپ ﷺ کو یہ دعا پڑھتے سنا کرتا تھا:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْھَمِّ وَالْحَزَنِ وَالْعَجْزِ وَالْکَسَلِ وَالْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَضَلَعِ الدَّیْنِ وَ غَلَبَۃِ الرِّجَالِ (بخاری، مسلم)

"الٰہی! تیری پناہ مانگتا ہوں، رنج و غم سے، بے بسی اور کاہلی سے، بخل اور بزدلی سے، قرض کے بوجھ سے، اور لوگوں کے دباؤ سے۔"

تقویٰ اور پاک دامنی کی دعا:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْھُدٰی وَالتُّقٰی وَالْعَفَافَ وَالْغِنٰی

"الٰہی! میں تجھ سے ہدایت، تقویٰ، پاک دامنی اور استغنا کا سوال کرتا ہوں۔"

یہ دعا انتہائی جامع ہے، نبی ﷺ نے ان چار لفظوں میں در حقیقت وہ سبھی کچھ مانگ لیا ہے جس کی بندہ مومن کو ضرورت ہے۔

دنیا اور آخرت کی رسوائی سے بچنے کی دعا:

اَللّٰھُمَّ اَحْسِن عَاقِبَتَنَا فِی الْاُمُوْرِ کُلِّھَا وَ اَجِرْنَا مِنْ خِزْیِ الدُّنْیَا وَ عَذَابَ الْاٰخِرَۃِ (طبرانی)

"الٰہی! سارے کاموں میں ہمارا انجام بخیر فرما اور ہمیں دنیا کی رسوائی اور آخرت کے عذاب سے محفوظ رکھ۔"

نماز کے بعد کی دعا:

حضرت معاذؓ فرماتے ہیں کہ ایک روز نبی ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: "اے معاذ! مجھے تم سے محبت ہے۔ پھر (فرمایا) اے معاذؓ! میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ تم کسی نماز کے بعد ان کلمات کو ترک نہ کرنا۔ ہر نماز کے بعد یہ کلمات ضرور پڑھا کرنا:

اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِکَ وَشُکْرِکَ وَ حُسْنُ عِبَادَتِکَ

"الٰہی! تو ہماری مدد فرما۔ اپنی یاد اور اپنے شکر کے لیے اور اپنی اچھی بندگی کے لیے"

نبی ﷺ کی وصیت:

حضرت شداد بن اوسؓ فرماتے ہیں کہ مجھے نبی ﷺ نے یہ وصیت فرمائی: "شداد! جب تم دیکھو کہ دنیا والے سونا اور چاندی جمع کرنے میں لگ گئے ہیں، تو تم ان کلمات کا ذخیرہ کرو۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الثَّبَاتِ فِی الْاَمْرِ وَالْعَزِیْمَۃَ عَلَی الرُّشْدِ وَاَسْئَلُکَ شُکْرَ نِعْمَتِکَ وَ حُسْنَ عِبَادَتِکَ وَ اَسْئَلُکَ قَلْبًا سَلِیْمًا وَ لِسَانًا صَادِقًا وَ اَسْئَلُکَ مِنْ خَیْرِ مَا تَعْلَمُ وَ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَا تَعْلَمُ وَاَسْتَغْفِرُکَ لَمْ تَعْلَمُ اِنَّکَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ (مسند احمد)

"الٰہی! میں ثابت قدمی اور راست بازی میں استقلال کا سوال کرتا ہوں اور تیری نعمتوں کا شکر ادا کرنے اور تیری بہترین بندگی بجالانے کی توفیق مانگتا ہوں اور الٰہی! میں تجھ سے قلبِ سلیم اور زبانِ صادق کا خواستگار ہوں اور وہ ہر بھلائی تجھ سے مانگتا ہوں جس کا تجھے علم ہے اور ہر اس برائی سے تیری پناہ مانگتا ہوں جو تیرے علم میں ہے اور اپنے سارے گناہوں کی معافی چاہتا ہوں جو تیرے علم میں ہیں بے شک تو غیب کی باتوں سے پوری طرح واقف ہے۔

مغفرت و رضاءِ الٰہی کی دعا:

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے سلمان فارسیؓ کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا:

"میں تمہیں چند کلمے دینا چاہتا ہوں، ان کے ذریعے رحمان سے سوال کرو۔ رحمان کی طرف لپکو، اور شب و روز انہی الفاظ میں اللہ سے دعا مانگو۔"

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ صِحَّۃً فِیْ اِیْمَانٍ وَ اِیْمَانًا فِیْ حُسْنِ خُلْقٍ وَ نَجَاحًا یَّتْبَعُہٗ فَلَاحٌ وَ رَحْمَۃٌ مِّنْکَ وَ عَافِیَۃٌ وَ مَغْفِرَۃٌ مِنْکَ وَ رِضْوَانًا (طبرانی، حاکم)

"الٰہی! میں تجھ سے اپنے ایمان میں صحت و قوت کا طالب ہوں، حسن اخلاق میں ایمان کی تاثیر کا خواہاں ہوں، اور ایسی کامیابی چاہتا ہوں جس کے تحت آخرت کی فلاح حاصل ہو، اور تجھ سے رحمت، سلامتی، گناہوں کی معافی اور تیری رضا کا طالب ہوں۔"

گناہوں سے پاک ہونے کی دعا:

حضرت ام سلمہؓ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ یہ دعا مانگا کرتے تھے:

اَللّٰھُمَّ نَقِّ قَلْبِیْ مِنَ الْخَطَایَا کَمَا نَقَّیْتَ الثَّوْبَ الْاَبْیَضَ مِنَ الدَّنَسِ اَللّٰھُمَّ بَعِّدْ بَیْنِیْ وَ بَیْنَ خَطِیْئَتِیْ کَمَا بَعَدْتَّ بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ (معجم کبیر)

"الٰہی! تو میرے دل کو خطاؤں کے میل سے ایسا پاک و صاف کر دے جیسے تو سفید کپڑے کو میل کچیل سے صاف ستھرا کر دیتا ہے۔ الٰہی! تو مجھے گناہوں سے اتنا دور کر دے جتنی تو نے مشرق اور مغرب میں دوری کر رکھی ہے۔"

مخلوق کی نظر میں عزت کی دعا:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ صَبُوْرًا وَاجْعَلْنِیْ شَکُوْرًا وَاجْعَلْنِیْ فِیْ عَیْنِیْ صَغِیْرًا وَ فِیْ اَعْیُنِ النَّاسِ کَبِیْرًا

"الٰہی! تو مجھے انتہائی صابر بنادے اور بہت زیادہ شکر گزار بنادے اور مجھے میری اپنی نگاہوں میں حقیر اور لوگوں کی نگاہوں میں بڑا بنادے۔"

جامع دعا:

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ ایک بار نبی ﷺ میرے پاس تشریف لائے۔ میں نماز میں مشغول تھی۔ نبی ﷺ کو مجھ سے کچھ ضرورت تھی اور مجھے دیر لگ گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: عائشہ! مختصر اور جامع دعائیں مانگا کرو۔ پھر میں جب نبی ﷺ کے پاس آئی تو میں نے پوچھا، یا رسول اللہ ﷺ! مختصر اور جامع دعا کیا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ پڑھا کرو:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنَ الْخَیْرِ کُلِّہٖ عَاجِلِہٖ وَ آجِلِہٖ مَا عَلِمْتُ مِنْہُ وَ مَا لَمْ اَعْلَمْ وَ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الشَّرِّ کُلِّہٖ عَاجِلِہٖ وَ آجِلِہٖ مَا عَلِمْتُ مِنْہُ وَ مَا لَمْ اَعْلَمْ وَ اَسْئَلُکَ الْجَنَّۃَ وَ مَا قَرَّبَ اِلَیْھَا مِنْ قَوْلٍ اَوْ عَمَلٍ وَ اَعُوْذُبِکَ مِنَ النَّارِ وَ مَا قَرَّبَ اِلَیْھَا مِنْ قَوْلٍ اَوْ عَمَلٍ وَ اَسْئَلُکَ مِمَّا سَاَلَکَ بِہٖ مُحَمَّدٌ وَ اَعُوْذُبِکَ مِمَّا تَعَوَّذَ مِنْہُ مُحَمَّدٌ وَ مَا قَضَیْتَ لِیْ مِنْ قَضَآءٍ فَاجْعَلْ عَاقِبَتَہٗ رُشْدًا (حاکم)

"الٰہی! میں تجھ سے ساری کی ساری بھلائی کا سوال کرتا ہوں، جلد ہونے والی کا بھی اور بدیر ہونے والی کا بھی۔ معلوم کا بھی اور نامعلوم کا بھی۔ اور میں ساری کی ساری برائی سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ فوری ہونے والی برائی سے بھی اور بدیر ہونے والی برائی سے بھی۔ معلوم سے بھی اور نامعلوم سے بھی۔ اور میں تجھ سے جنت کا طالب ہوں اور اس قول و عمل سے بھی تیری پناہ چاہتا ہوں جو جہنم سے قریب کر دینے والا ہو، اور میں تجھ سے وہ بھلائیاں چاہتا ہوں جس کا سوال تجھ سے محمد ﷺ نے کیا ہے اور میں تیری پناہ چاہتا ہوں ان ساری چیزوں سے جن سے محمد ﷺ نے پناہ مانگی ہے اور یہ چاہتا ہوں کہ تو میرے حق میں جو فیصلہ بھی فرمائے اس کا انجام بخیر فرما۔"

اسلام پر قائم رہنے کی دعا:

اَللّٰھُمَّ احْفَظْنِیْ بِالْاِسْلَامِ قَائِمًا وَ احْفَظْنِیْ بِالْاِسْلَامِ قَاعِدًا وَاحْفَظْنِیْ بِالْاِسْلَامِ رَاقِدًا وَ لَا تُشْمِتْ بِیْ عَدُوًّا حَاسِدًا

"الٰہی! مجھے اٹھتے، بیٹھتے، سوتے (جاگتے ہر حالت میں) اسلام پر قائم رکھ، اور کسی دشمن اور حسد کرنے والے کو مجھ پر ہنسنے کا موقع نہ دے۔"

نو مسلم کی دعا:

حضرت ابو مالک اشجعیؒ کہتے ہیں کہ میرے والد کا بیان ہے کہ جب کوئی شخص دین اسلام میں داخل ہوتا تو نبی ﷺ اس کو نماز سکھاتے پھر اس کو بتاتے کہ اس طرح دعا مانگو:

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاھْدِنِیْ وَ عَافِنِیْ وَارْزُقْنِیْ

"الٰہی! تو میری مغفرت فرما، مجھ پر رحم کر، مجھے سیدھے راستے پر چلا، مجھے عافیت بخش اور مجھے روزی عطا فرما۔"

نفاق اور بداخلاقی سے بچنے کی دعا:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ مُنْكَرَاتِ الْاَخْلَاقِ وَالْاَعْمَالِ وَالْاَهْوَاءِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الشِّقَاقِ وَالنِّفَاقِ وَ سُوْءِ الْاَخْلَاقِ

"الٰہی! میں تیری پناہ چاہتا ہوں برے اخلاق، برے اعمال اور خواہشات نفس سے الٰہی! میں تیری پناہ چاہتا ہوں، جھگڑے، نفاق اور بداخلاقی سے۔"

ادائے قرض کی دعا:

حضرت ابووائل کا بیان ہے کہ حضرت علیؓ کی خدمت میں ایک مکاتب غلام حاضر ہوا اور بولا۔ حضرت! میری مدد فرمایئے، میں مکاتبت کا معاوضہ ادا نہیں کر پا رہا ہوں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا، میں تمہیں وہ دعا کیوں نہ سکھا دوں جو مجھے نبی ﷺ نے بتائی ہے، اگر تمہارے ذمے احد پہاڑ کے برابر قرض بھی ہوگا، تو اللہ اس کو ادا کر دے گا۔ مکاتب نے عرض کیا، یہ دعا مجھے ضرور سکھایئے۔ چنانچہ آپ نے یہ دعا بتائی:

اَللّٰهُمَّ اَكْفِنِیْ بِحَلَالِکَ عَنْ حَرَامِکَ وَ اَغْنِنِیْ بِفَضْلِکَ عَمَّنْ سِوَاکَ

"الٰہی! مجھے رزق حلال دے کر حرام روزی سے بے پروا کر دے اور اپنے فضل و احسان سے مجھے اپنے سوا ہر ایک سے بے نیاز کر دے۔"

درود و سلام

اپنے عظیم محسن حضرت محمدﷺ پر کثرت سے درود و سلام بھیجیے۔یہ حقیقت ہے کہ آپﷺ کے بے پایاں احسانات اور نہایت رحمت و شفقت کا ہم کوئی بدلہ نہیں دے سکتے۔اگر کچھ کر سکتے ہیں تو صرف یہ عقیدت و محبت اور فداکاری و جان نثاری کے گہرے جذبات کے ساتھ آپﷺ کے حضور میں درود و سلام کے تحفے پیش کریں اور اللہ سے دعا کریں کہ پروردگار تیرے نبیﷺ نے ہماری خاطر شب و روز جو لرزہ خیز تکلیفیں اٹھا کر ہم تک دین کی روشنی پہنچائی اور ہماری ہدایت کے لیے گھل گھل کر جس طرح اپنی جان ہلکان کی،پروردگار!تو ان پر اپنی بے حد و حساب رحمتیں انڈیل دے۔ان کے درجات میں انہیں تمام مقربین سے بڑھ کر اپنا قرب عطا فرما۔قرآن پاک میں مسلمانوں کو ہدایت دی گئی ہے:

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (احزاب:65)

"خدا،اور اس کے فرشتے نبیﷺ پر برابر درود بھیجتے ہیں،مسلمانو!تم بھی ان پر درود و سلام بھیجو۔"

حضرت ابی بن کعبؓ سے نبیﷺ نے فرمایا:

"ابی!اگر تم اپنے سارے اوقات درود و سلام میں لگادو گے تو خدا دنیا اور آخرت میں تمہاری کفالت اپنے ذمے لے لے گا۔"(مسند احمد)

حضرت انس بن مالکؓ کا بیان ہے کہ نبیﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جو شخص مجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے،اللہ اس پر دس بار رحمت نازل فرماتا ہے۔اس کے لیے دس نیکیاں لکھتا ہے،دس گناہ مٹا دیتا ہے اور دس درجے بلند فرماتا ہے۔"(نسائی)

اور نبیﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے:

"جو شخص مجھ پر درود بھیجتا ہے،فرشتے اس پر درود بھیجتے رہتے ہیں جب تک وہ مجھ پر درود بھیجتا رہے۔"(احمد،ابن ماجہ)

اور آپﷺ نے اس شخص کو بخیل قرار دیا ہے جو آپﷺ کا ذکر سنے اور آپﷺ پر درود نہ بھیجے۔

آپﷺ کا ارشاد ہے:

"وہ شخص بخیل ہے جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔"(ترمذی)

اور آپﷺ نے اس شخص کو آخرت میں اپنی معیت اور صحبت کا سب سے زیادہ مستحق قرار دیا ہے جو سب سے زیادہ آپﷺ پر درود و سلام بھیجے۔

آپﷺ کا ارشاد ہے:

"قیامت کے روز میری معیت اور صحبت کا سب سے زیادہ مستحق وہ شخص ہوگا جو مجھ پر سب سے زیادہ درود بھیجے گا۔"(ترمذی)

صحابہ کرامؓ کو آپﷺ نے مختلف مواقع پر درود و سلام کے جو الفاظ سکھائے ہیں ان میں الفاظ کا تھوڑا تھوڑا اختلاف ہے۔آپ ان میں سے جو درود چاہیں پڑھ سکتے ہیں۔عام طور پر جو درود شریف نماز میں پڑھتے ہیں اور جس کو حضرت عبداللہ بن عباس نے افضل قرار دیا ہے،وہ یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرٰھِیْمَ وَ عَلٰٓی اٰلِ اِبْرٰھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اِبْرٰھِیْمَ وَ عَلٰٓی اٰلِ اِبْرٰھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۔(صحاح ستہ، مسند احمد)

الٰہی ! تو رحمت فرما، محمد ﷺ پر اور محمد ﷺ کی آل پر جس طرح تو نے رحمت فرمائی ابراہیمؑ پر اور ابراہیمؑ کی آل پر، بلاشبہ تو بڑا پاکیزہ صفات والا اور عظمت والا ہے۔"

"الٰہی ! تو برکت عطا فرما محمد ﷺ کو اور محمد ﷺ کی آل کو جس طرح تو نے برکت عطا فرمائی ابراہیمؑ کو اور ابراہیمؑ کی آل کو، بلاشبہ تو بڑا ہی پاکیزہ صفات والا اور عظمت والا ہے۔"

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے لوگوں سے فرمایا کہ جب تم نبی ﷺ پر درود بھیجو تو بطریق احسن بھیجو، تمھیں کیا معلوم کہ یہ درود نبی ﷺ کی بارگاہ میں پیش کیا جاتا ہو، لوگوں نے آپ سے درخواست کی پھر آپ ہمیں درود سکھائیے تو آپ نے فرمایا یوں درود پڑھا کرو:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ صَلٰوتَکَ وَ رَحْمَتَکَ وَ بَرَکَاتَکَ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَ اِمَامِ الْمُتَّقِیْنَ وَ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ، إِمَامِ الْخَيْرِ، وَقَائِدِ الْخَيْرِ، وَرَسُولِ الرَّحْمَةِ، اللهُمَّ ابْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُودًا يَغْبِطُهُ بِهِ الْأَوَّلُونَ وَالْآخِرُونَ، اَللهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَآلِ إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ، اللهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَآلِ إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ(ابن ماجہ)

"الٰہی ! تو اپنی برکت، رحمت، اور فیوض نازل فرما، رسولوں کے سردار، متقیوں کے پیشوا، اور خاتم النبیین محمد ﷺ پر جو تیرے بندے، تیرے رسول ﷺ، بھلائی کی مثال، خیر کے رہنما اور رسول رحمت ہیں، الٰہی ! تو ان کو اس مقام عظمت سے سرفراز فرما کہ جو پیش رؤں کے لیے قابل رشک ہو۔

الٰہی ! تو رحمت فرما، محمد ﷺ پر اور محمد ﷺ کی آل پر جس طرح تو نے رحمت فرمائی ابراہیمؑ پر اور ابراہیمؑ کی آل پر، بلاشبہ تو بڑا پاکیزہ صفات والا اور عظمت والا ہے۔"

"الٰہی ! تو برکت عطا فرما محمد ﷺ کو اور محمد ﷺ کی آل کو جس طرح تو نے برکت عطا فرمائی ابراہیمؑ کو اور ابراہیمؑ کی آل کو، بلاشبہ تو بڑا ہی پاکیزہ صفات والا اور عظمت والا ہے۔"(ابن ماجہ)

حضرت ابو مسعود انصاریؓ کہتے ہیں کہ ایک بار بشیر بن سعدؓ نے نبی ﷺ سے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ ! ہم آپ ﷺ پر کس طرح درود و سلام بھیجیں؟ تو نبی ﷺ کچھ دیر خاموش رہے پھر فرمایا یوں کہا کرو:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، وَ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ فِي الْعَالَمِيْنَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيدٌ (مسلم)

"اے اللہ ! رحمت فرما محمد ﷺ اور محمد ﷺ کی آل پر، جس طرح تو نے رحمت فرمائی ابراہیمؑ کی آل پر اور برکت نازل فرما محمد ﷺ پر اور محمد ﷺ کی آل پر جس طرح تو نے کائنات میں برکت نازل کی ابراہیمؑ پر بلاشبہ تو انتہائی پاکیزہ صفات والا اور باعظمت ہے۔"

قربانی کی دعا

جانور کو قبلہ رخ لٹا کر یہ دعا پڑھیے۔

اِنِّیْ وَجَّہْتُ وَجْہِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ، اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا شَرِیْکَ لَہٗ ۚ وَ بِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ اَللّٰھُمَّ لَکَ وَ مِنْکَ

"میں نے پوری یکسوئی کے ساتھ اپنا رخ ٹھیک اس کی طرف کر لیا ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔ بلاشبہ میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت سب رب العالمین کے لیے ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور میں مسلم اور فرمانبردار ہوں۔ الٰہی! یہ تیرے حضور پیش ہے اور تیرا ہی دیا ہوا ہے۔"

بسم اللہ اللہ اکبر کہتے ہوئے تیز چھری جانور کے گلے پر پھیر دیجیے اور ذبح کرنے کے بعد یہ دعا پڑھیے۔

اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْهُ مِنِّیْ [1] كَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ خَلِیْلِکَ اِبْرَاهِیْمَ وَ حَبِیْبِکَ مُحَمَّدٍ عَلَیْهِمَا الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ

"الٰہی! تو اس قربانی کو ہماری جانب سے قبول فرما جس طرح تو نے اپنے دوست ابراہیمؑ اور اپنے حبیب محمد ﷺ کی قربانی قبول فرمائی۔ دونوں پر درود و سلام ہو۔"

قربانی کا جانور اگرچہ کسی دوسرے سے ذبح کرانا بھی جائز ہے لیکن بہتر یہی ہے کہ آپ خود ہی ذبح کریں اور ذبح کرتے وقت ان جذبات کو شعور کے ساتھ اپنے دل و دماغ پر طاری کریں جن کا اظہار آپ دعا کے الفاظ میں کرتے ہیں۔ یعنی یہ کہ ہمارا سب کچھ اللہ ہی کے لیے ہے اور اسی کی راہ میں یہ سب کچھ قربان ہونا چاہیے۔ اس کا اشارہ پا کر آج ہم اس کی راہ میں جانور قربان کر رہے ہیں، کل اگر اس کا اشارہ ہوگا تو ہم انہی جذبات کے ساتھ اپنی جان عزیز بھی اس کی راہ میں قربان کر دیں گے اور اس کا شکر ادا کریں گے کہ اس نے اپنی راہ میں خون بہانے کی توفیق دے کر شہادت کی سعادت نصیب فرمائی۔

عقیقہ کی دعا

عقیقہ سے مراد وہ بکری یا بکرا ہے جو نومولود بچے کی طرف سے ولادت کے ساتویں روز بطور صدقہ ذبح کیا جائے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

"ساتویں روز بچے کا نام تجویز کیا جائے اور اس کے بال وغیرہ میل کچیل دور کیا جائے اور اس کی طرف سے عقیقہ کیا جائے۔"

جانور کو ذبح کرتے وقت قبلہ رخ لٹا دیجیے اور پہلے وہ دعا پڑھیے جو قربانی کا جانور ذبح کرنے سے پہلے پڑھتے ہیں یعنی

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ، اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا شَرِیْکَ لَهٗ ۚ وَ بِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ اَللّٰهُمَّ لَکَ وَ مِنْکَ

پھر "بسم اللہ اللہ اکبر۔" کہتے ہوئے تیز چھری جانور کے گلے پر پھیر دیجیے۔ اور یہ دعا پڑھیے:

اَللّٰهُمَّ هٰذِهٖ عَقِیْقَةُ ۔ [2] ۔ ۔۔ ۔ تَقَبَّلْهُ كَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ حَبِیْبِکَ مُحَمَّدٍ وَ خَلِیْلِکَ اِبْرَاهِیْمَ عَلَیْهِمَا الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ دَمُهَا بِدَمِهٖ لَحْمُهَا بِلَحْمِهٖ شَعْرُهَا بِشَعْرِهٖ عَظْمُهَا بِعَظْمِهٖ

"الٰہی! یہ عقیقہ ہے........ کا اس کو قبول فرما جس طرح تو نے اپنے حبیب محمد ﷺ اور اپنے دوست ابراہیم علیہما السلام کی طرف سے قبول کیا۔ اس کا خون بچے کے خون کا فدیہ ہے۔ اس کا گوشت بچے کے گوشت کا فعیہ ہے، اس کے بال بچے کے بال کا فدیہ ہیں اور اس کی ہڈیاں بچے کی ہڈیوں کا فدیہ ہیں۔" (الٰہی! اس کو قبول فرما)

---

[1] اگر جانور میں کئی حصہ دار ہوں تو مِنّی کے بجائے مِن کہیے اور اس کے بعد سب کے نام لیجیے۔

[2] ھذہ عقیقہ کہنے کے بعد اس بچے کا نام لیجیے جس کا عقیقہ ہے۔

جو لوگ وسعت رکھتے ہیں وہ اپنی اولاد کی طرف سے ضرور عقیقہ کریں۔ عقیقہ ایک مستحب صدقہ ہے، لڑکے کی طرف سے دو بکرے یا بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکرا یا بکری اور یہ بھی جائز ہے کہ لڑکے کی طرف سے بھی ایک ہی بکری کی جائے۔ البتہ جو لوگ وسعت نہیں رکھتے ان کے لیے ہر گز مناسب نہیں کہ وہ تنگ دستی کے باوجود عقیقہ کرنا ضروری تصور کریں اور زیر بار ہو کر اس فریضے کو انجام دیں۔

عقیقہ کا گوشت کچا بھی تقسیم کر سکتے ہیں۔ البتہ مستحب یہ ہے کہ پکا کر فقراء مساکین، اور پڑوسیوں کے یہاں بھیجیں اور اپنے رشتہ داروں اور دوستوں کو بھی کھلا سکتے ہیں۔ حضرت حسنؓ کے عقیقے کے موقع پر آپ ﷺ نے ہدایت دی کہ جانور کی ایک ٹانگ دایہ کو بھیج دو اور باقی تم خود کھاؤ اور کھلاؤ۔ (ابوداؤد)

تراویح کی دعا

تراویح، ترویحہ کی جمع ہے۔ تراویح میں ہر چار رکعت کے بعد بیٹھنے اور آرام لینے کو ترویحہ کہتے ہیں اور اسی مناسبت سے رمضان کی اس نفل نماز کو تراویح کہتے ہیں۔ ترویحہ یعنی ہر چار رکعت کے بعد بیٹھنا اور آرام لینا مسنون ہے۔ ترویحہ میں یہ دعا پڑھیے:

سُبْحَانَ ذِی الْمُلْکِ وَالْمَلَکُوْتِ سُبْحَانَ ذِی الْعِزِّ وَ الْعَظَمَۃِ وَالْھَیْبَۃِ وَ الْقُدْرَۃِ وَالْکِبْرِیَائِ وَالْجَبَرُوْتِ۔ سُبْحَانَ الْمَلِکِ الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَنَامُ وَ لَا یَمُوْتُ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَ رَبُّ الْمَلَائِکَۃِ وَالرُّوْحِ اَللّٰھُمَّ اَجِرْنَا مِنَ النَّارِ یَا مُجِیْرُ یَا مُجِیْرُ یَا مُجِیْرُ

"پاک ہے حکومت واقتدار والا پاک ہے، عزت وعظمت، ہیبت وقدرت اور بڑائی اور دبدبے والا۔ پاک ہے وہ زندہ وجاوید بادشاہ جو نہ سوتا ہے اور نہ کبھی اس کے لیے فنا ہے۔ نہایت پاک وبرتر، عیوب سے منزہ ہے ہمارا پروردگار اور فرشتوں کا پروردگار اور حضرت جبریلؑ کا پروردگار۔ الٰہی! ہم کو دوزخ کی آگ سے پناہ دے۔ اے پناہ دینے والے اے، پناہ دینے والے، اے پناہ دینے والے۔

تراویح کی نماز جماعت سے پڑھیے۔ اور اگر ہو سکے تو پورا قرآن نماز میں سننے کی کوشش کیجیے۔ تراویح کسی ایسے حافظ کے پیچھے پڑھیے جو پورے احترام، دل بستگی اور ذوق وشوق کے ساتھ اس طرح قرآن ٹھہر ٹھہر کر اعتدال کے ساتھ پڑھے کہ زیادہ تاخیر کی وجہ سے مقتدی بھی نہ اکتائیں اور قرآن پاک بھی اس طرح صاف صاف پڑھا جائے کہ اس کی تلاوت کا حق ادا ہو۔ قرآن کو بے پناہ روانی کے ساتھ بے سوچے سمجھے اس طرح پڑھنا کہ گویا سر سے ایک بوجھ اتارا جا رہا ہے، درحقیقت قرآن کے ساتھ بڑا ظلم ہے، اللہ کی کتاب کا حق یہ ہے کہ اس کو دل کی آمادگی، طبیعت کی حاضری، اور انہماک کے ساتھ پڑھا جائے اور اس کو سمجھنے اور اس میں غور وفکر کرنے کی عادت ڈالی جائے۔ اسی طرح تراویح کی نماز بھی سکون واعتدال کے ساتھ پڑھنی چاہیے۔ لاپروائی کے ساتھ رواں رواں رکوع وسجود کرنا نماز کے مقصد سے غفلت بھی ہے اور نماز کی لذت سے محرومی بھی۔

قنوت نازلہ

اللہ نہ کرے مسلمان سخت حالات میں گھرے ہوئے ہوں اور دشمن کا خوف اور دہشت غالب ہو تو نمازوں میں قنوت نازلہ پڑھنے کا اہتمام کیجیے۔ بالخصوص فجر کی نماز میں۔ نماز فجر کی دوسری رکعت میں رکوع سے اٹھنے کے بعد کھڑے کھڑے یہ دعا پڑھیے اور پھر سجدے میں جائیے۔

احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہؓ نے سخت حالات میں یہ دعا نمازوں میں پڑھی ہے، اور خاص طور پر فجر کی نماز میں اس کا اہتمام کیا ہے:

اللّٰھُمَّ اھْدِنَا فِیْمَنْ ھَدَیْتَ، وَعَافِنَا فِیْمَنْ عَافَیْتَ، وَتَوَلَّنَا فِیْمَنْ تَوَلَّیْتَ، وَبَارِکْ لَنَا فِیْمَا أَعْطَیْتَ، وَقِنَا شَرَّ مَا قَضَیْتَ، إِنَّکَ تَقْضِیْ وَلَا یُقْضَی عَلَیْکَ، إِنَّہُ لَا یَذِلُّ مَنْ وَالَیْتَ، تَبَارَکْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَیْتَ نَسْتَغْفِرُکَ وَ نَتُوْبُ اِلَیْکَ

اللَّهُمَّ عَذِّبِ كَفَرَةَ أَهْلِ الْكِتَابِ الَّذِينَ يَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِكَ وَيُكَذِّبُونَ رُسُلَكَ، اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ، وَالْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ، اللَّهُمَّ أَصْلِحْ ذَاتَ بَيْنِهِمْ، وَأَلِّفْ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ، وَاجْعَلْ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَالْحِكْمَةَ، وَ ثَبِّتْهُمْ عَلَى مِلَّةِ رَسُوْلِک وَأَوْزِعْهُمْ وَأَنْ يُوفُوا بِعَهْدِكَ الَّذِي عَاهَدْتَهُمْ عَلَيْهِ، وَانْصُرْهُمْ عَلَى عَدُوِّكَ وَعَدُوِّهِمْ إِلَهَ الْحَقِّ وَاجْعَلْنَا مِنْهُمْ

"الٰہی! تو ہمیں ہدایت سے نواز کر ہدایت یافتہ لوگوں میں شامل فرمااور ہمیں عافیت بخش کر عافیت پانے والوں میں شامل فرمااور ہماری سرپرستی فرما کران لوگوں میں شامل فرما جن کی تونے سرپرستی فرمائی اور ہمیں ان چیزوں میں برکت دے جو تونے عنایت فرمائی ہیں اور ہمیں اس کے شر سے بچا جس کا تونے فیصلہ فرمایا ہے کیونکہ تو ہی فیصلہ فرماتا ہے اور تجھ پر کسی کا فیصلہ نافذ نہیں ہوتا۔ وہ ہرگز ذلیل نہیں ہو سکتا جس کی تو سرپرستی فرمائے اور وہ کبھی عزت نہیں پاسکتا جس کو تواپنادشمن قرار دے لے تو بڑی ہی برکت والا ہے اے ہمارے رب اور بہت ہی بلند و برتر۔ ہم تجھ سے مغفرت چاہتے ہیں اور تیرے حضور توبہ کرتے ہیں، اے اللہ! کافروں کو عذاب دے جو تیری راہ سے روکتے ہیں اور تیرے رسولوں کو جھٹلاتے ہیں، اور تیرے اولیاء سے برسرپیکار ہیں، اے اللہ! مومن مردوں اور مومن عورتوں، مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کی مغفرت فرما اور ان کے باہمی تعلقات کی اصلاح فرما، ان کے دلوں میں باہمی الفت پیدا کر اور ان کے قلوب میں ایمان و حکمت پیدا کر اور ان کو اپنے رسول ﷺ کی ملت پر جما دے، اور ان کو توفیق عطا فرما کہ یہ تیرے اس عہد کو پورا کر سکیں جو تونے اس سے لیا ہے اور ان کی مدد فرما اپنے دشمنوں کے مقابلے میں اور ان کے دشمنوں کے مقابلے میں، اے معبود حقیقی ہماری التجائیں سن لے اور ہمیں بھی انہی لوگوں میں شامل فرمادے۔

نماز حاجت

جب بھی آپ کو کوئی چھوٹی یا بڑی ضرورت پیش آئے، اللہ کے حضور کھڑے ہو کر دو رکعت نفل (صلوٰۃ الحاجۃ) پڑھیے اور پھر حمد و ثنا اور درود پڑھ کر یہ دعا پڑھیے۔ اللہ سے توقع ہے کہ وہ آپ کی دعا کو ردّ نہیں فرمائے گا۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے جب کسی کو اللہ سے یا کسی بندے سے کوئی حاجت ہو تو خوب اچھی طرح وضو کرے۔ پھر دو رکعت نماز پڑھ کر اللہ کی حمد و ثنا کرے۔ اور نبی ﷺ پر درود پڑھے اور پھر اللہ سے یوں دعا کرے:

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ، سُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ، الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، أَسْأَلُكَ مُوجِبَاتِ رَحْمَتِكَ، وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ، وَالْغَنِيمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ، وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ إِثْمٍ، لَا تَدَعْ لِي ذَنْبًا إِلَّا غَفَرْتَهُ، وَلَا هَمًّا إِلَّا فَرَّجْتَهُ، وَلَا حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضًا إِلَّا قَضَيْتَهَا يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ (ترمذی)

"اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ بڑا ہی بردبار اور بہت ہی کرم فرمانے والا ہے۔ پاک و برتر ہے خدا عرشِ عظیم کا مالک، شکر و تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے (الٰہی!) میں تجھ سے ان چیزوں کی بھیک مانگتا ہوں جو تیری رحمت کو واجب کرنے والی اور تیری مغفرت کو لازم کرنے والی ہیں۔ ہر بھلائی میں حصہ اور ہر گناہ سے سلامتی چاہتا ہوں، الٰہی! تو میرا کوئی گناہ بخشے بغیر اور کوئی دکھ اور غم دور کیے بغیر نہ چھوڑ اور میری کوئی حاجت جو تیرے نزدیک پسندیدہ ہو پوری کیے بغیر نہ رہنے دے۔ اے رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والے۔"

حفظ قرآن کی دعا

قرآن پاک کو یاد کرنے اور یاد رکھنے کے لیے اس دعا کا اہتمام کیجیے۔ جو نبی ﷺ نے حضرت علیؓ کو سکھائی تھی۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں: "ایک بار ہم لوگ نبی ﷺ کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ علیؓ آئے۔ اور اپنے حافظے کی شکایت کرنے لگے کہ یارسول اللہ ﷺ! قرآن کی آیتیں میرے ذہن میں محفوظ نہیں رہتیں، جو سیکھتا ہوں یاد ہی نہیں رہتیں۔ نبی ﷺ نے علیؓ کی شکایت سن کر فرمایا:

"اے ابوالحسن! میں تمہیں ایسی دعا کیوں نہ سکھادوں، جس کو پڑھ کر تم بھی فائدہ اٹھاؤاور وہ بھی فائدہ اٹھائے جس کو تم یہ دعا سکھاؤاور پھر جو بھی تم سیکھو وہ تمہارے دل میں جم جائے اور تمہیں یاد رہے۔" حضرت علیؓ نے کہا: "یارسول اللہ ﷺ! ایسی دعا تو ضرور سیکھایئے۔" آپ ﷺ نے اس دعا کے بارے میں فرمایا:

"جمعہ کی رات میں یہ دعا پڑھو، تین، یا پانچ یا سات جمعراتوں میں برابر پڑھو۔ اللہ کے حکم سے یہ دعا تیر بہدف ثابت ہو گی، اس ذات کی قسم جس نے مجھے دین حق دے کر بھیجا ہے۔ مومن کی یہ دعا کبھی خالی نہیں جاتی۔"

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ پانچ یا سات جمعراتیں ہی گزری ہوں گی کہ اسی طرح پھر ایک روز حضرت علیؓ نبی ﷺ کی مجلس میں آئے اور کہنے لگے۔ یارسول اللہ ﷺ! پہلے میں چار آیتیں یاد کرتا، لیکن جب دہراتا تو ذہن سے نکل جاتیں، اور اب یہ حال ہے کہ میں چالیس چالیس آیتیں یاد کرتا ہوں، اور جب پڑھتا ہوں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا میرے سامنے اللہ کی کتاب کھلی ہوئی رکھی ہے، اسی طرح پہلے میں ایک حدیث سنتا اور جب دہرانے کی کوشش کرتا تو بھول جاتا اور اب یہ حال ہے کہ میں کتنی ہی حدیثیں سنتا ہوں اور جب دہراتا ہوں تو ایک حرف کی بھی غلطی نہیں ہوتی۔"

محمد (ﷺ) نے یہ سن کر فرمایا: "رب کعبہ کی قسم! ابوالحسن واقعی مومن ہیں۔"

دعا پڑھنے کا تفصیلی طریقہ بتاتے ہوئے آپ ﷺ نے ہدایت فرمائی کہ جمعہ کی رات میں یہ دعا پڑھو۔ میرے بھائی یعقوبؑ کے بیٹوں نے جب ان سے دعائے استغفار کے لیے درخواست کی تو انہوں نے فرمایا۔ میں عنقریب تمہارے لیے استغفار کروں گا۔ یعقوبؑ کا مقصد یہ تھا کہ جمعہ کی رات آنے پر میں تمہارے لیے استغفار کروں گا۔ تو اے علیؓ! تم جمعہ کی رات میں تہجد کے وقت اٹھو۔ اس لیے کہ یہ وقت دعا کی قبولیت کا وقت ہے، طبیعت اس وقت حاضر ہوتی ہے اور اللہ کی طرف پوری یکسوئی ہوتی ہے اور اگر رات کے آخری حصے میں نہ اٹھ سکو تو آدھی رات کو اٹھو، اور اگر آدھی رات کو بھی نہ اٹھ سکو تو پھر ابتدائی رات میں چار رکعت نفل اس طرح پڑھو کہ پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورہ یسین [1] اور دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے ساتھ سورہ الدخان [2] اور تیسری رکعت میں سورہ فاتحہ اور الم سجدہ [3] اور چوتھی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ ملک [4] پڑھو، پھر جب التحیات پڑھ کر سلام پھیر لو، تو اچھے انداز میں اللہ کی حمد و ثنا کرو اور نہایت اچھے طریقے پر نبی ﷺ اور دوسرے تمام نبیوں پر درود و سلام بھیجو اور سارے مومن مردوں اور مومن عورتوں کے لیے استغفار کرو۔ اور اپنے ان بھائیوں کے لیے استغفار کرو جو ایمان لانے میں تم پر سبقت لے گئے ہیں، پھر آخر میں یہ دعا پڑھو:

اللَّهُمَّ ارْحَمْنِي بِتَرْكِ المَعَاصِي أَبَدًا مَا أَبْقَيْتَنِي، وَارْحَمْنِي أَنْ أَتَكَلَّفَ مَا لَا يَعْنِينِي، وَارْزُقْنِي حُسْنَ النَّظَرِ فِيمَا يُرْضِيكَ عَنِّي، اللَّهُمَّ بَدِيعَ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضِ ذَا الجَلَالِ وَالإِكْرَامِ وَالعِزَّةِ الَّتِي لَا تُرَامُ، أَسْأَلُكَ يَا أَللَّهُ يَا رَحْمَنُ بِجَلَالِكَ وَنُورِ وَجْهِكَ أَنْ تُلْزِمَ قَلْبِي حِفْظَ كِتَابِكَ كَمَا عَلَّمْتَنِي، وَارْزُقْنِي أَنْ أَتْلُوَهُ عَلَى النَّحْوِ الَّذِي يُرْضِيكَ عَنِّيَ، اللَّهُمَّ بَدِيعَ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضِ ذَا الجَلَالِ وَالإِكْرَامِ وَالعِزَّةِ الَّتِي لَا تُرَامُ، أَسْأَلُكَ يَا أَللَّهُ يَا رَحْمَنُ بِجَلَالِكَ وَنُورِ وَجْهِكَ أَنْ تُنَوِّرَ بِكِتَابِكَ بَصَرِي، وَأَنْ تُطْلِقَ بِهِ لِسَانِي، وَأَنْ تُفَرِّجَ بِهِ عَنْ قَلْبِي، وَأَنْ تَشْرَحَ بِهِ صَدْرِي، وَأَنْ تَغْسِلَ بِهِ بَدَنِي، فَإِنَّهُ لَا يُعِينُنِي عَلَى الحَقِّ غَيْرُكَ وَلَا يُؤْتِيهِ إِلَّا أَنْتَ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ العَلِيِّ العَظِيمِ، (ترمذی)

---

[1] يٰسٓ وَ الْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ بائیسویں پارے کی آخری سورت ہے۔

[2] حٰمٓ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِىْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ۔ پچیسویں پارے کی سورت ہے۔

[3] الٓمّٓ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ اکیسویں پارے کی سورت ہے۔

[4] تَبٰرَكَ الَّذِىْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ۔ انتیسویں پارے کی پہلی سورت ہے۔

"الٰہی! تو مجھے جب تک بھی زندہ رکھے اپنی رحمت سے ہمیشہ گناہوں سے بچنے کی توفیق دے اور اپنی رحمت سے مجھے بے مقصد اور لغو باتوں سے دور رہنے کی قوت عطا فرما اور مجھے ان کاموں میں اچھی نظر اور بصیرت دے جن سے تیری رضا حاصل ہو، اے اللہ! آسمانوں اور زمین کو بغیر مثال کے بنانے والے، عظمت واحترام والے اور ایسا عظیم اقتدار رکھنے والے جس کے مقابلے میں آنے کا ارادہ بھی نہیں کیا جاسکتا۔ اے اللہ! اے رحم کرنے والے! میں تجھ سے تیری بزرگی اور تیری ذات کے نور کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں، کہ جس طرح تو نے مجھے اپنی کتاب سکھائی اسی طرح مجھے اس کے حافظے کی بھی قوت دے، اور مجھے اس کتاب کو پڑھنے کی اس طرح توفیق دے جس سے تیری رضا حاصل ہو۔ اے آسمانوں اور زمین کے موجد! عظمت واحترام والے، اور ایسا اقتدار رکھنے والے جس کے مقابلے کا ارادہ بھی نہیں کیا جا سکتا، اے اللہ! بے پایاں رحم کرنے والے! میں تیری ذات کے نور کا واسطہ دے کر تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو اپنی کتاب کی برکت سے میری آنکھوں کو روشن کر دے اور میری زبان پر اس کے الفاظ جاری کر دے اور میرے دل سے غم اور گھٹن دور کر دے، اور اس کی برکت سے اس کے لیے میرے سینے کو کھول دے، اور اس کی برکت سے میرے جسم کو دھو کر پاک صاف کر دے، تیرے سوا کوئی نہیں۔ جو حق کے معاملے میں میری نصرت وحمایت کر سکے، حق سے نوازنے والا بس تو ہی ہے، گناہوں سے باز رہنے کی قوت اور نیکی پر جمنے کی طاقت اللہ ہی سے مل سکتی ہے، جو بڑا ہی بلند اور بہت ہی عظمت والا ہے۔"

فہم قرآن کی دعا

قرآن حکیم کی تلاوت اور اس کے مطالب پر غور وفکر مومن کی محبوب عبادت ہے۔ قرآن سے شغف اللہ سے تعلق کی دلیل بھی ہے اور خدا سے تعلق کا ذریعہ بھی۔ قرآن میں تدبر اور تفکر سے مومن کو روحانی سرور بھی حاصل ہوتا ہے اور اسی کے ذریعے اس پر حکمت کے دروازے بھی کھلتے ہیں۔

قرآن حکیم بلاشبہ نہایت آسان کتاب ہے جہاں تک اس سے ہدایت حاصل کرنے اور اس کے احکام کی پیروی کرنے کا تعلق ہے۔ اس کی تعلیمات نہایت سادہ، واضح اور ہر گنجلک سے پاک ہیں، البتہ اس کے اسرار ورموز اس کی حکمتوں کو پانے کے لیے ضروری ہے کہ آپ فہم قرآن کے تمام آداب وشرائط کے ساتھ اس کا مطالعہ کریں، سچی طلب کے ساتھ اس پر سوچیں اور کسی وقت بھی اس سے غفلت اور بے نیازی نہ برتیں، برابر مطالعہ کرتے رہیں اور زندگی بھر کرتے رہیں۔

یہ بالکل فطری بات ہے کہ مطالعہ کے دوران بعض ایسے مشکل مقامات بھی آئیں گے جہاں گہرے غور وفکر کے باوجود بھی کسی مطلب پر آپ کا ذہن مطمئن نہ ہوگا اور آپ سخت الجھن محسوس کریں گے لیکن اگر آپ واقعی قرآن کے طالب علم ہیں تو آپ ہرگز مایوس اور شکستہ خاطر نہ ہوں۔ نہ قرآن پر معترض ہونے کا بے جا خیال دل میں لائیں اور نہ اکتا کر قرآن میں غور وتدبر ترک کریں، بلکہ پوری یکسوئی کے ساتھ اللہ کی طرف متوجہ ہوں، اور کامل سپردگی کے ساتھ اللہ سے اس مشکل کے حل میں مدد کے طالب ہوں، قرآن کی آیات میں اپنی خواہش اور اپنی رائے سے تاویل کرنے یا اپنا من پسند مطلب نکالنے کی بے ہودہ جسارت ہرگز نہ کریں، بلکہ ایک طالب حق کی طرح اس مفہوم پر جمے رہیں جو قرآن پاک کے الفاظ سے سمجھ میں آرہا ہو، اور پھر انتہائی عاجزی اور بے چارگی کے ساتھ اللہ سے دعا کریں کہ الٰہی! میری اس الجھن کو دور فرما، مجھ پر صحیح مفہوم کا فیضان فرما اور میرے دل کو اس تاویل اور مفہوم پر اطمینان عطا کر جو واقعی صحیح ہے، اس مقصد کے لیے شب کے نوافل میں ذرا بلند آواز سے ٹھہر ٹھہر کر تلاوت بھی کیجیے اور نیچے لکھی ہوئی دعا بھی پڑھتے رہیے۔ اللہ سے توقع ہے کہ یہ دعا نافع ثابت ہوگی۔

نبی ﷺ کا ارشاد ہے کہ "جو بندہ بھی اپنے کسی فکر وغم میں یہ دعا پڑھے گا۔ اللہ اس کے فکر وغم کو دور فرما کر خوشی ومسرت سے نوازے گا۔

اللّٰهُمَّ إِنِّي عَبْدُكَ بْنُ عَبْدِكَ بْنُ أَمَتِكَ ، نَاصِيَتِي بِيَدِكَ ، مَاضٍ فِيَّ حُكْمُكَ ، عَدْلٌ فِيَّ قَضَاؤُكَ ، أَسْأَلُكَ بِكُلِّ اسْمٍ هُوَ لَكَ ، سَمَّيْتَ بِهِ نَفْسَكَ ، أَوْ أَنْزَلْتَهُ فِي كِتَابِكَ ، أَوْ عَلَّمْتَهُ أَحَدًا مِنْ خَلْقِكَ ، أَوِ اسْتَأْثَرْتَ بِهِ فِي عِلْمِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ ، أَنْ تَجْعَلَ الْقُرْآنَ رَبِيعَ قَلْبِي ، وَنُورَ صَدْرِي ، وَجِلَاءَ حُزْنِي ، وَذَهَابَ هَمِّي وَ غَمِّيْ (مسند احمد، ابن حبان)

"الٰہی! میں تیرا بندہ ہوں، تیرے بندے کا بیٹا ہوں، تیری بندی کا بیٹا ہوں، میری پیشانی تیری مٹھی میں ہے، مجھ پر تیرا ہی حکم نافذ ہے۔ میرے حق میں تیرا فیصلہ عین انصاف ہے، میں تجھ سے تیرے ہی اس نام کے واسطے سے جو تیرے لیے سزاوار ہے، جو تو نے اپنے لیے رکھا ہے، یا تو نے اپنی کتاب میں اتارا ہے، یا اپنی مخلوق میں سے کسی کو بتایا ہے، یا تو نے اپنے پاس اپنے خزانۂ غیب میں اسے پوشیدہ ہی رہنے دیا ہے، یہ درخواست کرتا ہوں کہ قرآن کو میرے دل کی بہار، میرے سینے کا نور، میرے غم کا مداوا اور میری فکر و پریشانی کا علاج بنادے۔"

حدیث کے راوی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ سے پوچھا گیا: "ہم اس دعا کو سیکھ لیں؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جو شخص بھی اس دعا کو سنے وہ ضرور اس کو سیکھے اور ضرور یاد کرے۔"

جمعہ کا خطبہ

اسلامی جذبات کو ابھارنے، ایمان کو تازہ رکھنے اور تذکیر و یاد دہانی کے فریضے کو تسلسل اور ترتیب کے ساتھ انجام دینے کے لیے جمعہ کا خطبہ انتہائی موثر اور منظم ذریعہ ہے۔ فطری انداز میں ہر ہفتے مسلمانوں کو ان کے فرائض یاد دلانے، دین کے تقاضے سمجھانے اور اسلام کے لیے کچھ کرنے کی تڑپ کو پیدا کرنے کے لیے ایک ایسا دینی انتظام ہے جس کی کوئی نظیر پیش نہیں کی جاسکتی لیکن اس سے خاطر خواہ فائدہ آپ اسی وقت اٹھا سکتے ہیں جب آپ سامعین کو ان کی اپنی زبان میں بھی خطاب کریں۔

جہاں تک خطبہ ثانیہ کا تعلق ہے تو وہ عربی زبان میں ہونا چاہیے۔ البتہ پہلا خطبہ آپ اس زبان میں بھی دیں جس سے سامعین واقف ہوں، اچھا تو یہ ہے کہ آپ حالات حاضرہ کو سامنے رکھتے ہوئے دین کے تقاضوں پر مختصر اور جامع تقریر بطورِ خود تیار کریں، اور ہر ہفتے تسلسل اور ترتیب کے ساتھ ذہن کو بنانے اور عمل پر ابھارنے کی کوشش کریں لیکن کسی وجہ سے اگر آپ ایسا نہ کر سکیں تو کم از کم اتنا ضرور کیجیے کہ کوئی بھی عربی خطبہ پڑھ کر اس کا معنی خیز ترجمہ اس زبان میں بھی پیش کریں جس کو سامعین سمجھتے ہوں۔ عربی خطبے کے انتخاب میں بھی زیادہ مناسب یہ ہے کہ آپ خود نبی ﷺ یا خلفائے راشدین کا کوئی خطبہ منتخب کریں۔ ذیل میں ہم نبی ﷺ کے مستند خطبے نقل کرتے ہیں۔ ایک تو وہ تاریخی خطبہ ہے جو ہجرت کے بعد آپ ﷺ نے مدینے میں پہلے جمعہ کو دیا تھا اور دوسرا وہ جس میں آپ ﷺ نے مسلمانوں بڑے بلیغ انداز میں ابھارا ہے کہ وہ قرآن سے گہری وابستگی پیدا کریں اور برابر اس میں غور و فکر کرتے رہیں۔ اس لیے کہ اس سے تعلق جوڑے بغیر دین سے تعلق قائم رکھنا ممکن نہیں۔

مدینہ میں پہلا خطبہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اَحْمَدُهٗ وَ اَسْتَعِيْنُهٗ وَ اَسْتَغْفِرُهٗ وَ اَسْتَهْدِيْهِ وَ اُؤْمِنُ بِهٖ وَ لَا اَكْفُرُهٗ وَ اُعَادِیْ مَنْ يَّكْفُرُهٗ وَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ اَرْسَلَهٗ بِالْهُدٰى وَالنُّوْرِ وَالْمَوْعِظَةِ عَلٰى فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ وَ قِلَّةٍ مِّنَ الْعِلْمِ وَ ضَلَالَةٍ مِّنَ النَّاسِ وَ انْقِطَاعٍ مِّنَ الزَّمَانِ وَ دُنُوٍّ مِّنَ السَّاعَةِ وَ قُرْبٍ مِّنَ الْاَجَلِ وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ رَشَدَ وَ مَنْ يَّعْصِهِمَا فَقَدْ غَوٰى وَ فَرَّطَ وَ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيْدًا اُوْصِيْكُمْ بِتَقْوَى اللّٰهِ فَاِنَّهٗ خَيْرُ مَا اَوْصٰى بِهِ الْمُسْلِمُ الْمُسْلِمَ اَنْ يَّحُضَّهٗ عَلَى الْاٰخِرَةِ وَ اَنْ يَّاْمُرَهٗ بِتَقْوَى اللّٰهِ فَاحْذَرُوْا مَا حَذَّرَكُمُ اللّٰهُ مِنْ نَّفْسِهٖ وَ لَا اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ نَصِيْحَةً وَ لَا اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ ذِكْرًا وَ اِنَّ تَقْوَى اللّٰهِ لِمَنْ عَمِلَ بِهٖ عَلٰى وَجَلٍ وَّ مَخَافَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ عَوْنُ صِدْقٍ عَلٰى مَا تَبْتَغُوْنَ مِنْ اَمْرِ الْاٰخِرَةِ وَ مَنْ يُّصْلِحِ الَّذِیْ بَيْنَهٗ وَ بَيْنَ اللّٰهِ مِنْ اَمْرِهٖ فِی السِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ لَا يَنْوِیْ بِذٰلِكَ اِلَّا وَجْهَ اللّٰهِ يَكُنْ لَّهٗ ذِكْرًا فِیْ عَاجِلِ اَمْرِهٖ وَ ذُخْرًا فِيْمَا بَعْدَ الْمَوْتِ حِيْنَ يَفْتَقِرُ الْمَرْءُ اِلٰى مَا قَدَّمَ وَ مَا كَانَ مِنْ سِوٰى ذٰلِكَ يَوَدُّ لَوْ اَنَّ بَيْنَهَا وَ بَيْنَهٗ اَمَدًا بَعِيْدًا وَ يُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ وَالَّذِیْ صَدَقَ قَوْلُهٗ وَ اَنْجَزَ وَعْدَهٗ لَا خُلْفَ لِذٰلِكَ فَاِنَّهٗ يَقُوْلُ عَزَّوَجَلَّ مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَیَّ وَ مَا اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ فَاتَّقُوا اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَیَّ وَ مَا اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ

فَاتَّقُوا اللّٰهَ فِيْ عَاجِلِ اَمْرِكُمْ وَاٰجِلِہٖ فِی السِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ فَاِنَّہٗ مَن يَّتَّقِ اللّٰهَ يُكَفِّرْ عَنْہُ سَيِّاٰتِہٖ وَ يُعَظِّمْ لَہٗ اَجْرًا وَ مَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا وَ اِنَّ تَقْوَى اللّٰهِ يُوَقِّيْ عَقُوْبَتَہٗ وَ يُوَقِّيْ سُخْطَہٗ وَ اِنّ تَقْوَى اللّٰهِ يُبَيِّضُ الْوُجُوْہَ وَ يُرْضِی الرَّبَّ وَ يَرْفَعُ الدَّرَجَۃُ
خُذُوْا بِحَظِّكُمْ وَ لَا تَفَرِّطُوْا فِيْ جَنْبِ اللّٰهِ وَ قَدْ عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ كِتَابَہٗ وَ نَهَجَ لَكُمْ سَبِيْلَہٗ لِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا اَوْ يَعْلَمُ الْكَاذِبِيْنَ فَاحْسِنُوْا كَمَا اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكُمْ وَ عَادُوْا اَعْدَائَہٗ وَ جَاهِدُوْا فِی اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِہٖ هُوَ اجْتَبٰكُمْ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ لِيَهْلِکَ مَنْ هَلَکَ عَنْ بَيِّنَۃٍ وَ يَحْيٰ مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَۃٍ وَ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰهِ
فَاَكْثِرُوْاذِكْرَ اللّٰهِ وَاعْمَلُوْا لِمَا بَعْدَ الْيَوْمِ فَاِنَّہٗ مَنْ يُّصْلِحُ مَا بَيْنَہٗ وَ بَيْنَ اللّٰهِ يُكْفِهِ اللّٰهُ مَا بَيْنَہٗ وَ بَيْنَ النَّاسِ
ذٰلِکَ بِاَنَّ اللّٰهَ يَقْضِيْ عَلَى النَّاسِ وَ لَا يَقْضُوْنَ عَلَيْہِ وَ يَمْلِکُ مِنَ النَّاسِ وَ لَا يَمْلِكُوْنَ مِنْہُ اللّٰهُ اَكْبَرُ وَ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ (طبری 255/12)

"شکر و تعریف اللہ کے لیے، میں اس کا شکرادا کرتا ہوں، اس سے مدد چاہتا ہوں، اس سے مغفرت کا طالب ہوں اور اس سے ہدایت کا خواستگار ہوں اور اس پر ایمان لاتا ہوں، اور اس کے ساتھ کفر نہیں کرتا اور اس کو اپنا دشمن سمجھتا ہوں جو اس سے کفر کرتا ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ﷺ ہیں، جن کو اللہ نے ہدایت، نور اور نصیحت دے کر ایسے دور میں رسول بنایا جب کہ مدت دراز سے رسولوں کے آنے کا سلسلہ بند تھا۔ حقیقی علم کی روشنی ماند پڑ چکی تھی۔ گمراہی کا دور دورہ تھا۔ نظام ہستی درہم برہم ہو رہا تھا۔ قیامت سروں پر آگئی تھی اور ہر شخص کی اجل اس کے سر پر منڈلا رہی تھی۔

پس جس نے (رسول ﷺ کو مان کر) اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کی وہ ہدایت یاب ہوا۔ اور جس نے (رسالت کا انکار کر کے) اللہ اور رسول ﷺ کی نافرمانی کی وہ گمراہ ہوا اور کوتاہ اندیشی میں گر گیا اور راہ حق سے بھٹک کر گمراہی میں دور جا پڑا۔

میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرتے رہو، ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو جو بہتر سے بہتر نصیحت کر سکتا ہے وہ یہی ہے کہ وہ اسے ذخیرۂ آخرت فراہم کرنے پر ابھارے اور اللہ سے ڈرتے رہنے کی تلقین کرے پس اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس نے اپنی ذات سے ڈرتے رہنے کا حکم دیا ہے، اس سے بہتر نہ کوئی اور وصیت ہے اور نہ اس سے بہتر کوئی یاد دہانی ہو سکتی ہے۔

اور حقیقت یہ ہے کہ اللہ کا تقویٰ بندے کے لیے جو اللہ سے ڈرتے لرزتے زندگی گزارے، آخرت کے حسن انجام کا حقیقی معاون ہے، جس کے تم خواہش مند ہو اور جو شخص خلوص نیت کے ساتھ محض رضاء الٰہی کی خاطر اللہ سے اپنے معاملے کو کھلے چھپے ہر حال میں درست کرے تو اس کا فوری صلہ دنیا میں یہ ہے کہ وہ نیک نام ہو گا اور موت کے بعد کی گھڑی میں وہ مالا مال ہو گا جب کہ ہر شخص اپنے اعمال کا انتہائی محتاج ہو گا جو اس نے اس وقت کے لیے کیے ہوں گے اور ان کے سوا جو برے اعمال ہوں گے ان کے بارے میں وہ تمنا کرے گا کہ کاش یہ اعمال مجھ سے انتہائی دور ہوتے اور خدا تم کو اپنی ذات سے ڈراتا ہے، اور اللہ اپنے بندوں پر انتہائی مہربان ہے۔

قسم ہے اس ذات کی جس کا قول سچا ہے اور وعدہ وفا ہو کر رہتا ہے کہ یہ بات ہو کر رہے گی کیونکہ خود وہ بزرگ و برتر ارشاد فرماتا ہے: "میرے حضور بات بدلی نہیں جاتی اور میں اپنے بندوں پر ذرا بھی ظلم کرنے والا نہیں ہوں، پس اللہ سے ڈرتے رہو، دنیا اور آخرت کے سارے کھلے اور چھپے معاملات میں۔ حقیقت یہ ہے کہ جو اللہ کے غضب سے ڈرتا ہے، اللہ اس کے گناہوں کو اس سے جھاڑ دیتا ہے، اور اس کے اجر کو زیادہ سے زیادہ بڑھاتا ہے اور جو اس سے ڈرتا رہا اس نے بہت بڑی کامیابی حاصل کی اور اچھی طرح جان لو کہ اللہ کا خوف بندہ کو اس کی خفگی سے دور رکھتا ہے، اس کے عذاب سے محفوظ رکھتا ہے اور اس کی ناراضگی سے بچاتا ہے اور اس حقیقت کو بھی اچھی طرح سمجھ لو کہ اللہ کا تقویٰ چہروں کو روشن اور بارونق بناتا ہے، مالک کو اپنے بندے سے خوش رکھتا ہے اور بندے کے مرتبے کو بلند کرتا ہے۔

دیکھو! اپنے اپنے نصیب کی نیکیاں سمیٹ لو اور اللہ کی جناب میں ہرگز کوتاہی نہ کرو۔ جب کہ اس نے تمہیں اپنی کتاب کا علم دے کر اپنا سیدھا راستہ تم پر واضح فرما دیا ہے تاکہ وہ جان لے ان لوگوں کو جو اپنے ایمان کے دعوے میں سچے ہیں اور ان کو جو جھوٹے ہیں پس تم بھی ان لوگوں کے ساتھ

حسن سلوک کرو، جیسا کہ اس نے تمہارے ساتھ حسن سلوک کیا ہے اور اس کے دشمنوں کو اپنا دشمن سمجھو اور اس کی راہ میں ایسا جہاد کرو کہ جہاد کا حق ادا ہو جائے اس نے تمہیں اپنے دین کے لیے منتخب کیا ہے اور تمہارا نام "مسلم" رکھا ہے تا کہ جسے ہلاک ہونا ہے وہ روشن دلیل کے ساتھ ہلاک ہو اور جسے زندہ رہنا ہے وہ روشن دلیل کے ساتھ زندہ رہے اور طاقت کا سرچشمہ صرف اللہ کی ذات ہے۔

پس اللہ کا ذکر کثرت کے ساتھ کرتے رہو اور آج کے بعد آنے والے کل کے لیے عمل کرتے رہو کیونکہ جو بندہ اپنے اور اپنے اللہ کے مابین معاملہ کو سنوار لیتا ہے، اللہ اس کے لیے ان سارے معاملات میں کافی ہو جاتا ہے جو اس کے اور بندوں کے درمیان ہوتے ہیں اس لیے کہ اللہ ہی بندوں کے فیصلے فرماتا ہے بندے اس کا فیصلہ نہیں کرتے۔ وہ انسانوں کی ہر چیز کا مالک ہے اور انسان کے قبضے میں اس کی کوئی چیز نہیں وہ سب سے بڑا ہے اور قوت وطاقت صرف اسی کے پاس ہے۔"

قرآن پاک سے شغف کی تلقین:

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰہِ اَحْمَدُہٗ وَ اَسْتَعِیْنُہٗ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَ مَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَ اَشْھَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ

اِنَّ اَحْسَنَ الْحَدِیْثِ کِتٰبُ اللّٰہِ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَیَّنَہُ اللّٰہُ فِیْ قَلْبِہٖ وَ اَدْخَلَہٗ فِی الْاِسْلَامِ بَعْدَ الْکُفْرِ وَ اخْتَارَہٗ عَلٰی مَا سِوَاہُ مِنْ اَحَادِیْثِ النَّاسِ اِنَّہٗ اَصْدَقُ الْحَدِیْثِ وَ اَبْلَغُہٗ اَحِبُّوْا مَنْ اَحَبَّ اللّٰہَ وَ اَحِبُّوْا اللّٰہَ مِنْ کُلِّ قُلُوْبِکُمْ وَ لَا تُمِلُّوْا کَلَامَ اللّٰہِ وَ ذِکْرَہٗ وَ لَا تَقْسُوْا عَلَیْہِ قُلُوْبُکُمْ اُعْبُدُوا اللّٰہَ وَ لَا تُشْرِکُوْا بِہٖ شَیْئًا اِتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقٰتِہٖ وَ صَدِّقُوْا صَالِحَ مَا تَعْمَلُوْنَ بِاَفْوَاھِکُمْ وَ تَحَابُّوْا بِرُوْحِ اللّٰہِ بَیْنَکُمْ وَالسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ (اعجاز القرآن)

"بلاشبہ شکر و تعریف اللہ ہی کے لیے ہے، میں اس کی حمد و تعریف کرتا ہوں، اس سے مدد چاہتا ہوں اور ہم اس کے دامن عفو میں پناہ چاہتے ہیں، نفس کی شرارتوں سے اور بداعمالیوں کی پاداش سے جس کو خدا ہدایت دے۔ (اور وہ اسی کو ہدایت دیتا ہے جو واقعی ہدایت کا طالب ہو) تو اس کو کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جس کو خدا راہ راست سے بھٹکا دے، (اور وہ اسی کو بھٹکاتا ہے جو راہ راست کا طالب نہیں ہوتا) تو اس کو کوئی ہدایت نہیں دے سکتا۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ یکتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ سب سے بہتر کلام اللہ کی کتاب ہے، وہ شخص کامیاب ہو گیا جس کے دل میں کتاب اللہ کی رونق ہے اور جس کو کفر کے بعد اللہ نے اسلام سے مشرف فرمایا اور جس نے سارے انسانی کاموں کو چھوڑ کر اللہ کی کتاب کو اپنے لیے منتخب فرمایا۔ بے شک اللہ کا کلام سراسر سچائی ہے۔ انتہائی پر اثر ہے جو اس سے شغف رکھے تم بھی اس سے محبت رکھو اور اپنے قلوب کی ساری توجہ کے ساتھ اللہ سے حقیقی محبت پیدا کرو اور اس کے کلام کی تلاوت اور اس کی یاد سے کبھی نہ اکتاؤ اور نہ کبھی تمہارے قلوب کلام اللہ کی طرف سے بے نیاز اور سخت ہوں۔ پس اللہ ہی کی بندگی کرو، کسی کو اس کے ساتھ ذرا بھی شریک نہ بناؤ اور اس سے ڈرتے رہو، جیسا کہ ڈرنے کا حق ہے اور اپنے نیک اعمال کی تصدیق زبان سے بھی کرتے رہو، (یعنی زبان سے وہی کہو جو تمہارے شایان شان ہو) اور اللہ کی رحمت اور دین کی بنیاد پر آپس میں محبت رکھو۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ۔"

خطبہ ثانیہ:

الحمدللہ حمداً کثیراً والصلوۃ والسلام علی رسولہ ارسلہ شاھداًو نذیراً وداعیا الی اللہ باذنہ و سراجا منیرا و علی آلہ و اصحابہ و سلم تسلیماً کثیراً کثیراً

اما بعد :فیایھا الناس اوصیکم بتقویٰ اللہ فان تقوی اللہ ملاک الحسنات و علیکم بالطاعۃ فانہ من یطع اللہ و رسولہ فقد فاز فوزاًعظیما و قال اللہ تعالیٰ فی کتابہ المجید " اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا"اللھم صل علی سیدنا و مولانا محمد و علی آلہ و اصحابہ الذین اتبعوہ فی ساعۃ العسرۃ۔اللھم امطر شابیب رضوانک علی السابقین الاولین

من المهاجرین و الانصار خصوصا علی افضل البشر بعد الانبیآء بالتحقیق امیر المومنین سیدنا ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ و علی امیر المومنین سیدنا عمر الفاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ و علی امیر المومنین سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ و علی امیر المومنین سیدنا علی بن ابی طالب کرم اللہ تعالی عنھما علی وَلَدَیْہِ السَّعِیْدَیْنِ سَیِّدَ شَبَابَ اَھْلِ الْجَنَّۃِ الْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا وَ عَلٰی أمھا سیدۃ نساء اھل الجنۃ فاطمۃ الذھراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا و علی سآئر الصحابۃ و التابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین۔

اللھم انصر من نصر دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم و اجعلنا منھم، و اخذل من خذل دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم و لاتجعلنا منھم۔ عباد اللہ!رحمکم اللہ۔ ان اللہ یامر بالعدل و الاحسان و ایتاء ذی القربیٰ و ینھی عن الفحشآء و المنکر والبغی یعظکم لعلکم تذکرون()اذکروا اللہ یذکر کم و ادعوہ یستجب لکم و لذکر اللہ تعالیٰ اعلی و اولی و اعز واجل واکبر۔

نکاح کا خطبہ

نکاح کی شرعی حیثیت سمجھانے، اس کے تقاضوں کو ذہن نشین کرانے اور نکاح کے تعلق سے عائد ہونے والی عظیم ذمہ داریوں کو یاد دلانے کے لیے محفل نکاح میں خطبہ پڑھنا مسنون ہے۔ اس موقع پر خطبے سے پورا پورا فائدہ اٹھانے کے لیے زیادہ مناسب یہ ہے کہ نکاح پڑھانے والے خطبۂ نکاح کا ترجمہ اور مختصر تشریح بھی اپنی زبان میں پیش کر دیا کریں، تاکہ سامعین اچھی طرح سمجھ سکیں، اسی مقصد کے پیش نظر ذیل میں خطبۂ نکاح کے ساتھ اس کا ترجمہ بھی دیا جاتا ہے:

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰہِ نَسْتَعِیْنُہٗ وَ نَسْتَغْفِرُہٗ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَ مَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ

یٰاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّخَلَقَ مِنْھَا زَوْجَھَا وَبَثَّ مِنْھُمَا رِجَالًا کَثِیْرًا وَّنِسَآءً وَاتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِہٖ وَالْاَرْحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلَیْکُمْ رَقِیْبًا یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا ۙ یُّصْلِحْ لَکُمْ اَعْمَالَکُمْ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ ؕ وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا۔

وَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَ اللّٰہِ اِنِّیْ لَاَخْشَاکُمْ لِلّٰہِ وَاَتْقٰکُمْ لَہٗ وَ لٰکِنِّیْ اَصُوْمُ وَ اُفْطِرُوْا وَ اُصَلِّیْ وَلَا اَرْقُدُ وَ اَتَزَوَّجُ النِّسَآءَ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ (بخاری)

"شکر و تعریف اللہ ہی کے لیے ہے، ہم اسی سے مدد چاہتے ہیں اور اسی سے اپنے گناہوں کی معافی چاہتے ہیں اور ہم اپنے نفس کی شرارتوں اور برائیوں کے مقابلے میں اپنے آپ کو اللہ کی پناہ میں دیتے ہیں (حقیقت یہ ہے کہ) جس کو خدا سیدھی راہ چلائے (اور وہ اسی کو سیدھی راہ پر چلاتا ہے جو چلنے کا واقعی ارادہ رکھتا ہو) تو اس کو کوئی بھٹکا نہیں سکتا اور جس کو خدا گمراہ کرتا ہے (اور وہ اسی کو گمراہ کرتا ہے جو گمراہ ہونا چاہتا ہے) تو اس کو کوئی سیدھی راہ پر لا نہیں سکتا اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

اے ایمان والو! ٹھیک ٹھیک اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور مرتے دم تک اللہ کی وفاداری اور اطاعت شعاری پر قائم رہو۔

اے لوگو! اپنے رب کے غضب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی جان سے اس کا جوڑا پیدا فرمایا اور پھر ان دونوں کے ذریعے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلائیں اس پالنے والے اللہ کی ناراضگی سے بچتے رہنا، جس کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے اپنے حقوق مانگتے ہو اور رشتہ داروں کے حقوق کا پاس و لحاظ رکھو یقین جانو خدا تمہاری نگرانی کر رہا ہے۔

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور جچی تلی مضبوط بات زبان سے نکالو! اللہ تمہارے اعمال کی اصلاح فرمائے گا اور گناہوں پر معافی کا پردہ ڈال دے گا اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت اور فرمانبرداری کریں گے وہ عظیم کامیابی سے سرفراز ہوں گے۔

اور نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اللہ کی قسم! میں تم سب میں اللہ سے زیادہ ڈرنے والا، تم سب میں زیادہ اس کی ناراضگی سے بچنے والا ہوں، لیکن میرا حال یہ ہے کہ میں کبھی نفل روزے رکھتا ہوں، کبھی بغیر روزے کے رہتا ہوں، راتوں کو نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں پس جو میری اس سنت سے منہ پھیرے اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔"

استخارہ

زندگی کے اہم معاملات مثلاً سفر، نکاح، ملازمت، اور تجارتی امور وغیرہ میں استخارہ کرلیا کیجیے۔ استخارہ کے معنی ہیں خیر اور بھلائی طلب کرنا جن اہم اور جائز کاموں میں آپ پر خیر کا پہلو واضح نہ ہو ان میں استخارہ کا ضرور اہتمام کیجیے اور پھر جس طرف قلب کا میلان محسوس ہو اس کو قضائے الٰہی سمجھ کر اختیار کرلیجیے۔ استخارہ کا طریقہ یہ ہے کہ جب بھی کوئی غیر معمولی کام درپیش ہو تو مکروہ اور حرام اوقات کے علاوہ جب بھی چاہیں دو رکعت نفل ادا کیجیے اور پھر استخارہ کی دعا پڑھیے۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

"اللہ سے استخارہ کرنا اولادِ آدمؑ کی سعادت ہے اور قضائے الٰہی پر راضی ہو جانا بھی اولادِ آدمؑ کی سعادت ہے اور اولادِ آدمؑ کی بدبختی یہ ہے کہ وہ اللہ سے استخارہ نہ کرے اور اللہ کی قضا پر ناخوش ہو۔ (مسند احمد)

اور نبی ﷺ نے یہ بھی فرمایا:

"استخارہ کرنے والا کبھی نامراد نہیں ہوتا اور مشورہ کرنے والا کبھی نادم نہیں ہوتا اور کفایت سے کام لینے والا کبھی کسی کا محتاج نہیں ہوتا۔ (طبرانی)

حضرت جابرؓ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ جس طرح ہمیں قرآن پڑھایا کرتے تھے اسی طرح ہر کام میں استخارہ کرنے کی بھی تعلیم دیتے تھے، فرماتے:

"جب تم میں سے کوئی کسی اہم معاملے میں فکرمند ہو تو دو رکعت نفل پڑھے اور پھر یہ دعا پڑھے۔ (بخاری)

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ وَاسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ وَاَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّکَ تَقْدِرُ وَ لَا اَقْدِرُ وَ تَعْلَمُ وَ لَا اَعْلَمُ وَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ[1] خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَ مَعَاشِیْ وَ عَاقِبَۃِ اَمْرِیْ فَاقْدِرْہُ لِیْ وَ یَسِّرْہُ لِیْ ثُمَّ بَارِکْ لِیْ فِیْہِ وَ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَ مَعَاشِیْ وَ عَاقِبَۃِ اَمْرِیْ فَاصْرِفْہُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْہُ وَاقْدُرْلِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ کَانَ ثُمَّ ارْضِنِیْ بِہٖ

" الٰہی! میں تجھ سے تیرے علم کے واسطے سے خیر کا طلب گار ہوں اور تیری قدرت کے ذریعے تجھ سے تیرے عظیم فضل کا سوال کرتا ہوں، اس لیے کہ تو قدرت والا ہے اور مجھے ذرا قدرت نہیں تو علم والا ہے اور مجھے علم نہیں اور تو غیب کی ساری باتوں کو خوب جانتا ہے۔

الٰہی! اگر تیرے علم میں یہ کام میرے لیے بہتر ہے میرے دین و دنیا کے لحاظ سے اور انجام کے لحاظ سے تو میرے لیے اسے مقدر فرما اور میرے لیے اس کو آسان کر اور میرے لیے اس کو مبارک بنادے اور اگر تیرے علم میں یہ کام میرے لیے برا ہے، میرے دین اور دنیا کے لحاظ سے اور انجام کے لحاظ سے تو اس کام کو مجھ سے دور رکھ اور مجھے اس سے بچائے رکھ اور میرے لیے خیر اور بھلائی مقدر فرما جہاں کہیں بھی ہو اور پھر مجھے اس پر راضی و یکسو بھی فرمادے۔

[1] یہاں ھذا الامر کے بجائے اپنی حاجت کا نام لے کر اسے بیان کرے یا ھذا الامر کہتے وقت اپنی درپیش حاجت کا تصور کرے۔

اسمائے حسنیٰ

تزکیہ نفس اور طمانیت قلب کا مستند اور محفوظ ذریعہ یہ ہے کہ آپ ذکر الٰہی سے اپنی زبان تر رکھیں، اس کی صفات کا ورد کریں اور ایمان و شعور کے ساتھ ان صفات کو دل و دماغ پر طاری رکھنے کی عادت ڈالیں، قرآن کا ارشاد ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِیْرًا ۙ وَّ سَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ اَصِیْلًا (احزاب:43)

"ایمان والو! اللہ کا ذکر کثرت سے کرتے رہو اور صبح و شام اس کی تسبیح میں لگے رہو۔"

اور سورۂ اعراف میں ہے: وَ لِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی فَادْعُوْهُ بِهَا

"اور اللہ کے اچھے اچھے نام ہیں پس ان اچھے ناموں سے اس کو پکارتے رہو۔"

ان ناموں کی تفصیل اور اس کے وسیع تقاضے قرآن میں بھی وضاحت کے ساتھ بیان کیے گئے ہیں اور نبی ﷺ نے بھی ان صفات کی تعداد، تفصیل اور ان کو محفوظ کرنے کا عظیم صلہ بتاتے ہوئے ان کے ورد کی ترغیب دی ہے، آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

"اللہ کے ننانوے......... ایک کم........... پورے سو نام ہیں جو شخص ان کو محفوظ کرلے گا جنت میں داخل ہوگا۔" (بخاری)

صفات الٰہی کو محفوظ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ آپ ان کو سمجھیں، ان کو جذب کریں، ان کے تقاضوں پر عمل کریں اور ان کے مطابق اپنی زندگی کو ڈھالنے کی کوشش کریں......... اس کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ آپ ذوق و شوق کے ساتھ تلاوت کیجیے، قرآن پاک کو پڑھنے کی عادت ڈالیے اور پابندی کے ساتھ اس میں غور و تدبر کو اپنے اوپر لازم کرلیجیے پھر ان مستند احادیث کا مطالعہ بھی توجہ اور انہماک کے ساتھ کیجیے جن میں ان صفات الٰہی کا مفہوم اور تقاضے ذہن نشین کرائے گئے ہیں۔ نیز ان مسنون اذکار اور دعاؤں کو بھی طبیعت کی حاضری اور یکسوئی کے ساتھ پڑھنے کا التزام کیجیے جو بالعموم ان صفات الٰہی پر مشتمل ہوتی ہیں۔ قرآن پر نظر رکھنے والے علماء نے قرآن ہی سے ان ننانوے اسمائے الحسنیٰ کو جمع کیا ہے۔

ا۔ اللہ............ یہ خالق کائنات کی ذات کا نام ہے جو تمام اعلیٰ صفات اور خیر و برکت کا سرچشمہ ہے، یہ نام اس کے سوا نہ کبھی کسی کے لیے بولا گیا اور نہ بولنا صحیح ہے۔ اللہ ہی آپ کی محنتوں کا حقیقی مرکز ہے، وہی آپ کی عبادت و قربانی کا تنہا مستحق ہے اور وہی تمام خطرات سے حفاظت کی واحد پناہ گاہ ہے، پس اسی کی محبت سے دل کو آباد رکھیے، اسی کی مخلصانہ عبادت کیجیے اور اسی پر اعتماد اور بھروسہ کیجیے۔

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ (البقرة:156)

"اور ایمان رکھنے والے مومنین اللہ سے شدید محبت رکھتے ہیں۔"

اِنَّاۤ اَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّیْنَ ؕ اَلَا لِلّٰهِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ (الزمر:2)

"اے نبی! یہ کتاب ہم نے آپ کی طرف برحق نازل کی ہے پس اللہ کی عبادت کیجیے، اطاعت کو اس کے لیے خالص کرتے ہوئے اچھی طرح سمجھ لیجیے کہ اطاعت و بندگی صرف اللہ ہی کا حق ہے۔"

قُلْ اِنَّمَاۤ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ وَلَاۤ اُشْرِكَ بِهٖ (الرعد:36)

"کہہ دیجیے مجھے تو بس یہی حکم ملا ہے کہ میں اللہ کی عبادت کروں اور کسی کو بھی اس کا شریک نہ بناؤں۔"

وَعَلَى اللّٰهِ فَلْیَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ (ابراہیم:12)

"اور بھروسہ کرنے والے اللہ ہی پر بھروسہ کرتے ہیں۔"

۲۔الرحمٰن............وہ ذات جس کی رحمت میں انتہائی جوش و خروش ہے اور جو بے پایاں رحم کرنے والی ہے جس نے اپنی رحمت سے انسان کو عظیم ترین نعمتوں سے نوازا ہے۔

اَلرَّحْمٰنُ ۙ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ؕ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۙ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ (الرحمٰن:1-4)

"رحمٰن نے یہ قرآن سکھایا ہے انسان کو پیدا کر کے قوت گویائی سے نوازا۔"

اللہ کی رحمانیت کا سب سے بڑا مظہر یہ ہے کہ اس نے انسان کو قرآن جیسی عظیم نعمت بخشی اور پھر انسان کو قوت گویائی سے نواز کر دوسری مخلوقات میں خصوصی امتیاز عطا فرمایا۔

۳۔الرحیم............وہ ذات جس کا رحم پیہم ہو رہا ہے جس کی دائمی رحمت کا سلسلہ کبھی منقطع نہیں ہوتا۔ دنیا میں بھی اس کی مسلسل رحمت کے سائے ہی میں انسان پرورش پا رہا ہے، ترقی کر رہا ہے نیکیوں کی راہ پر بڑھ رہا ہے، عمل کی مہلت پا رہا ہے اور آخرت میں بھی مومنین اس کی اسی صفت کی برکت سے جنت جیسی آرام گاہ میں عیش و سکون کی زندگی پائیں گے۔

وَ اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (النحل:18)

"اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کا حساب لگانا چاہو تو حساب نہیں لگا سکتے یعنی اللہ کی بے پایاں اور پیہم نعمتوں کا شمار ممکن نہیں، انسان زندگی کے لمحے لمحے میں اللہ کی رحمت و توجہ کا محتاج ہے اور اس کی رحمتوں کی بارش مسلسل ہو رہی ہے۔"

هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَ مَلٰٓئِكَتُهٗ لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا() تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهٗ سَلٰمٌ ۚۖ وَاَعَدَّ لَهُمْ اَجْرًا كَرِيْمًا (احزاب:43-44)

"وہی ہے جو تم پر رحمت فرما رہا ہے، اور اس کے فرشتے تمہارے لیے دعائے رحمت کرتے ہیں تاکہ وہ تمہیں تاریکیوں میں سے نکال کر روشنی میں لائے۔ وہ مومنوں پر بہت ہی رحم فرمانے والا ہے، جس روز وہ اس سے ملاقات کریں گے تو ان کا استقبال سلام سے ہوگا، اور ان کے لیے اللہ نے عزت و اکرام کا صلہ مہیا کر رکھا ہے۔"

۴۔الملك............کائنات کا حقیقی بادشاہ جس کی حکمرانی دونوں جہان میں ہے۔

فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ (المومنون:۱۱۶)

"پس بالا و برتر ہے اللہ، بادشاہ حقیقی۔"

۵۔القدوس............تمام عیوب اور غلطیوں سے سراسر پاک اس لیے اسی کا بھیجا ہوا قانون ہر خطا سے محفوظ ہے۔

۶۔السلام............تمام نقائص اور کمزوریوں سے سلامت اور محفوظ۔

۷۔المؤمن............تمام آفات اور عذاب سے امن و امان میں رکھنے والا۔

۸۔المهيمن............مخلوق کی نگرانی کرنے والا اور خطاؤں سے محفوظ رکھنے والا۔

۹۔العزیز............عزت و اقتدار کا واحد سرچشمہ جس کا اقتدار سب پر حاوی ہے۔

إِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا(یونس:٦٥)

"عزت ساری کی ساری اللہ کے لیے ہے۔"

١٠۔الجبار...........زبردست غلبے اور زور والا مخلوق کی بگڑی بنانے والا۔

١١۔المتکبر...........عظمت و کبریائی کا سرچشمہ، جس کی کبریائی میں کوئی شریک نہیں۔

هُوَ اللّٰهُ الَّذِىْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ۭ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ (الحشر:٢٣)

"وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، بادشاہ حقیقی، پاک ذات، ہر نقص سے سلامت، امن وامان میں رکھنے والا، نگہبان سب پر غالب، زبردست بڑائی والا، پاک و برتر ہے اللہ ان چیزوں سے جن کو یہ لوگ اس کا شریک قرار دیتے ہیں۔"

١٢۔الخالق...........مناسب حال قوتوں اور صلاحیتوں سے آراستہ اور بہترین وجود بخشنے والا۔

١٣۔الباری...........ہر چیز کو عدم سے وجود میں لانے والا، بے مثال موجد۔

١٤۔المصور...........مخلوقات کی صورت گری کرنے والا۔

هُوَ الَّذِيْ يُصَوِّرُكُمْ فِي الْاَرْحَامِ كَيْفَ يَشَاۗءُ ۭ (آل عمران:٦)

"وہی ہے جو (ماؤں کے) رحموں میں جیسی چاہتا ہے تمہاری صورتیں بناتا ہے۔"

صَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ (مؤمن:٦٤)

"اس نے تمہاری صورتیں بنائیں اور بہترین صورتیں بنائیں۔"

هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَاۗءُ الْحُسْنٰى (الحشر:٢٤)

"وہی اللہ ہے کائنات کا خالق، ایجاد واختراع کرنے والا، صورتیں بنانے والا، اور اسی کے لیے ہیں اچھے اچھے نام۔"

١٥۔الغفار...........بہت زیادہ معاف فرمانے والا اور بخشنے والا۔

فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۙ (نوح:١٠)

"اور میں نے کہا کہ اپنے رب سے مغفرت چاہو، وہ بہت زیادہ معاف فرمانے والا ہے۔"

١٦۔القہار...........اپنی مخلوق پر کامل غلبہ اور اختیار رکھنے والا۔

١٧۔الواحد...........اکیلا جس کی ذات وصفات قدرت و حقوق میں کوئی شریک نہیں۔

لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ۭ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ (مؤمن:١٦)

"آج کس کی حکومت ہے، اللہ کی جو ایک ہے اور سب پر غالب ہے۔"

۱۸۔التواب............بندوں کی حالت پر توجہ فرمانے والا اور گنہگاروں کی توبہ قبول کرنے والا۔

ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوبُوا ۚ إِنَّ اللَّهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ (التوبۃ:۱۱۸)

"پھر اللہ نے ان پر توجہ فرمائی کہ یہ توبہ کریں، بے شک اللہ ہی بہت زیادہ توبہ قبول کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔"

۱۹۔الوھاب............بے غرض بخشش اور سخاوت کرنے والا۔

وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً ۚ إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ (آل عمران:۸)

"ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا فرما، بے شک تو بہت بڑا فیاض ہے۔"

۲۰۔الخلاق............ہر طرح، ہر وقت ہر چیز کو پیدا کرنے والا، صفت تخلیق کامل۔

أَوَلَيْسَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِقَادِرٍ عَلَىٰ أَنْ يَخْلُقَ مِثْلَهُمْ ۚ بَلَىٰ وَهُوَ الْخَلَّاقُ الْعَلِيمُ (یسین:۸۱)

"کیا وہ جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا، اس پر قادر نہیں ہے کہ ان جیسوں کو پیدا کر سکے۔ کیوں نہیں وہ بڑا پیدا کرنے والا اور علم رکھنے والا ہے۔"

۲۱۔الرّزاق............اپنی مخلوق کو خوب روزی دینے والا، حاجت روا۔

۲۲۔المتین............نہایت مضبوط و توانا۔

إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ (الذاریات:۵۸)

"بے شک اللہ ہی خوب رزق دینے والا، زور آور اور مضبوط و توانا ہے۔"

۲۳۔الفتاح............مخلوق کے درمیان صحیح فیصلہ کرنے والا مشکل کشا۔

۲۴۔العلیم............بندوں کے ہر قول و عمل اور جذبہ وخیال کا براہ راست جاننے والا۔

قُلْ يَجْمَعُ بَيْنَنَا رَبُّنَا ثُمَّ يَفْتَحُ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ ۚ وَهُوَ الْفَتَّاحُ الْعَلِيمُ (سبا:۲۶)

"کہیے! ہمارا رب ہم کو جمع کرے گا پھر ہمارے درمیان ٹھیک ٹھیک فیصلہ کرے گا، بے شک وہ بڑا ہی منصفانہ فیصلہ کرنے والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔"

۲۵۔المحیط............ساری مخلوق کا احاطہ کرنے والا، کوئی چیز اس کے علم و قدرت سے باہر نہیں ہے۔

وَاللَّهُ مِنْ وَرَائِهِمْ مُحِيطٌ (البروج:۲۰)

"اور اللہ ان کو ہر طرف سے گھیرے ہوئے ہے۔"

۲۶۔القدیر............ہر چیز پر پوری پوری قدرت اور اختیارات رکھنے والا۔

أَنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَأَنَّ اللَّهَ قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا (الطلاق:۱۲)

"یہ کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور یہ کہ اللہ اپنے علم سے ہر چیز کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔"

۲۷۔الحلیم............عذاب دینے میں جلدی نہ کرنے والا، بندوں کو سنبھلنے کا موقع دینے والا۔ بردبار۔

۲۸۔الغفور............بہت زیادہ در گزر فرمانے والا اور پردہ پوشی کرنے والا۔

۲۹۔العفو............ بہت زیادہ در گزر فرمانے والا اور پردہ پوشی کرنے والا۔

۳۰۔الشکور............مخلوق کے اعمال صالحہ کا انتہائی قدر داں۔

اِنَّ اللّٰہَ یُمۡسِکُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ اَنۡ تَزُوۡلَا ۚ وَلَئِنۡ زَالَتَاۤ اِنۡ اَمۡسَکَہُمَا مِنۡ اَحَدٍ مِّنۡۢ بَعۡدِہٖ ؕ اِنَّہٗ کَانَ حَلِیۡمًا غَفُوۡرًا (الفاطر:۴۱)

"حقیقت یہ ہے کہ اللہ ہی ہے جو آسمانوں اور زمین کو ٹل جانے سے روکے ہوئے ہے اور اگر وہ ٹل جائیں تو اللہ کے بعد کوئی دوسرا انہیں تھامنے والا نہیں ہے، بے شک خدا بڑا ہی در گزر کرنے والا بردبار ہے۔"

عَسَی اللّٰہُ اَنۡ یَّعۡفُوَ عَنۡہُمۡ ؕ وَکَانَ اللّٰہُ عَفُوًّا غَفُوۡرًا (النساء:۹۹)

"بعید نہیں کہ اللہ ان کو معاف فرمادے، اللہ بڑا معاف کرنے والا اور در گزر فرمانے والا ہے۔"

وَ قَالُوا الۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡۤ اَذۡہَبَ عَنَّا الۡحَزَنَ ؕ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوۡرٌ شَکُوۡرُ (الفاطر:۳۴)

"اور وہ کہیں گے اللہ کا شکر ہے جس نے ہم سے غم دور کر دیا، بے شک ہمارا رب بہت زیادہ چشم پوشی کرنے والا اور قدر فرمانے والا ہے۔"

۳۱۔العظیم............اپنی ذات وصفات میں عظمت وبزرگی والا۔

فَسَبِّحۡ بِاسۡمِ رَبِّکَ الۡعَظِیۡمِ (الواقعہ:۷۴)

"تم تو اپنے پروردگار بزرگ کے نام کی تسبیح کرتے رہو۔"

۳۲۔الواسع............نہایت وسعت والا، بندوں پر نہایت فراخی کے ساتھ احسان کرنے والا۔

وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ ۚۙ یُّؤۡتِی الۡحِکۡمَۃَ مَنۡ یَّشَآءُ ۚ وَمَنۡ یُّؤۡتَ الۡحِکۡمَۃَ فَقَدۡ اُوۡتِیَ خَیۡرًا کَثِیۡرًا (البقرہ:۲۶۸۔۲۶۹)

"اللہ نہایت فراخ دست اور دانا ہے جس کو چاہتا ہے حکمت عطا کرتا ہے اور جس کو حکمت ملی اس کو حقیقت میں عظیم دولت مل گئی۔"

۳۳۔الحکیم............نظام کائنات اور بندوں کے معاملے میں انتہائی دانائی کے ساتھ فیصلہ کرنے والا۔

اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلِیۡمًا حَکِیۡمًا ٭ یُّدۡخِلُ مَنۡ یَّشَآءُ فِیۡ رَحۡمَتِہٖ ؕ وَ الظّٰلِمِیۡنَ اَعَدَّ لَہُمۡ عَذَابًا اَلِیۡمًا (الدھر:۳۰)

"بے شک اللہ بہت جاننے والا اور دانائی کے فیصلے کرنے والا ہے جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت میں داخل فرمالیتا ہے اور ظالموں کے لیے اس نے دکھ دینے والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔"

۳۴۔الحی............زندگی کا سرچشمہ، موت، نیند اور اونگھ سے پاک۔

تَوَکَّلۡ عَلَی الۡحَیِّ الَّذِیۡ لَا یَمُوۡتُ (فرقان:۵۸)

"اور بھروسہ کیجیے اس زندہ رہنے والے پر جس کو کبھی موت نہ آئے گی۔"

۳۵۔القیوم..........کائنات کے نظام کو سنبھالنے والا اور قائم رکھنے والا۔

اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ ۚ اَلۡحَیُّ الۡقَیُّوۡمُ ۬ۚ لَا تَاۡخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَوۡمٌ(بقرہ:۲۵۵)

"اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ زندہ جاوید، نظام کائنات کو سنبھالے ہوئے ہے نہ اس کو اونگھ آتی ہے اور نہ نیند۔"

۳۶۔السمیع..........بندوں کی سننے والا، بندوں سے پوری طرح واقف۔

۳۷۔البصیر..........بندوں کے اعمال و معاملات پر نگاہ رکھنے والا، تاکہ ان کے درمیان صحیح صحیح فیصلہ کرے۔

وَ اللّٰہُ یَقۡضِیۡ بِالۡحَقِّ ؕ وَ الَّذِیۡنَ یَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِہٖ لَا یَقۡضُوۡنَ بِشَیۡءٍ ؕ اِنَّ اللّٰہَ ہُوَ السَّمِیۡعُ الۡبَصِیۡرُ (المؤمن:۲۰)

"اور اللہ ٹھیک بے لاگ فیصلہ فرمائے گا۔ وہ جن کو یہ اللہ کو چھوڑ کر پکارتے ہیں وہ کسی چیز کا فیصلہ کرنے والے نہیں بے شک اللہ ہی سب کچھ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔"

۳۸۔اللطیف..........نہایت ہی باریک بین، باریک ترین تدابیر اختیار کرنے والا۔

۳۹۔الخبیر..........بندوں کی ہر بات کی پوری پوری خبر رکھنے والا۔

یٰبُنَیَّ اِنَّہَاۤ اِنۡ تَکُ مِثۡقَالَ حَبَّۃٍ مِّنۡ خَرۡدَلٍ فَتَکُنۡ فِیۡ صَخۡرَۃٍ اَوۡ فِی السَّمٰوٰتِ اَوۡ فِی الۡاَرۡضِ یَاۡتِ بِہَا اللّٰہُ ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَطِیۡفٌ خَبِیۡرٌ (لقمان:۱۶)

"پیارے بیٹے! کوئی چیز رائی کے دانے کے برابر بھی ہو اور کسی چٹان میں یا آسمان یا زمین میں چھپی ہوئی ہو اللہ اس کو نکال لائے گا، بے شک اللہ باریک بین اور باخبر ہے۔"

۴۰۔العلی..........انتہائی اونچا اور بلند مرتبے والا۔

۴۱۔الکبیر..........انتہائی بزرگ اور بڑائی والا جس کی بڑائی میں کوئی شریک اور مقابل نہیں۔

۴۲۔الحق..........جس کا وجود برحق ہے اور کسی کے انکار سے اس کے برحق ہونے پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

ذٰلِکَ بِاَنَّ اللّٰہَ ہُوَ الۡحَقُّ وَ اَنَّ مَا یَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِہِ الۡبَاطِلُ ۙ وَ اَنَّ اللّٰہَ ہُوَ الۡعَلِیُّ الۡکَبِیۡرُ (لقمان:۳۰)

"یہ اس لیے کہ اس کا وجود برحق ہے اور وہ سب باطل ہیں جنھیں اللہ کو چھوڑ کر یہ لوگ پکارتے ہیں اور یہ کہ اللہ ہی بلند اور بڑائی والا ہے۔"

۴۳۔المبین..........حق کو کھولنے والا اور حق کو حق کر دکھانے والا۔

وَ یَعۡلَمُوۡنَ اَنَّ اللّٰہَ ہُوَ الۡحَقُّ الۡمُبِیۡنُ (النور:۲۵)

"اور وہ جان لیں گے کہ اللہ ہی حق ہے سچ کو سچ کر دکھانے والا۔"

۴۴۔المولیٰ..........مومنوں کی حمایت اور پشت پناہی کرنے والا۔ حقیقی آقا، کارساز

۴۵۔ النصیر...........مومنوں کی نصرت وحمایت کرنے والا۔

وَ اعْتَصِمُوْا بِاللّٰہِ ؕ ہُوَ مَوْلٰکُمْ ۚ فَنِعْمَ الْمَوْلٰی وَ نِعْمَ النَّصِیْرُ (الحج:۷۸)

"اوراللہ سے وابستہ ہو جاؤ، وہی تمہارا حقیقی آقا ہے کیا ہی بہترین حامی ہے اور کیا ہی خوب مدد گار۔

ذٰلِکَ بِاَنَّ اللّٰہَ مَوْلَی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ اَنَّ الْکٰفِرِیْنَ لَا مَوْلٰی لَہُمْ (محمد:۱۱)

"یہ اس لیے کہ جو مومن ہیں ان کا آقا اور کار ساز اللہ ہے اور کافروں کا کوئی حامی وکار ساز نہیں۔"

۴۶۔ الکریم...........عالی ظرفی کے ساتھ بخشش اور سلوک کرنے والا۔

یٰۤاَیُّہَاالْاِنْسَانُ مَا غَرَّکَ بِرَبِّکَ الْکَرِیْمِ o الَّذِیْ خَلَقَکَ فَسَوّٰکَ فَعَدَلَکَ o فِیْۤ اَیِّ صُوْرَۃٍ مَّا شَآءَ رَکَّبَکَ o (الانفطار۶تا۸)

"اے انسان تجھ کو کس چیز نے تیرے اپنے رب کریم کے معاملے میں دھوکے میں ڈال رکھا ہے، وہ رب جس نے تجھے پیدا کرنے کا منصوبہ بنایا پھر تیری ساخت کو ٹھیک ٹھاک کیا۔ پس تجھے نہایت موزوں بنایا اور جس شکل میں چاہا تجھے ترکیب دیا۔"

۴۷۔ الغنی...........مخلوقات سے مستغنی اور بے نیاز۔

۴۸۔ الحمید...........اپنی ذات میں پاکیزہ خوبیوں والا، جو کسی کی تعریف وثنا کا محتاج نہیں۔

وَمَنْ یَّشْکُرْ فَاِنَّمَا یَشْکُرُ لِنَفْسِہٖ ۚ وَمَنْ کَفَرَ فَاِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ حَمِیْدٌ (لقمان:۱۲)

"جو کوئی شکر کرے اس کا شکر اس کے اپنے لیے ہی مفید ہے اور کفر کرے تو خدا بے نیاز اور آپ سے آپ پاک صفات والا ہے۔"

۴۹۔ القوی...........نہایت قوت والا، جس کے آگے کسی کا زور نہیں چلتا۔

۵۰۔ الشدید...........نہایت سخت پکڑ کرنے والا جس کی پکڑ سے بچنا ممکن نہیں۔

کَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِہِمْ ؕ کَفَرُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰہِ فَاَخَذَہُمُ اللّٰہُ بِذُنُوْبِہِمْ ؕ اِنَّ اللّٰہَ قَوِیٌّ شَدِیْدُ الْعِقَابِ (الانفال:۵۲)

"جس طرح آل فرعون اور ان سے پہلے کے لوگوں کے ساتھ معاملہ پیش آیا ہے، انہوں نے اللہ کی آیات کو ماننے سے انکار کر دیا اور اللہ نے ان کے گناہوں پر انہیں پکڑ لیا، اللہ زبردست قوت والا اور سخت سزا دینے والا ہے۔"

۵۱۔ الرقیب...........بندوں کے اعمال ومعاملات کی نگرانی کرنے والا۔

اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلَیْکُمْ رَقِیْبًا (النساء:۱)

"یقین جانو کہ خدا تمہاری نگرانی کر رہا ہے۔"

۵۲۔ القریب...........بندوں سے نہایت نزدیک رہنے والا۔

۵۳۔ المجیب...........بندوں کی دعائیں سننے اور قبول کرنے والا۔

وَ اِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ؕ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ (البقرہ:۱۸۶)

"اور جب میرے بندے میرے متعلق آپ سے پوچھیں تو انہیں بتائیے کہ میں ان سے نہایت قریب ہوں، پکارنے والا، جب مجھے پکارتا ہے تو میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں۔"

فَاسْتَغْفِرُوْہُ ثُمَّ تُوْبُوْا اِلَیْہِ ؕ اِنَّ رَبِّیْ قَرِیْبٌ مُّجِیْبٌ (ہود:۶۱)

"پس تم اس سے مغفرت چاہو، اور اس کے حضور توبہ کرو۔ یقیناً میرا رب قریب ہے اور دعاؤں کو قبول کرنے والا ہے۔"

۵۴۔ الوکیل............بندوں کے کام بنانے کی ذمہ داری لینے والا، کارساز ہے

وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ (آل عمران:۱۷۳)

"اور انہوں نے کہا ہمارے لیے اللہ کافی ہے اور وہی بہترین کارساز ہے۔"

۵۵۔ الحسیب............بندوں سے باز پرس کرنے اور حساب لینے والا۔

اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ حَسِیْبًا (النساء:۸۶)

"بے شک اللہ ہر چیز کا حساب لینے والا ہے۔"

۵۶۔ الجامع............جسم کے ریزوں کو اکٹھا کرنے والا اور حشر کے دن بندوں کو جمع کرنے والا۔

رَبَّنَآ اِنَّکَ جَامِعُ النَّاسِ لِیَوْمٍ لَّا رَیْبَ فِیْہِ (آل عمران:۹)

"اے ہمارے رب! یقیناً تو انسانوں کو اس دن جمع کرے گا جس کے آنے میں کوئی شک نہیں۔"

۵۷۔ القادر............ہر کام کے کرنے کی طاقت و قدرت رکھنے والا۔

اَیَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَلَّنْ نَّجْمَعَ عِظَامَہٗ ؕ o بَلٰی قٰدِرِیْنَ عَلٰٓی اَنْ نُّسَوِّیَ بَنَانَہٗ (القیامہ:۳۔۴)

"کیا انسان یہ خیال کرتا ہے کہ ہم اس کی (ریزہ ریزہ بکھری ہوئی) ہڈیاں اکٹھی نہیں کریں گے؟ ضرور کریں گے ہم اس پر قادر ہیں کہ اس کی پور پور کو درست کر دیں۔

۵۸۔ الحفیظ............بندوں کو ہر آفت اور مصیبت سے بچانے والا۔

اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ حَفِیْظٌ (ہود:۵۷)

"بے شک میرا رب ہر چیز کی حفاظت کرنے والا ہے۔"

۵۹۔ المقیت............مخلوق کو ٹھیک ٹھیک حصہ دینے پر پوری طرح قادر۔ روزہ دینے والا۔

وَکَانَ اللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ مُّقِیْتًا (النساء:۸۵)

"اور اللہ ہر چیز کو ٹھیک حصہ دینے پر قادر ہے۔"

۶۰۔ الودود............بندوں سے بے پناہ محبت رکھنے والا۔

۶۱۔ المجید............بزرگی اور شرف والا۔

وَ ہُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ o ذُو الْعَرْشِ الْمَجِیْدُ o (البروج:15,14)

"اور وہ بہت زیادہ پردہ پوش، بے پناہ محبت کرنے والا، صاحب عرش، بزرگی اور شرف والا ہے۔"

۶۲۔ الشھید............ہر جگہ حاضر و ناظر ہر چیز پر نگاہ رکھنے والا۔

وَ اللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَہِیْدٌ (مجادلہ:۶)

"اور اللہ ہر چیز پر نگاہ رکھنے والا ہے۔"

۶۳۔ الوارث............ہر چیز کا حقیقی مالک جس کی ملکیت کبھی ختم نہیں ہوگی۔

۶۴۔ الحی............مخلوق کو زندگی دینے والا،

وَ اِنَّا لَنَحْنُ نُحْیٖ وَنُمِیْتُ وَنَحْنُ الْوٰرِثُوْنَ (الحجر:۲۳)

"اور ہم ہی زندگی اور موت دینے والے ہیں اور ہم ہی اصل وارث اور مالک ہیں۔"

۶۵۔ الولی............مومنوں کا حامی و سرپرست۔

۶۶۔ الفاطر............ہر چیز کا بنانے والا۔

فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَنْتَ وَلِیّٖ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ (یوسف:۱۰۱)

"آسمانوں اور زمین کے بنانے والے! تو ہی میرا سرپرست ہے دنیا میں اور آخرت میں۔"

۶۷۔ المالك............ہر چیز کا حقیقی مالک جس کے سامنے سب عاجز اور بے بس ہیں۔

مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ (فاتحہ:۳)

"جزا کے دن کا مالک۔"

۶۸۔ المقتدر............ہر چیز پر پورا پورا اقتدار رکھنے والا، جو کسی کام میں مجبور نہیں۔

۶۹۔ المليك............کامل اختیار رکھنے والا بادشاہ۔

اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّ نَہَرٍ ۝ فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِیْکٍ مُّقْتَدِرٍ (القمر:۵۵)

"متقی لوگ باغوں اور نہروں میں ہوں گے، کامل اختیار رکھنے والے بادشاہ کی بارگاہ عزت میں۔"

۷۰۔ الاوّل............وہ جو ساری مخلوقات کی تخلیق سے پہلے موجود تھا۔

۷۱۔ الآخر............وہ جو ساری مخلوقات کی فنا کے بعد موجود رہے گا۔

۷۲۔ الظاھر............جس کی خدائی ذرے ذرے سے عیاں ہے۔

۷۳۔ الباطن............نگاہوں سے پوشیدہ اور مخفی۔

ہُوَ الْاَوَّلُ وَ الْاٰخِرُ وَ الظَّاہِرُ وَ الْبَاطِنُ (الحدید:۳)

"وہ سب سے پہلا سب سے پچھلا سب پر ظاہر اور سب کی نگاہوں سے پوشیدہ۔"

۷۴۔**القاھر**............بندوں پر کامل غلبہ اور اختیارات رکھنے والا۔

وَ ہُوَ الْقَاہِرُ فَوْقَ عِبَادِہٖ(انعام:۱۸)

"اور وہ اپنے بندوں پر کامل غلبہ رکھتا ہے۔"

۷۵۔**الکافی**............جو بندوں کی ہر ضرورت کے لیے خود کافی ہے۔

اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ (الزمر:۳۶)

"کیا اللہ اپنے بندوں کے لیے خود کافی نہیں ہے۔"

۷۶۔**الشاکر**............بندوں کی سعی و عمل کا قدر دان۔

وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا(النساء:۱۴۷)

"اور اللہ قدر دان اور علیم ہے۔"

۷۷۔**المستعان**............وہ ذات جس سے مدد مانگی جاسکتی ہے۔

وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ(یوسف:۱۸)

"اور اللہ ہی سے مدد مانگی جاسکتی ہے،"

۷۸۔**البدیع**............بغیر کسی نظیر کے پیدا کرنے والا بے مثال موجد۔

بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (بقرہ:۱۱۷)

"آسمانوں اور زمین کا بے مثال موجد۔"

۷۹۔**الغافر**............گناہوں کو معاف فرمانے والا۔

غَافِرِ الذَّنْبِ وَ قَابِلِ التَّوْبِ (مؤمن:۳)

"گناہ کو معاف کرنے اور توبہ قبول کرنے والا۔"

۸۰۔**الحاکم**............اپنی مخلوق پر حکومت کرنے والا۔واحد فرمانروا اور قانون ساز۔

اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ (انعام:۵۱)

"فرمانروئی صرف اللہ کا حق ہے۔"

۸۱۔**الغالب**............کامل اختیار اور پورا قابو رکھنے والا۔

وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰى اَمْرِهٖ(یوسف:۲۱)

"اور اللہ اپنے کام پر پورا قابو رکھتا ہے۔"

۸۲۔الحکم...........الحکم۔بے لاگ فیصلہ کرنے والا۔

اَفَغَیْرَ اللّٰہِ اَبْتَغِیْ حَکَمًا(انعام:۱۱۴)

"توکیامیں اللہ کے سوا حکم تلاش کروں۔"

۸۳۔العالم...........العالم۔کھلے چھپے سے پوری طرح واقف۔

۸۴۔المتعال...........المتعال،ہر حال میں بلند و بالا رہنے والا۔

عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّہَادَۃِ الْکَبِیْرُ الْمُتَعَالِ (الرعد:۹)

"پوشیدہ اور ظاہر ہر چیز سے واقف ہے،بزرگ اور برتر۔"

۸۵۔الرفیع...........الرفیع،بلند و برتر درجات والا۔

رَفِیْعُ الدَّرَجٰتِ ذُو الْعَرْشِ(مومن:۱۵)

"بلند درجات والا صاحب عرش۔"

۸۶۔الحافظ...........الحافظ،آفات و حادثات سے حفاظت کرنے والا۔

۸۷۔المنتقم...........المنتقم،اپنے اور اپنے مخلصین کے دشمنوں سے بدلہ لینے والا۔

فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِیْنَ اَجْرَمُوْا ؕ وَکَانَ حَقًّا عَلَیْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ (الروم:۴۱)

"پھر جن لوگوں نے جرم کیا ان سے ہم نے انتقام لیا اور ہم پر یہ حق تھا کہ ہم مومنوں کی مدد کریں۔"

۸۸۔القآئم القسط...........القائم بالقسط،عدل و انصاف کے ساتھ تدبیر و نظم کرنے والا۔

۸۹۔الالہ...........الالہ معبود،جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

قَآئِمًا بِالْقِسْطِ ؕ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ(آل عمران:۱۸)

"عدل کے ساتھ نظم کرنے والا،واحد معبود۔"

۹۰۔الھادی...........سیدھی راہ دکھانے والا،رسول اور کتاب بھیجنے والا۔

وَ اِنَّ اللّٰہَ لَہَادِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ (الحج:۵۴)

"یقیناً اللہ ایمان والوں کو سیدھی راہ دکھاتا ہے۔"

۹۱۔الرؤف...........بندوں پر انتہائی مہربانی کرنے والا۔

وَاللّٰہُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ(بقرہ:۲۰۷)

"اور اللہ اپنے بندوں پر نہایت مہربان ہے۔"

۹۲۔النور............دونوں جہان کو روشن کرنے والا، روشنی کا سرچشمہ۔

اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ (نور:۳۵)

"اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔"

۹۳۔الاکرم............عزت و شرف والا، بندوں کے ساتھ عالی ظرفی کا معاملہ کرنے والا۔

اِقْرَاْ وَ رَبُّکَ الْاَکْرَمُ (العلق:۳)

"پڑھیے اور آپ کا رب بڑے ہی کرم والا ہے۔"

۹۴۔الاعلیٰ............سب سے بلند و بالاتر۔

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلَی (الاعلی:۱)

"اپنے بلند و برتر رب کے نام کی تسبیح کیجیے۔"

۹۵۔البر............اپنی مخلوق کے ساتھ احسان کرنے والا۔

اِنَّہٗ ہُوَ الْبَرُّ الرَّحِیْمُ (الطور:۲۸)

"بے شک وہ بڑا ہی احسان کرنے والا مہربان ہے۔

۹۶۔الرب............پرورش کرنے والا، ہر طرح کے خطرات سے بچاتے ہوئے اور ارتقاء کے تمام اسباب فراہم کرتے ہوئے منزل کمال تک پہنچانے والا، آقا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (فاتحہ:۱) "شکر اللہ، جہانوں کے رب کے لیے۔"

۹۷۔الحفی............مخلوق کا بہت زیادہ خیال رکھنے والا نہایت مہربان۔

اِنَّہٗ کَانَ بِیْ حَفِیًّا (مریم:۴۷)

"بے شک وہ مجھ پر نہایت مہربان ہے۔"

۹۸۔الاحد............یکتا، بے مثال، جس کا کوئی ہمسر نہیں۔

قُلْ ہُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ (الاخلاص:۱) "کہہ دیجیے کہ وہ اللہ ایک ہے۔"

۹۹۔الصمد............بے نیاز، جو کسی کا محتاج نہیں اور سب اس کے محتاج ہیں۔

اَللّٰہُ الصَّمَدُ (الاخلاص:۲) "اللہ بے نیاز ہے۔"